

تذکرہ قادریہ مجددیہ غفورِ ربیہ

197

# احوال العارفين

قطب الاولیاء غازی اسلام حضرت اخوند عبد الغفور صاحبِ سوائت قدس سرہ (۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۷ء)  
اُن کے مشائخ عظام اور خلفاء کرام کا ایسا ان افروز تذکرہ  
ڈیڑھ سو سے زائد بزرگانِ دین کے حالات و کمالات کا مجموعہ

مؤلفہ

جناب حافظ غلام فرید صاحب

نذیر سنز پبلشرز

۴۰ سٹریٹ، اردو بازار ○ لاہور



✓ ۲۹۷۶۶۹۲  
ع ۵۸۴  
۲۲۲۶۶

اشاعت اول : اگست ۱۹۷۹ء

نام کتاب : احوال العارفین  
مصنف : حافظ غلام فرید  
ناشر : نذیر حسین

نذیر سنٹر پبلشرز۔ ۴۰۔ اے اردو بازار لاہور

منظور پرنٹنگ پریس لاہور

۳۹/۰۰

مطبع  
قیمت

## عرض مؤلف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلاة والسلام علی رسول خیر

خلقه سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

برادران اسلام کی خدمت میں مورد بابت عرض ہے کہ باوجود اپنی کم علمی کے مجھے یہ شوق پیدا ہوا کہ اپنے حضرت اقدس قطب الارشاد مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ ادرمان کے مشائخ قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ صابریہ، نظامیہ، سہروردیہ، کبرویہ، مداریہ اور قلندریہ اور شطاریہ وغیرہ سلاسل پر کچھ لکھوں۔ سو الحمد للہ تھوڑا تھوڑا تلاش کرنے کرتے بہت کچھ جمع ہو گیا۔ اول سلسلہ چشتیہ صابریہ نظامیہ مختصراً لکھا، پھر سلسلہ قادریہ مجددیہ کو ایک کتابی شکل میں جمع کیا جس کو جناب مکرم حضرت صوفی سید انور حسین صاحب نفیس تم مدظلہ نے کمال محبت و شفقت اور نوازش سے لے لیا کہ ہم انشاء اللہ اس کی کتابت اور طباعت کا انتظام فرمائیں گے، چونکہ یہ سلسلہ بہت طویل و عریض تھا اس لیے مناسب خیال کیا گیا کہ سلسلہ قادریہ مجددیہ کی طرف ایک مقتدر شاخ غفوریہ رحیمیہ کا انتخاب کر لیا جائے۔ چنانچہ اسے احوال العارفین کے نام سے مرتب کر دیا ہے۔ خاتماہ عالیہ راتپور مختلف سلاسل طریقت کا مجمع اور مرکز

ہے۔ ہمارے شیخ ایشیہ قطب العالم حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم راتپوری قدس سرہ اولاً شیخ المشائخ شاہ عبدالرحیم سہارنپوری قدس سرہ (م ۱۳۰۳ھ) کے مرید و خلیفہ تھے۔ جن کا تعلق بیعت و خلافت مجاہد اسلام شیخ المشائخ حضرت اخوند عبدالغفور صاحب سوات سے تھا۔ ثانیاً انہیں مجدد العصر قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ (م ۱۳۲۳) سے بھی جملہ سلاسل طریقت کی اجازت و خلافت کا مجدد و شرف حاصل تھا۔

حضرت اخوند صاحب سوات قدس سرہ برصغیر پاک و ہند کے جلیل القدر مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کا سلسلہ افغانستان اور ایران تک پھیلا ہوا ہے۔

پیش نظر کتاب تذکرہ احوال العارفین اسی سلسلہ عالیہ کے حالات و کمالات پر مشتمل ہے۔ ان حضرات و مشائخ کرام کے حالات جمع کرنے میں مجھ ایسے مجاہدان، مہمگیر اور دنیاوی اور مالی لحاظ سے نان شبینہ کے محتاج اور وسائل سے بالکل تہی دست ہونے کے باوجود میری اوپر ایک دیوانگی سی سوار تھی، جس نے ہر وقت اسی ٹوہ میں لگائے رکھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک کرشمہ ہے کہ ایسے عاجز سے اتنا بڑا کام لے لیا ہے جو علماء کی مجالس کے آداب سے بھی بے بہرہ تھا۔ اس سلسلہ میں حالات جمع کرنے اور تلاش کرنے میں مجھے ملک کے کونے کونے کے سفر و پیش آئے مثلاً کراچی، لاہور، خانیوال، ملتان، مظفر گڑھ، کوٹ ادو، میانوالی، خانقاہ سراجیہ کنڈیاں، دریخان، بٹکھ، اوکاڑہ، حضرو، لائل پور، راول پنڈی، تورڈیہ، ضلع مردان، بکی، پرہو، پوٹل، سخاکوٹ، مالاکنڈ، ایجنسی، بٹ خیل، اللہ ڈھند، ڈیہری، سوات، سید شریف، پشاور، ماشو لگر، حضرت حاجی گل صاحب لنڈی کوتلی، اشخیل، عمر زئی تحصیل چارسدہ وغیرہ مقامات کے اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر سفر کیے جن کی تفصیل بہت لمبی ہے۔ ہم نے تو یہ صرف اپنے حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے مشائخ کرام رحمتہ اللہ علیہ کے سلسلے کے تعلق کی بناء پر یہ ساری کوششیں کیں۔ ورنہ اس سے پہلے بہت سے تذکرے مثلاً تذکرہ علماء و مشائخ حیدر اور تذکرہ صوفیائے حیدر، روحانی رابطہ جیسی مشہور مؤرخین اور مصنفین کی کتابیں اور تذکرے موجود ہیں جن کی علمیت اور افادیت محقق ہونے کے علاوہ شہرہ آفاق تھی۔ مگر چونکہ ان دو ادین میں ہمارے شیخ کے متوسلین احباب کی راہنمائی پوری طرح نہ ہو سکتی تھی اس لئے یہ ریزہ جینی مختلف مقامات سے کرتا پڑی۔ اور بحمد اللہ وہ گوہر مفقود صفحات آئندہ میں ایک بیش بہا ذخیرہ کے طور پر مرتب ہوا، جو ہماری قلبی پیاس کے بجھانے میں آجیا اور طلب حقیقی کے حصول کے لئے خضر راہ کا کام دے گا۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ۔

جہاوریان، ضلع سرگودھا

حقر عدم فریب



# احوال العارفين

## فہرست

دیباچہ: نفیس الحسینی

۷۳	حضرت حافظ محمد صدیق بشوانظمیؒ	۱۱	بسم اللہ الرحمن الرحیم
۷۷	حضرت شیخ حافظ محمد حبیب عمر زئیؒ	۱۵	باب اول
۸۲	حضرت شیخ محمد شعیب تورڈھیریؒ	۲۶	نرت سید آدم بنوریؒ
۹۸	قطب ربانی حضرت اخوند عبد الغفور حبیب سواتؒ	۳۲	نرت شیخ فرید پشادریؒ
۱۱۹	قطب زمانہ حضرت حاجی شاہ عبد الرحیم بہادر پوریؒ	۴۱	نرت سید عبد اللہ المعروف حاجی بہادر کوہاٹیؒ
	باب دوم	۴۶	نرت شیخ مانون یوسف زئی پشادریؒ
۱۲۴	قطب عالم حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم رائپوریؒ	۴۸	نرت شیخ اخون محمد نعیم شکر ہاریؒ
۱۴۳	حضرت مولانا اللہ بخش بہادر لنگریؒ	۵۲	نرت سید شاہ محمد سعدویؒ
۱۶۱	حضرت میاں عبد الرحمن تھانویؒ	۵۶	نرت حاجی سعد اللہ وزیر آبادیؒ
۱۷۷	حضرت منشی رحمت علی جان دھریؒ	۵۷	نرت میاں عبد الحمی سندھیؒ
	قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ	۵۸	نرت شیخ سعدی بنجاری لاہوریؒ
۱۸۲	عبد القادر رائپوری قدس سرہ العزیز	۶۰	نرت شیخ محمد یحییٰ اٹکیؒ
۲۱۶	ایک مرد با خدا	۶۳	نرت شیخ حبیب پشادریؒ
۲۱۷	شجرہ ہائے طریقت	۶۶	نرت شیخ شاہ شہباز پشادریؒ
۲۲۴	امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	۶۸	نرت شاہ محمد مؤمن لکریؒ
۲۲۷	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ		
۲۲۹	حضرت مولانا محمد اشفاق حبیب رائپوریؒ		

۲۸۰	حضرت مولانا عبد الجلیل صاحب مظلہ دھڑیان شریف	۲۳۰	حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رانی پوری مظلہ
۲۸۲	حضرت مولانا عبد الوحید صاحب مظلہ	۲۳۲	حضرت مولانا فضل احمد صاحب رانی پوری
۲۸۳	حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب دریا خان	۲۳۵	حضرت مولانا محمد ابراہیم سلیم پوری میاں پھول
۲۸۴	حضرت مولانا محمود الحسن صاحب	۲۳۹	حضرت مولانا عبد العزیز رانی پوری صاحب مظلہ
۲۸۵	حضرت مولانا افتخار الحسن صاحب مظلہ کاندھلوی	۲۴۱	حضرت میر جی عبد اللطیف پیچہ وطنی
۲۸۶	حضرت مولانا حافظ عبد الرشید رانی پوری	۲۴۳	حضرت مولانا محمد عبد اللہ فاروقی
۲۸۷	حضرت مولانا عبد المنان مظلہ راولپنڈی	۲۴۷	حضرت مولانا محمد عبد اللہ دھرم کوٹی
۲۸۹	حضرت صوفی عبد الخالق صاحب مظلہ ملتان	۲۵۰	حضرت مولانا محمد صاحب انوری فیصل آبادی
۲۹۰	حضرت ڈاکٹر محمد امیر صاحب گورداسپوری	۲۵۲	حضرت مولانا غلام رسول جالندہری شیخوپوری
۲۹۱	حضرت قاری محمد شبیر صاحب لکھنوی	۲۵۵	حضرت مولانا محمد عبد اللہ رانی پوری مظلہ ساہیوال
۲۹۲	حضرت مولانا جمیل احمد میواتی مظلہ رانی پور	۲۵۷	حضرت مولانا سید محمد اسحاق سنسار پوری
۲۹۲	حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب مظلہ بہاولنگری	۲۵۸	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مظلہ
۲۹۴	حضرت خان محمد یوسف خان مظلہ	۲۶۵	حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مظلہ لکھنوی
۲۹۵	حضرت سید انور حسین شاہ صاحب نفیس الحسنی مظلہ	۲۶۱	حضرت مولانا صوفی عبد الرحمن لدھیانوی
۲۹۷	حضرت مولانا قاضی عبد القادر صاحب مظلہ	۲۶۱	حضرت مولانا سید فخر الحسن دیوبندی مظلہ
۳۰۲	حضرت مولانا سید نبی احمد شاہ صاحب گیلانی	۲۶۲	حضرت میاں منظور محمد صاحب مظلہ مقیم گوجرہ
۳۰۷	حضرت مولانا محمد اکرم صاحب مظلہ	۲۶۳	حضرت مولانا عبد العزیز صاحب مظلہ ساہیوال
۳۰۹	حضرت صاحبزادہ محمد حسین صاحب مظلہ ٹہنی	۲۶۴	حضرت سید مسعود علی آزاد فتحپوری
	<b>باب سوم</b>	۲۶۷	حضرت مولانا سعید احمد صاحب مظلہ ڈوگری
۳۱۱	حضرت مولانا محمد امیر باند خان سہارنپوری	۲۶۸	حضرت مولانا انیس الرحمن لدھیانوی
۳۱۶	حضرت حاجی محمد اسماعیل صاحب	۲۸۲	حضرت صوفی شہیر محمد صاحب قادری مظلہ



۳۸۵	حضرت مولانا قاضی سمیع الحق کٹرودی	۳۲۰	حضرت حاجی ولی محمد صاحب
۳۸۶	حضرت قاری عبدالمستقان اکبرپوری	۳۲۱	حضرت مولانا نصیر الدین صاحب مصطفیٰ آبادی
۳۸۷	حضرت حاجی شیراٹھ المعروف پلوڈن فقیر مدظلہ	۳۲۲	حضرت حاجی محبوب خان بھوانی
۳۸۸	حضرت سید کا کا بنوری کاظمی	۳۲۳	حضرت حاجی خلیفہ رحیم بخش ریواٹری
۳۸۹	حضرت مولانا ولی اللہ قادری تیراہ آزاد علاقہ	۳۲۴	حضرت حاجی مولانا عبد الرحمن صاحب کھارونی
۳۹۰	حضرت مولانا محمد عمر شاہ کربوخی	۳۲۵	حضرت مولانا محمد عبد اللہ شاہ صاحب کرنالی
۳۹۱	حضرت مولانا عبد الوہاب مانکی شریف	۳۲۶	حضرت مولانا مولانا بخش صاحب کرنالی
۳۹۲	حضرت مولانا محمد تسلیم عرف شلمان بابا	۳۲۷	حضرت مولانا اشتیاق احمد دیوبندی
۳۹۳	حضرت حاجی گل آکشی خیل	۳۲۸	حضرت مولانا طفیل احمد صاحب مدظلہ کراچی
۳۹۴	حضرت مولانا عبد العزیز عرف شیخ گل مدظلہ	۳۲۹	حضرت حاجی نظام الدین صاحب مدظلہ کراچی
۳۹۵	حضرت مولانا عبد الحنان المعروف بابا یار حسین	۳۳۰	حضرت مولانا شاہ ابوالحسن سہارنپوری
۳۹۶	حضرت مولانا جلال الدین نوکیلی	۳۳۱	حضرت مولانا عبد الخالق صاحب مہمی
۳۹۷	حضرت مولانا محمد گل رحیم اسماری	۳۳۲	حضرت مولانا عبد السلام صاحب مدظلہ
۳۹۸	حضرت مولانا میر احمد صاحب تیراہی پاپان	۳۳۳	حضرت قاری عبد الکریم نصیر آبادی
۳۹۹	حضرت اخوندزادہ محمد شریف تیراہی پاپان	۳۳۴	حضرت مولانا فیض محمد صاحب مصطفیٰ آبادی
۴۰۰	حضرت مولانا شاستہ گل	۳۳۵	حضرت مولانا نور محمد صاحب لدھیانوی
۴۰۱	حضرت مولانا شاہ صنم	۳۳۶	باب چہارم
۴۰۲	حضرت مولانا عبد القادر	۳۳۷	مجاہد کبیر حضرت مولانا نجم الدین المعروف ڈیڑے قلات
۴۰۳	حضرت مولانا فضل الہی محضو	۳۳۸	حضرت فازی صوفی عالم گل سنگھ باری
۴۰۴	حضرت مولانا قاضی سلطان محمود قادری	۳۳۹	حضرت حاجی فضل واحد صاحب ترنگونی
۴۰۵	حضرت مولانا قاضی محبوب عالم صاحب مدظلہ	۳۴۰	حضرت حاجی محمد امین صاحب مجاہد آبادی

- حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب دہلوی ۴۳۶ حضرت صوفی سید اکرم علیشاہ بنگالی ۴۸۰
- حضرت مولانا حاجی احمد علی کابل ۴۴۰ حضرت صوفی محمد اسرار سیل شہید ۴۸۱
- حضرت مولانا فقیر اللہ بکوٹی ۴۴۲ حضرت مولانا شیخ الطیار میاں نصیر احمد ۴۸۲
- حضرت مولانا قاضی عبد المجید پرمولی ۴۴۶ حضرت مولانا محمد ایوب حسنا محدث دہلوی ۴۸۵
- حضرت مولانا قاضی عبد الحق ۴۵۰ حضرت مولانا عبد الرحیم پوپلزی ۴۸۶
- حضرت مولانا حمید اللہ عرف اسوٹ بابا ۴۵۳ حضرت مولانا عبد القیوم صاحب پشاور دی ۴۸۸
- حضرت مولانا محمود مردانی ۴۵۶ حضرت مولانا شاہ فضل الہ آبادی ۴۸۹
- حضرت مولانا قاضی فضل اللہ ۴۵۷ حضرت مولانا سعد اللہ (ملاں متان) ۴۹۱
- حضرت مولانا صاحبزادہ عبد القادر ۴۵۸ سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ غفوریہ ۴۹۲
- حضرت مولانا عبد القدیر ۴۵۹ شیخ الشیخ حضرت شیخ کبیر الدین محمد عرف شاہ دولہ گجراتی ۴۹۴
- حضرت مولانا الطیف اللہ ۴۶۱ حضرت شیخ بہاؤ الدین گجراتی ۵۰۰
- حضرت مولانا غلام سرور بیکی ۴۶۲ حضرت شیخ شاہ منور الہ آبادی ۵۰۲
- حضرت مولانا محمد سندی ۴۶۳ حضرت شیخ شاہ عالم دہلوی ۵۰۳
- حضرت مولانا سر سید باچہ گیلانی ۴۶۵ حضرت شیخ احمد ملتانی ۵۰۴
- حضرت مولانا شیخ دین محمد شکر پورہ ۴۶۷ سلسلہ عالیہ قادریہ معصومیہ جنیدیہ غفوریہ ۵۰۴
- حضرت مولانا منزل شاہ صریخی ۴۶۹ شیخ الشیخ حضرت شیخ شاہ خیر اللہ ۵۰۵
- حضرت مولانا حبیب اللہ صریخی ۴۷۰ حضرت شیخ حاجی سعید سید عبد الشکور ۵۰۶
- حضرت مولانا مرید محی الدین ۴۷۱ حضرت شیخ سید حافظ محمد معصوم پشاور دی ۵۰۹
- حضرت مولانا عبد القدیم ۴۷۲ شیخ الاسلام حافظ وقاری حضرت شیخ ۵۱۱
- حضرت مولانا فضل صمدانی ۴۷۳ جنید پشاور دی ۵۱۲
- حضرت مولانا عبد اللہ اکبر پورہ ۴۷۵ خاتمہ ۵۱۴
- حضرت مولانا عبد المجید نوشہروی ۴۷۶ کتابیات ۵۱۴
- حضرت مولانا قاضی غلام محمد عمر زئی ۴۷۷ تعارف ضمیمہ ۵۱۸



# حضرت اخوند عبد الغفور صاحب سوات

مجاہد و غازی شیخ طریقت

۱۲۰۹ ھ — ۱۲۹۵ ھ

قطب العارفین غازی اسلام حضرت اخوند عبد الغفور صاحب سوات نور اللہ مرقدہ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کی ولادت با سعادت ۱۲۰۹ ھ میں ہوئی۔ آپ تیرھویں صدی ہجری کے رجال عظیم میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ایک صاحب فیض و تاثیر شیخ خانقاہ ہونے کے ساتھ ساتھ آپ ایک صاحب شمشیر و علم مجاہد اسلام بھی تھے۔ آپ کی حیات مبارک جہاد بالسیف اور جہاد بالنفس کا عظیم الشان مرقع تھی۔ علامہ جمال الدین افغانی نے اپنی تصنیف ”البيان فی تاریخ الافغان“ میں لکھا ہے کہ

”اخوند صاحب سوات کا شمار عالم اسلام کی برگزیدہ ہستیوں میں ہوتا تھا۔ آپ کے فتوے مستند ہوا کرتے تھے۔ آپ کا شمار ان عظیم انسانوں میں ہوتا ہے جن کے متعلق کہا گیا ہے ع۔ ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

آپ صرف گوشہ نشین زاہد ہی نہیں تھے بلکہ انیسویں صدی کے عظیم حریت پسند مجاہد صاحب بصیرت، سیاستدان، عالم اسلام کے نامور عالم اور مجدد دین اور میدان جہاد میں غازیوں کے ایک سرفروش رہنما بھی تھے۔“

تاریخ سوات مجتہد آصف خان ص ۱۰۲، ۱۰۱

آپ امیر المؤمنین، امام المجاہدین، مجدد اسلام حضرت سید احمد شہید (ش ۱۲۲۶ ھ) کے معاصرین میں سے تھے۔ ابتداء میں اُن کے بعض حقیقہ جنگی مشوروں میں بھی شریک رہے۔ حضرت سید صاحب کی شہادت کے بعد ان کی جماعت مجاہدین کے شانہ بشانہ فرنگی فوج

سے برسرِ پیکار رہے اور میدانِ کارزار میں اس کے دانت کھٹے کر دیتے۔ جنگِ امبیلہ ۱۲۶۳ھ میں آپ کے کارہائے نمایاں تاریخِ حریت کا سنہری باب ہیں۔

حضرت انوند صاحب حضرت خواجہ محمد شعیب تور ڈھیری کے خلیفہ اعظم تھے جنہوں نے ۱۲۳۸ھ میں سکھوں کی فوج سے لڑتے ہوئے میدانِ جہاد میں جامِ شہادت نوش کیا تھا، لہذا ذوقِ جہاد و سرفروشی مرشدِ عالی مقام ہی سے پایا تھا۔ بعد میں حضرت سید احمد شہید کی صحبت بابرکت یسرا آئی تو وہ سونے پر سہاگے کا کام کر گئی۔

حضرت خواجہ محمد شعیب کی شہادت کے بعد آپ نے دریائے سندھ کے کنارے ایک چھوٹے سے گاؤں "بیکی" میں سکونت اختیار فرمائی۔ جو قلعہ ہنڈ کے پاس واقع تھا۔ مسلسل بارہ سال تک آپ وہاں زہد و ریاضت میں مشغول رہے۔ اسی زمانے میں حضرت سید احمد شہید کا ورودِ مسعود اس علاقے میں ہوا۔ حضرت انوند صاحب بھی ان کے کمالات عرفانی سے متاثر ہو کر ان کے دامنِ صحبت سے وابستہ ہوئے جتنی کہ خاصانِ بارگاہ میں شامل ہو گئے۔ اور جہاد کے خفیہ مشوروں میں شریک ہونے لگے۔ خادے خاں رئیس ہنڈ بھی جو حضرت انوند صاحب سے عقیدت رکھتا تھا، حضرت سید احمد شہید کی خدمت میں مخلصاً حاضر ہونے لگا۔ جب حضرت سید احمد شہید نے سکھوں کے قلعہ اٹک پر حملے کا خفیہ پروگرام بنایا، تو حضرت انوند صاحب کو بھی یہ راز معلوم تھا۔ انہوں نے خانِ ہنڈ کو حضرت سید صاحب کا مخلص سمجھتے ہوئے یہ راز بتا دیا، لیکن خانِ ہنڈ بدطینت آدمی تھا، اس نے لالچ میں آکر سکھوں کو قبل از وقت خبردار کر دیا۔ اٹک کے جو مسلمان شہر اور قلعے کو مجاہدین کے حوالے کر دینے کی تیاریوں میں شریک تھے۔ انہیں خوفناک سزائیں جھیلتی پڑیں اور پنجاب پر کامیاب اقدام کی سکیم ابتدائی مراحل ہی میں ناکام ہو گئی۔ حضرت انوند صاحب خادے خاں کی غداری سے ایسے بددل ہوئے کہ "بیکی" کی سکونت ترک فرمادی اور کسی دوسرے مقام پر چلے گئے اور ایک عرصہ تک گوشہ نشین رہے۔

۱۸۳۵ھ میں حضرت انوند صاحب نے امیر دوست محمد خان والی کابل کے شانہ نشانہ شیخان کے مقام پر سکھوں کے خلاف جہاد میں حصہ لیا۔ اس جہاد کے بعد آپ وادیِ سوات میں رونق افروز ہوئے اور موضعِ سپل بانڈی میں قیام فرمایا۔



۱۸۲۵ء میں سپل بانڈی کو چھوڑ کر آپ نے سیدو میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ سیدو شریف میں مقیم ہونے کے بعد آپ کی شہرت صوبہ سرحد اور افغانستان کے حدود اور سرحدوں سے بھی آگے بڑھ کر ایران، عراق اور شام تک پہنچ گئی۔ دور دراز کے قبائلی علاقوں سے اب ہر قبیلے کے لوگ جوق در جوق سیدو شریف میں آنے لگے۔ نہایت قلیل عرصہ میں آپ نے سوات کو جہل اور بدعت کی آلائشوں سے پاک کر دیا۔ اخلاقی اصلاح کا سلسلہ سوات میں شروع ہو گیا۔

”مار سچ سوات ص ۶۹“

تجدید دین اور پٹھانوں کی اخلاقی اصلاح کے ساتھ ساتھ انھوں نے صاحب استبداد کے اس عالمگیر سیلاب کی تباہ کاریوں سے بھی غافل نہیں تھے۔ جو انگریزی حکومت کے روپ میں سارے ہندوستان کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے اب آزاد قبائلی علاقے کی طرف بڑھتا آ رہا تھا۔ ۱۸۴۹ء میں جب انگریزوں نے پشاور پر بھی قبضہ کر لیا، تو حضرت انوند صاحب کو سوات اور ملحقہ علاقوں کے بچاؤ کی فکر دامن گیر ہو گئی۔ آزادی اور تہذیب کے تحفظ کی خاطر آپ نے ایک مضبوط شرعی حکومت قائم کرنے کی کوششیں شروع کیں؛ چنانچہ مسلسل جدوجہد کے بعد آپ نے سوات اور بونیر کے عمائدین کا ایک اجلاس سیدو شریف میں طلب فرمایا۔ اس اجلاس میں دیر اور باجوڑ کے سرکردہ افراد بھی موجود تھے۔ اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

”آپ لوگوں کو آنے والے خطرات سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔ شرعی حکومت کا قیام ایک وقتی ضرورت ہی نہیں، بلکہ یہ تو ایک قومی اور مذہبی فریضہ بھی ہے۔ بڑش اقتدار کی تباہ کاریوں سے محفوظ رہنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم منظم اور متحد ہو جائیں۔ ہمیں اپنے خانگی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر متحد ہونا چاہیے اور دشمن کے مقابلے میں ایک سیسہ پلائی دیوار بننا چاہیے۔ ان اغراض مقاصد کے لیے ہمارے پاس شرعی حکومت سے عمدہ ذریعہ اور کوئی نہیں ہے جس کے ذریعے ہم متحد ہو کر اپنا تحفظ کر سکیں۔“

یاد رکھو! اگر اس موقع پر آپ لوگوں نے ذرا سی بھی غفلت کی تو پھر پٹھانوں کا مقدر ہو چکی ہے اور اس سیاہ دیو کا لقمہ بننے سے پھر ہم بچ نہیں سکتے۔ ہمیں اپنے

اعمال اور کردار کو بالکل اسلامی سانچے میں ڈھالنا چاہیے۔ خداوند کریم ہمارے ساتھی ہے۔  
آپ کی تقریر ایسی موثر اور کارگر ثابت ہوئی کہ یوسف زئی خوانین اور عمائدین فوراً شرعی حکومت  
کے قائم کرنے کے لیے متفق ہو گئے۔

امیر شریعت کے انتخاب کا مسئلہ پیچیدہ تھا۔ ان لوگوں نے اخوند صاحب سوات کو خودیہ منصب  
سنبھالنے کو کہا، لیکن آپ نے فرمایا کہ عزیزو، میری جدوجہد اس مطلب کے لیے نہیں کہ میں خود  
امیر بن جاؤں، چنانچہ اس مقصد کے لیے آپ نے ضلع ہزارہ کے موضع ستخانہ کے سید اکبر شاہ صاحب  
کا نام پیش کیا۔ سید اکبر شاہ سے بھی یہ لوگ واقف تھے۔ ان کی قابلیت اور خاندانی تقدس مسلمہ  
تھی۔ سید اکبر شاہ مشہور صوفی بزرگ سید علی ترمذی مشہور پیر بابا کی نسل سے تھے۔ نیز ان کے  
دادا سید زمان شاہ بھی اپنے وقت کے مشہور صوفی اور عابد تھے۔ خاندانی خصوصیات کے  
علاوہ ان کی شخصیت بھی قبائل میں جانی پہچانی تھی۔ سید اکبر شاہ کافی عرصہ حضرت سید احمد  
بریلوی کے معتمد خصوصی رہ چکے تھے لہذا ایک مدبر سیاست دان بھی تھے، چنانچہ سید اکبر شاہ کو  
ہی امیر شریعت منتخب کیا گیا۔ صاحب سوات نے خود سب سے اول سید اکبر شاہ کی بیعت  
کی۔ موضع غایگی کو دار الخلافہ قرار دیا گیا۔ اسی طرح حضرت صاحب سوات کی جدوجہد سے  
سوات کی پہلی شرعی حکومت قائم ہو گئی۔

افسوس کہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء سے صرف ایک سال پہلے ۱۸۵۶ء میں سید اکبر  
شاہ صاحب کی وفات پر سوات کی شرعی حکومت ختم ہو گئی۔ ایک انگریز مصنف سر ہربرٹ  
ایڈورڈ لکھتا ہے:

”اگر سوات کی شرعی حکومت اور مجاہدین قبائل کا سربراہ سید اکبر شاہ زندہ ہوتا،

تو ۱۸۵۷ء کی جنگ کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔“ (تاریخ سوات ص ۸۰ تا ۸۲)

ستخانہ حضرت سید احمد شہید اور ان کے مجاہدین کا اہم مرکز تھا

اور سادات ستخانہ مجاہدین سے وابستہ تھے۔ انگریز، مجاہدین

کے مراکز پنجتار، ستخانہ اور منگل تھالے کو تباہ و برباد کرنا چاہتے تھے۔ جب سادات ستخانہ  
اور اتمان زئیوں میں اختلاف پیدا ہوا اور سادات کے سرکردہ سید عمر شاہ شہید ہوئے تو سادات  
نے ملکا کو اپنا مرکز بنالیا۔ یہ مقام ستخانہ سے ۳۵ میل کے فاصلے پر ہے۔ مجاہدین بھی ملکا

**جنگِ امبیلہ**



کو محفوظ مقام سمجھ کر وہاں پہنچ گئے۔ مولانا عبداللہ امیر المجاہدین تھے۔ سید عمر شاہ کے بعد ان کے بھتیجے سید مبارک شاہ سادات ستخانہ کے قائد قرار پاتے۔ آٹمان زئیوں نے انگریزی حکومت کو حالات سے باخبر کر دیا۔ انگریزوں نے مجاہدین و سادات کے اس مرکز کو تاخت و تاراج کرنے کا منصوبہ بنایا۔ ادھر سادات اور مجاہدین نے بھی مل کر مدافعت کا پورا پورا انتظام کیا اور جہاد کا اعلان عام کر دیا۔

(تذکرہ صوفیائے سرحد ص ۵۵۵ بحوالہ کتاب یوسف زئی ص ۲۵)

۱۸۹۳ء میں جب ضلع مردان کے جنوبی علاقوں میں انگریزی فوج نے نقل و حرکت شروع کی تو امیر المجاہدین مولانا عبداللہ صاحب نے ضلع مردان کے سرکردہ خوانین کو خط لکھ کر اس خطرے سے خبردار کیا۔ اسی سلسلے میں ایک خط حضرت اخوند صاحب سوات کی خدمت میں بھی بھیجا گیا جس میں آپ کی بزرگانہ عظمت اور دینداری کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا گیا کہ خدائے تعالیٰ نے آپ کو دنیا میں فضیلت اور برتری عطا کی ہے۔ فرنگی جنگ کے اداسے سے فوج کے ساتھ ہماری طرف آرہے ہیں، ان کا ارادہ مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کا ہے۔ درہند، تربہلا اور امب میں ان کے لشکر موجود ہیں۔ بہت سے خوانین اور رؤسا فرنگیوں کے ساتھ اپنے اخلاص کا اظہار کر رہے ہیں۔ ان حالات میں مسلمانوں کی حمایت و رفاقت نہ صرف آپ پر بلکہ تمام کلمہ گویوں اور دین حق کے خیر خواہوں پر فرض ہے۔ آپ کو چاہیے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی خاطر شاہزادہ مبارک شاہ کی حمایت کریں۔ دین کی عزت کا پاس مومنوں کے لیے زیبا ہے۔ خدا کی بارگاہ سے اس نیکی کی جزا ملے گی۔ اگر مسلمان دین کی عزت کا پاس نہ کریں گے، تو دشمنوں کے ہاتھ سے سخت تکلیفیں اٹھائیں گے۔

حضرت اخوند صاحب نے یہ مضمون پڑھ کر فرمایا۔ ”اس وقت بے شک مذہبی جنگ پیش ہے۔ شاہزادہ مبارک شاہ مومنوں کا سردار ہے۔ امارت اس کی مسلم ہے اور سادات پہلے ہی سے سرداری کے منصب پر فائز چلے آئے ہیں۔“ (سرگزشت مجاہدین ص ۳۲۶)

۱۸ اکتوبر ۱۸۹۳ء (۱۲۸۰ھ) کو جنگ اہیلہ کا آغاز ہوا۔ جنرل چیمبرلین انگریزی فوجوں کا سپہ سالار تھا۔ مجاہدین بڑی جانبازی، شجاعت اور بہادری کے ساتھ لڑے۔ مجاہدین اور انگریزی فوجوں میں دس بارہ معرکے لڑے اور کئی ہوتے۔ حضرت اخوند صاحب کو اس جنگ کی اطلاع خط کے ذریعے سے پہلے ہی دی جا چکی تھی۔ انہوں نے اپنے علاقے میں جہاد

کا اعلان عام کر دیا اور اپنے مقتدین کو حکم دیا کہ ہر شخص ہتھیار اور کھانے پینے کا سامان لے کر فوراً میدان جنگ پہنچ جائے۔ اخوند صاحب نے سید و شریف سے روانہ ہو کر منگورہ میں قیام کیا اور وہاں نماز جمعہ کے بعد ایک خطبہ دیتے ہوئے جہاد کی اہمیت اور فضائل بیان کیے اور اسی خطبے میں اعلان کیا گیا، کہ اگر انگریز اس علاقے پر قابض ہو گئے، تو میں اس ملک کو چھوڑ کر ہجرت کر جاؤں گا۔ (تذکرہ صوفیائے سرحد ص ۵۵)

انگریزوں کو سب سے بڑھ کر اندیشہ یہ تھا کہ کہیں اخوند صاحب سوات مجاہدین کا ساتھ دینے کے لیے تیار نہ ہو جائیں۔ بونیر، سوات یا دوسرے خطوں اور میدانی علاقے میں ان کا اثر و رسوخ بہت زیادہ تھا۔ اخوند صاحب ہمہ گیر قبائلی ہیجان کو دیکھ کر خاموش نہ بیٹھ سکتے تھے چنانچہ وہ بھی موقع پر پہنچ گئے اور ان کی دھڑ سے قبائلی جوش و خروش میں مزید تندی اور تیزی پیدا ہو گئی۔ (سرگزشت مجاہدین ص ۳۳)

مجاہدین اور انگریزی فوجوں کے درمیان تین معرکے ہو چکے تھے، کہ حضرت اخوند صاحب نے ۲۹ اکتوبر ۱۸۶۳ء کو چار ہزار پیادہ سر فروش غازیوں اور ایک سو بیس سواروں کے دستے کے ساتھ محاذ جنگ امبیلہ پہنچ کر وہاں کی مسجد میں قیام فرمایا۔ امیر المجاہدین مولانا عبداللہ صاحب اور شہزادہ مبارک خاں صاحب نے آپ سے مسجد میں ملاقات کی۔ جماعت مجاہدین کے عقائد کے بارے میں انگریزوں اور ان کے بدتمیز حامیوں نے پورے علاقے میں چونکہ بہت گمراہ کن پروپیگنڈا کر رکھا تھا، اس لیے امیر المجاہدین مولانا عبداللہ نے اخوند صاحب سے ملاقات کرتے ہی نہایت دل فکاری سے عرض کیا، کہ سب سے پہلے آپ میرے عقائد سن لیجئے، تاکہ میرے مذہب کی حقیقت آپ پر واضح ہو جائے۔ ان کے عقائد سن لینے کے بعد اخوند صاحب نے فرمایا کہ اب مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ میں آپ کو اپنا فرزند سمجھتا ہوں اور ہر وقت آپ کا خیر خواہ ہوں۔ پھر محبت سے گلے لگا کر فرمایا کہ آج میرے اور آپ کے ناموس پر حملہ ہوا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم مل کر انگریزوں سے لڑیں۔“

(تذکرہ صوفیائے سرحد ص ۵۵)

انگریزوں نے مجاہدین کے عزم و استقلال کو دیکھ کر محسوس کر لیا، کہ مجاہدین سے توپ و تفنگ سے مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ لہذا انہوں نے مکاری، فریب اور پھوٹ ڈالنے کے حربوں



سے کام لینا شروع کیا۔ انھوں نے باجوڑ، دیر اور بنیر کے خوانین کو خرید لیا، ان کے قبائلیوں نے ہمت ہار دی اور واپس جانے لگے۔ اسی اثنا میں انگریز کمشنر نے ایک خط میں حضرت اخوند صاحب کو بھی لکھا کہ ”آپ کیوں ناحق لوگوں کو قتل کر رہے ہیں۔ برطانیہ کی طاقت بہت بڑی ہے۔ یہ لوگ ان کے نئے آلات حرب کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ آپ درویش ہیں بہتر یہ ہے کہ آپ گوشہ نشینی اختیار فرمائیں۔ ہم تو صرف مجاہدین کو ملک سے نکالنا چاہتے ہیں“

حضرت اخوند صاحب نے کمشنر کو جواب میں لکھا، کہ ”بے شک آپ قوی ہیں، لیکن آپ سے بھی زیادہ ایک قوی اور منصف ہستی موجود ہے جس نے اصحاب فیل کو ابابیلوں سے تباہ کرایا، فرعون کو غرق کیا، نمرود کو مچھر سے ہلاک کرایا۔ بلاشبہ میں فقیر ہوں۔ آپ کیوں بار بار فقیروں پر چڑھائی کرتے ہیں۔ یہ طرز عمل آپ کی حکومت کے شان کے خلاف ہے۔“

(مذکرہ صوفیائے سرحد ص ۵۵)

۲۳ دسمبر ۱۸۹۳ء کو انگریزی فوج اور مجاہدین کے درمیان ایک خونریز معرکہ ہوا، لیکن باجوڑ، دیر اور بنیر کے خوانین کی بے وفائی سے انگریزوں کو تقویت حاصل ہو گئی اور وہ شکست فاش سے بچ گئے۔ اس جنگ میں نظامہ ران کا پلہ بھاری نظر آ رہا تھا۔ انگریزوں نے کئی بار حضرت اخوند صاحب کو ہتھیار ڈالنے کے پیغام بھیجے، لیکن آپ نے ہر بار انکار کیا۔ فرمایا: ”ہم خدا کی راہ میں جہاد کرنے نکلے ہیں، لہذا شہید ہو جائیں گے۔ ہمارے لیے شہادت سے زیادہ کوئی سعادت ہی نہیں ہے۔ ہم ملک گیری یا دنیاوی مفاد کے لیے نہیں لڑتے۔ اپنے وطن کی حفاظت اور فطری حق آزادی کے تحفظ کے لیے لڑنا تو ہمارا فرض ہے۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔“

زند صاحب ایک چٹان پر مورچہ بناتے ہوئے اس میں تشریف فرما تھے۔ امبیلہ کے محاذ پر ہندوستانی مجاہدین اور چند عقیدت مند صاحب سوات کے گرد حلقہ باندھے ہوئے بے سرو سامانی کے عالم میں لڑ رہے تھے۔ اس معرکہ میں جانباز مجاہدین انجام سے بے نیاز ہو کر پوری بے جگری اور مردانگی سے برٹش فوجوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ قبائلی پٹھانوں نے بے سرو سامانی کے عالم میں گوریلا جنگ کے وہ معرکے دکھائے کہ انگریزوں کا فائنڈامینٹل خاک میں مل گیا۔ پہلے حملے میں برطانوی فوج کھجوریت یافتہ تھی اور ہر قسم کے جدید اسلحہ سے لیس تھی، ایسی منہ کی کھانی پڑی کہ بقول ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر ”آگے بڑھنا ناممکن تھا اور پیچھے ہٹنا شکست

سے بدتر " تاریخ سوات محمد آصف خان ص ۳۸ تا ۳۹ مخلصا

مجاہدین اگرچہ دشمن کے مقابلے پر بہت تھوڑے تھے، تاہم وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح استوار کھڑے تھے۔ انگریزی فوجیں نمودار ہوئیں تو مجاہدین نے پہلے ایک بار ماری، پھر ہر طرف سے توپیں اور بندوقیں آگ اُگلنے لگیں۔ پورا میدان دھوئیں سے تیرہ و تار ہو گیا۔ مجاہدین نے تلواریں علم کیں اور دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ ان کی مثال وہی تھی جیسے پروانے شمع پر گرتے ہیں۔ بہر حال مجاہدین نے راہِ حق میں اس طرح جانیں دیں، کہ اخوند صاحب سوات کو تل پر بیٹھے اس منظر کی تاب نہ لا سکے اور بے قراری سے ادھر ادھر دوڑنے لگے۔ ہر ایک سے کہتے، کہ جاؤ اور ان بہادروں کی امداد کرو۔ کبھی ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے،

اللہ بدہ فتح اسلام را بکن غرق خصم بد انجام را

مجاہدین سب کے سب شہادت سے سرفراز ہوئے۔ مجاہدین نے اپنے خونِ حیات سے اہلیہ کے میدان میں جو نقشِ مرتسم کیا وہ زمانے کی گردش سے ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ قیامت محفوظ رہے گا۔ (سرگزشت مجاہدین: غلام رسول مہر ص ۳۱۷ تا ۳۲۷ م)  
(بحوالہ غزائے بوئیر قلمی از مولانا عبدالحق آروی ص ۱۳۸ تا ۱۴۲ م)

اس جنگ میں تین ہزار مجاہدین نے جامِ شہادت نوش کیا۔ ناقابلِ تسخیر صورتحال دیکھ کر ۲۷ دسمبر ۱۸۹۳ء کو انگریزوں نے مجبوراً صلح کی درخواست پیش کی جسے اخوند صاحب نے مصلحتِ وقت کے تحت اس شرط پر قبول کر لیا کہ انگریزی فوج فوراً واپس چلی جائے۔ حضرت اخوند صاحب کے مجاہدانہ استقلال اور سرفروشی کے مضبوط عزائم نے بالآخر انگریزی فوج کو سوات اور بوئیر کی سرحدوں سے نامراد واپس چلے جانے پر مجبور کر دیا۔ اہلیہ کی اس لڑائی کے بعد انگریزوں کو پھر کبھی یہ ہمت نہ ہوئی، کہ سوات اور بوئیر کی تسخیر کے لیے فوج کشی کریں۔ مولف تاریخ سوات لکھتے ہیں:

"اگرچہ انگریزی فوج نامراد واپس ہوئی، لیکن بوئیر والوں کی غداری کی وجہ سے صفا سوات ان سے کچھ افسردہ خاطر ہو گئے تھے اور فرمایا کرتے تھے، کہ اگر بوئیر والے غداری نہ کرتے تو انگریزوں کا انجام کچھ اور ہوتا۔"

(ص ۹۱)

حضرت اخوند صاحب سوات کی حیات مبارکہ پر امام المجاہدین حضرت سید احمد شہید اور ان کی جماعت مجاہدین کے جذبہ جہاد اور ذوق عمل کی گہری چھاپ نظر آتی ہے، بلکہ بہت ہی مشابہت و مماثلت پائی جاتی ہے۔ مولف تاریخ سوات نے صاحب سوات کی زندگی کے جو پانچ مقاصد بیان کیے ہیں ان سے اس کی تائید و تصدیق ہوتی ہے۔ وہ پانچ مقاصد حسب ذیل ہیں:

(۱) تجدید دین اسلام اور پٹھانوں کی اخلاقی اصلاح۔

(۲) جمل بدعات اور باطل رسومات کا انشداد

(۳) سوات اور بونیر کے لیے حکومت الہیہ کا قیام

(۴) سوات اور بونیر کو انگریزی سیلاب سے بچانا۔

(۵) صوبہ سرحد کو انگریزی تسلط سے آزاد کرانا۔

اس میں شک نہیں، کہ آپ زندگی کے مذکورہ اوّل چار مقاصد میں کامیاب بھی ہوئے۔ مؤخر الذکر کی تکمیل کے لیے تیاریوں میں مصروف ہی تھے، کہ دنیا سے کوچ کرنے کا وقت آگیا اور اگر زندگی وفا کرتی، تو آپ امیر شیر علی خاں (والی کابل) سے مل کر انگریزوں کے ساتھ جہاد کرنے والے تھے۔

(ص ۹۸)

سات محرم الحرام ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۷۷ء کو چوراسی سال کے شبّ روز گزار کر زہد و شجاعت کا یہ آفتاب عالم تاب غروب ہو گیا۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعہ

آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلفاء کرام بھی جذبہ جہاد سے سرشار رہے۔ انہوں نے انگریزوں کے خلاف علم جہاد بلند کیے رکھا مولانا نجم الدین ہڈے ملّا (م ۱۳۱۹ھ) اور مولانا عبدالوہاب صاحب پیرمانکی شریف (م ۱۳۲۲ھ) اس سلسلے میں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ حضرت ہڈے ملّا اپنے مرشد گرامی کے وصال کے بعد ۱۸۷۷ء سے ۱۹۰۱ء تک تقریباً پچیس سال تک ان تمام لڑائیوں میں شریک رہے، جو انگریزوں اور قبائلی مسلمانوں کے درمیان ہوئیں۔ پیرمانکی صاحب حضرت اخوند صاحب کے ہمراہ جنگ املیلہ میں شریک تھے۔ حضرت ہڈے ملّا کے خلفاء میں حاجی فضل واحد صاحب ترنگزئی (م ۱۳۵۶ھ) کا نام نامی بہت ممتاز ہے حاجی صاحب ترنگزئی نے بھی جہاد کی روایت کو قائم رکھا اور عمر بھر انگریزوں کے خلاف لڑتے رہے اور ایک مجاہد اسلام کی زندگی بسر کی۔



بزرگ صغیر کی مشہور تحریک ریشمی رومال کے بھی آپ سرگرم کارکن اور مجاہد تھے۔ امیر تحریک حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب سے باقاعدہ آپ کا رابطہ اور راز و نیاز تھا۔ حاجی صاحب ترنگزئی اور ملا سندھ کی دونوں حضرات شیخ الہند کی تحریک کے سرگرم رکن تھے۔

حضرت شیخ الہند کے زمانہ اسارتِ ماٹن میں تحریک ریشمی رومال کے قائد و امیر قطب بانی حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم راپوری قدس سرہ (م ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۹ء) کے مرشد اول حضرت شاہ عبدالرحیم سہارنپوری بھی حضرت انور صاحب سوات کے خلفاء عظام میں سے تھے۔

راقم سطور کے برادر دینی جناب حافظ غلام فرید صاحب قادری زید عرفانہ ساکن جھادیاں ضلع سرگودھا قابل مبارکباد ہیں، کہ انہوں نے حضرت صاحب سوات کے مشائخ عظام و خلفاء کرام کے حالات و کمالات پر پیش نظر کتاب "احوال العارفین" لکھی ہے۔ انہوں نے مدت کی ایک تشنگی کو سیراب کیا ہے۔ بلاشبہ اس سے پیشتر اس موضوع پر ایسی کوئی مستقل تصنیف موجود نہیں۔

حافظ صاحب سید سے سادے آدمی ہیں۔ کوئی اہل زبان ادیب نہیں، انہوں نے نہایت سادگی سے بزرگوں کے حالات تحریر کیے ہیں۔ اہل علم و ادب کو انشائے پروازی سے صرف نظر کر کے ان کی اس پر خلوص خدمت کی قدر کرنی چاہیے۔

حافظ صاحب نے تحقیق و جستجو میں بڑی محنت و مشقت اٹھائی ہے۔ خط و کتابت کے ذریعے دور دور سے یہ معلومات حاصل کی ہیں۔ جگہ جگہ جا کر خود حالات معلوم کیے۔ دشوار گزار راستوں پر سفر کیے۔ اسی طرح انہوں نے عمر عزیز کا ایک خاص حصہ اس کام میں صرف کیا ہے اور حقیقت ہے کہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہیں۔ وہ تاریخی میں ڈوبی ہوئی ہتھکڑیاں اور روشنی میں لے آتے ہیں۔ انشاء اللہ موجودہ اور آئندہ نسلوں کے لیے ان کا یہ کارنامہ شعل راہ بنے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی مشکور فرمائے اور انہیں دنیا و آخرت میں اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔

نفیس الحسینی  
جامعہ مدنیہ، کریم پارک لاہور

۱۱ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ

۵ اگست ۱۹۷۹ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## مشائخ قادریہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضرت سیدنا ونبینا و مولانا دینا و شفیعتنا و مرشدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و اعلیٰ بیتہ و صحبہ و بارک و سلم۔

ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الاول ۱۲۵۷ھ عام الفیل ۲۲ اپریل ۱۸۴۱ء

وفات ۲ ربیع الاول ۱۳۲۲ھ مطابق ۶۲۲ء

حضرت سیدنا امیر المومنین البکر صدیق رضی اللہ عنہ	ولادت ۵۷۳ء وفات ۲۲ جمادی الآخر ۱۲۷۴ھ
حضرت سیدنا امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ	ولادت غالباً ۵۸۲ء وصال یکم محرم ۶۴۴ھ
حضرت سیدنا امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	ولادت ۵۸۲ھ وفات بروز جمعہ ۱۷ ذی الحجہ ۳۵ھ ۶۵۶ء
حضرت سیدنا امیر المومنین و امام المتقین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	ولادت غالباً ۳۳ رجب ۳۳ھ ولادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم شہادت بروز ہفتہ ۲۱ رمضان ۴۰ھ - ۲۷ جولائی ۶۶۱ء
حضرت شیخ امام حسن بصریؒ	ولادت ذی الحجہ ۲۱ھ مطابق ۶۴۲ء وصال یکم جوب ۱۱۰ھ ۷۳۶ء
حضرت شیخ حبیب عجمیؒ	وصال ۳ ربیع الاول ۱۵۶ھ
حضرت شیخ داؤد دہلویؒ	وصال ۲۸ ربیع الاول ۱۶۵ھ

حضرت شیخ معروف کرخیؒ	وصال ۲ محرم ۱۰۲۰ھ
حضرت شیخ ابوالحسن سمری سقطی قدس سرہم	ولادت ۱۰۵۰ھ مطابق ۱۰۶۲ھ وفات ۲ رمضان ۱۰۵۳ھ ۱۰۶۴ھ
حضرت شیخ سید الطائفہ ابوالقاسم جنید بن محمد بغدادی	ولادت ۱۰۲۸ھ یا ۱۰۳۰ھ وصال ۶ یا ۷ رجب ۱۰۹۸ھ
حضرت شیخ ابوبکر شبلی بغدادی	ولادت ۱۰۷۶ھ مطابق ۱۰۸۱ھ وصال شب ہفتہ ۲۷ ذی الحجہ ۱۱۲۲ھ۔ مزار بغداد میں ہے
حضرت شیخ عبدالعزیز بن حارث تمیمی بغدادی	ولادت ۱۰۶۱ھ مطابق ۱۰۵۸ھ مزار بغداد میں ہے۔
حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی بغدادی	ولادت باسعادت ۱۰۳۱ھ مطابق ۱۰۹۹ھ وصال ۲۹ ذی الحجہ ۱۰۷۱ھ۔ مزار بغداد شریف
حضرت شیخ ابوالفرح علاؤالدین محمد یوسف طرطوسی اندلسی	وصال یکم محرم ۱۰۴۴ھ مطابق ۱۰۵۱ھ مزار طرطوس مضافات اندلس
حضرت شیخ ابراہیم ابوالحسن علی الہنکاری	ولادت ۱۰۴۹ھ مطابق ۱۰۱۸ھ وصال یکم محرم ۱۰۸۶ھ مطابق ۱۰۹۳ھ۔ مزار ہنکاری میں ہے۔
حضرت شیخ ابی سعید مبارک بن علی بغدادی	وصال ۱۰۵۳ھ مزار بغداد
حضرت شیخ امام طریقت ابی محمد محی الدین سید عبدالقادر جیلانی	ولادت یکم رمضان ۱۰۷۰ھ بروز دوشنبہ وفات ۱۷ ربیع الثانی ۱۰۵۱ھ بصرہ ۹۰ سال شب دوشنبہ
حضرت سید عبدالرزاق جیلانی بغدادی قدس سرہم	ولادت بوقت شب ۱۸ ذی قعدہ ۱۰۵۲ھ مطابق ۱۱۲۳ھ وصال ۶ شوال ۱۰۶۳ھ مطابق ۱۲۰۶ھ

ولادت ۲۱ رمضان ۵۲ھ وفات ۱۶ شعبان ۱۱۱ھ	حضرت شیخ سید شرف الدین قتال بغدادی مدنی
ولادت ۱۲ ربیع الاول ۵۵ھ وفات بروز پنجشنبہ ۱۸ شعبان ۶۵۹ھ	حضرت شیخ سید عبدالوہاب یمبوئی
ولادت ۱۷ رمضان ۶۲۷ھ وفات ۱۸ رمضان ۷۰۲ھ - مزار بمبئی ہندوستان	حضرت شیخ سید بہاوالدین کامل قندھاری
ولادت چہارشنبہ ۱۴ شعبان ۶۸۹ھ وفات ۱۶ رمضان ۷۴۲ھ بروز پنجشنبہ	حضرت شیخ سید عقیل کوکانی
ولادت ۱۷ رمضان ۶۹۹ھ وفات بروز سہشنبہ ۱۵ ربیع الاول ۷۹۹ھ	حضرت شیخ شمس الدین صحرانی قندھاری
ولادت ۱۹ رمضان ۷۶۹ھ وفات ۸۸۱ھ	حضرت سید ابوالحسن علی
ولادت ۱۱ رجب دوشنبہ ۸۱۲ھ وفات بروز جمعرات بوقت بعد عصر ۱۲ جمادی الاول ۸۹۵ھ	حضرت شیخ سید گدار حمن بن حضرت سید ابی الحسن کشمیری اول
ولادت بروز بدھ ۱۶ جمادی الثانی ۸۲۲ھ وصال بروز شنبہ بوقت ظہر ۶ صفر ۹۶۲ھ	حضرت شیخ شمس الدین عارف طبرستانی
ولادت بروز جمعہ ۳ رمضان ۸۲۹ھ وصال بروز یکشنبہ ۱۲ ربیع الثانی ۹۷۷ھ	حضرت شیخ گدار حمن ثانی حسری
ولادت بروز بدھ ۱۴ صفر ۸۵۱ھ وصال بروز شنبہ بوقت ظہر ۱۶ محرم ۹۸۹ھ	حضرت شیخ سید فضیل قادری ٹھٹھوری
ولادت ۷ شوال ۸۲۵ھ وصال ۲۹ جمادی الثانی ۹۸۱ھ - مزار کتب خانہ ضلع کرنال برہم	حضرت شیخ شاہ کمال کتب خانہ ضلع کرنال برہم



<p>ولادت ۹۴۰ھ ۱۵۶۲ء وصال ۱۰۲۳ھ۔ مزار کیتھل ضلع کرنال میں ہے۔</p>	<p>حضرت شیخ شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہم</p>
<p>ولادت شب جمعہ ۱۲ رثوال ۹۴۱ھ ۲۶ جون ۱۵۶۲ء وصال بروز سہ شنبہ ۲۸ صفر بوقت چاشت ۱۰۲۴ھ</p>	<p>حضرت شیخ، شیخ احمد فاروقی امام ربانی مجدد الف ثانیؒ</p>
<p>آگے درج ذیل حضرات کا مختصر تذکرہ مطالعہ فرمائیے۔ حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہ کے پانچ خلفائے ہمارے اس سلسلہ کے مشائخ میں سے ہیں اس لیے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ ان کے خلفاء کا تذکرہ ہے جو ہمارے مشائخ ان سے تعلق رکھتے ہیں ان مشائخ میں ایک شیخ طریقت حضرت شیخ الاسلام حافظ قاری شیخ جنید پشاوروی قدس سرہ ہیں جو ان پانچ خلفاء کے خلیفوں سے فیض یاب ہوئے ہیں اس کے علاوہ دو اور قادری سلسلوں سے منسلک تھے۔ اس لیے ہم نے ان تمام مشائخ کا تذکرہ کر کے آپ کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کے بعد حضرت شیخ حافظ محمد صدیق صاحب بشوانہ بھی قدس سرہ کا تذکرہ کیا ہے۔ اور اُس کے بعد اُردو کے مشائخ کا تذکرہ کیا ہے۔ سید و شریف کی خانقاہ کے بعد بہار نپور، پھر رائے پور کی خانقاہوں کا تذکرہ ہے۔ اس کے بعد حضرت شیخ حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب بہار نپوری قدس سرہ کے خلفاء اور ان کے خلفاء کے خلفاء کا تذکرہ ہے۔ اس کے بعد حضرت افزون مولانا حافظ عبدالغفور صاحب سیدی سواتی قدس سرہ کے دوسرے خلفاء اور سلسلوں کا تذکرہ ہے۔ فقط واللہ اعلم</p>	<p>حضرت شیخ سید آدم بنوری کاظمی مدنی حضرت شیخ حبیب پشاوروی حضرت شیخ شاہ شاہ باز پشاوروی حضرت شیخ شاہ محمد مومن گگری پشاوروی حضرت شیخ حافظ محمد صدیق بشتونی بنیری حضرت شیخ حافظ محمد بنی اسرائیلی سٹرابنی حضرت شیخ شاہ محمد شعیب تور ڈھیر مردانی حضرت شیخ حافظ عبدالغفور صاحب سواتی حضرت شیخ حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب بہار نپوری حضرت شیخ شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری حضرت شیخ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ</p>

شیخ الشیخ سیدنا حضرت

مجدد الف ثانی

شیخ احمد سرہندی قدس سرہ

آپ کے والد صاحب حضرت شیخ عبدالاحد فاروقی قدس سرہ بڑے عالم و فاضل بڑے  
متقی و پرہیزگار اور صاحب سلسلہ بزرگ تھے سلسلہ نسب یہ ہے: حضرت مجد الف ثانی شیخ  
احمد سرہندی بن حضرت شیخ عبدالاحد بن زین العابدین بن عبدالحی بن شیخ محمد بن حبیب اللہ  
حضرت شیخ رفیع الدین سرہندی بانی قلعہ سرہندی بن نصیر الدین چشتی بن سلیمان بن یوسف ثانی  
اسحاق بن عبد اللہ بن شیخ شعیب بن شیخ احمد بن یوسف اول بن حضرت شیخ شہاب الدین علی الم  
بر فرخ شاہ کابلی بن نصیر الدین اول بن محمود بن سلیمان ابن مسعود کی و لہذا وہی بن عبد اللہ واعظ الاء  
بن عبد اللہ واعظ الاکبر بن ابوالفتح بن اسحاق اول بن حضرت شیخ ابراہیم تالعی بن شیخ ناصر تاج  
حضرت سیدنا عبد اللہ صحابی بن حضرت سیدنا امیر المومنین و امام المتقین و قاتل المشرکین خلیفہ  
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ان حضرات میں حضرت شیخ سلیمان عرف امام بن مسعود رحمۃ اللہ علیہا حضرت شیخ سر  
خلیفہ حضرت معروف کرخی قدس سرہ کے فیض یافتہ تھے۔ اور حضرت شیخ شہاب

علی الملقب بہ فرخ شاہ کابلی رحمۃ اللہ علیہ توران، بدخشاں اور خراساں علاقوں کی بہت وسیع سلطنت کے مالک تھے۔ آخر میں ترک سلطنت کے طریقہ عالیہ چشتیہ میں بیعت ہوئے اور کمال کو پہنچے۔ درہ فرخ شاہ آپ ہی کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت شیخ احمد بن یوسف اول رحمۃ اللہ علیہما اپنے خاندانی سلسلہ چشتیہ کے علاوہ شیخ المشائخ حضرت شیخ شہاب الدین بہرودی قدس سرہ کے خلفاء میں سے تھے۔ ان کے دو فرزند تھے ایک حضرت شیخ عبداللہ جو اپنے والد بزرگوار کے علاوہ شیخ المشائخ حضرت شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی قدس سرہ کے اکابر خلفاء میں سے تھے اور ان کے دوسرے فرزند حضرت شیخ جمال الدین سلیمان شیخ المشائخ حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر قدس سرہما کے والد بزرگوار تھے۔ جو سلطان شہاب الدین غوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۰۲ھ مطابق ۱۲۰۵ء کے عہد حکومت میں وارد ہندوستان ہوئے۔

حضرت شیخ رفیع الدین بن حضرت شیخ نصیر الدین قدس سرہما سلسلہ سہروردیہ چشتیہ کے علاوہ شیخ المشائخ حضرت شیخ مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال الدین بخاری اچوی قدس سرہ کے اکابر خلفاء میں سے تھے اور بانی قلعہ سرہند۔

حضرت شیخ عبدالاحد قدس سرہ الموالد ۹۲۶ھ بڑے عالم و فاضل بزرگ تھے اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ زین العابدین قدس سرہ سے سلسلہ چشتیہ سہروردیہ اور قادریہ۔ نقشبندیہ میں مجاز طریقت تھے۔ آپ کے مشائخ میں حضرت شیخ رکن الدین محمد فرزند حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہما متوفی ۱۳ شوال ۹۴۷ھ مطابق ۱۵۶۵ء۔ حضرت شیخ جلال الدین فاروقی چشتی صابری مرقا نیسری قدس سرہ حضرت شیخ ابوالبرکات شاہ کمال کبھلی قادری قدس سرہ حضرت شیخ سید علی قوام الدین چشتی نظامی قدس سرہ خلیفہ حضرت شیخ بہاؤ الدین جو پوری متوفی ۹۰۵ھ جیسے حضرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ غرض کہ جامع علوم ظاہری و باطنی اور جامع علوم شریعت و طریقت تھے انہوں نے پیر اسی سال ۲۷۰ھ ہجری الاخر ۱۰۱۷ء مطابق ۱۶۱۰ء

## حضرت شیخ امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ

ولادت باسعادت شب جمعہ ۱۲ شوال ۹۷۱ھ ۲۶ جون ۱۵۶۲ء کو حضرت شیخ عبدالحامد سرہندی

قدس سرہ کے ہاں بمقام سرہند شریف سابق ریاست پٹیالہ میں ہوئی۔

آپ نے حفظ کلام اللہ اور اکثر علوم متداولہ اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیے والد بزرگوار کے علاوہ حضرت شیخ مولانا کمال الدین کشمیری ثم سیالکوٹی سے معقولات کی بعض کتابیں عضدی وغیرہ پڑھیں حضرت شیخ مولانا محمد یعقوب صوفی کشمیری متوفی ۱۰۰۳ھ قدس سرہا سے حدیث کی بعض کتابیں پڑھیں غرض کہ ان جیسے اکابر علما و مشائخ سے استفادہ کیا اور تفسیر واحدی و دیگر مؤلفات واحدی اور تفسیر بیضاوی اور مصنفات بخاری و مشکوٰۃ المصابیح و شمال ترمذی و جامع صغیر سیوطی قصیدہ بروہ کی اجازت وغیرہ عالم ربانی حضرت مولانا قاضی بہلول بدخانی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ غرض کہ آپ سترہ سال کی عمر میں تحصیل علوم سے فارغ ہوئے اور حضرت والد بزرگوار کی زندگی میں درس و تدریس اور تالیف و تصنیف میں مصروف ہو گئے۔ ساتھ ہی ساتھ حضرت والد بزرگوار سے بیعت ہو کر سلوک و طریقت کی منازل طے کیں۔ انہی ایام میں آپ نے روشنیہ میں ایک رسالہ تحریر فرمایا۔ اس کے بعد آپ اکبر آباد کے علما و فضلاء اور مشائخ کبار سے ملاقات اور ان کی زیارت کے شوق میں تشریف لے گئے اور کچھ عرصہ وہیں قیام فرمایا خصوصاً حضرت شیخ سلیم خشتی فریدی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک صاحب حال خلیفہ بھی آپ کی ملاقات کے لیے تشریف لائے اور ابوالفضل اور فضی جیسے مشہور ائمہ سے بھی ملاقات ہوئی۔ ایک دفعہ انہوں نے حضرت شیخ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ کہے تو آپ نے بڑی بے باکی سے رد کیا۔

ایک دفعہ ابوالفضل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر کوئی اعتراض کیا تو آپ نے قرآن و حدیث کے حوالوں سے اس کو جواب فرمایا اور اس کے اس نامستقل اعتراض سے



ایسے ناراض ہونے کہ اس کی مجلس سے اٹھ آئے اور ہمیشہ کے لیے اس کی ملاقات ترک فرمادی۔ اس عرصہ میں والد بزرگوار بھی تشریف لے گئے کہ ان کو زیادہ عرصہ گزرنے سے تشویش پیدا ہوئی۔ اس کے بعد وطن واپس ہوئے۔ تھانیس سر سے گزرتے ہوئے تھانیس کے حاکم شیخ سلطان نے اپنی لڑکی آپ کے عقد میں پیش کر دی۔ اس کے بعد وطن تشریف لائے اور حضرت والد ماجد قدس سرہ سے علوم باطنی میں مشغول ہو گئے۔ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ نے وصال سے پہلے سب فرزندوں کے سامنے اور موروثی آبائی سلسلہ سہروردیہ کی خلافت عنایت فرمائی۔ اس کے بعد سلسلہ چشتیہ صابریہ قادریہ نقشبندیہ اور سہروردیہ اور کبرویہ اور مداویہ سلاسل جو حضرت شیخ رکن الدین محمد بن حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ سے حاصل کیے تھے اور سلسلہ قادریہ کمالیہ کی خلافت جو حضرت شیخ ۱۰۰ کمال قادری کیتھلی قدس سرہ سے ملی تھی سب کی اجازت آپ کو عنایت فرمائی۔ اور اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ چنانچہ آپ (حضرت مجدد الف ثانی) قدس سرہ رسالہ مبادی و معاد میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس فقیر کو نسبت فریت اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ سے ملی اور ان کو ایک صاحب جذب قوی مشہور بخوارق عظیمہ بزرگ سے یعنی حضرت شیخ سید شاہ کمال کیتھلی قادری قدس سرہ سے اور عباداء نافلہ کی توفیق اور خصوصاً نماز نفل کا ادا کرنا والد بزرگوار کی مدد سے نصیب ہوا۔ اور ان کو اپنے سلسلہ چشتیہ کے پیر سے یعنی حضرت شیخ رکن الدین محمد بن حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ سے۔ آپ کو حضرت شیخ سید شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ سے براہ راست بھی نسبت طریقت تھی کہ بچپن میں آپ ایک دفعہ بیمار ہو گئے تھے والد بزرگوار رحمۃ اللہ نے آپ کو حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی خدمت میں حاضر کیا جو وہاں قیام فرما تھے حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے اپنی زبان مبارک آپ کے منہ میں دے دی۔ آپ دیر تک چوستے رہے حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے فرمایا لیجئے صاحبزادے نے طریقہ قادریہ کی ساری نعمت زبان کے راستہ اچھی سے حاصل کر لی اور جب کبھی سر نہ تشریف لاتے بڑی عنایت و شفقت فرماتے اور بشارات عظیمہ بیان فرماتے تھے۔

والد ماجد کے وصال کے بعد حج کے ارادے سے دوسرے سال ۱۰۱۸ھ/۱۶۱۱ء میں روانہ ہوئے۔ انا سفر میں جب دہلی پہنچے تو وہاں حضرت مولانا حسن کشمیری رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے دوستوں میں سے تھے ان کے فرمانے سے حضرت شیخ خواجہ باقی باللہ محمد بن قاضی عبدالسلام قریشی خلجی سمرقندی قدس سرہ متوفی ۱۰۱۲ھ/۱۶۰۳ء کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بڑی مربانی سے پیش آئے اور آپ کا قصد و ارادہ دریافت فرمایا۔ آپ نے سفر حج کا عزم عرض کیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگرچہ تم مبارک سفر کا ارادہ رکھتے ہو لیکن کچھ مدت کم سے کم ایک ماہ یا مہینہ فقر کی صحبت میں رہو تو کیا عرج ہے۔ آپ نے حسب الارشاد ایک مہینہ حاضری کا ارادہ اختیار فرمایا۔ ابھی دو روز گزرے تھے بیعت کے لیے عرض کیا حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کو داخل سلسلہ نقشبندیہ فرمایا اور خلوت میں توجہ فرمائی۔ چھوڑے عرصہ میں آپ درجہ کمال و تکمیل کو پہنچ گئے اور حضرت خواجہ محمد باقی باللہ نے آپ کو خلافت و اجازت سے مشرف فرمایا اور طالبانِ حق کی ایک جماعت سپرد فرمادی کہ ان کی تربیت آپ کے سپرد ہے۔ آپ وطن پہنچ کر حسب الارشاد طالبانِ حق کی تربیت میں مشغول ہو گئے اور چھوڑے عرصے میں اپنے یوشاد و برکات سے مالا مال فرمادیا۔ آپ کچھ مدت کے بعد پھر دہلی حضرت خواجہ بیگزنگ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے کچھ مدت حاضر رہ کر واپس وطن ہوئے پھر تیسری بار حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت خواجہ نے قلم فیروزی سے پیدل چل کر دروازہ کابلی پر آپ کا استقبال فرمایا اور بڑے اعزاز سے آپ کو اپنے ہمراہ لے گئے اور اپنے سامنے اپنے اصحاب کا سر حلقہ بنایا اور خود حلقہ میں مریدوں کی طرح تشریف فرما ہوئے اور ہر طرح کا ادب بجالائے اور تمام مریدین اور خلفاء کو آپ کے سپرد فرمایا بلکہ اپنے فرزندوں حضرت خواجہ عبداللہ عزت خواجہ کلال اور حضرت خواجہ عبید اللہ عزت خواجہ ضرقدس سرہما کو بھی آپ کے سپرد فرمایا حالانکہ وہ ابھی بچے تھے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ نے فرمایا۔ میاں شیخ احمد ایسے آفتاب ہیں کہ ہم جیسے نزاروں ستارے ان کے سامنے گم ہو جاتے ہیں۔ کامل ادیانے متقدمین میں سے خال خال ان

کی مثل ہوتے ہیں۔ آپ کامل مردوں اور محبوبوں میں سے ہیں اور فرمایا کہ آج آسمان کے نیچے صوفیہ کرام میں سے آپ جیسا کوئی نہیں اور فرمایا کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور کمال تابعین و مجتہدین رحمہم اللہ علیہم اجمعین کچھ بعد انحصار ان خواص میں سے گنتی کے چند بزرگ آپ جیسے نظر آتے ہیں

انہی دنوں میں جب حضرت شیخ خواجہ باقی باللہ قدس سرہ نے کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ میرے مخدوم حضرت خواجگی اکنگلی قدس سرہ (متوفی ۱۰۰۸ھ) نے مجھے حکم دیا کہ تم ہندوستان جاؤ تاکہ یہ سلسلہ شریعت تمہاری ذریعہ دہاں جاری ہو جائے میں نے اپنے تئیں اس خدمت کے لائق نہ سمجھے کہ معذرت کر دی۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا استخارہ کرو میں نے استخارہ میں دیکھا ایک طوطی شاخ پر بیٹھا ہے۔ میرے دل میں آیا کہ اگر وہ طوطی شاخ سے اڑ کر میرے ہاتھ پر بیٹھ جائے تو میرے لیے اس سفر میں بہت سعادت ہے۔ اتنے میں طوطی اڑ کر میرے ہاتھ پر آ بیٹھا۔

اپنا لعاب دین ان کے منہ میں دے رہا ہوں۔ اس طوطی نے میرے منہ میں سکر ڈالی۔ حضرت خواجہ اکنگلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تعبیر یہ فرمائی کہ طوطی ہندوستان کا جانور ہے۔ ہندوستان میں تمہارے دامن برکت سے ایک بزرگ کا ظہور ہوگا۔ اس سے ایک جہاں روشن ہو جائے گا اور تم بھی اس سے بہرہ ور ہوں گے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا اشارہ تمہاری طرف مختار مبشرات کا سلسلہ بہت طویل ہے۔

بروز جمعہ ۱۰ ربیع الاول ۱۰۱۰ھ کو آپ کو خلعت تجدید زیب تن کرایا گیا اور بروز دوشنبہ

(سوموار) ۲۴ رمضان ۱۰۱۰ھ کو آپ کو خلعت قیومیت عطا ہوا اور ۱۰۱۱ھ میں قیومیت کے

دوسرے سال حضرت شیخ سید شاہ سکندر قادری کمتخلی قدس سرہ نے حضرت غوث الاعظم کا وہ خرقہ

جو اس سلسلہ مبارکہ میں امانت و رمانت چلا آ رہا تھا آپ کو عنایت فرمایا۔ حضرت شیخ سید شاہ کمال

قادری گیلانی قدس سرہ نے وصال سے پہلے وصیت فرمائی تھی کہ یہ خرقہ حضرت شیخ احمد سرسندی

مجدد الف ثانی قدس سرہ کو عنایت کیا جائے۔

ایک اور سلسلہ بھی آپ کا مختم ہے جو حضرت شیخ عبدالرحمن بدخشان کابلی المعروف زمزی قدس سرہ

سے حاصل ہے اور نسبت مصافحہ بھی حاصل ہے وہ صرف چار واسطوں سے اور ایک دوسری

روایت سے پانچ یا چھ واسطے ہیں۔ لہذا حضرت شیخ عبدالرحمن بدخشانی کابلی المعروف حاجی  
رمزی قدس سرہ خلیفہ حضرت شیخ حافظ سلطان آبادی قدس سرہ جن کی عمر مبارک ایک سو دس سال تھی۔  
یہ خلیفہ حضرت شیخ محمود اشعری قدس سرہ کے یہ خلیفہ حضرت شیخ سعید قدس سرہ کے یہ خلیفہ حضرت  
سیدنا امیر المومنین ابوبکر صدیق خلیفہ حضرت سیدنا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم۔

ویلے تو آپ نے درس و تدریس اور تصانیف کے ذریعہ تبلیغ و اشاعت کا کام شروع فرمادیا  
تھا اور حضرت خواجہ قدس سرہ کے وصال کے بعد اس کو اور بڑھایا اور وسیع تر فرمایا۔ قرب و جوار  
اور دور دراز ملکوں میں ارشاد و تلقین کا کام فرمایا اور اپنے خلفاء حضرات کو ہر علاقہ میں روانہ فرمایا۔  
آپ کے کمالات عالیہ کی برکت اور انوار صحبت کے فیض سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ بہت تھوڑے  
عرصے میں ہندوستان اور بیرون ہندوستان میں پھیلنے لگا۔ آپ نے زیادہ تر امر سلطنت کی اصلاح  
میں کوشش فرمائی تاکہ ان کی اصلاح کی وجہ سے اسلامی طرز عمل اور زیادہ پھیلے اور جلد ہی اثر پذیر ہو جائے  
وقت کا بادشاہ اکبر بدین ہو گیا تھا اور بہت بدینی کی چیزوں کو رواج دیتا تھا۔ اسلامی اعمال اور  
شعائر کو جبراً بند کر دیا تھا اور برہمنوں، عیسائیوں اور یہودیوں اور بدین لوگوں کے اعمال کو رواج  
دینے لگا اور اس کو دین الہی کا نام دیا اور جبراً لوگوں سے سجدہ کراتا، گویا یہ بڑا پر فتن زمانہ تھا آپ  
کو اس زمانہ میں بڑی تکلیفیں اٹھانی پڑیں۔ امر سلطنت میں شیعوں کا خاصا زور تھا وہ بھی آپ کی  
جان کے دشمن ہو گئے تھے۔ ان حالات میں خلفاء کے ذریعہ اور مکتوبات کے ذریعہ بہت بڑے وسیع  
پیمانہ پر اشاعت و تبلیغ کا کام فرمایا اور جب اکبر کے مرنے کے بعد جہانگیر تخت حکومت پر جلوہ گر  
ہوا تو مخالفین نے اور خاص کر شیعوں نے آپ کی بڑی مخالفت کی۔ اس وقت قریباً آپ کی عمر مبارک  
چالیس سال کی تھی۔ آپ نے بھی تبلیغ و اشاعت کا کام دوبالا فرمادیا۔ آپ اس وقت سیاست اور حکومت  
میں شریک ہو کر کوئی عہدہ لے سکتے تھے مگر آپ نے سیاست اور حکومت سے الگ رہ کر کام فرمایا  
دیا۔ جہانگیر کے دربار کا شاید ہی کوئی متاثر کن ہو جائے، کہ نام آپ کے منظر طعن ہوں۔ خان اعظم خان  
خان جہان، خان خانان، مرزا دارا شہ خان، قلیچ خان، خواجہ جہان، لالہ بیگ، سید فرید صاحب نواب



وغیرہ وغیرہ، امراء جہانگیری کو خطوط کے ذریعہ اسلام کی طرف متوجہ فرمایا لیکن حاسدین نے بھی کوئی کسر نہ اٹھا رکھی اور پوری کوشش سے بادشاہ کو ابھارتا آئے کہ آپ کو گرفتار کر لیا گیا اور قلعہ گوالیار میں قید کر دیا گیا اس سے ایک یہ فائدہ ہوا کہ بادشاہ سے رو برو بات کرنے کا موقع ملا اور حاسدین اور چغل خوروں کے پردے فاش ہوئے آخر مجبور ہو کر بادشاہ کو قید سے رہا کرنا پڑا اور بادشاہ کو آپ کی صحبت فیض اثر سے اسلام نصیب ہوا اور رافضیوں اور لاندہوں کو شکست فاش ہوئی اور علما اور صوفیا کی بھی صلاح ہوئی آپ کے مکتوبات بادشاہوں اور درباریوں اور امراء و حکام علاقہ اور علما و صوفیا سب کے لیے مفید ہیں اور سب کے لیے ایک رہنما کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ نماز پنجگانہ کے علاوہ تہجد، اشراق، چاشت زوال، بعد مغرب کے نوافل، شروع شروع میں ان نوافل میں سورہ یسین پڑھتے تھے جس کی تعداد اسی تک پہنچ جاتی تھی۔ سنت عصر و عشاء اور صبح و شام کی دعائیں، سونے اور جاگنے کی دعائیں وغیرہ کا ایسا التزام تھا کہ جیسے کسی سے طبعی فعل بے قصد اور بے ارادہ صادر ہو جائے، تہجد کے لیے نصف شب سے اٹھنے کا معمول تھا اور ہر دو رکعت کے بعد توبہ استغفار اور درود و شریف اور دعاؤں کے بعد مراقبہ فرماتے اور فجر کی نماز تک قائم رہتا اور فجر کی نماز باجماعت ادا فرماتے اور اشراق تک اپنے اصحاب کے ساتھ مراقبہ میں بیٹھتے۔ تلاوت کلام اللہ کا بھی معمول تھا۔ غرض کہ تمام کے تمام شریعت مطہرہ کے تابع اعمال تھے اور اسی کی اشاعت فرماتے رہے۔ اخلاق و عادات، صبر و شکر و رضا و تسلیم حسب حال ہر ایک کی تعظیم، لوگوں پر شفقت، صلہ رحمی اور باب حقوق کی رعایت، مرئیوں کی عیادت سلام میں سبقت کلام میں نرمی غرض کہ ہر کام میں اتباع سنت مد نظر تھی۔

آپ نے ۲۸ صفر بروز سنہ شنبہ بوقت چاشت ۱۰۳۴ھ کو بصرہ ۶۳ سال وصال فرمایا۔

مزار مبارک سرسند شریف میں ہے۔ لدھیانہ سے انبالہ جانے والی ریلوے لائن پر سرسند شریف کا اسٹیشن آتا ہے۔

اولاد و امجاد: حضرت شیخ خواجہ محمد صادق قدس سرہ غر زنا کیر متوفی بروز دوشنبہ ۱۱ ربيع الاول ۱۰۲۵ھ، ۱۰ دسمبر ۱۹۱۶ء، حضرت شیخ خواجہ محمد سعید المعروف بخازن رحمت قدس سرہ وفات



۳۷۔ حضرت شیخ سید باقر سارنگپوری قدس سرہ

۱۹۔ یوسف برکی قدس سرہ

۳۸۔ عبد الغزیز نحوی منزلی

۲۰۔ سید محب اللہ مانیکپوری

۳۹۔ احمد اشنبولی حنفی نقیب

۲۱۔ حاجی خضر افغان ۱۰۳۵

۴۰۔ مولانا فرخ حسین

۲۲۔ حضرت شیخ کریم الدین یاسین ابدالی قدس سرہ

۴۱۔ مولانا صغیر احمد رومی خفی

(ضلع کبیل پور پنجاب)

۴۲۔ بدر الدین سرسندی

۲۳۔ مولانا امان اللہ لاہوری قدس سرہ

مصنف حضرات القدس

۲۴۔ عبد الواحد لاہوری

۴۳۔ حمید احمد آبادی

۲۵۔ مولانا امان اللہ نقی

۴۴۔ حاجی حسین برکی

۲۶۔ محمد حری

۴۵۔ عبد الرحیم

۲۷۔ داود ساکی

۴۶۔ مولانا عبد المؤمن لاہوری

۲۸۔ سلیم بنوری

۴۷۔ عبد الحکیم سیالکوٹی متوفی ۱۸۰۰

۲۹۔ نور محمد بہاری

۴۸۔ نور محمد حقانی

۳۰۔ حامد بہاری

۴۹۔ مرشد میر زمان بیگ

۳۱۔ صوفی قربان قدیم

۵۰۔ سید حسین مانیکپوری

۳۲۔ مولانا محمد صادق کابلی

۵۱۔ خواجہ محمد صدیق کشمی ہلوی

۳۳۔ محمد ہاشم خادم

۵۲۔ مولانا عبد القادر انیسکی

۳۴۔ زین العابدین تبریزی

۵۳۔ محمد مری

ثم المکی الشانی

۵۴۔ خضر بہلول پوری

۳۵۔ مولانا غازی گجراتی

۵۵۔ مولانا عبد الغفور سمرقندی

۳۶۔ صوفی قربان جدیدارکنی





## حضرت سید آدم بنوری قدس سرہ

ولادت باسعادت کی سن و تاریخ سہ نامعلوم ہے۔ حضرت سید اسماعیل بن سید بہوہ ابن سید یوسف بن سید یعقوب رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں قصبہ مودہ ریاست پٹیالہ میں ہوئی۔ ریاست پٹیالہ ضلع لدھیانہ مشرقی پنجاب میں واقع ہے۔ آپ حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی ماہ صفر ۲۳۳ھ کی اولاد سے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ اور نانی دادیاں افغان قوم سے تھیں۔ اس لئے عوام میں افغان مشہور ہو گئے تھے۔

حضرت سید آدم بنوری قدس سرہ اپنی تصنیف کردہ کتاب نکات الامراء میں خود تحریر فرماتے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابا بعد میگوید فقیر حقیر بندہ آل محمدی اضعف بنی آدم، آدم بن اسماعیل بن بہوہ بن حاجی یوسف بن یعقوب بن دولت بن حسین بن اقبیل بن سعدی بن قلندر بن حسین بن داؤد بن سہل بن عبدالغفور المشہور بہ کپور شہوانی بن مسعود المشہور بہ بمسوا نکہ اولاد اور متغلب بہ مشوانی شہ ابن ظفر کہ در عوام مشہور ظفر است اصل نام ظفر الدین محمد بن سید احمد ابن سید محمد بن سید جعفر بن سید ابدال المشہور بہ سید بدل بن سید نور بن سید نبی بن سید راجا بن سید نور الدین سید عاجز بن سید علاؤ الدین بن سید مسعود بن سید حمزہ بن سید علی ابن سید اسماعیل بن سید ابراہیم بن سید امام موسیٰ کاظم (ابراہیم الاصغر برادر خرد امام علی رضا) آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ سید امام امیر المومنین حسین بن حضرت امیر المومنین علی والفاطمہ سید اولاد سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ وسلم وبارک این رسالہ است مسمیٰ نکات الاسرار

۱۔ نکات الاسرار در علم تصوف مصنفہ حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہ زمانہ تالیف ۱۰۳۵ھ نمبر سلسلہ کتب

نمبر ۲۸۹ نسخہ قلمی از جناب قاضی سید عبدالحلیم صاحب اثر افغانی مدظلہ

۲۔ ظفر الدین محمد مسکن تغضن جویشاپور کے ایک شہر کا نام ہے۔

آپ کی ولادت سے

پہلے آپ کے والد ماجد حضرت سید اسمعیل رحمۃ اللہ کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ مبارک پھیر کر کوئی چیز نکال کر عنایت فرمائی اور فرمایا کہ کھاؤ اسی شب استقرار حمل ہوا اور اسی عطیہ مبارک سے آپ کا وجود باوجود عالم وجود میں آیا۔ اس کے علاوہ آپ کی والدہ ماجدہ کو بھی کئی ایک بشارات ملیں۔ آپ کے والد بزرگوار عزنی ملک افغانستان سے پنجاب تشریف لائے لاہور سے قصبہ مودہ قیام فرمایا جہاں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی پھر اس کے بعد قصبہ بنور میں قیام فرما ہوئے۔ یاد رہے کہ قصبہ بنور اور چھتہ ساتھ ساتھ آباد ہیں جو ریاست کے مشہور قصبوں سے ہیں۔ اسٹیشن راجپورہ پڑتا ہے۔ بنور سرہند شریف سے کوئی تیس چالیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ روضہ قیومیہ کی روایت سے بارہ کوس کے فاصلہ پر ہے۔ آپ کا اسم گرامی آدم خان تجویز کیا گیا۔ آپ کو ابتداء میں تعلیم حاصل کرنے کا موقع نہیں ملا۔ جوانی میں شاہی لشکر میں ملازم ہو گئے۔ اسی سلسلے میں ایک کفلہ کے گاؤں پر لشکر کشی کی گئی۔ فتح کے بعد آپ ایک مندر میں تشریف لے گئے تاکہ بت اور پوجا پاٹ مشرکانہ اشیاء کو ختم کیا جائے۔ وہاں ایک پوجاری پوجا میں مصروف تھا آپ نے فرمایا کہ مسلمان ہو جاؤرنہ قتل کر دوں گا۔ لیکن وہ جان سے بے پردا ہو کر اسی طرح پوجا میں مشغول رہا۔ آپ نے اسے قتل کر دیا۔ لیکن اس کے اس استقلال کا آپ پر بڑا اثر ہوا کہ یہ پوجاری اتنا مستقل مزاج ہے کہ اپنی جان کی پردا نہیں۔ لیکن ہم اسلام کے دعویٰ دار اپنے مالک سے کتنے غافل اسی وقت سب کچھ ترک فرما کر طلب حق میں سرگردان ہو گئے اور پیر و مرشد کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے اور بہت سے باخدا بزرگوں سے فیض یاب ہوئے۔ لیکن طلب حق بڑھتی ہی گئی۔ اسی سلسلے میں ایک بزرگ نے فرمایا کہ تمہارا فیض حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ کے پاس ہے۔ ان دنوں لاہور میں حضرت شیخ حاجی خضر دغانی قدس سرہ خلیفہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ قیام فرماتے آپ بڑے شوق سے ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھوڑی مدت میں مقامات عالیہ تک پہنچ گئے۔ ایک دفعہ حضرت حاجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں اپنے حالات عرض کئے انہوں نے فرمایا کہ مجھے اس سے زیادہ حاصل نہیں ہے۔ اب تم کو اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے۔ حضرت مجدد قدس سرہ ان دنوں اجیر شریف شاہی لشکر کے ہمراہ قیام فرماتے وہیں ۱۰۳۱ھ ۱۶۲۳ء میں حاضر ہو کر بقایا سلوک حضرت مجدد الف ثانی

قدس سرہ کی خدمت میں طے فرمایا۔ آپ فرماتے تھے کہ اجیر میں ہی مجھے حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا سبق پڑمایا اور بشارت حقیقت قرآنی نصیب ہوئی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے حفظ قرآن اور علوم ظاہری و باطنی علم لدنی اور روح القدس کے ذریعہ عنایت فرمایا۔ ایک دفعہ حضرت مجدد قدس سرہ نے آپ کو بہت ستائف دے کر مخدوم زادوں کے لیے سرہند روانہ فرمایا۔ اور دریا خان شاہی لشکر کے امراء میں سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا۔ اُس نے حفاظت کے لیے سٹو سواز ہمراہ کر دیئے۔ اس ہمراہی میں وہ سوار آپ سے بہت متاثر ہوئے اور اس ذریعہ سے دریا خان بھی آپ کا معتقد ہو گیا۔ حضرت مجدد قدس سرہ لشکر شاہی سے واپس سرہند شریف ہوئے۔ تو سرہند شریف میں قیومت کے تیسویں سال ۱۰۳۳ھ میں آپ کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ آپ نے اپنے کو اس کے قابل نہ سمجھتے ہوئے دعوت و ارشاد کی طرف کوئی خاص توجہ نہ فرمائی اور پھر حضرت مجدد قدس سرہ نے تاکیداً حکم فرمایا کہ آپ اپنے کو اس کے قابل سمجھیں یا نہ سمجھیں اس کو ہر صورت کرنا پڑے گا۔ آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مزار مبارک پر دو سال حافر رہے اور بقایا کمالات کی تکمیل فرمائی۔ آپ حضرات صاحبزادہ گان کو حضرت مجدد قدس سرہ کی جگہ تسلیم فرماتے تھے اور حضرت مجدد قدس سرہ کی خدمت میں جن ادب و تعظیم سے حاضر ہوتے اسی طرح حضرات مخدوم زادگان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور مریدین مرشدین حضرات سے فرماتے کہ میں ان پڑھ ہوں۔ مخدوم زادوں سے استفادہ کرو جو علوم ظاہرہ اور باطنی کے زیور سے آراستہ ہیں جو مجھ سے ہر طرح افضل و برتر ہیں جو مجھ سے شرم محسوس کرتا ہے۔ میں خود اس کی سفارش کروں گا۔

آپ اتباع سنت اور دافع بدعت اور استقامت شریعت و طریقت میں بہت مشہور تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بڑے بلند درجات اور مقامات عنایت فرمائے۔ خلیفۃ الزمان اور قطب لاقطاب اور قطب ارشاد جیسے القاب سے مشرف فرمایا۔ آپ کی خانقاہ عالیجاہ سے ہزار ہا طالبان حق کمالات و لاییت سے مشرف ہوئے ایک ہزار سے زائد طالبان طریقت کا مجمع حاضر رہتا تھا۔ لنگران کے دو وقت کھانے کا انتظام کرتا تھا۔ آخر میں یہ اجتماع دس ہزار تک بڑھ گیا تھا۔ ایک دفعہ سخت صفحہ لانگری نے عرص لیا کہ سخت قحط پڑ گیا ہے۔ دینا ایک ایک دانہ کے لیے ترس رہی ہے۔ تو آپ نے غلہ دان میں

قدر سے غلہ ڈالا اور فرمایا ان کی طرف دیکھنا مت بلکہ سوراخ سے بقدر سے ضرورت نکالتے رہنا۔ لانگری نے ایسا ہی کیا چھ ماہ تک وہی غلہ لانگری میں کافی رہا۔ حالانکہ ہزار ہا آدمی کھانے والے ہوتے۔ جب غلہ اڑا ہوا تو دیکھا۔ تو اسی قدر غلہ موجود تھا۔ آپ کی توجہ ایسی کیمیا اثر تھی کہ جس کی طرف توجہ فرماتے وہ بے ہوش ہو کر گر پڑتا تھا۔ صاحب تصرف اور کرامات اور صاحب کشف تھے۔ آپ سلسلہ نقشبندیہ قادریہ۔ سہروردیہ۔ چشتیہ۔ بکریہ۔ مداریہ اور دوسرے سلاسل میں تعلیم اور اجازت پائی تھی۔ اور ہر سلسلہ میں تعلیم فرماتے تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی قبولیت عنایت فرمائی۔ آخر میں مقبولیت اس قدر بڑھ گئی تھی کہ حاسدین نے شاہ جہاں بادشاہ کو عرض کیا کہ حضرت شیخ کی خدمت میں افغانوں کا اس قدر مجمع ہے کہ جو کسی وقت آپ کے خلاف فتنہ کھڑا کر سکتے ہیں۔ بادشاہ نے وزیر سعد اللہ خان مرحوم متوفی ۱۰۶۶ھ اور حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب سیالکوٹی رحمۃ اللہ متوفی ۱۰۶۸ھ کو آپ کی خدمت میں بھیجا تاکہ تحقیق حال کریں۔ آپ اس وقت مراقبہ میں مصروف تھے۔ کافی وقت وہ انتظار میں بیٹھے رہے۔ بہت کہ بعد جب آپ فارغ ہوئے تو وہ دونوں حاضر ہوئے۔ لیکن آپ نے ان کی طرف کوئی خاص توجہ نہ فرمائی یہ بات ان دونوں کو بہت سخت گراں گذری۔ وزیر سعد اللہ خان نے عرض کیا کہ میں تو اہل دنیا سے ہوں، مستحق تعظیم نہیں ہوں، لیکن مولانا عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم ہیں، ان کی تعظیم ضروری تھی۔ آپ نے فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ العلماء امناء الذین مالو یخالطوا ملوک فاذا خالطوهم فہم للصوص یعنی علماء دین کے امین ہیں جب تک بادشاہوں سے میل ملاقات سے دور رہیں۔ جب بادشاہوں کی خدمت میں حاضری دیں تو وہ دین کے چور ہیں پھر انہوں نے آپ کا نسب نامہ دریافت کیا آپ نے فرمایا میں سید ہوں مگر چونکہ ہماری مائیں افغان قوم سے تھیں اس لیے عوام میں افغان مشہور ہو گیا ہوں پھر عرض کیا کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ علم لدنی رکھتے ہوں۔ آپ نے فرمایا جی ہاں الحمد للہ علی ذالک بعد اللہ خان نے بادشاہ کے حضور عرض کیا کہ شیخ ایک جاہل عامی آدمی ہے۔ قوم کا افغان ہے مگر سید کہلاتا ہے۔ فارغ آپ کے بہت معتقد ہیں۔ اس بات کا خوف ہے کہ حضور کے خلاف کوئی فتنہ نہ

کھڑا کر دیں۔ اور شاہزادہ دارا شکوہ متوفی ۱۰۶۹ھ بھی آپ کا سخت مخالف تھا۔ اس نے بھی بادشاہ کو ابھارا بادشاہ سخت پریشان ہوا حکم بھیجا کہ آپ حج پر تشریف لے جائیں۔ آپ پہلے سے حج کا ارادہ فرما رہے تھے فوراً لاہور سے روانہ ہوئے ۱۰۵۲ھ ۱۶۴۲ء میں بمعہ اہل و عیال۔ اول سرہند شریف مزار مقدس پر حاضر ہوئے۔ اور مخدوم زادوں کی زیارت سے مشرف ہو کر دکن سے ہوتے ہوئے سورت پہنچے۔ وہاں کا حاکم آپ کا مرید تھا اس سے فرمایا جلد سے جلد ہمیں جہاز پر سوار کرادے یہی تمہاری خدمت ہے جب آپ کا جہاز روانہ ہو گیا۔ تو بادشاہ کا حکم پہنچا کہ آپ کو روک لیا جائے اور بڑی منت سماجت سے واپس کیا جائے۔ کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میری بادشاہی کا زوال آپ کے ملک سے نکل جانے کے ساتھ ہے۔ حاکم نے عذر کیا کہ بادشاہ کا حکم آپ کے روانگی کے بعد ملا ہے۔ اس کے بعد جلدی ہی بادشاہ قید کر لیا گیا۔

۱۰۶۸ھ ۱۶۵۸ء میں — آپ مکہ معظمہ و مکرمہ میں حاضر ہوئے اور حج سے قراعت کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور کچھ دن حاضر رہ کر واپسی وطن کے لیے الوداعی اور اجازت کے لیے حاضر ہوئے تو مزار اقدس سے دو دست مبارک ظاہر ہوئے۔ آپ ہزار شوق مصافحہ سے اور لبسہ سے مشرف ہوئے اور ارشاد ہوا کہ *يَا وَلَدِي أَنْتَ فِي جَوَارِي* اور *نِزَ فَرَمَا يَا آدَهْرُ شَكْنُ أَنْتَ وَزَوْجَلِي الْجَنَّةِ* تو آپ نے واپسی کا ارادہ ترک فرمادیا۔ اور وہیں ہمیشہ کا قیام فرمایا اور وہاں بھی اللہ تعالیٰ نے بڑی قبولیت عنایت فرمائی اور سلسلہ کو وسعت ہوئی اور بہت سے لوگ فیض یاب ہوئے۔ آپ پر ہیزگاری اور تقویٰ پر ثابت قدم اور بکرامات و تصرفات تھے۔ امر یا معروف و نہی عن المنکر آپ کا اور آپ کے خلفاء کا دستور عمل تھا۔ آپ کے مرید ایک لاکھ اور خلفاء کی تعداد تسو تک بتائی جاتی ہے۔ دوسری روایت میں مریدین کی تعداد چار لاکھ اور خلفاء کی تعداد ہزار تک آتی ہے۔ آپ ہر ایک سے یکساں سلوک فرماتے تھے اور آپ کے سامنے اعلیٰ ادنیٰ اور چھوٹا بڑا سب برابر تھے۔ آپ کی مجلس میں امیر ذلیل ہوتے تھے۔ آپ نے ۱۳ شوال ۱۰۵۳ھ میں ۲۴ دسمبر ۱۶۴۳ء میں وصال



فرمایا جنت البقیع میں دفن ہوئے مزار حضرت سیدنا امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے پہلو میں ہے۔  
 اولاد :- آپ کے تین فرزند ہوئے (۱) حضرت مخدومی شیخ محمد رحمۃ اللہ جو  
 وطن ہی میں قیام فرما رہے (۲) حضرت شیخ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۰۴۵ھ سنواریں  
 ہوئی (۳) صاحبزادہ محمد محسن رحمۃ اللہ علیہ سب سے چھوٹے ولادت ۱۰۵۲ھ میں بمقام گوالیار سفر  
 حرمین میں ہوئی آخر الذکر دونوں بھائی ہمراہ سفر حرمین شریفین میں ساتھ رہے۔ واللہ اعلم۔

آپ کی اولاد میں آج بھی حضرت مولانا سید محمد ایوب بنوری مہتمم دارالعلوم سرحد پشاور اور  
 حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری مہتمم مدرسہ عربیہ نیوٹاون کراچی اور حضرت سید  
 محمد صدیق صاحب بنوری آشنہ لوارگی لنڈی کوتل جیسے بزرگ موجود ہیں۔ آپ کے خلفاء کی  
 تعداد ایک سو سے ہزار تک کتابوں میں آئی ہے جن میں مندرجہ ذیل حضرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱۔ حضرت سید میر علم اللہ حسنی الحسینی قدس سرہ متوفی ۱۰۹۶ھ ۱۶۸۵ء دائرہ شاہ علم اللہ۔

ضلع رائے بریلی (یوپی)

۲۔ حضرت سید محمد بن حضرت سید شاہ علم اللہ قدس سرہ۔ دائرہ شاہ علم اللہ

۳۔ حضرت شیخ سلطان قدس سرہ

۴۔ حضرت شیخ محمد عمر

۵۔ حضرت شیخ اللہ داد افغان

۶۔ حضرت شیخ سید عبد اللہ المعروف حاجی بہادر کھولہ ٹی۔ قدس سرہ متوفی ۱۰۹۹ھ ۱۶۸۴ء

مزار مبارک شکرکھاٹ میں ہے

۷۔ حضرت شیخ حاجی یار محمد پاپن کابلی

کابل ملک افغانستان۔

۸۔ حضرت شیخ سعدی بنجاری لاہوری

متوفی ۱۱۰۸ھ مزار شریف منگ لاہور میں ہے

۹۔ حضرت شیخ حاجی حافظ سعد اللہ دیر آبادی

متوفی ۱۲۹ ذی الحجہ ۱۰۲۲ھ

- ۱۰- حضرت شیخ حافظ امیر علی قدس سرہ
  - ۱۱- حضرت شیخ علی بن حضرت شیخ اخوند درویشہ
  - ۱۲- حضرت شیخ فتح محمد
  - ۱۳- حضرت شیخ عثمان شاہ بہمان پوری
  - ۱۴- حضرت شیخ حاجی شریف
  - ۱۵- حضرت شیخ بابزید اللہ گو دہلوی
  - ۱۶- حضرت شیخ خواجہ محمد امین بدخشان
  - ۱۷- حضرت شیخ حافظ قاری سید عبداللہ بارہوی اکبر آبادی
  - ۱۸- حضرت شیخ یحییٰ صاحب
  - ۱۹- حضرت شیخ سید عبدالرحمن بارہوی
  - ۲۰- حضرت شیخ سید خواجہ احمد بن سید اسحاق بن حضرت سید محمد معظم قدس سرہم  
راے بریلی (دیوبند) متوفی ۱۰۸۸ھ
  - ۲۱- حضرت شیخ عبدالخالق حضوری
  - ۲۲- حضرت شیخ حامد لاہوری متوفی ۱۰۵۳ھ
  - ۲۳- حضرت شیخ خواجہ نور محمد پشاور
  - ۲۴- حضرت شیخ ابوالفتح مودھوی
  - ۲۵- حضرت شیخ خواجہ محمد صاحب سلطانی پوری
  - ۲۶- حضرت شیخ خواجہ محمد ابنالوی
  - ۲۷- حضرت شیخ خواجہ محمد شریف شاہ آبادی
  - ۲۸- حضرت شیخ خواجہ داؤد مشکواتی کشمیری
  - ۲۹- حضرت شیخ میرزا حیات بیگ کبردی کشمیری
  - ۳۰- حضرت شیخ شاہ حبیب پشاور
- متوفی ۱۰۹۵ھ  
مصنف نتائج الحرمین  
مزار اگرہ اکبر آباد عام گورستان میں
- متوفی ۱۰۹۵ھ  
مزار لاہور میں ہے
- متوفی ۱۰۸۹ھ مزار مضافات پشاور میں ہے
- مزار ۱۰۶۶ھ مزار قصبہ مودہ (پٹیالہ)
- ۱۰۶۵ھ سلطان پور میں ہے
- ۱۰۸۳ھ ابنالہ شہر (پنجاب)
- ۱۰۸۳ھ شاہ آباد ضلع کرنال
- ۱۰۹۶ھ شہر کشمیر محلہ گنڈپور
- متوفی ۱۱۲۰ھ  
سرگروہ سلسلہ طحا

۳۱۔ حضرت شیخ فرید الدین بن شیخ پنجو بابا پشاور " آپ کو سید لعل شاہ مصنف "سوانح حاجی بہادر کوہاٹی نے بھی خلیفہ لکھا ہے۔ ان جیسے سینکڑوں بزرگ آپ کے خلفاء میں سے تھے۔

۳۲۔ حضرت شیخ قاضی محمد ہاشم ابنالوی

آپ کے حالات روضہ قیومیہ۔ علمائے ہند کی شاندار ماضی۔ مجدد الف ثانی نمبر الفرقان لکھنؤ مکتوب حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری رح۔ وغیرہ وغیرہ سے نقل کیے ہیں۔ آپ کی تالیفات نکات الاسرار (۲) خلاصۃ المعارف ہر دو قلمی۔

حضرت سید آدم بنوری کی ایک سری کتاب خلاصۃ المعارف واسرار العقاید یہ کتاب آپ نے ۱۰۲۷ھ میں تالیف کی ہے۔ آپ کی تیسری تالیف کا نام ہے صلوٰۃ ملہم اس کی شرح جو حضرت میرا محمد عمر ابن محمد ابراہیم چمکنی پشاور کی قدس سرہ نے لکھی ہے۔ اس کا نام ہے "شرح صلوٰۃ ملہم" اس کا ایک قلمی نسخہ اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں موجود ہے۔

## شیخ المشائخ حضرت شیخ فرید الدین بن شیخ نقشبندی مجددی قدس سرہ

آپ کے اجداد میں جناب سید ابراہیم المعروف سلطان ارغش بن جلال الدین **آباؤ اجداد** بن محمد حسن بن اسحاق بن احمد بن محمود بن اسعد بن علی بن ہرمز بن مروان بن قرآن محمد طاہر المقلب تارن بن ناصر الدین بن علاؤ الدین بن قطب الدین بن داؤد بن سلطان کبیر بن شمس الدین بن احمد بن سید علی رفاعی بن حسین بن محمد بن سید جواد بن حضرت سیدنا امام علی رضا رضی اللہ عنہم اجمعین خاندان نبوت کے چشم و چراغ تھے۔ سید ابراہیم کے والد بزرگوار سید جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ ملک عرب سے وارد ہندوستان ہوئے اور سنبھل ضلع مراد آباد میں آباد ہوئے اور آپ علاقہ بانڈے کے حکمران تھے۔

سلطان سید شمس الدین عبداللہ بن سلطان ارغش سید ابراہیم رحمۃ اللہ علیہما والد بزرگوار کے جانشین ہوئے اور ان کے فرزند سید عبدالملک الملقب بہ مصحف خان معروف سلطان سکندر لودھی

سلہ روحانی رالبہ صفت مصنفہ جناب سید قاضی عبدالعلیم صاحب اثر افغانی

اور ان کے صاحبزادے حضرت سید سلطان غازی بابا بہان الدین قدس سرہ، شیخ  
 المشائخ حضرت شیخ عبدالقدوس چشتی صابری، نظامی، قادری، بہروردی، نقشبندی، گنگوہی  
 قدس سرہ کے خلفاء میں سے تھے۔ جب سلطان ابراہیم لودھی مرحوم نے پانی پت کے میدان  
 میں شکست کھائی تو حضرت سید غازی بابا قدس سرہ بہتہ چھپے۔ ہزارہ بمقام ترکی قریب گجوان  
 بانڈہ۔ علاقہ مندرٹریوسف زئی میں قیام فرمایا۔ حضرت غازی بابا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت صالح محمد  
 معروف بہ دیوانہ بابا رحمۃ اللہ علیہ کی خالہ سے عقد کیا۔ جن کے بطن سے شیخ المشائخ حضرت شیخ  
 سید عبدالوہاب المعروف پنج بابا قدس سرہ ۱۰۵۷ھ میں پیدا ہوئے۔ موضع الکائے قریب گجوان  
 بانڈہ ضلع مروان میں بزمانہ سرداری ملک گجوان مندرٹری مرحوم اس کے بعد آپ کے والد بزرگوار اکبر  
 بادشاہ متوفی ۱۰۸۱ھ مطابق ۱۶۷۰ء کے زمانہ میں دریائے کابل عبور کر کے پشاور آگئے اور پھر  
 موضع چوہا گجر میں سکونت فرمائی۔ اس موضع کے بہت سے لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت ہوتے رہے  
 موضع چوہا گجر کے ایک بہت بڑے عالم قاضی صاحب مرحوم کی خدمت میں آپ  
 نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ مزید تحصیل علوم کے لیے ہندوستان تشریف لے گئے اور روہیل  
 کھنڈ کے علاقہ میں موضع نوسلجانی وغیرہ میں تحصیل علوم کرتے رہے تکمیل کے بعد واپس وطن  
 تشریف لائے۔ اس وقت آپ کے والد بزرگوار موضع شاہ ڈھنڈ جو پشاور بالا حصار میں سکونت  
 پذیر تھے۔ وہیں حضرت سلطان بہان الدین غازی بابا رحمۃ اللہ علیہ نے وصال فرمایا۔ مزار مبارک  
 قلعہ بالا حصار کے نیچے دائرہ گراؤنڈ میں ہے۔ تھوڑے دنوں کے بعد والدہ ماجدہ بھی داغ  
 مفارقت دے گئیں۔ جو کچھ میراث ملی سب خیرات فراموشی اور توکل علی اللہ درس و تدریس  
 میں مشغول ہو گئے۔ اور اصلاح و تبلیغ، رشد و ہدایت میں ہمہ وقت مصروف رہنے لگے۔

۹۹۰ھ میں آپ وہاں سے اکبر پورہ منتقل قیام فرما ہوئے۔ اور وہاں درس و تدریس اور اصلاح و تبلیغ۔ رشد و ہدایت میں مشغول ہو گئے۔ اس زمانہ میں اکبر پورہ کے چالیس محلے تھے۔ ہر محلہ میں ایک بیٹھک تھی جس میں لوگ بھنگ اور چرس پی کر گانے بجانے میں مصروف رہتے اور خدا سے غافل رہتے۔ اتنے بڑے گاؤں میں ایک بھی قابل ذکر مسجد نہ تھی۔ آپ نے مسجد کھجور والی کی بنیاد رکھی اور نماز جمعہ کا اہتمام فرمایا اور ارکانِ خمسہ اسلام یعنی کلمہ، نماز، زکوٰۃ، حج، روزہ سے عوام میں واقفیت کرانے کی کوشش فرمائی۔ اس لیے مخالفین نے خاص طور پر پیر تارک کے خلیفہ سرمست کے مریدین نے آپ کو پنجو بابا بطور مستہزاد کہنا شروع کیا جس سے یہ لقب مشہور ہو گیا۔

۹۹۳ھ مطابق ۱۵۸۵ء میں اتفاق سے حضرت شیخ میر ابو الفتح قنیاچی خلیفہ شیخ المشائخ حضرت شیخ جلال الدین فاروقی تھانیسری قدس سرہما پشاو رتشریف لائے۔ وہاں سے اکبر پورہ تشریف لائے۔ انھوں نے پنجو بابا قدس سرہ حضرت میر ابو الفتح سے بیعت ہوئے۔ بہت سی ریاضتوں اور مجاہدوں کے بعد فرقہ خلافت سے مشرف ہوئے۔

عبادت و ریاضت، ذکر و فکر، مجاہدہ، مراقبہ، درس و تدریس میں **شب و روز** رات دن گزارتے۔ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے۔ آخر میں آپ صبح کی نماز کے بعد چاشت کی نماز تک ذکر میں مصروف رہتے۔ دوپہر تک جس دم اور دیگر وظائف ادا فرماتے۔ نماز ظہر کے بعد قیلوہ فرماتے اس کے بعد طلباء کو اسباق پڑھاتے۔ عصر سے مغرب تک یادِ الہی میں مشغول رہتے۔ نماز مغرب کے بعد درس قرآن حکیم فرماتے۔ عشاء کے بعد دراد و وظائف اور مراقبات میں مشغول ہو جاتے۔ گویا تمام اوقات یادِ الہی اطاعتِ خدا جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مخلوقِ خدا کی خدمت میں گزارتے آخر میں آپ پر حذب، شکر اور محویت کا بہت غلبہ ہو گیا تھا۔



آپ نے بایزید انصاری پیر تارک اور ان کے مریدین اور پیر دلی غلجی اور پیر طیب بریچی۔ جیسے آزاد خیال لوگوں کے حلقوں میں اصلاحی و تبلیغی کام بہت فرمایا، جس سے اللہ تعالیٰ نے ہزاروں گمراہوں کو راہ راست پر لگایا۔

غرض کہ آپ صاحبِ عبادت و ریاضت اور مجاہدہ، توکل و تفرید اور صاحبِ کرامات و تصرفات بزرگ تھے۔ صاحبِ درس و تدریس و صاحبِ تصنیف بزرگ تھے۔

آپ نے عہدِ شاہجہان مرحوم میں ۹۵ سال کی عمر میں **وصال** مطابق ۱۶۳۰ء میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک اکبر پورہ سے ایک میل کے فاصلہ پر جی۔ ٹی روڈ پر واقع ہے۔

**اولاد** (۱) حضرت شیخ عثمان میاں (۲) حضرت شیخ سلیمان میاں (۳) حضرت شیخ لقمان میاں (۴) فرید الدین میاں قدس سرہم۔ اول الذکر تینوں حضرات کی اولاد عثمان خیل سلمان خیل، لقمان خیل اور میاں گانج کے نام سے مشہور ہے، گجرات، حمزہ کوٹ، دینہ اسماعیلیہ، جھکپی، ماشو، خوش مقام، اتمان زئی میں آباد ہے۔

## حضرت شیخ فرید الدین اکبر لوزی قدس سرہ

ولادت باسعادت : حضرت شیخ سید عبدالوہاب عرف اخون پنجر بابا قدس سرہ کے ہاں ہوئی۔ آپ سادات رضوی کے چشم و چراغ تھے۔ شجرہ نسب آپ کے والد ماجد کے حالات میں گزر چکا ہے۔ آپ سب معانیوں سے چھوٹے تھے۔ تعلیم ظاہری و باطنی کی اپنے والد بزرگوار سے تکمیل کی۔ دورانِ تعلیم یا فراغت کے بعد والد بزرگوار سے سلسلہ حقیقیہ صابریہ میں بیعت ہو کر ذکر و اذکار میں مشغول ہو گئے۔ اس دوران عجیب و غریب احوال وارد

ہوتے جو تحریر میں نہیں آ سکتے تکمیل کے بعد خلافت و اجازت سے مشرف ہوتے مشائخہ  
میں آپ کے والد بزرگوار وصال فرما گئے۔ بعدہ آپ کی طبیعت میں سلوک و معرفت کے  
حصول کی طلب کا جذبہ اور غالب ہوا۔ ہر وقت اسی میں مستغرق رہتے تھے کہ انوس  
میں سلوک و تصوف و معرفت کو مکمل نہ کر سکا اور ناقص رہا۔

اسی دوران ایک بزرگ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں آپ کو دیکھا ہے کہ تہذیب شریف  
کے بازار میں مست پڑے ہوتے ہیں اور لوگ آپ پر گہرے پڑے ہیں آپ نے تعبیر یہ سمجھی کہ  
میرا نصیب اسی بستی میں ہے۔ ایسے ہی آپ نے خواب میں والد بزرگوار کی زیارت کی۔ وہ  
فرما رہے ہیں کہ تو کیوں پریشان ہے کہ میں ناقص رہ گیا ہوں اور تربیت نہیں ہوئی۔ عرض  
کیا کہ میری راہ سلوک میں تربیت نہیں ہوئی جس کی وجہ سے نامکمل ہوں۔ والد محترم  
نے فرمایا تو کامل ہو جاتے گا۔ پریشان نہ ہو۔

اسی دوران حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہ کے مریدین و متوسلین سے حضرت  
رحمۃ اللہ علیہ کے حالات سنے۔ طبیعت اُن کی طرف متوجہ ہوئی، آپ نے استخارہ کیا۔ والد  
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی۔ فرمایا مبارک ہے۔

دوسرے ہی روز روانہ ہوتے۔ دوران سفر عجیب و غریب حالات پیش آئے اور شہر  
رہتاس میں حضرت شیخ قدس سرہ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آخر سر سبز پہنچے۔ بزرگان  
سر سبز کی زیارت سے مشرف ہو کر تہذیب روانہ ہو گئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں  
حاضر ہو کر دل کا مدعا عرض کیا۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ میرے مرشد ارشد حضرت  
شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ کی اولاد کی خدمت میں حاضر ہو کر دل کا مدعا پاؤ۔ جب زیادہ  
اصرار دیکھا تو اپنے ایک خلیفہ شیخ ابوالفتح کو فرمایا ان کو استخارہ تبادو۔ آپ نے عرض کیا کہ  
میں نے استخارہ کیا ہے اور حضرت کی زیارت کی ہے۔ آپ نے مجھے خلعت پہنا دی ہے۔

دوسرے دن نماز اشراق کے بعد خلوت میں طلب فرما کر، طریقہ نقشبندیہ کا ذکر تلقین فرمایا۔ اسی دوران حضرت قدس سرہ کی توجہ اور تلقین ذکر سے ایسے ایسے حالات وارد ہوئے کہ جن کے بتانے سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے منع فرمایا۔ آپ نے توجہات کاملہ کی بدولت صرف چالیس دن میں سلوک کے منازل طے کر کے خلافت سے سرفراز فرمایا۔ خود فرماتے تھے کہ آپ کے طفیل چالیس روز میں۔ شہرود و حضور اور سلطان ذکر جیسے احوال پیش آئے۔ حیران ہو گیا کہ چالیس سال میں دوسری جگہ یہ میسر نہ ہوتے۔

ایک دفعہ عرض کیا کہ راہ سلوک مجھے تدریجاً طے کرایا جاتے۔ فرمایا تیرا کلام تدریج سے گذر چکا ہے۔ آپ نے زندگی نہایت زہد و ریاضت میں گذاری۔ خود فرماتے تھے کہ راہ سلوک کے طے کرنے میں۔ ذوق خواب اور کھانا بھول گیا تھا۔ تمام رات اور دن مراقبہ میں گذرتا تھا۔ چالیس روز کے بعد اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا گیا۔

وطن اکبر پورہ پہنچ کر ارشاد و تلقین میں مصروف ہو گئے۔ آپ کے برادران اور حضرت شیخ حبیب پشاورمی قدس سرہ اور حضرت شیخ سید عبداللہ المعروف حاجی بہادر قدس سرہ پہلے آپ سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت ہوتے تھے اور بعدہ آپ کے واسطہ سے حضرت سید آدم بنوری قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے تھے۔ حضرت شیخ محمد امین صاحب بدخشی قدس سرہ خلیفہ حضرت سید آدم بنوری قدس سرہ مناقب آدمیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت شیخ فرید ولد شیخ پنجو پشاورمی قدس سرہ سہما از اکابرے خلفائے صاحب الاحوال حضرت سید آدم بنوری قدس اللہ تعالیٰ سرہ کے تھے۔ توجہ بہت قوی رکھتے تھے۔ طالبوں کو آپ کی صحبت سے بڑی تاثیر حاصل ہوتی تھی۔ وطن آپ کا اکبر پورہ مضافات

پشاور تھا۔ آپ کے والد بزرگوار سلسلہ چشتیہ صابریہ کے مشہور شیخ تھے۔ افغان آپ کے بہت عقیدت مند تھے۔ خصوصاً خانوادہ ملک محب خان و آزاد خان رحمۃ اللہ علیہما۔ آپ کے غلامین سے تھے۔ آپ سے اور آپ کے مریدین سے بہت سے افغان سلسلہ نقشبندیہ میں منسلک ہوتے اور حضور قلب اور کمال باطنی تک پہنچے ہوتے تھے۔ اور آپ کے بھائی اور خویش واقارب صاحب صلاح و آثار بزرگ تھے۔ خصوصاً حضرت عثمان، حضرت شیخ لقمان، حضرت شیخ عبدالسلام، حضرت شیخ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم حضرات آپ کے واسطہ سے حضرت سید آدم بنوری قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نہایت اخلاص سے ہر قسم کی خدمات سرانجام دیں اور سلوک کے منازل طے کیئے اور اجازت و خلافت سے مشرف ہوتے ہر ایک علم و عمل میں کامل ہوتے۔

غرض کہ آپ بحسب وصیت حضرت سید آدم بنوری قدس سرہ جو طالب مولیٰ آتے جو نعمت آپ کو ملی ہے اسے دینے سے دریغ نہ کرنا۔ آپ اپنے گاؤں پہنچ کر سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت میں مصروف ہو گئے۔ ہزار ہا لوگ آپ کے ہاتھ پر بیعت ہو کر ذکر و اذکار اور عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہو کر کامیاب و کامران ہوتے۔

جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ہجرت فرمائی۔ اور حرمین الشریفین زاد ہما اللہ تعالیٰ شرفیہا کی حاضری کے لیے روانہ ہوئے۔ تو آپ بھی اجازت لے کر ہم سفر ہوئے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل اور مدینہ منورہ کی زیارت اور روضہ اطہر کی حاضری نصیب ہوئی اور لاکھوں نعمتوں سے مالا مال ہوئے۔ حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہ نے ایک سال کی حاضری کے بعد ۱۰۵۳ھ میں وصال فرمایا۔ آپ سال بھر وہیں حاضر رہے۔ اور بشارات و برکات خوب حاصل کیئے اور ۱۰۵۴ھ میں واپس وطن تشریف لائے اور پھر اسی سال اجمیر شریف تشریف لے گئے اور وہیں وصال فرمایا۔ وہیں مزار ہے۔ تالاب پتل کے کنارے پر اور

۱۔ مناقب آدمیہ قلمی از صفحہ ۱۲۷ التلخیص حضرت شیخ محمد امین صاحب مکی بدخشی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ مناقب آدمیہ قلمی صفحہ ۱۴۳ و ۱۴۴

ایک پتھر نشان کر دیا گیا۔ جہاں آثار ولایت اور قبولیت ظاہر ہے۔

آپ کے خلفاء کی تعداد بے شمار ہے۔ جن میں خاص طور پر حضرت شیخ حبیب پشاوری **خلفاء قدس سرہ** اور حضرت شیخ حاجی بہادر کوہاٹی قدس سرہ جیسے مشائخ قابل ذکر ہیں۔ جن کو آپ کے واسطہ سے اور بلا واسطہ۔ براہ راست، حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہ سے نسبت نقشبندیہ، قادریہ، مجددیہ حاصل ہے اور بہت مشہور ہے۔ ہر دو حضرات کے خلفاء میں شیخ المشائخ حضرت شیخ شاہ شہباز پشاوری قدس سرہ اور ان کے خلفاء میں حضرت شیخ شاہ محمد مومن گگردی پشاوری قدس سرہ اور حضرت شیخ حاجی بہادر کوہاٹی قدس سرہ کے خلفاء میں حضرت شیخ مانون یوسف زئی قدس سرہ اور ان کے خلفاء میں حضرت شیخ محمد نعیم ننگرہاری افغانی قدس سرہ اور ان کے خلفاء میں حضرت شیخ شاہ محمد سدومی قدس سرہ اور ان کے اور حضرت شیخ شاہ محمد مومن گگردی قدس سرہ۔ ہر دو کے خلفاء میں شیخ المشائخ حضرت شیخ حافظ محمد صدیق صاحب بیشادنی بنیری قدس سرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں جن سے ہمارے مشائخ کے سلاسل منسلک ہوتے ہیں۔

## شیخ المشائخ حضرت سید عبد اللہ المعروف حاجی بہادر کوہاٹی قدس سرہ

ولادت باسعادت بروز دو شنبہ قبل از نماز مغرب ۱۶ رجب ۹۸۹ھ بمطابق ۱۵۸۱ء بعد

سلطان جلال الدین اکبر میں حضرت سید سلطان میر سردر شاہ بن حضرت سید سلطان میر محمود اکبر رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں اکبر آباد (اگرہ) میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار مساوات عثمانی کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ شجرہ نسب یہ ہے۔ حضرت سید سلطان میر محمد سردر شاہ بن اکبر بن سلطان میر الشاہ بن سبجان شاہ بن سید محمد زبیر بن سید کمال بن سید جمال بن سید ابی فضل بن سید سراج الدین بن سید بہادر الدین بن سید عبد الرحمن بن سید محمد عمران بن سید محمد شعبان بن سید محمد زاہد بن سید امیر احمد بن سید عبد العزیز بن سید محمد ابراہیم بن سید السوات امام حسن عسکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین



ابتدائی تعلیم و تکمیل علوم رسمہ مختلف اساتذہ سے کی، عشق حقیقی بچپن ہی سے آپ کے دل میں موجزن تھا، تکمیل علوم کے بعد اور بڑھا، حضرت میر محمد کلاں ملک زنی قدس سرہ کے ذریعہ حضرت سید آدم بنوری قدس سرہ متوفی، شوال ۱۲۵۸ھ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ کر فرمایا کہ یہ لڑکا تو صاحب سعادت معلوم ہوتا ہے کون ہے حضرت میر محمد کلاں رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا حضور اس کا نام عبداللہ ہے اور یہ حضور کی زیارت کی بے حد تمنا رکھتا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بہادر ہے اور تو اس بہادر کی رفاقت اور حمات میں آیا ہے۔ اور یہ شیر ہے اور جو کچھ میرے سینہ میں علوم ظاہری و باطنی ہیں یہ اپنی خداداد استعداد کے پنجے سے کھینچ کرے جائے گا اور یہ ہمارے خلفاء میں سے ہے۔ اس کے بعد حضرت سید رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھ کر آپ کو سینے سے لگایا اور دعا فرمائی۔ الہی! اس ہمارے فرزند کو منزل مقصود تک پہنچا اور اس بہادر کو درجات و مقامات اور معانی و اسرار کی دولت کے حصول سے غنی فرما اور بیعت سے مشرف فرمایا اور اسباق طریقت ارشاد فرمائے آپ گیارہ سال تک حاضر خدمت رہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی باطنی صلاحیتوں کو دیکھ کر۔ آپ کی تربیت باطنی پر خصوصی توجہ فرمائی اور اپنی مجلس مبارک میں جو کچھ حقانی و معارف بیان فرماتے، اس کے مخاطب خصوصی اور روتے سخن آپ ہی ہوتے۔

یہاں تک کہ آپ منزل مقصود پر پہنچ کر منظر تجلیات ذوالجلال ہوئے اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے

دوسری روایات میں آتا ہے کہ آپ اور حضرت شیخ حبیب پشاورمی قدس سرہ پہلے حضرت شیخ فرید بن حضرت سید عبدالوہاب اخوند پنجاہ با قدس سرہ کے مرید تھے اور بعد میں انہی کی وساطت سے حضرت سید آدم بنوری قدس سرہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے

۱۔ تذکرہ صوفیائے سرحد ص ۳۶۸ ۲۔ مناقب آدمیہ قلمی مصنفہ حضرت مولانا

بہر حال آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اکابر خلفاء میں سے تھے اور ایسی طور پر حضرت خواجہ باقی باللہ کاہلی دہلوی قدس سرہ متوفی ۱۱۱۷ھ اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی فاروقی سرسندی قدس سرہ متوفی ۱۱۳۷ھ سے فیض یاب ہوئے۔

۱۰۵۳ھ میں آپ نے حضرت سید آدم بنوری قدس سرہ کی رفاقت میں عرصہ من النہین زادھما اللہ تعالیٰ شرفیہا کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اس کے بعد آپ کو ہاٹ تشریف لائے۔ جہاں آپ نے رشد و ہدایت کی شمع روشن فرمائی۔ جہاں لاکھوں انسانوں اصلاح و تنزیہ روح سے فیض یاب ہوئے اور کوہاٹ کے گرد و نواح اور اطراف و اکناف کے لوگ اس شمع معرفت کے گرد گرد پروانہ وار جمع ہونے لگے آپ کے فیوض و برکات سے یہ سارا علاقہ منور ہو گیا۔

جب اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ ۲ ربیع الاول ۱۰۸۶ھ میں دار وحسن ابدال ضلع کیمبل پور ہوا تو بعض حاسدین نے آپ کے خلاف بادشاہ کو اکسایا۔ بادشاہ نے آپ کو طلب فرمایا۔ آپ کوہاٹ سے پشاور تشریف لائے اور حضرت شیخ حبیب پشاور می قدس سرہ کی خانقاہ میں قیام فرما ہوئے اور دیگر مشائخ آپ کی زیارت اور فیوض و برکات سے مستفیض ہوئے۔

اس کے بعد حسن ابدال وار د ہوئے۔ حاسدین نے جو الزام آپ پر عائد کیے تھے آپ نے اس کی تردید فرمائی۔ بادشاہ اور امرار اور علماء آپ سے مل کر بہت خوش ہوئے اور بادشاہ نے عرض کیا کہ میراجی چاہتا ہے کہ کوہاٹ کی بجائے دار السلطنت لاہور میں سکونت اختیار فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ کوہاٹ میرے آباد و اجداد کا وطن ہے۔ اُسے نہیں چھوڑ سکتا۔ ویسے بھی مجھے دوسری جگہ رہنا پسند نہیں ہے۔ پھر بادشاہ نے عرض کیا کہ آپ اپنے کسی صاحبزادے کو لاہور میں اصلاح و رشد کے لیے مقرر فرمائیں۔ فرمایا میں اپنے منجھلے لڑکے حاجی محمد عمر کو مقرر کرتا ہوں بادشاہ نے آپ کو نہایت تعظیم و توقیر سے رخصت کیا۔

اور موضع جھنڈر جو خٹوالہ شیر خان افغان کے نام سے مشہور تھا ایک سو چھپیس حریب اور چھ کنال پختہ اراضی (دو قلمبہ شاہی) اور بہت سی زمین پیش کی۔

آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد تقریباً پچیس سال دعوت و ارشاد میں مصروف رہ کر، ذکر و اذکار کی مجالس کو رونق بخشتی۔ تقریباً دو لاکھ ساٹھ ہزار نو سو تیس صرف مریدین کی تعداد تھی جس میں ساٹھ ہزار نو سو تیس خلفاء کی تعداد تھی۔

یہ چند سطور بطور تعارف عرض کی گئی ہیں ورنہ آپ کے حالات کئی جلدوں میں بھی مشکل سے آسکتے ہیں آپ بروز جمعہ بوقت صبح صادق ۲ ماہ رجب ۱۰۹۹ھ مطابق ۱۶۸۷ء میں موضع بڈاخیل میں واصل الی اللہ ہوئے۔ دوسرے روز جنازہ کو ہاٹ لایا گیا۔ مزار کو ہاٹ شہر کی جنوب کی طرف ہے۔

آپ کے پانچ فرزند تھے (۱) حضرت شیخ سید محمد یوسف (۲) حضرت شیخ سید محمد قاسم اولاد (۳) حضرت شیخ حاجی سید محمد عمر (۴) حضرت شیخ سید محمد عثمان (۵) حضرت شیخ سید محمد یعقوب قدس سرہم۔

آپ کے خلفاء کی تعداد تذکروں میں کثیر لکھی گئی ہے۔ جن میں درج

**خلفاء**

ذیل حضرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(۱) حضرت شیخ حبیب پشاور (۲) حضرت شیخ شاہ شاہ باز پشاور

(۳) حضرت شیخ اخوند محمد نعیم کاموسی نگر ہاری (۴) حضرت شیخ شاہ ولی اللہ صدیقی نگر ہاری

افغانستان

افغانستان

(۵) حضرت شیخ نیک محمد خٹک موضع درویش خیل (۶) حضرت شیخ مالون یوسف زئی تہکال بالا پشاور

عزیز آباد

علاقہ خٹک قبیلہ بارک

(۸) حضرت شیخ محمد یعقوب

(۷) حضرت شیخ شاہ دلاور

(۱۰) حضرت شیخ قلوب دیوانہ

(۹) حضرت شیخ حبیب مندوری

۱۱ حضرت مولانا نور محمد صاحب مدق لاہوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا قاضی سید عبدالحلیم صاحب آخر

(۱۱) حضرت شیخ محمد قاسم ہشتنگری

(۱۲) حضرت شیخ بابا کمال شاہ

(۱۳) حضرت شیخ صوفی اللہ داد

(۱۴) حضرت شیخ حافظ نعمت اللہ

(۱۵) حضرت شیخ عثمانی کوہاٹی

(۱۶) حضرت شیخ اخوند میاں داد

(۱۷) حضرت شیخ حاجی سلیمان اردو

(۱۸) حضرت شیخ محمد فاضل ہراتی

(۱۹) حضرت شیخ گلگڑ دیوانہ خوست وال

(۲۰) حضرت شیخ سید احمد جہانپوری

(۲۱) حضرت شیخ سید احمد جہانپوری

(۲۲) حضرت شیخ سید احمد جہانپوری

(۲۳) حضرت شیخ سید احمد جہانپوری

(۲۴) حضرت شیخ سید احمد جہانپوری

(۲۵) حضرت شیخ سید احمد جہانپوری

(۲۶) حضرت شیخ سید احمد جہانپوری

(۲۷) حضرت شیخ سید احمد جہانپوری

(۲۸) حضرت شیخ سید احمد جہانپوری

(۲۹) حضرت شیخ سید احمد جہانپوری

(۳۰) حضرت شیخ سید احمد جہانپوری

(۱۱) حضرت شیخ عارف باقر

(۱۲) حضرت شیخ اخوند صالح خوشابی موضع پتی کوہاٹ

(۱۳) حضرت شیخ عبدالرحیم شیوکی

(۱۴) حضرت شیخ جنگی خان قوم دولت خیل کوہاٹ

(۱۵) حضرت شیخ مولانا محمد باقر قدس اللہ تعالیٰ سرہم

(۱۶) حضرت شیخ محمد یعقوب ملچی

(۱۷) حضرت شیخ محمد ایاز قندھاری

(۱۸) حضرت شیخ عبدالحمید ہراتی

(۱۹) حضرت شیخ سید احمد جہانپوری

(۲۰) حضرت شیخ سید احمد جہانپوری

(۲۱) حضرت شیخ سید احمد جہانپوری

(۲۲) حضرت شیخ سید احمد جہانپوری

(۲۳) حضرت شیخ سید احمد جہانپوری

(۲۴) حضرت شیخ سید احمد جہانپوری

(۲۵) حضرت شیخ سید احمد جہانپوری

(۲۶) حضرت شیخ سید احمد جہانپوری

(۲۷) حضرت شیخ سید احمد جہانپوری

(۲۸) حضرت شیخ سید احمد جہانپوری

(۲۹) حضرت شیخ سید احمد جہانپوری

(۳۰) حضرت شیخ سید احمد جہانپوری

قدس اللہ تعالیٰ سرہم جیسے مزاروں کی تعداد میں فیض یاب ہوئے، لیکن ہمارے  
مناخ کا سلسلہ طریقت حضرت شیخ مالون یوسف زئی قدس سرہ کے ذریعہ آپ  
سے منسلک ہوتا ہے۔

## حضرت سید عبداللہ واسطی بارہوی قدس سرہ

آپ سادات زیدی واسطی بارہوی کے چہشم و چراغ تھے۔ آپ کے جد اعلیٰ حضرت سید ابوالفرح  
واسطی بن سید ابی عبداللہ اکسین بن سید محمد الاکبر بن محمد عمر الاعلیٰ بن حضرت سید یحییٰ محدث بن حضرت سید  
حسین ذوالدمعہ بن حضرت سید زید الشہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد سلطنت اموی۔

حضرت سید ابوالفرح واسطی ملک عراق سے ہندوستان تشریف لائے۔ ابتداً پٹیالہ پنجاب  
میں آباد ہوئے۔ وہاں سے موضع جالسمہ ضلع مظفرنگر دو آبہ میں منتقل ہوئے۔ بہر حال حضرت  
سید عبداللہ قدس سرہ اسی خاندان کے چہشم و چراغ تھے۔ بچپن ہی میں والدین دارغ مفارقت سے  
گئے تھے اس یتمی اور مسکینی کے زمانہ میں خدا طلبی کا جذبہ قلب میں موجزن ہوا۔ اولیاء اللہ کی تلاش  
میں وطن کو خیر باد فرمایا۔ پنجاب کے جہلم کی ایک مسجد میں ایک باخدا قاری صاحب کی خدمت میں حفظ

قرآن مجید باتجوید کیا نیز نیکی و تقویٰ اور ترک دنیا اور تجرید و تفرید کے آداب اور نفس و شیطان کے شر سے بچنے کے طور طریقے بھی سیکھے۔ اس کے بعد حضرت سید محمد ادریس گیلانی قادری قدس سرہ کی خدمت میں سامانہ مضافات پٹیاہ حاضر ہوئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اندر ہی سے فرمایا: فقیر بہت ہیں کہیں اور جگہ جائیں میرے پاس وہ شخص رہ سکتا ہے جو مردہ ہو اس کو کھانے پینے اور پہننے کی فکر نہ ہو۔ لوگوں سے میل ملاقات سے کنارہ کش ہو اور ضروری حاجت کے علاوہ میرے دروازہ سے نہ ہٹے۔

آپ نے سب شرطیں منظور فرمائیں۔ یہ زمانہ ۷۸ یا ۱۰۳ھ سے کافی پہلے کا ہے۔ ایک عرصہ تک حاضر خدمت رہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت سید آدم بنوری قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تصوف و سلوک کے منازل طے فرمائے اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ ۵۲ھ میں حرمین الشریفین روانہ ہوئے تو آپ کو یہیں رہنے کو فرمایا۔ اس کے بعد آپ محمد کشک زور دہلی میں قیام فرما رہے۔ کچھ عرصہ کے بعد اکبر آباد، اگرہ، تشریف لے گئے۔ آپ نے غالباً ۱۱۰۶ھ ۱۶۶۶ء میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک اکبر آباد کے عام قبرستان میں ہے۔

آپ کے خلفاء میں حضرت شیخ مولانا شاہ عبد الرحیم فاروقی دہلوی قدس سرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں جو طریقہ نقشبندیہ، مجددیہ کے کئی بزرگوں سے فیض یاب ہوئے۔ حضرت خواجہ عبد اللہ خرد خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہ اور اپنے والد حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے دوسرے خلفاء۔ حضرت خواجہ حسام الدین م ۱۰۴۰ھ اور حضرت شیخ اللہ داد قدس سرہ وغیرہ سے اور حضرت خواجہ ہاشم نقشبندی بخاری اور سلسلہ نقشبندیہ ابوالعلانیہ کے شیخ طریقت خواجہ ابوالقاسم اکبر آبادی خلیفہ حضرت خواجہ ولی محمد خلیفہ حضرت شیخ سید امیر ابوالعلاء قدس سرہ اور حضرت شیخ نعمت اللہ انصاری م ۱۰۶۰ھ خلیفہ حضرت باقی باللہ قدس سرہ اور سلسلہ چشتیہ میں حضرت سید عظمت اللہ بن حضرت سید بدالدین بن حضرت سید جلال الدین ترغی خلیفہ حضرت شیخ شاہ عبد العزیز شکر بار قدس سرہ جیسے اکابر شائخ سے مجاز طریقت تھے۔ فرشتیکہ تمام سلاسل نقشبندیہ قادریہ، مجددیہ، سہروردیہ، چشتیہ، شکاریہ، کوریہ، قلندریہ، ندویہ وغیرہ میں مجاز طریقت تھے۔ حضرت شاہ عبد الرحیم دہلوی قدس سرہ نے بروز بدھ ۱۲ صفر ۱۱۲۱ھ بھراء سال وصال فرمایا۔

اور دوسری روایت سے حضرت ناسیدنا امام اسماعیل بن حضرت سید السادات امام  
جعفر صادق رضی اللہ عنہما کے فرزند حضرت محمد مکتوم المعروف محمد قائلینی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد  
سے ثابت ہوتے ہیں۔ ۱۳۵

بہر حال ان بزرگ کے تین فرزند تھے۔ خلیل، داؤد، محمود۔ خلیل بن ابراہیم غوری  
 رحمۃ اللہ علیہما کے ایک لڑکے کا نام اسحاق تھا۔ اُس کے لڑکے کا نام عمر بن اسحاق تھا۔  
 اور عمر کے تین لڑکے تھے۔ عباس بن عمر۔ یعقوب بن عمر۔ یوسف بن عمر۔  
 یعقوب بن عمر کے ایک لڑکے کا نام شیخ محمود ملی رحمۃ اللہ علیہ تھا جو حضرت شیخ زکریا سہروردی  
 ملتانی قدس سرہ کے خلفا میں سے تھے۔ ۶۸۸ھ میں اُن کا انتقال ہوا۔ اُن کے فرزند یوسف بن

۱۔ اے، اے، اے، اے روحانی رابطہ صفحہ ۶۲۴ از قاضی سید عبدالحلیم صاحب اثر افغانی بطلان سے مالتون۔  
از قاضی صاحب مرصوف



حضرت شیخ محمود کی رحمتہ اللہ علیہا تھے۔ جس کی اولاد و نسل یوسف زئی کہلاتی ہے حضرت شیخ مانون قدس سرہ کے آباد اجداد تھکال بالا میں آباد تھے اور متی زئی خلیل مشہور تھے۔

بہر حال حضرت شیخ مانون یوسف زئی قدس سرہ اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔

تعلیم دہلی، بہار پور میں تحصیل کی اور بروز شنبہ ۱۷ ربیع الاول ۱۲۶۸ھ کو حضرت سید بہادر کوہاٹی قدس سرہ سے بمقام امیر دوسے کلی میں بیعت ہوئے اور سلسلہ طریقت نقشبندیہ

قادریہ مجددیہ میں اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔

آپ نے قیام مندر موضع شاہ منصور علاقہ یوسف زئی تحصیل صوابی میں خانقاہ اور مدرسہ قائم فرمایا۔ آپ شیخ وقت اور سلسلہ ہذا کے اکابر مشائخ میں سے ہیں۔ صاحب شریعت و طریقت

و حقیقت صاحب اوصاف و اخلاق حمیدہ اور تصوف و سلوک کے امام۔ اپنے معمولات و اواراد

و وظائف کے پابند۔ صاحب ارشاد و تلقین۔ آپ ملک کے مختلف علاقوں میں تشریف لے جاتے

اور حلال آباد افغانستان تشریف لے گئے تھے کہ حضرت مولانا محمد نعیم صاحب علوم قدس سرہ بروز

دوشنبہ ۱۹ محرم ۱۲۶۹ھ کو بیعت ہوئے۔ اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ غرض کہ آپ شیخ طریقت و حقیقت

اور صاحب عبادت و ریاضت و مجاہدہ اور صاحب ارشاد و تلقین بزرگ تھے۔

اپنے وطن تشریف لے گئے تھے کہ بروز جمعہ ۱۲ شوال ۱۲۹۹ھ میں وصال فرمایا مزار تھکال

بالا کے گورستان میں ہے۔ محلہ غریب آباد۔ یونورسٹی سے مشرق کی طرف حضرت شیخ محمد شعیب تور ڈھیری

قدس سرہ مرآۃ الاولیاء میں تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ مانون یوسف زئی و قبر مبارک ایشان در تہہ کال است

و تہ کال دیہے است از دیہہ ہائے پشاور رحمتہ اللہ علیہم۔ یہ رقم سطور ذی الحجہ ۱۲۹۵ھ میں مزار پر حاضر ہوا تھا۔

شیخ المشائخ حضرت مولانا اخوند محمد نعیم صاحب کاموسی نگر ہار دی قدس سرہ جو آپ

خلفاء کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔

۱۲۷۷ھ از روحانی رالپہ از جناب سید عبدالحلیم صاحب اثر مدظلہ ۱۲۷۷ھ روحانی رالپہ ص ۲۳۲

# شیخ المشائخ حضرت مولانا غوث محمد نعیم صاحب کامونی شکر ہاوسی قدس سرہ

ولادت باسعادت ۱۳ رجب المرجب ۱۲۹۰ھ موضع کلیم پور میں بوقت سحر ہوئی آپ خاندانی طور پر سادات علوی اولاد حضرت سیدنا محمد حنفیہ بن حضرت سیدنا امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے ہیں۔

آپ نے علوم ظاہری (علوم مروجہ) فارسی، عربی، صرف، نحو، منطق اور فقہ، حدیث و تفسیر مختلف علاقہ کے اساتذہ سے تحصیل کیا۔ غالباً کابل، جلال آباد اور پشاور کے علماء کرام سے، اس کے بعد تزکیہ نفس و دل و روح اور معرفت حق کے حصول کی تلاش میں سرگرداں رہے اسی جستجو میں حضرت حاجی سید عبداللہ بہادر کوہاٹی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مسجد مہابت خان پشاور شہر میں بعد نماز جمعہ بیعت کے لیے عرض کیا۔ تو فرمایا یہ وقت بیعت کے لیے مناسب نہیں ہے۔ مناسب یہ ہے کہ اشراق کے وقت خلوت میں فقیر کے پاس آنا۔

غرض کہ آپ اشراق کے وقت خلوت میں بیعت سے مشرف ہوئے اور تین سال کی ریاضتوں اور مجاہدوں کے بعد خلافت و اجازت سے بروز پنجشنبہ ۱۲ جمادی الثانی کو مشرف ہوئے حضرت سید حاجی بہادر کوہاٹی قدس سرہ کا وصال ۶ رجب ۱۲۹۹ھ میں ہوا۔ اور آئینہ تصوف کی روایت کی رو سے اس سے پہلے حضرت شیخ مولانا شیخ مامون لوی نقشبندی مہدی زنی خلیل قدس سرہ بمقام جلال آباد افغانستان تشریف لے گئے۔ تو بروز دو شنبہ ۱۹ محرم ۱۲۹۹ھ میں ان سے خرقہ خلافت سے مشرف ہوئے۔

۱۔ بہر روایت تذکرہ صوفیائے مجدد حضرت شیخ مامون قدس سرہ کی خدمت میں شاہ منصور حاضر ہو کر اکتساب فیض کیا تھا صفحہ ۵۸۱۔ روحانی راہ ۶۳۲ و ۶۳۱

اور اللہ میں حضرت شیخ سعدی بلجاری لاہوری قدس سرہ متوفی ۱۰۸۵ھ سے  
پشاور میں استفادہ فرمایا اور جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ جلال آباد پہنچے۔ تو ۱۲ جمادی الثانی  
بروز پنجشنبہ کو وہاں خرقہ خلافت سے مشرف ہوئے۔

بہر حال آپ اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں مشائخ عظام اور صوفیائے کرام میں  
سے پیشوائے طریقت اور رہنمائے حقیقت تھے۔

حضرت شیخ محمد شعیب صاحب تورڈھیری قدس سرہ اول نسبت تحریر فرماتے ہیں  
ایشان را (حضرت حافظ محمد صدیق صاحب قدس سرہ) اجازت طریقیہ از سہ جانب رسیدہ

ایکے از حضرت شیخ جنید پشاور می قدس سرہ العزیز محمد صدیق صاحب بشافعی قدس سرہ نے  
ادار محمد نعیم کامہ (قدس سرہ) و کامہ دیہے است از وہ ہائے تین جانب سے اجازت طریقیہ پائی تھی۔  
ننگر ہار و اد از شیخ مانون یوسفزائے دقبر مبارک ایشاں اول شیخ حضرت جنید پشاور می قدس سرہ  
رتبہ کال (بالا) است و تہ کال دیہے است از وہ ہائے انہوں نے حضرت شیخ محمد نعیم کاموی  
پشاور و اد از حضرت شیخ بہادر کوہاٹی و اد از حضرت سے موضع کامہ از دیہات ننگر ہار سے ہے  
شیخ سید آدم بنوری قدس سرہ رحمہ انہوں نے حضرت شیخ مانون یوسف زئی سے

قبر مبارک انکی تہہ کال بالا میں ہے جس کو  
غریب آباد کہتے ہیں انہوں نے حضرت سید  
عبداللہ بہادر کوہاٹی قدس سرہ سے انہوں  
نے حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہ  
سے خرقہ خلافت پایا ہے۔

شیخ المشائخ حضرت سید شاہ محمد غوث گیلانی قادری لاہوری متوفی ۱۱۵۲ھ

۱۱۵۲ھ آپ کی خدمت میں موضع کامہ جسے محمود کامہ کہے نام سے پکارا جاتا ہے حاضر ہوئے

اور ترویج و تبلیغ پر بھی تھی اسے غرض کہ آپ نے موضع کامہ مضافات جلال آباد صوبہ ننگر ہار، افغانستان میں خانقاہ قائم فرمائی جو جلال آباد سے شمال مشرق کی طرف دریائے کنڑ ہے اور جلال آباد کے بالمقابل دریائے کنڑ کے مشرقی کنارے موضع کامہ آباد ہے وہاں علوم ظاہری و باطنی کا مرکز کھولا۔ اور ذکر و اذکار، ارشاد و عقین اور دعوت و تبلیغ کا کام شروع فرمایا اور درس و تدریس و اعط و نصیحت کے ذریعہ لوگوں کو فیض یاب فرمایا۔

آپ صاحب عبادت اور ریاضت و مجاہدہ۔ ذکر و مشاغل اور صاحب مراقبہ اور صاحب کشف اور کرامات و کمالات بزرگ تھے۔ اور صاحب شریعت و طریقت و حقیقت تھے۔

حضرت سید شاہ محمد غوث گیلانی دلاہوری رحمۃ اللہ علیہ اسرار حقیقت میں تحریر فرماتے ہیں۔ اخوند محمد نعیم (رحمۃ اللہ علیہ) افغانستان کے پرگنہ جلال آباد کے ایک موضع محمود کامہ میں رہتے تھے۔ ظاہری و باطنی علوم میں دست گاہ کامل رکھتے تھے، سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت تھے۔

غرض کہ اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے آپ مشایخ کبار سے ہیں صاحب عبادت و ریاضت و مجاہدہ، ذکر و اذکار، مشغل و مراقبہ اور صاحب توکل تارک الدنیا اور صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔

آپ نے ۱۲۱۱ھ بمطابق ۱۸۰۹ء میں وصال فرمایا مزار مبارک موضع کامہ علاقہ پاپین مضافات جلال آباد صوبہ ننگر ہار افغانستان میں ہے

۱۔ اسرار الطریقت صفحہ ۴۶ ۲۔ ایضاً

۳۔ آئینہ تصوف صفحہ نمبر ۱۶۹

۴۔ پاپین ایک وسیع علاقہ کا نام ہے جو سمت مشرقی افغانستان صوبہ ننگر ہار میں ہے۔ از روحانی رابطہ

حضرت شیخ شاہ محمد مدنی نقشبندی قدس سرہ -

(۲) حضرت شیخ حبیب پشاورمی قدس سرہ -

خلفاء

(۳) حضرت شیخ حامد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ از اولیائے پشاور مؤلفہ حضرت سید

عبدالحمیم صاحب اثر افغانی مدظلہ




---

نوٹ :- یاد رہے کہ کامہ ایک قدیمی تاریخی قوم کا نام ہے۔ جو اسی قوم کے نام پر موضع کا نام کامہ یا محمود کامہ ہے اب اس قوم کے لوگ کافرستان مشرقی افغانستان میں آباد ہیں۔ از قاضی عبدالحمیم صاحب اثر افغانی



## حضرت شیخ سید شاہ محمد سدوقی قدس سرہ

ولادت باسعادت ۱۲ ذی الحجہ بروز اتوار ۱۰۹۳ھ کو بمقام کنڈرکے علاقہ سدوم ضلع مردان میں ہوئی جناب سید بہائی خان بن حضرت سید علی المعروف آلو خان رحمۃ اللہ علیہما کے ہاں جو سید احمد المقلب مشوان ابن سید محمد حسینی قدس سرہ کی اولاد میں سے تھے اُن کا بقایا شجرہ نسب درج ذیل ہے۔

حضرت سید محمد حسینی سرحدی ابن سید غفار بن سید عمر بن سید جعفر المعروف قاف بن سید قاسم و قائم بن سید رجال بن حضرت سید امام اسماعیل بن حضرت سید السادات امام جعفر رضی اللہ عنہم۔

بعض افغانی مورخین نے حضرت سید محمد صاحب کو برصغیر کے مشہور چشتی بزرگ حضرت سید محمد گیسو دراز گلبرگوئی سمجھ رکھا ہے لیکن یہ درست نہیں ہے۔ بعض قبائلی مشہورانی، شیرانی وغیرہ، بھی اسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ سید محمد صاحب یقیناً ایک دوسرے بزرگ ہیں ان کے نام کے ساتھ غلط فہمی سے گیسو دراز کا لاحقہ بڑھا دیا گیا ہے۔ اخبار الاولیاء میں جو افغان بزرگوں کا ایک قدیم تذکرہ ہے صراحت کے ساتھ اس غلط فہمی کو دور کر دیا گیا ہے۔ اخبار الاولیاء کا مولف عبد اللہ غوثی قصوری عہد عالمگیری کا تذکرہ نگار ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

۱۔ نہ کہ در بعض نسخ تواریخ افغانی سید محمد گیسو دراز نوشتہ از سہوناخ است کہ از مشارکت اسمی مشارکت مسماقی فہمیدہ لقب گیسو دراز را کہ یکی از خلفائے ارشد حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی است بریں سید محمد افزودہ است۔

(اخبار الاولیاء قلمی ص ۲۳۰)



آپ کے جد امجد حضرت سید علی خان رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ میں پیشین بلوچستان سے پشاور تشریف لائے اور وہاں سے موضع طور و تحصیل و ضلع مردان تشریف لائے۔ ملک حسن خان مشہور قبائلی سردار کی استدعا سے ملک حسن خان مرحوم کا مزار موضع طور و شہامت پور سے جنوب کی طرف ڈھیری باندھے میں ہے۔ اور حسن نیکہ کے نام سے مشہور و معروف ہے حضرت سید علیؒ ساٹھ سال زندہ رہنے کے بعد مقام تلنگ ضلع مردان میں ۱۰۶۱ھ میں شہید ہوئے۔ مزار جمال گڑھی میں ہے۔ شکر ٹٹی بابا کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت سید بہائی خان مرحوم کنڈرکے میں منتقل ہو کر آباد ہوئے۔ جو موضع رستم سے شمال کی طرف ہے۔ وہیں حضرت سید شاہ محمد سدومی قدس سرہ کی ولادت ہوئی آپ کے والد بزرگوار سید بہائی خان مرحوم کی کنڈرکے میں وفات ہوئی وہیں ان کا مزار ہے۔ دوسری روایت میں آپ کی ولادت قلات صوبہ بلوچستان میں ہوئی۔ واللہ اعلم بہر حال سدم ایک وسیع علاقہ ہے۔ جس میں بہت سے مواضع شامل ہیں۔

موضع رستم سے شمال مشرقی جانب موضع الی لنڈی واقع ہے جہاں حضرت سید علی غواص تہذیبی قدس سرہ متوفی ۹۹۱ھ المعروف پیر بابا قدس سرہ کی بیٹھنے کی جگہ ہے۔ جس کو لوگوں نے اب تک بابرکت سمجھ کر محفوظ کر رکھا ہے اس کو بھی سدم کہتے ہیں۔

آپ کے اسم گرامی کے ساتھ سدنی یا سدومی سدم علاقہ کی نسبت سے لکھا گیا ہے ابتدائی تعلیم علاقہ کے علماء کرام سے حاصل کی۔ اور علاقہ سمہ کے مختلف اساتذہ کرام سے اور پشاور اور مضافات پشاور میں بھی مزید تعلیم کے لیے حاضر ہوئے۔

اس کے بعد موضع کامہ (محمود کامہ) علاقہ پاپین مضافات جلال آباد صوبہ ننگر ہار مشرقی افغانستان میں شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد نعیم صاحب نقشبندی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور علوم شریعت و طریقت کی تحصیل کی۔ اسی زمانہ میں حضرت شیخ شاہ محمد غوث بن حضرت سید حسن قادری پشاورمی قدس سرہ آپ کے ہم سفر رہے تھے۔

اور بروز سہ شنبہ ۱۸ صفر ۱۱۵۰ھ کو حضرت شیخ مولانا محمد نعیم صاحب قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور عبادت و ریاضت و مجاہدہ کے ساتھ ذکر و اذکار میں مشغول ہو گئے۔ اور جب اسباق سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مکمل ہو گئے تو اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے وطن پہنچ کر جامع مسجد کنڈرکلی میں علوم شریعت و طریقت کی درس گاہ شروع فرمائی جو بعد میں عظیم الشان روحانی و اخلاقی تربیت گاہ کی حیثیت اختیار کر گئی۔ وادی پشاور کے روحانی پیشواؤں اور عالموں نے اور ہزاروں حضرات نے فیض حاصل کیا۔ آپ اخوند (اخون) یعنی علامہ اور متبحر عالم و فاضل بزرگ تھے۔ عالم باعمل صوفی باصفا مشائخ سے تھے۔ اور صاحب صدق و صفا اور صاحب خیریت و طریقت۔ صاحب عبادت و ریاضت و مجاہدہ بزرگ تھے۔

آپ نے حضرت شیخ میاں محمد عمر صاحب رحمۃ اللہ علیہ چکنی پشادری سے بھی استفادہ فرمایا اور اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے جو حضرت سرالاعظم شیخ یحییٰ انکی خلیفہ حضرت شیخ سعدی بلخاری لاہوری قدس سرہ ۱۱۵۰ھ میں اور حضرت شیخ سعد اللہ پشادری قدس سرہ سے اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے جو حضرت شیخ حبیب پشادری قدس سرہ کے پیر بھائی تھے گویا آپ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ آدمیہ قدس سرہم کی نسبت کے مجمع البحرین تھے اور تمام زندگی اسی میں صرف فرمادی۔ آپ نے بہت سے اسفار اور دورے فرمائے اعلیٰ کلمۃ الحق اشاعت اسلام اور تبلیغ و ارشاد و تلقین ذکر و اذکار کی ٹھلیں قائم فرمائیں اور ایک دورے ہی میں حضرت مولانا اخوند حافظ محمد صدیق صاحب بشونٹری قدس سرہ اور حضرت اخوند عبد الکریم قدس سرہ نے غزنی افغانستان میں بوقت ۹ صفر ۱۱۵۹ھ خلافت و اجازت پائی جب کہ آپ اسلامی ملکوں کے دورے اور سیاحت میں تھے اور اس دورے کے ایک یا دو سال بعد ۱۱۶۰ھ یا ۱۱۶۱ھ میں واپس کنڈرکلی پہنچے تھے۔

آپ نے ۱۴ ذی الحجہ ۱۱۹۱ھ میں وصال فرمایا مزار مبارک غاڑہ بانڈے میں ہے جو رستم کھلے کے شمال کی طرف واقع ہے، دادی سمتہ کے شمال مشرقی گوشہ میں غالباً تحصیل صوابی ضلع مردان میں ہے۔

آپ کی اولاد کافی ہوئی موضع رستم اور تورار سک میں آباد ہوئی۔ رستم والے صوبہ بہار ہندوستان چلے گئے تھے اور موضع تورار سک برہنہ ریاست والوں میں سے کراچی میں آباد ہیں اور موضع کندڑ کھلے آپ کی پدری جائیداد پر مبین خلیو قابض ہیں۔

۱۱ حضرت شیخ اخوند حافظ محمد صدیق صاحب قدس سرہ ساکن شہر دہلی جن کے خلفاء **آپ کے خلفاء** جن کے سلسلہ میں عمر زانی، تور ڈھیر، سید و شریف سوات، مالاکنڈ، ایجنسی مردان، ضلع مردان، بہار، پور ہندوستان، ڈھڑیاں، ضلع شاہ پور، پنجاب، اعدان، ضلع گجرات، حضرد، چچ، ضلع کیمبل، پور پنجاب، پشاور، کابل، افغانستان، غرض کہ دور دور ممالک میں خالق ہیں قائم ہوئیں۔

۱۲ حضرت شیخ اخوند عبد الکریم قدس سرہ کے خلفاء میں حضرت میاں غلام شاہ لام پوری قدس سرہ ان کے خلیفہ محمد امیر اخوند زادہ قدس سرہ ان کے خلیفہ حضرت شیخ محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہندوستان میں سلسلہ جاری ہے۔

آپ کی اولاد میں سید عرفان و سید شاہ عالم کاملی شہر تھے مزار مبارک موضع اعظم نگر تحصیل پورنیا صوبہ بہار و سید خانم اللہ نقشبندی پیر طریقت و عالم و فاضل کراچی میں قیام فرما ہیں۔



## حضرت شیخ حاجی سعد اللہ وزیر آبادی قدس سرہ

ولادت باسعادت بروز بدھ بوقت عشر ۱۶ شوال ۱۲۹۷ھ میں وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ میں ہوئی۔ تعلیم علوم مروجہ وزیر آباد اور لاہور اور پاک و ہند کے مختلف اساتذہ سے حاصل کی اور حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہ کی خدمت اقدس میں بنوری ریاست پٹیالہ میں حاضر ہو کر بروز سوموار بعد نماز ظہر ۱۲ صفر ۱۳۲۷ھ میں بیعت سے مشرف ہوئے۔ سلسلہ عالیہ، قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ کے اسباق حاصل کیے، اور عبادت و ریاضت و مجاہدہ محاسبہ اور مراقبہ میں کافی عرصہ مشغول رہے آپ ہمیشہ بنور پیدل حاضر ہوا کرتے تھے اور ایک جماعت آپ کے ہمراہ حاضر ہوتی۔ جب سلسلہ عالیہ کے اسباق مکمل ہو گئے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا اور ارشاد و تلقین میں مشغول ہو گئے علوم ظاہری و باطنی سے اور اسرار طریقت و حقیقت سے لوگوں کو فیض یاب فرمانا شروع کیا جب حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہ، حرمین الشریفین زاد صفا اللہ تعالیٰ شرفیہار کی حاضری کے لیے روانہ ہوئے۔ آپ بھی ہم کاب رہے اور غالباً ۱۰۵۳ھ میں واپس وطن ہوئے راستہ میں عراق، عجم، ایران و خراسان، افغانستان سرحد کے دورے فرماتے ہوئے ۱۰۸۲ھ میں وزیر آباد پہنچے اور ذکر و اذکار، عبادت و ریاضت و مجاہدہ اور درس و تدریس علوم ظاہری و باطنی میں مشغول و مصروف ہو گئے۔ آپ صاحب توکل و تجرید و تفرید اور صاحب کشف و کرامات و تصرفات بزرگ تھے۔ آپ نے بروز جمعرات ۱۹ رذی الحجہ ۱۰۸۲ھ کو بعمر ۱۲۵ سال میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ میں ہے آپ کے

۱ تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد اول صفحہ ۲۸۶ و جلد دوم صفحہ ۱۸ بحوالہ روحانی راہبہ صفحہ ۶۳۸

۲ تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد اول صفحہ ۱۸ و جلد دوم صفحہ ۶۳۹ بحوالہ روحانی راہبہ از جناب قاضی سید عبدالحلیم صاحب اثر مدظلہ

بعد اس سلسلہ عالیہ میں آپ کے سجادہ نشین حضرت شیخ میاں عبدالحی صاحب سندھی قدس سرہ  
 (۱) حضرت شیخ میاں عبدالحی صاحب سندھی قدس سرہ

خلفاء (۲) حضرت شیخ احمد نخعی قدس سرہ متوفی ۱۱۸۰ھ مزار مبارک موضع نخعی خرقی

علاقہ داؤد زئی تحصیل و ضلع پشاور برب چارسدہ والی سڑک اُن کے خلفاء میں حضرت شیخ  
 میاں گل اخوند شیخ سعادت احمد بن شیخ نعیم احمد قدس سرہ رہاتے تھے۔ اُن کا

وصال ۱۲۵۰ھ میں ہوا۔ اُن کا مزار پیر و مرشد کے پہلو میں موضع نخعی خرقی میں ہے المعروف  
 نخعی اخوناں اُن کے خلفاء میں حضرت شیخ مولانا غلام گدا قدس سرہ تھے اُن کا مزار موضع بالوڑی  
 (نوی کلی دریا کے شاہ عالم کے کنارے علاقہ داؤد زئی میں مرجع خاص و عام ہے)



## شیخ المشائخ حضرت میاں عبدالحی صاحب سندھی قدس سرہ

ولادت باسعادت گیارہ ذیقعد ۱۱۹۹ھ میں ہوئی کہ بروایت بروز دوشنبہ سرسند

میں ہوئی۔ علوی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ ادرسیاں عبدالحی صاحب سندھی بن عبد القدوس بن  
 سید جمال اللہ بن سید عبد الکریم بلہڑی قدس سرہ اور سندھ کے مشہور بزرگ حضرت شیخ عبد اللطیف  
 مہٹائی قدس سرہ کے والد بزرگوار تھے واللہ اعلم، لیکن یہ روایت تحقیق طلب ہے کہ

۱۔ تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد اول صفحہ ۲۸۶ و جلد دوم بحوالہ روحانی رالپہ از جناب

قاضی سید عبدالحلیم صاحب اثر

۲۔ تذکرہ علماء و مشائخ سرحد دوم صفحہ ۱۸ بحوالہ روحانی رالپہ صفحہ ۶۳۹

۳۔ تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد اول صفحہ ۱۸، کہ روحانی رالپہ صفحہ ۶۷۱

بہر حال آپ شیخ المشائخ حضرت حاجی حافظ سعد اللہ وزیر آبادی قدس سرہ سے بروز  
بدھ ۱۶ شوال ۱۴۰۹ھ میں بیعت ہوئے اور کبار خلفائیں سے شمار ہوئے۔ آپ نے سلسلہ  
عالیہ، نقشبندیہ، قادریہ، مجددیہ کی خالقانہ قائم فرمائی۔ ذکر و اذکار، دعوت و ارشاد میں  
مشغول رہ کر اشاعت و ترویج و توسیع سلسلہ میں ہمہ وقت مصروف رہتے، اپنے  
پیر و مرشد کے وصال کے بعد قریباً ۱۵ سال تک علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم و تربیت سے  
ہزار ہا لوگوں کو مستفیض فرمایا۔

آپ نے عمر ۱۱۸ سال بروز یکشنبہ ۱۳ شوال ۱۴۰۹ھ میں وصال فرمایا مزار شریف  
حیدر آباد سندھ یا مضافات میں ہے۔ ایک روایت سے کوٹڑی میں مزار ہے۔  
آپ کے خلفاء میں شیخ المشائخ شیخ الاسلام حافظ وقاری مہر شیخ عبید پشاور  
خلفاء قدس سرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

## حضرت شیخ سعدی بلخاری اللہ ہو قدس سرہ

بچپن سے آپ کی پیشانی سے آثار و لائت تاباں و ہریدار تھے۔ قریباً آٹھ سال کی عمر  
مبارک میں ایک روز گاؤں کے باہر ایک کنویں پر وضو کر رہے تھے۔ اتفاقاً حضرت  
شیخ حاجی حافظ سعد اللہ وزیر آبادی قدس سرہ سبز جاتے ہوئے ادھر سے گزر رہے  
تھے دیکھا کہ ایک بچہ بڑی احتیاط سے وضو کر رہا ہے۔ بڑے خوش ہوئے اور فرمایا  
کہ اس عمر میں یہ لڑکا کس احتیاط سے وضو کر رہا ہے۔

آپ نے ان کے ساتھیوں سے دریافت کیا یہ کون بزرگ ہیں ان کا کیا نام ہے؟  
انہوں نے بتایا کہ یہ حضرت شیخ حاجی حافظ سعد اللہ وزیر آبادی ہیں اور حضرت شیخ سید آدم



نبوری قدس سرہ کی خدمت میں نبور جا رہے ہیں۔

معاذ آپ کے دل میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ اور ٹہری احتیاط سے قافلہ کے پیچھے روانہ ہوئے۔ قافلہ والوں کی نظروں سے بچ بچا کر اور بھوکا پیاسا رہ کر نبور پہنچے۔ سب قافلہ والوں کے بعد میں حاضر ہوئے اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ یہ لڑکا بھی ہمارے ساتھ آیا ہے۔ اور اس کے حالات عجیب و غریب ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ نہ کہو کہ یہ لڑکا تمہارے ساتھ آیا ہے بلکہ یہ کہو کہ ہم اس لڑکے کے ساتھ آتے ہیں یہ لڑکا تو ازل ہی سے سعادت مند ہے۔ پھر آپ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: میاں صاحبزادے! تمہارا کیا نام ہے؟ آپ نے عرض کیا: سعدی! فرمایا جہاں کہیں بھی رہو اور جہاں کہیں بھی جاؤ تم سعدی ہو۔ دنیا میں بھی سعدی اور آخرت میں بھی سعدی ہو۔ پھر ٹہری شفقت سے اپنے اہل خانہ میں ساتھ لے گئے۔ اور اہلیہ سے فرمایا کہ یہ بچہ جو بچپن ہی سے ولی کامل ہے۔ اور حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے اپنی فرزندگی میں داخل فرمالیا ہے ہم نے بھی اپنی فرزندگی میں قبول کیا ہے۔ اور یہ بہت خوبیوں کا مالک ہے۔

اس کے بعد آپ کو سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت سے مشرف فرما کر خدمت خاص پر مامور فرمایا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ ہی میں جوان ہوئے۔ اور طریقت کی تکمیل کی۔ اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔

جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حرمین الشریفین زادھما اللہ تعالیٰ شرفیہا کی طرف ہجرت فرمائی۔ اور ان کی روانگی کے بعد آپ کے رفیق سفر جناب منصور بدخشانی سابق ادا امراء شاہی اور اب آپ کے پیر بھائی بھی تھے۔ حج بیت اللہ شریف اور زیارت مدینہ شریف سے مشرف ہوئے۔ جب حضرت شیخ سید آدم نبوری قدس سرہ کا

۱۰۵۲ھ میں

وصال ہوا۔ اس کے بعد وطن واپس تشریف لائے اور لاہور میں مسند ارشاد کو زینت

بخشی۔ جن طالبین حق نے آپ سے سلوک و معرفت کے منازل طے کیے اُن کی تعداد بے شمار ہے۔ آپ خود فرماتے تھے کہ میرے مریدین کی تعداد آسمان کے ستاروں کی طرح حد شمار سے باہر ہے۔

آپ مجیب الدعوات تھے۔ جو فرماتے تھے وہ خدا کے فضل و کرم سے ایسا ہی ہو جاتا تھا دفع آسیب میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ بہت سے جلیل القدر خلفاء میں آپ کے چاروں فرزند خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ (۱) حضرت خواجہ محمد سلیم صاحب (۲) حضرت خواجہ محمد غنی صاحب (۳) حضرت خواجہ محمد یوسف صاحب (۴) حضرت خواجہ محمد عارف صاحب رحمۃ اللہ علیہم اور آپ کے بعد حضرت شیخ ابوالسمعیل محمد یحییٰ صاحب عرف حضرت جی صاحب اہل قدس سرہ اس سلسلہ میں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

آپ نے بروز بدھ ۳ ربیع الاول ۱۱۰۸ھ مطابق ۱۷۷۶ء میں وصال فرمایا۔

## وصال

مزار مبارک محلہ عزیزہ منگ لاہور میں ہے۔

آپ کے حالات، علماء ہند کی شاندار ماضی تصنیف حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ خزینۃ الاصفیاء جلد اول صفحہ ۶۴۷ تا ۶۵۳ سے درج کئے گئے ہیں۔

## شیخ المشائخ حضرت شیخ محمد یحییٰ صاحب المعروف حضرت جی صاحب اہل قدس سرہ

ولادت باسعادت ۱۰۴۱ھ مطابق ۱۶۳۱ء میں جناب پیر داد صاحب مرحوم کے ہاں ہوئی۔ جو چغتائی (مغل) خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے اجداد سے کوئی بزرگ سمرقند، بخارا، ملک ماوراء النہر سے تشریف لاتے تھے۔ آپ کا اسم گرامی محمد یحییٰ کنیت ابوالسماعیل اور لقب سرالاعظم تھا۔ آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، مجددیہ میں شیخ المشائخ حضرت شیخ سعدی بخاری لاہوری قدس سرہ سے مجاز طریقت تھے۔ آپ ہمیشہ اہل ملک سے لاہور پیدل حاضر ہوتے۔ راستہ میں

۴ دن لگ جاتے تھے لہ

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی نظروں میں آپ کا خاص مقام تھا۔ اور بڑی قدر و منزلت تھی۔ جب حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۵ھ مطابق ۱۶۹۰ء میں پشاور تشریف لائے۔ تو اپنے تمام مریدین، متوسلین و مخلصین سے فرمایا کہ اب وہ شیخ یحییٰ صاحب کی صحبت اختیار کر کے فیض سے مشرف ہوں۔ آپ کو ذکر قلبی اور جس دم میں بڑی بہارت تھی۔ ساری رات میں دو یا تین بار سانس لیتے تھے۔

شیخ المشائخ حضرت سید شاہ محمد غوث قادری گیلانی قدس سرہ بن حضرت شیخ سید شاہ حسن قادری گیلانی پشادری قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت شیخ یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو بہت مہربانی فرمائی۔ ان کی صحبت میں ذکر قلبی غالب ہوا جس دم کا طریقہ اور بعض دیگر مقامات جو کہ جس دم کے لیے ضروری ہیں حاصل ہوتے۔ نیز آپ نے طریقہ علیہ نقشبندیہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔ لہ

آپ افراد زمانہ میں سے ایک فرد تھے۔ آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی بہت ترویج و اشاعت فرمائی۔ انتہائی متبع سنت تھے۔ خوش خلق، متواضع، منکسر المزاج اور سچی تھے کوئی سوالی خالی ہاتھ نہ جاتا۔ ہر وقت یاد الہی میں مستغرق رہتے۔ کوئی لمحہ بھی یاد الہی سے غفلت میں نہ گذارتے۔ خدا کے سوا کسی کی طرف دھیان نہ فرماتے۔ تشغل حق کے سوا ان کو فرصت ہی نہ تھی کہ کسی چیز کی طرف متوجہ ہوتے لہ

لہ تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد اول صفحہ ۶۷ و خزینۃ الاسرار قلمی نسخہ صفحہ ۵۱ در ملکیت پشتو ٹولڈ (کابل) تصنیف حضرت شیخ میاں محمد عمر صاحب چکینی قدس سرہ

لہ غوث نامہ یعنی اسرار طریقت از تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد اول صفحہ ۶۵، ۶۴

لہ غوث نامہ یعنی اسرار طریقت۔ از تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد اول صفحہ ۶۴-۶۵

آپ کی نظر میں شاہ و گدا ایک تھے۔ آپ کا لنگر ہر وقت جاری رہتا اور سینکڑوں افراد سیر ہو کر کھاتے تھے، ہر ضرورت مند کی حاجت پوری فرماتے۔ قدم۔ قدم پر آپ سے کرات کا ظہور ہوتا۔ آپ کی مجلس میں بات کرنے کی کسی کو سمیت نہ ہوتی۔ رعب اور دقار کے سامنے دب جاتے۔ جو حاضر مجلس ہوتا۔ خدا ہی کی طرف متوجہ رہتا۔ آپ ہمیشہ سادہ لباس اور سادہ کھانا استعمال فرماتے ہمیشہ زمین پر بغیر تکیہ کے آرام فرماتے تھے۔  
آپ کے خاص مرید و خلیفہ حضرت شیخ میاں محمد عمر صاحب چمکتی قدس سرہ آپ کی تعریف ان الفاظ میں فرماتے ہیں :-

قطب۔ سہفت اقلیم شیخ رہنما  
شیخ یحییٰ سبذہ خاص خدا  
مخزن لطف و عنایت خدا  
غوث اعظم خواجہ ہر دوسرا

غرض کہ آپ نے تقریباً ۲۳ سال اپنے شیخ کے وصال کے بعد تک، زہد و تقویٰ و عرفان تصوف و سلوک کی تعلیم و تربیت میں گزار کر۔ شب پختنبہ صبح صادق سے پہلے تاریخ ۱۱۳۲ھ مطابق ۲۱ تحویل آفتاب برج سنبلہ میں عفا۔ وصال فرمایا۔ تاریخ وصال :-

شیخ یحییٰ کہ قطب غوثِ زمان  
ہی شدی از درش بسا مان رفت  
بود کانِ معارف و توحید  
آہ دور واک کہ کوہ عرفان رفت

۱۱۳۲ھ

مزار مبارک شہر اک تحصیل و ضلع کمیل پور میں دریائے اک کے کنارے زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

اولاد (۱) حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب  
(۲) حضرت شیخ محمد عیسیٰ صاحب قدس سرہما تھے۔

(۱) حضرت شیخ سید شاہ محمد معصوم شاہ جہان پوری پشاورمی قدس سرہ  
 خلفاء (۲) حضرت شیخ جنید پشاورمی قدس سرہ  
 (۳) حضرت شیخ محمد عمر صاحب چکنی پشاورمی قدس سرہ  
 (۴) حضرت شیخ سید شاہ محمد غوث قادری گیلانی لاہوری قدس سرہ جیسے سینکڑوں  
 حضرات صاحب طریقت ہوتے تھے

اول الذکر دونوں حضرات سلاسل طریقت قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ، ہشتیہ، سہروردیہ  
 کے مشائخ طریقت سے ہیں اور ہمارے بزرگ بواسطہ حضرت شیخ حافظ محمد صدیق صاحب  
 بنیادنی بنیر قدس سرہ ان حضرات سے نسبت طریقت رکھتے ہیں اور ان کے حالات اگلے  
 صفحات میں آرہے ہیں۔

## شیخ المشائخ حضرت حبیب لشیپوری قدس سرہ

ولادت باسعادت بروز بدھ ۱۱ محرم ۱۲۹۸ھ مطابق ۱۵۷۹ء بمقام سرینہ ضلع پشاور  
 میں حضرت شیخ حافظ سعد اللہ صاحب شہید دالی خان خیمہ علاقہ روسی ترکستان کے ہاں  
 ہوئی۔ اصل نام محمد امین تھا۔ پیر و مرشد کے دربار سے شیخ حبیب لقب ملا جو اسم گرامی کی جگہ  
 پر مشہور ہو گیا۔ آپ کے دوسرے بھائی حضرت ملا حبیب رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ نے  
 تحصیل علوم ظاہری میں حفظ کلام اللہ کے بعد فارسی، عربی، صرف و نحو، معقول و منقول،  
 فلسفہ و منطق، فقہ و حدیث اور تفسیر تک علوم مروجہ کی تحصیل فرمائی۔

تقریباً اکتالیس سال کی عمر میں ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۶۰۸ء میں حضرت شیخ فرید الدین فرزند

انہ تذکرہ علماء و مشائخ جلد ۱ سرحد صفحہ ۶۶ و تذکرہ صوفیائے سرحد صفحہ ۴۴

سے از جناب مرزا عبد الغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجازہ ان مزار مبارک حضرت شیخ قدس سرہ

ارجند شیخ المشائخ حضرت شیخ سید عبدالوہاب المعروف اخون پنجو بابا قدس سرہ موتی ۱۰۴۰ھ سے سلسلہ چشتیہ صابریہ میں بیعت سے مشرف ہوئے۔ جب حضرت شیخ فرید اپنے والد بزرگوار کے وصال کے بعد حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہ سے سلسلہ نقشبندیہ قاریہ مجددیہ میں منسلک ہوئے۔

دوسرے مسترشدین کے ہمراہ آپ کو بھی حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔ تقریباً ۱۰۴۶ھ ۱۶۳۶ھ میں اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ جب حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہ نے ہجرت حرمین الشریفین زادہما للہ تعالیٰ شرفیہا کی طرف ۱۰۵۲ھ مطابق ۱۶۴۲ھ میں کی تو آپ بھی ہمسفر ہوئے۔ بیت اللہ شریف کی زیارت اور مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہوئی۔ اس سال حضرت قدس سرہ نے دوبارہ اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔ اور حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہ کے وصال ۱۰۵۳ھ کے بعد بھی آپ تقریباً سات سال حاضر حرمین الشریفین رہے۔ حضرت شیخ فرید پشاور میں قدس سرہ آپ کے پہلے مرشد ۱۰۵۴ھ میں واپس وطن ہوئے اور تقریباً ۱۰۶۱ھ میں آپ واپس وطن ہوئے اور موضع کاکشال میں خانقاہ قائم فرمائی جہاں دعوت و ارشاد و تلقین اور اصلاح و تبلیغ میں مصروف ہو گئے۔ پرانی کاکشال میں آپ کی مسجد آج بھی موجود ہے جو دروازہ سردچاہ سے متصل جانب جنوب ہے۔

چونکہ آپ کی استعداد بہت بلند تھی۔ مزید تعلیم باطنی کے لیے حضرت شیخ سید عبداللہ المعروف حاجی بہادر کوہاٹی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مجاز طریقت ہوئے۔ آپ صاحب عبادت و ریاضت و مجاہدہ اور صاحب ذکر و اذکار، مشغول و مراقبہ حق تعالیٰ نے اطمینان قلب اور استقامت دین اور نسبت قویہ اور کشف و کرامات اور تصرفات سے بھی آپ کو نوازا تھا۔

۱۰۵۸ھ مناقب آدمیہ قلمی صفحہ ۱۶۱ از حاجی محمد امین صاحب بدخشی رحمۃ اللہ علیہ و

روحانی راہلہ صفحہ ۶۳۲



حضرت سید لعل شاہ صاحب کوہاٹی مدظلہ حضرت شیخ سید حاجی بہادر کوہاٹی  
قدس سرہ کی سوانح میں تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت شیخ جلیب پشادری قدس سرہ۔ میدان معرفت میں اپنے زمانہ کے شہسوار  
گذرے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لوگوں میں شیخ کامل کے نام سے مشہور تھے۔ حضرت  
شیخ حاجی بہادر کوہاٹی قدس سرہ اور دوسرے پیر بھائیوں سے گہرے تعلقات تھے اور  
اپس میں پیار و محبت سے ملتے جلتے تھے۔

آپ نے ۱۰۵۳ھ سے ۱۰۹۳ھ تک تقریباً چالیس سال تک مسند مشیخت کو زینت  
بخشتے ہوئے بے شمار لوگوں کو فیض یاب فرما کر آپ نے رات سوموار بوقت عشاء  
۱۳ صفر ۱۰۹۳ھ میں وصال فرمایا۔ تاریخ وصال شیخ ماکمل بود سے برآمد ہوتی ہے مزار  
مبارک پشاد شہر کے گورستان میں ہے سردچاہ دروازہ پرانی کاکشال سے سبھا رستہ جاتا ہے آپ  
کا مزار بہت مشہور ہے ساتھ ہی بہت بڑی مسجد اور پہلے زمانہ میں بڑی وسیع خانقاہ تھی۔  
جس کے کھنڈرات اور صدر دروازہ پرانی یاد تازہ کر رہا ہے۔ آپ کے مزار مبارک پر لوح  
پر تاریخ وصال منظم ہے۔

حضرت شیخ جلیب اللہ رحمہ	ہنکہ تحقیق فرد کامل بود
بدواذ خلقاتی دی حضرت نورئی	زاویا زمانہ افضل بود
نقشبندی، قادری طریق عالی او	قدوة الواصلین موصل بود
چوں زحق ارجعی تشنید ندا،	رب لبیک گفتہ راحل بود
سال تاریخ وصال از ہجرت،	گفتہ "ام" شیخ ماکمل بود

آپ کے بعد آپ کے خلیفہ شیخ المشائخ حضرت شیخ شاہ باز پشادری قدس سرہ مسند  
نشین ہوئے۔

۱۰ سوانح حضرت شیخ سید حاجی بہادر کوہاٹی قدس سرہ

اولاد صرف ایک صاحبزادی حضرت بی بی خدیجہ رحمۃ اللہ علیہا تھیں جو اپنے چچا زاد بھائی شیخ محمد مراد صاحب بن حضرت شیخ ملا حبیب رحمۃ اللہ علیہما کے نکاح میں آئیں اور لا ولد فوت ہوئیں۔ آپ کے بھتیجے حضرت حافظ عبدالرحمن بن حضرت ملا حبیب رحمۃ اللہ علیہما کی اولاد کافی ہے جن میں جناب مرزا عبدالغفور صاحب بن مرزا محمد جی شہید بن ملا عبدالغفار بن ملا عبدالخالق بن ملا عبدالسلام بن حافظ عبدالصمد بن حضرت حافظ عبدالرحمان بن ملا حبیب رحمۃ اللہ علیہم تھے۔ جن کی اولاد میں جناب سعد اللہ جان صاحب بن مرزا عبدالغفور صاحب مسجد شیخ حبیب کے متصل پرانی کاکشال بیرون سردچاہ دروازہ پشاور میں رہتے ہیں۔

— — — — —

## شیخ المشائخ حضرت حافظ شاہ شہباز مہمند قادری قدس سرہ

ولادت باسعادت ۱۰۳۴ھ ۱۶۲۴ء موضع آدمی زئی متنی میں مضافات

ضلع پشاور میں ہوئی۔ آپ مشہور مہمند قبیلہ کے چشم و چراغ ہیں۔ جن کے نام سے کج بھی بہت سا علاقہ پشاور سے آگے آباد ہے۔ تحصیل علم ابتداء میں اپنے گاؤں آدمی زئی میں شروع کی۔ بعدہ حضرت مولانا سید حسن شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دھنونی سرٹہ کو ہاٹ میں حاصل کی۔ ان کا مزار جنگل خیل شہر کو ہاٹ میں ہے حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہ کے وصال کے زمانہ میں آپ کی عمر تقریباً ۱۸ سال کی تھی۔

آپ حضرت شیخ حبیب پشاورمی قدس سرہ سے بیعت سے مشرف ہو کر عبادت و ریاضت اور مجاہدہ۔ ذکر و اذکار سلسلہ عالیہ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ میں مصروف رہ کر سلوک و طریقت کے منازل طے کئے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو سب مریدین سے آپ محبوب تھے۔ کافی عرصہ

سہ شجرہ مرتب مرزا عبدالغفور صاحب مرحوم خادم درگاہ

حاضر خدمت رہے۔ اور اخلاص سے ہر قسم کی خدمت کرتے رہے اور ان کی تربیت سے روحانی فیض پایا اور حقیقت کی کائنات کے بلند مقام تک پہنچ گئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت و اجازت سے مشرف فرما کر دعوت و ارشاد کی اجازت فرمائی تھی۔ حضرت شیخ حبیب پشاور می قدس سرہ آپ خود بھی حضرت شیخ حاجی سید بہادر کوہاٹی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس محبوب ترین مرید کو بھی ہمراہ لے جاتے اور بعض روایات سے معلوم ہوتا کہ حضرت شیخ نے اپنا خط دے کر حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ بہر حال آپ کو حضرت حاجی صاحب قدس سرہ سے فیض ملا اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے تھے بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ پہلے حضرت حاجی بہادر کوہاٹی قدس سرہ سے بیعت ہو کر خرقہ خلافت اور اجازت سے مشرف ہو چکے تھے پھر حضرت شیخ حبیب پشاور می قدس سرہ سے فیض یاب ہوئے۔ آپ نے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے دعوت و ارشاد اور سلسلہ لہذمی کی اشاعت و تبلیغ و اصلاح میں مشغول رہے آپ نے شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری اور ذکر و اذکار اور شغل مراقبہ کی پابندی کا درس دیتے تھے۔

پشاور اور مصافحات پشاور میں آپ کی خانقاہ نمایاں حیثیت رکھتی تھی۔ کئی ایک گم کردہ راہ ہدایت آپ کے فیض صحبت سے راہ سلوک و تصوف و طریقت و حقیقت پر گامزن ہوئے۔ آپ وقت کے قطب الاقطاب اور قطب الارشاد تھے۔

آپ کا وصال ۱۴۶۲ھ ۱۹۴۳ء میں ہوا مزار مبارک اپنے شیخ و مرشد حضرت شیخ حبیب پشاور می قدس سرہ کے پاؤں میں تھ مشرق کی جانب ہے یعنی سردچاہ دروازہ سے باہر حضرت

۱۔ مناقب بہادر کوہاٹی قلمی تصنیف حضرت درویش محمد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ  
۲۔ نتائج الحرمین جلد سوم موسوم بہ مناقب آدمیہ از حضرت مولانا حاجی محمد امین صاحب بدشتی مکی ر  
۳۔ مناقب حاجی بہادر کوہاٹی قدس سرہ قلمی تالیف محمد درویش ترین لاہوری ر  
۴۔ تحفۃ الاولیاء صفحہ ۴۸ طبع لاہور

سید حسن قادری گیلانی قدس سرہ کے مزار مبارک سے اُنکے وزیر باغ کے مغربی گوشہ میں ہے۔  
**اولاد** دو فرزند ہوئے (۱) حضرت شیخ عبدالرحمان عرف رحمان (۲) حضرت شیخ محمد ابراہیم  
 رحمۃ اللہ علیہما۔ دونوں کی کافی اولاد ہوئی۔

حضرت شیخ عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں عرفان اللہ خان و افتخار اللہ خان و  
 کرامت اللہ خان سپران جناب محمد رفیق بن شیخ محمد عظیم بن شیخ سعد اللہ بن شیخ طرہ بان بن  
 شیخ عاشور و محمد سلیمان بن حضرت شیخ رحمان صاحب رحمۃ اللہ علیہم  
 اور حضرت شیخ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں جناب شیخ فتح اللہ خان بن عبادت اللہ  
 بن شیخ عمر بن شیخ حلیم بن حضرت شیخ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہم ہوتے۔

(۱) شیخ المشائخ حضرت حافظ شاہ مومن گکردی قدس سرہ شیخ سلسلہ عذامی  
**خلفاء** (۲) حضرت شیخ حافظ قاری جنید پشادری قدس سرہ ان جیسے سینکڑوں حضرات  
 مجاز و منکح طریقت تھے۔

## شیخ المشائخ حضرت شیخ اخون شاہ محمد مومن گکردی قدس سرہ

ولادت باسعادت بروز سوموار بوقت سحری ۱۱ یا ۱۲ رجب ۱۱۰۵ھ میں قندھار ملک  
 افغانستان میں حضرت سید میر محمد یعقوب صاحب بن حضرت سید میر اللہ داو بن حضرت سید غلام حسن بابا ولی  
 قندھاری بن حضرت سید نظام الدین رحمۃ اللہ علیہم۔ رضوی سادات کے چشم و چراغ تھے۔

خاندانی روایات کے مطابق آپ حضرت سید حسن ولی

قندھاری قدس سرہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کے ایک بھائی کامزار اتمان زلی یا تنگ زلی  
 میں رہے۔ تحصیل علوم کی تکمیل کے بعد عشق حقیقی کی تکمیل کے لئے حضرت شیخ مولانا شہباز قلندر

حضرت صاحبزادہ عبدالرحیم صاحب و صاحبزادہ حبیب گل صاحب ساکنان ماشوگر

قادری، نقشبندی، چشتی خلیفہ حضرت شیخ مولانا عبدالحی صاحب سندھی قدس سرہما سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت ہوتے بمقام دھنوی بروز ہفتہ بوقت زوال ۱۲ شوال ۱۳۱۱ھ میں عمر ۲۰-۱۹ سال، دو سال کے بعد ۱۳۱۳ھ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔

اس کے بعد شیخ المشائخ حضرت شیخ شاہ شہباز پشاورمی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ میں بیعت ہوئے، تصوف و سلوک کی تکمیل کے بعد اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے اور اویسی طور پر شیخ المشائخ حضرت شیخ ابو محمد محی الدین سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی روحانیت سے سلسلہ قادریہ میں فیض یاب ہوئے۔  
اور بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ شیخ المشائخ حضرت شیخ احمد ملتانی قادری قدس سرہ سے بھی مجاز طریقت تھے۔

حضرت شیخ مولانا محمد شعیب صاحب تور ڈھیر قدس سرہ اپنی سند طریقت تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ محمد صدیق بٹشاؤنی (قدس سرہ) واد از شیخ شاہ محمد مومن گگی دگرمی دیہہ است از دیہائے پشاور واد از شیخ شہباز پشاورمی (قدس سرہ) سے اجازت یافتہ تھے۔  
غرض کہ آپ کامل و مکمل اولیاء کرام و صوفیائے عظام و مشائخ طریقت سے تھے۔ دور دور سے ذاکرین و طالبین حاضر ہو کر ذکر و اذکار، مراقبہ و شغل اور سلوک و تصوف قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔

آپ کتاب و سنت کے تابع اور پیران طریقت کے اصولوں اور قواعد و ضوابط کے سخت پابند تھے۔ صاحب عبادت و ریاضت، مجاہدہ رکھتے اور صاحب توکل و رضا اور اور تجرد و تفرود تھے۔

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸

صاحب کشف و کرامات اور تصرفات بزرگ تھے۔ جو آج تک زبانِ زدِ خلایق ہیں بلکہ مزارِ مبارک سے کرامات کا صدور ہو رہا ہے۔ حضرت مولانا سید محمد امیر شاہ صاحب قادری مدظلہ تحریر فرماتے ہیں۔

ساری عمر ریاضت و مجاہدہ اور سلسلہ کی اشاعت و ترویج میں گذاری۔ جب آپ کے شیخ حضرت شیخ شہباز سفرِ قندھار سے واپس آتے تو آپ بھی ان کے ہمراہ پشاور پہنچے۔ اور پشاور سے جنوب مغربی سمت موضعِ بڈہ بیر جو پشاور سے (چھ سات میل کے فاصلہ پر ہے) بلب ٹرک پولیس چوکی سے کچا راستہ ہے آگے چار، پانچ فرلانگ پر ماشو لگ رہے۔ جہاں مرکزِ رشد و ہدایت قائم فرمایا اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا سلسلہ شروع فرمایا۔ آپ کی خدمت میں ہزار ہا لوگ آکر فیض حاصل کر کے سینکڑوں مساکین و غریب آپ کے لشکر سے روٹی کھاتے۔ تنگوں کو کپڑا ملتا۔ مسافر زادہ حاصل کرتے۔

آپ دیہات میں وعظ و نصیحت اور تبلیغ کے لیے تشریف لے جاتے۔ لوگوں کو اتباعِ قرآن و سنت کا راستہ بتاتے۔ روزانہ بیسیوں ختنے کرواتے غرض کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آپ کا شعار تھا۔ جب آپ مریدین و طالبین کو توجہ دیتے تو اڑتے ہوئے پرندے بھی پھڑپھڑا کر نیچے آگرتے تھے۔

آپ کی مسجد اور مسجد میں آپ کے زمانہ کا بڑھکا درخت ابھی تک بدستور موجود ہے۔ آپ قطب الاقطاب اور قطب الارشاد جیسے بلند و اعلیٰ و ارفع مراتب پر فائز المرام ہوئے۔ آپ نے بروزِ سہ شنبہ ۱۶ شعبان ۱۴۲۷ھ میں وصال فرمایا۔ مزارِ مبارک ماشو لگہ گاؤں کی مغربی جانب، پہاڑی تالہ کے پار جنوب مغرب میں بہت بڑا گورستان ہے اس کے مغربی جانب۔ چار، پانچ فرلانگ کے فاصلہ پر ایک چار دیواری میں مزار ہے، مغربی جانب برآمدہ ہے اور مشرق کی طرف ایک مسجد ہے۔



خاندانی روایت کے مطابق حضرت غازی احمد شاہ ابدالی رحمۃ اللہ علیہ متوفی

**اولاد** ۱۸۶۱ھ مطابق ۱۸۷۲ء آپ کا خاص معتقد تھا انہوں نے اپنی صاحبزادی آپ کے عقد میں دی تھی اور بہت نرو مال اور زیورات، سونے اور چاندی کے اور کنیزیں اور کافی جائیداد دے دی تاکہ میری بچی دنیاوی معاشی سے متفکر نہ رہے۔ آپ چونکہ تارک الدنیا تھے اس لیے تین دن گھر تشریف نہ لے گئے۔ تیسرے روز

الہیہ محترمہ نے کنیز بھیج کر عرض کیا کہ آپ تین دن سے گھر نہیں آئے۔ کچھ ناراضگی ہے اور کوئی میرا قصور ہے۔ فرمایا۔ تیرے والد نے تجھے بہت سامان و دولت دیا ہے مجھے اس سے بہت وحشت ہے وہ خدا کے نام پر غریبوں، مسکینوں، بیواؤں، بے کسوں پر تقسیم کر دے تب ہی گھر آ سکتا ہوں۔

اس نیک بخت بی بی نے سب کچھ خدا کے نام پر تقسیم کر دیا تب آپ گھر تشریف لے گئے اس نیک بخت بی بی سے ایک فرزند پیدا ہوئے۔ حضرت صاحبزادہ محمد نعیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کے دو فرزند صاحب اولاد ہوئے۔ لا حضرت صاحبزادہ محمد امین صاحب اور حضرت صاحبزادہ عطا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہما۔

از حضرت الحاج صاحبزادہ عبدالرحیم صاحب مدظلہ فرزند ارجمند صاحبزادہ محمد عمران صاحب ابن عطا محمد بن محمد نعیم بن شیخ المشائخ حضرت اخون شاہ محمد مؤمن قدس سرہم، آپ کے خاندان میں آج تک اسلامی حمیت دینداری و پرہیزگاری بیا برہی آ رہی ہے صاحب عبادت و ریاضت اور صاحب علم و عمل بزرگ چلے آ رہے ہیں۔

جب انگریزوں نے ۱۸۴۹ء میں سرحدی علاقوں پر ظلم و تعدی اور اسلام دشمنی کا مظاہرہ کیا اسی زمانہ میں بندوبست کے سلسلہ میں انگریز تحصیلدار نے اس وقت کے موجودہ بزرگوں کو طلب کیا انہوں نے پٹواری کو فرمایا کہ ہم انگریز۔ دشمن اسلام کے پاس نہیں جاسکتے اور اس ظالم کامنہ دیکھنا پسند نہیں کرتے۔

پٹواری نے انگریز تحصیلدار کو یہ سب کچھ سنا دیا۔ انگریز تحصیلدار غصہ میں آگیا۔ اور  
 سب زمین مزارعین میں تقسیم کر دی۔ جو زمین خود کاشت تھی وہ باقی رہ گئی۔ لیکن ان  
 حضرات کی ہلاکت اور تقویٰ کا ایسا اثر ہے کہ اب بھی نوجوان طبقہ میں کوئی ایسا نہیں جو  
 یہ کہے کہ ہمارے بڑوں نے غلط کیا ہے، از جناب صاحبزادہ حبیب گل خان بن وحید گل بن عبدالواحد  
 بن عبدالرحمن بن محمد اشرف بن محمد امین بن محمد نعیم بن حضرت شیخ المشائخ حضرت اخون شاہ محمد  
 مومن قدس اللہ سرہم  
 واللہ المستعان

## شیخ المشائخ خواجہ حضرت حافظ محمد صدیق صاحب بشواترہی قدس سرہ

ولادت باسعادت شب دوشنبہ، محرم الحرام بوقت نماز تہجد ۱۰۹۵ھ بمقام گجرات متصل بخٹائی ضلع مردان میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم پشاور اور سوات کے علماء کرام سے حاصل کی۔ آپ کے والدین گجرات سے بشواترہ ہجرت فرما کر ہوئے، قرآن مجید حفظ کیا۔ اور علوم مروجہ میں کمال حاصل کیا۔ آپ ایک واسطہ سے حضرت شیخ میاں ڈوٹا صاحب سہروردی لاہوری شاگرد تھے ۱۲۹ھ میں ماشوگر مضافات پشاور میں حضرت شیخ حافظ شاہ محمد مؤمن قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہو کر عبادت و ریاضت اور ذکر و اذکار مراقبہ و شغل میں مصروف ہو گئے۔ سلسلہ عالیہ، قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ اور اس کے علاوہ چشتیہ، سہروردیہ، اکبردیہ، مداریہ میں خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ یہ دوسری نسبت حضرت شیخ محمد شاہ سدھمی قدس سرہ خلیفہ حضرت شیخ محمد نعیم کامروی شگرہاری قدس سرہ خلیفہ حضرت شیخ نانوتیہ کی قدس سرہ سے فیض یافتہ تھے۔

۱۳۹ھ میں حاصل کی

تیسری نسبت آپ کو حضرت شیخ حافظ عبید پشاورمی قدس سرہ خلیفہ حضرت شیخ احمد طائی

۱۴۰ھ از اولیائے پشاور قلمی مصنف جناب قاضی سید عبدالحلیم صاحب اثر افغانی ۱۴۰ھ ایضاً  
۱۴۱ھ مرآۃ الاولیاء صفحہ ۹۹ قلمی مصنف حضرت شیخ شاہ محمد شعیب صاحب تور ڈھیری قدس سرہ  
۱۴۲ھ شجرۃ طریقت حضرت شیخ تور ڈھیری قدس سرہ از حضرت صاحبزادہ صاحب مدظلہ ساکن سخاکوٹ  
۱۴۳ھ از اولیائے پشاور قلمی مرتبہ جناب قاضی سید عبدالحلیم صاحب اثر افغانی

قدس سرہ خلیفہ حضرت شیخ شاہ عالم دہلوی قدس سرہ سے سلسلہ قادریہ، شاہ دولیہ میں حاصل کی۔ ۱۱۵۹ھ میں

جو تھی نسبت نقشبندیہ، مجددیہ حضرت شیخ حافظ جنید پشاورمی قدس سرہ نے حضرت شیخ میاں عبدالحی صاحب حیدر آباد سندھی قدس سرہ متوفی ۱۱۱۴ھ خلیفہ حضرت شیخ حاجی سعد اللہ وزیر آبادی قدس سرہ متوفی ۱۹ ذی الحجہ ۱۱۰۲ھ سے حاصل کی۔

پانچویں نسبت نقشبندیہ، مجددیہ حضرت شیخ حافظ جنید پشاورمی قدس سرہ کو حضرت شیخ محمد یحییٰ المعروف حضرت جی صاحب الہک قدس سرہ متوفی ۱۱۳۱ھ خلیفہ حضرت شیخ سعدی بلجاری لاہوری قدس سرہ متوفی ۱۱۰۸ھ سے مہل کی جو خلیفہ تھے حضرت سید آدم بنوری قدس سرہ کے یہ نسبت بھی آپ کو حاصل تھی۔ ۱۱۳۱ھ

چھٹی نسبت قادریہ جو حضرت شیخ حافظ جنید پشاورمی قدس سرہ کو حضرت سید محمد معصوم شاہ قادری قدس سرہ سے حاصل تھی وہ بھی آپ نے حاصل کی۔ ساتویں نسبت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بلا واسطہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی طور پر حاصل ہوئی۔

غرض کہ آپ مجمع البیارتھے۔ اور بہت سے سلسلوں کی فیض یافتہ ایک کامل و مکمل ہستی تھی اور آپ اپنے وقت میں سلاسل عالیہ قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ، کبردیہ، ہمدانیہ اور قلندریہ مجددیہ کے قطب الاقطاب اور قطب الارشاد تھے۔ اور صاحب دعوت و ارشاد و تلقین اور صاحب اصلاح و تزکیہ تھے آپ نے کتاب و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق صحیح تصوف و سلوک، طریقت و حقیقت کی اشاعت میں تنہا دھن کی بازی لگادی۔

۱۔ از اولیائے پشاور قلمی مرتبہ جناب قاضی سید عبدالحلیم صاحب اثر افغانی  
۲۔ شجرہ طریقت قادریہ شاہ دولیہ حضرت اقدس شاہ عبد الرحیم صاحب بہار بنوری قدس سرہ  
۳۔ از اولیائے پشاور قلمی ایضاً

آپ خود بھی شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت پابند تھے اور مریدین و متعلقین اور عام لوگوں کو بھی اسی کی دعوت دیتے تھے اور پیرانِ طریقت کے ارشادات اور ذکر و افکار مراقبہ اور شغل کے سخت پابند تھے۔

آپ نے اپنے وطن موضع بٹاؤنی علاقہ بنیر بجوار حضرت پیر بابا قدس سرہ ریاست سوات کے دور دراز پہاڑوں میں خانقاہ قائم فرمائی۔ جہاں لاکھوں سالوں نے دل کا علاج پایا۔

آپ نے، شعبان بروز پچشنبہ بعد نمازِ نفل (۷ شمار) وصال فرمایا۔ دوسری روایت سے ۱۷ صفر ۱۱۸۹ھ سے سن وصال معلوم ہوتا ہے۔ بعمر ۱۰۸ سال مزار مبارک موضع بٹاؤنی جس کو شہوانہ "بچاؤنی" بچاؤنڑی بھی کہتے ہیں۔ علاقہ بنیر ریاست سوات میں حضرت سید علی عواص ترمذی المعروف پیر بابا قدس سرہ کے مزار مبارک سے آگے میل ۲۰ میل کے فاصلے پر ہے (منگورہ روڈ بی کرٹ سے بسیں جاتی ہیں) قریباً دو یا ڈھائی رُپے کرایہ ہے۔

آپ کے بعد اس سلسلہ کے سجادہ نشین حضرت شیخ مولانا حافظ محمد صاحب عمر زئی قدس سرہ ہوئے۔ دوسرے خلفاء

- (۱) حضرت مولانا اخون حافظ محمد صاحب قدس سرہ عمر زئی چارسدہ پشاور
- (۲) حضرت شیخ اخون حافظ صاحب والپورانی قدس سرہ۔ والپورانی علاقہ غورنیز کوستان ریاست سوات
- (۳) حضرت شیخ حافظ رحمت اللہ صاحب قدس سرہ گد

سہ از مرآۃ الاولیاء حضرت شیخ تور ڈھیری قدس سرہ صفحہ ۹۷

عہ از علماء و مشائخ سرحد مصنفہ حضرت مولانا محمد امیر شاہ صاحب پشاور می نطلہ صفحہ ۵۹ - ۶۰

سہ بروز بدھ بوقت عصر ۱۱۹۸ھ از اولیائے پشاور قلمی بحوالہ ائینہ تصوف

کے روحانی رابطہ

(۴) حضرت شیخ مروت یا سروت قدس سرہ۔ ان کے خلفاء میں حضرت حافظ مجید الدین صاحب میواتی، دیوبند قدس سرہ ملے ہوئے ہیں۔

(۵) حضرت شیخ مولانا اخون حافظ شاہ صاحب قدس سرہ موضع چڑچڑ علاقہ بازئی ضلع مردان کے رہنے والے۔ حافظ کامل اور شاعر پشتو کے تھے۔ ۱۷۹۷ھ مطابق ۱۷۶۰ء میں حضرت مجاہد احمد شاہ ابدالی درانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ جہاد میں شامل ہوئے اسی میں شہید ہوئے تالیف میں تیرہ ہزار اشعار ہیں۔ جن میں حضرت شیخ حافظ محمد صاحب عمر زئی قدس سرہ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ ان کے خلفائے حضرت مولانا میاں حافظ شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن موضع چانگل علاقہ سدوم ضلع مردان کے رہنے والے تھے۔

اور آپ کے دوسرے پیر و مرشد حضرت حافظ محمد صدیق صاحب اخوند پھلوار قدس سرہ تھے۔ ان کے خلفاء میں اور آپ کے پیر بھائی، حضرت سید حافظ معظم رحمۃ اللہ علیہ صاحب دیوان ساکن طور و ضلع مردان (۲) حضرت مولانا شیر محمد صاحب فاروقی و قرنی بازار احمد خان بنوں متوفی ۱۲۱۲ھ جیسے بزرگ تھے۔

حضرت اخوند حافظ صاحب والپورائی قدس سرہ۔ ساکن والپورائی علاقہ غور بند کوہستان ریاست سوات کے رہنے والے بزرگ تھے ان کے خلفاء میں حضرت حافظ عبدالمقتدر صاحب والپورائی قدس سرہ جو حضرت حافظ اخوند محمد صدیق صاحب پھلوار سی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی مجاز طریقت تھے۔

۱۔ جناب مشتاق احمد ندیم برنی حال کراچی  
۲۔ روحانی رابطہ اور اولیائے پناہ قلمی

# شیخ المشائخ حضرت مولانا خون جاف محمد بن محمد زنی قدس سرہ

ولادت باسعادت غالباً ۱۵۵۵ھ جناب گرامی قدر دورا خان بنی اسرائیلی سڑابی  
رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں موضع کلمہ ڈھیر متصل عمر زنی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور میں ہوئی آپ  
خاندانی طور پر بنی اسرائیلی سڑابی کی شاخ محمد زنی سے تعلق رکھتے تھے۔

تاریخ افغان کے مصنف جناب محمد شفیع صاحب مراد آبادی نے ایک شخصیت محمد زنی بن محمد بن  
خرشون (خرشبن) جو خیر الدین کا بگڑا ہوا نام ہے۔ وہ سڑابن ابن حضرت سیدنا قیس عبدالرشید  
رضی اللہ عنہ کی اولاد سے لکھا ہے اور ان کے دوسرے بھائی عمر زنی کا نام بھی لکھا ہے۔

ایک دوسری روایت تحریر کی ہے کہ محمد زنی کا سنی بن خورشبن کے فرزند تھے جن کی  
اولاد میں شنواری۔ زیرانی۔ الوزانی۔ کرتن وغیرہ خاندان ہوئے۔ بہر حال آپ محمد زنی قبیلہ کے  
چشم و چراغ تھے۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار کے علاوہ حفظ کلام اللہ، غالباً حضرت سید  
عبداللہ پان نیکہ یا ان کے چچا زاد بھائی حضرت حافظ سید معظم شاہ صاحب گیلانی یا حضرت  
حافظ سید نجم الدین گیلانی ماندوری کے بھائی حضرت سید رکن عالم گیلانی و ماندوری رحمۃ اللہ علیہم  
سے حفظ کلام اللہ اور علم تجوید القرآن کریم کا شرف تلمذ حاصل کیا تھا۔

اور دیگر اساتذہ کرام کے علاوہ اس زمانہ کے مشہور و معروف عالم باعمل اور مجاہد و  
غازی حضرت مولانا رفیع القدر صاحب المعروف حافظ گل بن حضرت مولانا خون محمد رفیق

۱۰ حضرت صاحب زادہ احمد جان صاحب مدظلہ عرف بابا جی صاحب مدظلہ عمر زنی۔ ثم

پوئل سنا کوٹ از نواسگان ۱۰ تاریخ افغان ص ۵۸

۱۱ از جناب سید فیروز الدین صاحب ماندوری رحمۃ اللہ علیہ



سڑہ بنی قندھاری کا بلی رحمۃ اللہ علیہما سے تحصیل علوم تور ڈھیر تحصیل صوابی میں کی جن کے فرزند آپ کے خلیفہ و جانشین ہوئے۔

**بیعت و سلوک** | اور تحصیل علوم کی تکمیل کے بعد اس زمانہ کے نامور شیخ طریقت حضرت شیخ حافظ محمد صدیق صاحب بیشادنی بغیری قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم ظاہری اور فیوضات باطنی میں بیعت ہو کر اسباق سلسلہ طریقت حاصل کیے۔

آپ ذکر و اذکار اور ادو وظائف سلسلہ عالیہ، قادریہ و نقشبندیہ مجددیہ میں مشغول ہو گئے، عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں ہمہ وقت بڑی ہمت اور قوت سے مصروف رہنے لگے۔ جب تصوف و سلوک و طریقت قادریہ، نقشبندیہ مجددیہ کے منازل طے کر لیے تو حضرت حافظ محمد صدیق صاحب لثونی قدس سرہ نے تمام سلاسل مثلاً قادریہ، نقشبندیہ مجددیہ، چشتیہ، صابریہ، نظامیہ، سہروردیہ، اکبردیہ، ہمدانیہ، شطاریہ و قلندریہ میں مجاز طریقت فرما کر سلسلہ کی اشاعت و تبلیغ اور اللہ کی یاد کی تعلیم دینے کے لیے حکم فرمایا۔ آپ نے کلمہ ڈھیر متصل عمر زنی خانقاہ قائم فرمائی۔ جس میں دعوت و ارشاد اور تبلیغ و اصلاح اور تصوف و سلوک۔ تزکیہ قلب و روح کا علاج اور دکھی دلوں کو تسکین نصیب ہوتی اور بے قرار قلب کو اطمینان نصیب ہوتا تھا۔ پریشان حال لوگوں کی پریشانیاں دور ہوتی تھیں۔

کئی ایک گم کردہ راہ ہدایت۔ راہ ہدایت سے مالا مال ہوئے۔ غرض کہ آپ وقت کے شیخ طریقت اور رہنمائے طریقت اور پیشوائے حقیقت تھے۔ عالم و فاضل عالم باعمل صاحب تقویٰ و طہارت، صاحب کشف و کرامات اور صاحب تصرفات بزرگ تھے۔ آپ محض اللہ کے لیے درس حفظ و ناظرہ قرآن مجید اور درس قرآن و احادیث دیتے تھے آپ کا تجوید پر بڑا عبور تھا اور علم فقیہ میں یدِ طولی رکھتے تھے۔ علم فقہ و تجوید میں صاحب تصانیف تھے۔ جن میں دو کتابیں بہت مشہور ہیں۔

(۱) مشرح ابیات مستخلص المتعلق فی مشرح ابیات کنز الدقائق - اس کتاب میں جا بجا مسئلہ کی وضاحت کے لیے عربی اشعار درج ہیں - اور ان اشعار کی شرح کی ہے اور ساتھ ہی ساتھ ان عربی اشعار کا ترجمہ پشتو کے اشعار میں کیا ہے - یہ مشرح بمعہ حاشیہ حضرت مولانا عین اللہ لغمانی نے طبع کرائی ہے ۔

(۲) رسالہ تجوید - بہ حضرت شیخ میاں محمد عمر صاحب چکنی قدس سرہ متوفی ۱۱۹۰ھ جو نقشبندیہ مجددیہ سلسلہ کے صاحب طریقت بزرگ تھے - جو مرید حضرت شیخ سعدی بخاری لاہوری قدس سرہ متوفی ۱۰۸۰ھ کے تھے اور اجازت و خلافت اُن کے خلیفہ حضرت جی صاحب اکبر شیخ ابوالفضل محمد یحییٰ صاحب قدس سرہ متوفی ۱۱۳۱ھ سے پائی تھی - حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے علم تجوید میں ایک رسالہ التجوید لکھا - جس میں انہوں نے نون قطنی کی نفی تحریر فرمائی ۔

آپ بھی اس فن میں کامل تھے - جواب میں نون قطنی کا اثبات تحریر فرمایا اور خوب دلائل پیش کیے - اس دوران حضرت میاں صاحب چکنی قدس سرہ کا وصال ہو گیا اور اُن کے ایک مرید حضرت حافظ مرغزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب لکھا - پھر آپ نے اُس کا جواب الجواب لکھا پھر اس کے جواب میں حضرت مرغزی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ جواب لکھا مگر اس دوران آپ کا وصال ہو گیا - تو اس کے جواب میں حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب بن مہر جان خلیفہ حضرت کلنور رحمۃ اللہ علیہما ساکن عمر زئی نے جواب لکھا مگر اس اثنا میں حضرت حافظ مرغزی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲۱۶ھ میں وصال فرمایا - تو یہ علمی سلسلہ ختم ہو گیا - آپ کے تجوید کے یہ دونوں رسالے اب نایاب ہیں - آپ فارسی اور پشتو کے شاعر بھی تھے ۔

حضرت شیخ مولانا محمد شعیب صاحب تورڈھیر قدس سرہ آپ کے فضائل و مناقب تحریر فرماتے ہیں - " ایں فقیر و حقیر خاکپائے کبیر و صغیر - عاصی و جانی محمد شعیب غفر اللہ دست بردامن گنج انوار و مخزن داسرار - پیشوائے شریعت و رہنمائے طریقت و حقیقت و مخزن معرفت بحر عرفان و حافظ قرآن - حضرت محمد بنی اسرائیلی مٹا بنی قدس اللہ سرہ و ربہ اللہ المستبحہ - ذرۃ

خدمت میں حاضر رہ کر ان کے جوتوں کے صدقے جو کچھ پایا۔ پایا۔

عرض کہ عالم و فاضل۔ عالم باعمل۔ شیخ طریقت بزرگ تھے۔ صاحب کشف و کرامات و تصرفات مشائخ سے تھے۔

آپ نے رات جمعرات بوقتِ عشاء ۲۶ ربیع الثانی ۱۲۰۶ھ میں وصال فرمایا۔ مزار **وصال** مبارک قبرستان موضع گلہ ڈیر میں ہے۔ جو عمر زئی سے شمال کی طرف تنگی کو جانے والی سڑک سے مغرب کی جانب واقع ہے۔ مزار مبارک سے متصل مغرب کی جانب مسجد ہے۔ جہاں نماز باجماعت اور نماز جمعہ کا انتظام ہے۔ یہ زمانہ سلطان تیمور شاہ پسر سلطان غازی احمد شاہ صاحب ابدالی رحمۃ اللہ علیہ کے عہد حکومت کا تھا۔

آپ کی صاحبزادیاں تھیں جن کی اولاد وہاں آباد ہے۔ جن کا تذکرہ حضرت شیخ **اولاد** محمد شعیب صاحب قدس سرہ کی اولاد میں ہے۔

آپ کی ایک خادمہ تھیں۔ بڑی عابدہ و زاہدہ۔ مستجاب الدعوات۔ جو لوگ دُعا کے لیے حاضر ہوتے۔ ان کو ان بی بی صاحبہ کی طرف متوجہ فرماتے۔ وہ مستجاب الدعوات مشہور ہو گئیں۔ جب ان کی وفات ہو گئی۔ تو بی بی صاحبہ کا مزار مشہور ہو گیا۔ اب وہاں ہر جمعہ کو اجتماع ہو جاتا ہے۔

آپ کے پڑوس میں تین اور بزرگوں کے مزار مشہور ہیں۔ ایک حضرت شیخ رسول سواتی قدس سرہ خلیفہ نمبوڑے بابا۔ تیسرے بابا قدس سرہ اور حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب بن مہر جان خلیفہ حضرت کلنور رحمۃ اللہ علیہما۔ جو غالباً آپ سے بھی مجاز طریقت تھے۔ اور حضرت اخوند خلیل رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کے خلفاء میں حضرت شیخ محمد شعیب صاحب ساکن توریٹھیر قدس سرہ۔ علوم ظاہری و باطنی۔ شریعت و طریقت میں سچے دارت ہوئے۔

آپ کا یہ گاؤں عمر زئی۔ آج سے تقریباً دو ہزار سال پہلے کا آباد ہے۔ بعد اشلوک بادشاہ

اور یہ ہشت نگر کے علاقہ میں آباد ہے اور کلہ ڈیر ایک وادی ہے بڑی سرسبز۔ غلہ بہت  
 اگتا تھا۔ مقامی لوگ غلہ ڈیر کے نام سے پکارتے تھے۔ ایک دفعہ وہاں لڑائی ہوئی۔ جس میں  
 بہت قتل و غارت ہوئی۔ یعنی گلے کاٹے گئے۔ تب سے اس کا کلہ ڈیر نام مشہور ہو گیا۔  
 یہ عمر زئی کے شمال مغربی حصے کا نام ہے۔

واللہ المستعان

# شیخ المشائخ حضرت مولانا اخون شیخ شاہ محمد شعیب تور ڈھیر قدس سرہ

آپ کے جدامجد مجاہد اعظم حضرت مولانا اخون محمد رفیق صاحب  
آپ کے آباؤ اجداد قندھاری کابلی بن علی بن ادول (ابدل - عبدل) بن ترین باتارین

بن شرجون (شرخون) شرف الدین ابن شرجون بن حضرت سیدنا قیس عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہم  
ورضی اللہ عنہ بنی اسرائیل بزمانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا قیس عبدالرشید رضی اللہ  
عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے اس لیے آپ درانی خاندان کی شاخ بعلی زئی سے تعلق رکھتے تھے۔

حضرت شیخ محمد شعیب قدس سرہ کی اولاد سے حضرت صاحبزادہ احمد جان صاحب مدظلہ  
المعروف بابا جی صاحب ساکن عمر زئی حال ساکن پوٹل سخاکوٹ نے حضرت شیخ اخون غازی  
محمد رفیق صاحب قدس سرہ شجرہ نسب مرتب اور طبع کرایا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ شجرہ نسب  
سنوآت کے علاقہ سے ملا ہے جو غالباً اسی سال پہلے کا لکھا ہوا ہے ۱۳۰۰ھ کا اور یہی

شجرہ نسب حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالقدوس صاحب مدظلہ - ابن حضرت مولانا صاحبزادہ  
عبدالنذیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن تور ڈھیر می کے خاندانی کاغذات میں موجود ہے اور  
یہی شجرہ نسب حضرت مولانا ولی النبی صاحب عرف بابا صاحب کے خاندانی کاغذات میں موجود  
ہے۔ جو موضع بکی ڈاک خانہ تور ڈھیر تحصیل صوابی میں قیام فرما ہیں۔ اور ان کے جدامجد کے  
بھائی حضرت صاحبزادہ محمد انور بن حضرت صاحبزادہ محمد عمر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما کا لکھا ہوا  
ہے۔ یہ تینوں شجرے ایک ہی جیسے ہیں اور اس میں ترین یا تارین بن شرجون ہمیں لکھا لکھا

۱۔ از تاریخ افغانان تصنیف محمد شفیع صاحب مرحوم مراد آبادی صفحہ ۵۸ بحوالہ خلاصۃ الانساب

صفحہ ۶۶ - ایضاً تاریخ افغانان حصہ دوم صفحہ ۵۸۰

اس میں اودل (ابدل یا عبدل) بن شیرجون اور اُن کے دوسرے بھائیوں کے نام شیرجون اور شیرجون لکھے ہیں۔ اس لیے ہم نے تاریخ افغان اور ضمیمہ تاریخ افغان کو ترجیح دی ہے آپ اخون غازی بابا قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی اسم گرامی سے مشہور و معروف ہوئے آپ اور اپنے چھ صاحبزادوں کے ہمراہ ۱۷۴۵ھ یا ۱۷۴۶ھ مطابق ۱۷۶۰ء یا ۱۷۶۱ء میں حضرت غازی احمد شاہ صاحب درانی و ابدالی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۱۸۲ھ مطابق ۱۷۶۲ء کے ہمراہ بغرض جہاد ہندوستان وارد ہوئے۔ اس سے پہلے ۱۷۵۵ھ میں نادر شاہ حملہ کر چکا تھا۔

سرہند ریاست پٹیالہ سے گذرتے ہوئے پانی پت ضلع کرنال میں تاریخی جنگ لڑی گئی جس سے مرہٹوں کو شکست فاش ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی حضرت غازی احمد شاہ ابدالی رحمۃ اللہ علیہ نے سولہ شعبان ۱۷۵۵ھ میں شمالاً مارباغ دہلی میں برضا و خوشی سلطنت کا سربراہ شاہ عالم اور وزیر شجاع الدولہ کو اور امیر الامرا رنجیب الدولہ کو مقرر فرمایا اور دیگر امور سلطنت اور ملک کے دوسرے انتظام مجاہدین کے سپرد کر کے خود واپس قندھار ہوئے۔

حضرت مولانا غازی اخون محمد رفیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے صاحبزادے موضع کوئٹہ تحصیل صوابی ضلع مردان۔ مقامی لوگ اس علاقہ کو رواہ یوسف زئی بولتے تھے مقیم ہوئے۔ جہاں آپ کا سکونت مکان آج بھی موجود ہے۔

۱۔ صوفیائے سرحد بحوالہ از نواسے معاریہ تعلیقات ص ۷۹ تا ۸۸

۲۔ رسالہ الفرقان شاہ ولی اللہ نمبر صفحہ ۱۸۱۔ از جناب حضرت مولانا محمد ولی النبی صاحب مدظلہ موضع بکی مضافات تور ڈھیری تحصیل صوابی۔ حواشی تاریخ رحمت خانی تصنیف میاں محمد معظم شاہ ص ۶۱۶

اور آپ کی بیویوں کے مزارات موضع انبار تحصیل صوابی کے عام گورستان میں۔ مزارات بی بی صاحبہ کے نام سے موجود ہیں۔ ان مزارات کی مرمت حضرت حاجی عمر زئی رحمۃ اللہ علیہ نے کرائی تھی جو دو واسطوں سے حضرت مولانا شیخ محمد شعیب صاحب قدس سرہ سے منک سقے۔ آپ نے امارت و سرداری کو چھوڑ کر فقر و تجرید کی راہ اختیار فرمائی اور بعدہ آپ بغرض جہاد کافرستان علاقہ پیچ سمت مشرقی افغانستان میں تشریف لے گئے اور کفار سے جہاد کرتے ہوئے بروز جمعرات ۶ رجب شہید ہوئے۔ مزار مبارک موضع بانرہوگی علاقہ پیچ سمت مشرقی افغانستان سمت شمالی کنارہ دریائے کنڑ، دریائے پیچ کا جہاں درمیانی فاصلہ چار فرلانگ ہے۔ وہاں درہ پیچ میں ایک بڑے گورستان میں ہے اور غازی بابا رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہے۔

پہلا نکاح قندھار میں کیا تھا جس سے تین فرزند ہوئے۔

## نکاح و اولاد

- (۱) حضرت صاحبزادہ عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت صاحبزادہ محمد نعیم (۳) حضرت صاحبزادہ محمد نعیم رحمۃ اللہ علیہم۔ دوسرا نکاح صوابی ضلع مردان میں کیا۔ جن سے چار صاحبزادے ہوئے (۱) حضرت بحر عرفان حافظ قرآن حضرت مجاہد رفیع القدر عرف حافظ گل بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت صاحبزادہ عبدالخالق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے موضع کوئٹہ تحصیل صوابی میں قیام فرمایا۔ (۳) حضرت صاحبزادہ محمد نجیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن موضع بازار (۴) حضرت صاحبزادہ عبدالصمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن موضع بازار تحصیل صوابی۔
- حضرت صاحبزادہ عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ نے مواضع باجا بام خیل کے درمیان موضع حاجی خیل میں قیام فرمایا۔ آپ کی اولاد موضع حاجی خیل اور موضع بکی تحصیل صوابی میں آباد ہے۔

۱۔ حضرت صاحبزادہ مولانا عبدالقدوس صاحب منظر ساکن تور ڈھیر  
۲۔ شجرہ نسب مرتب حضرت بابا حاجی صاحب منظر پلوٹل سخاکوٹ مالاکنڈ ایجنسی



(۱) حضرت مولانا حبیب النبی مدظلہ (۲) حضرت صاحبزادہ مولانا محمد ولی النبی صاحب مدظلہ  
 (۳) حضرت مولانا مطیع النبی صاحب مدظلہ موجود ہیں جو باچکان کے نام سے مشہور ہیں اُن  
 کے اجداد میں حضرت صاحبزادہ محمد عمر شاہ صاحب بن حضرت صاحبزادہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہما  
 کا نکاح شیخ المشائخ حضرت شیخ محمد شعیب صاحب قدس سرہ کی صاحبزادی سے ہوا۔ جن  
 سے تین فرزند (۱) حضرت صاحبزادہ محمد شفا (۲) حضرت صاحبزادہ غلام سرور (۳) حضرت  
 صاحبزادہ محمد نور صاحب رحمۃ اللہ علیہم ہوئے۔ یہ تینوں بھائی حضرت اخوند خاں عبدالغفور  
 صاحب سواتی قدس سرہ سے منسلک تھے۔ اور خلفاء میں سے تھے۔ اور اولاد باچکان  
 کے نام سے مشہور ہے بلکہ آپ حضرات حضرت اخون صاحب سوات کی خدمت میں گھی اور  
 غلہ اور مالی امداد بھیجا کرتے تھے۔

حضرت بحر عرفان حافظ القرآن مجاہد اعظم مولانا مولوی رفیع القدر صاحب رحمۃ اللہ  
 علیہ المعروف حافظ گل بابا اور گڑائی شاہ بابا رحمۃ اللہ علیہ نے موضع تور ڈھیر تحصیل صوابی  
 ضلع مردان میں قیام فرمایا۔ مقامی لوگ اس علاقہ کو بھی یوسف زئی بولتے ہیں۔ آپ بہت  
 بڑے عالم و فاضل بزرگ تھے۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ جہاد میں مصروف تھے  
 جب مجاہد فی سبیل اللہ سلطان احمد شاہ ابدالی رحمۃ اللہ علیہ جہاد سے فارغ ہو کر وطن  
 واپس ہوا۔ تو آپ اس علاقہ میں درس و تدریس، واعظ و تبلیغ میں مصروف ہو گئے۔  
 عبادت و ریاضت میں بہت بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ علاقہ کے لوگوں کے علاوہ دور  
 دور سے لوگ حاضر ہو کر علم و فضل اور علم و عمل اور جہاد فی سبیل اللہ جیسے اعمال سے  
 مستفیض ہوتے رہے۔ آپ دن رات اسی میں محو رہتے۔  
 مہشت نگر کے مشہور شیخ اور پیر طریقت حضرت شیخ حافظ محمد صاحب قدس سرہ۔

۱۔ از حضرت مولانا محمد ولی النبی صاحب مدظلہ موضع بکی تحصیل صوابی۔

ساکن عمر زنی۔ تحصیل چارسدہ۔ آپ کے خصوصی شاگردوں میں سے تھے۔ آپ کے ہم عصر بزرگ آپ کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے۔ حضرت شیخ میاں محمد عمر صاحب چکنی قدس سرہ سے بہت گہرے تعلقات تھے۔ آپ اُن کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ وہ آپ کے ہاں تشریف لاتے۔

آپ صاحب تصانیف تھے۔ آپ کی تصنیف کردہ ”ہزار مسائل قلمی“ جو فقہ کی کتاب ہے۔ افغانی زبان میں۔ آج بھی حضرت مولانا محمد عبد الباقی صاحب مدظلہ، فرزند ارجمند صاحبزادہ عبد المجید بن حضرت صاحبزادہ عبدالرحمن صاحب بن حضرت شیخ صاحبزادہ قاضی فضل اللہ بن حضرت مولانا محمد زبیر صاحب قدس سرہم کے پاس تور ڈھیری میں ہے، آپ نے تور ڈھیری میں وصال فرمایا۔ وہیں مزار مبارک ہے۔ حضرت حافظ گل بابا اور گڑائی شاہ بابا کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت شیخ محمد شعیب قدس سرہ کی حضرت مولانا رفیع القدر شاہ

## ولادت باسعادت

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں موضع کونڈہ تحصیل صوابی

ضلع مردان میں ہوئی۔ بچپن سے ہی آثار نیکی عیاں تھے۔ ایک بار آپ کے والد بزرگوار آپ کو اپنے ساتھ حضرت شیخ میاں محمد عمر صاحب نقشبندی، چکنی قدس سرہ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی شفقت و عنایت سے سر پر ہاتھ مبارک پھرتے ہوئے فرمایا۔ آئندہ چل کر یہ بچہ بہت بڑا آدمی ہوگا۔

حضرت شیخ میاں محمد عمر صاحب نقشبندی چکنی قدس سرہ۔ ایک بار حضرت اخون مولانا

حافظ رفیع القدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا صاحبزادہ محمد شعیب کہاں ہیں۔ عرض کیا گیا کہ کہیں بچوں میں کھیل رہا ہوگا۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود بچوں کی طرف تشریف لے گئے۔ جہاں وہ کھیل رہے تھے۔ آپکے والد بھی ساتھ تھے جا کر دیکھا تو دوسرے لڑکوں سے الگ آپ چادر بچھائے درود شریف پڑھ رہے

تھے۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور بہت دعائیں دیں اور اسی زمانہ سے درود شریف کا سچا سچ کامیاب ہو گیا۔ اور اتنا لگاؤ ہوا کہ عشق کے درجہ تک پہنچ گیا تھا۔ روزانہ ہزاروں کی تعداد پوری کرتے تھے۔

ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد بزرگوار سے شروع کی۔ حفظ کلام اللہ اور کتب فارسی صرف و نحو۔ اصول و معقول و منقول۔ فقہ، حدیث و تفسیر وغیرہ علوم ظاہری و باطنی حاصل کی۔ آپ کو والد صاحب نے مزید تحصیل علوم کیلئے اپنے شاگرد حضرت شیخ حافظ محمد صاحب قادری قدس سرہ کی خدمت میں موضع عمر زئی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور میں حاضر کیا۔ علوم ظاہری و باطنی سے مستفیض ہوئے اور اسی زمانہ میں بیعت سے مشرف ہوئے۔

ایک دوسری روایت میں آتا ہے۔ کہ جب جاذبِ حقیقی کی طلب نے آپ کو بے قرار کر دیا۔ اسی دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ فرمایا کہ عمر زئی حافظ جی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کرو۔ چنانچہ آپ عمر زئی حضرت حافظ جی صاحب قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے درس و تدریس کی مشغولیت کی وجہ سے کوئی خاص توجہ نہ فرمائی۔

آپ کی طبیعت جلالی تھی کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی توجہ و التفات نہیں فرمائی واپسی کا ارادہ کر لیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ آپ کے اس ارادہ سے مطلع ہو گئے۔ فرمایا جنہوں نے آپ کو یہاں بھیجا ہے۔ انہوں نے مجھے بھی حکم فرمایا ہے۔ آپ گھبرا کیوں گئے ہیں۔ اب کیا تھا وہیں کے ہو رہے۔ بیعت سے مشرف ہوئے اور سلسلہ قادریہ نقشبندیہ، مجددیہ کے اسباق حاصل کیے اور ذکر و اذکار عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہو گئے۔ جب منازل سلوک طے ہو گئے۔ تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تمام سلاسل طریقت میں اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔

وطن واپس آ کر ذکر و اذکار، عبادت و ریاضت و مجاہدہ و مراقبہ کے ساتھ ساتھ

درس و تدریس۔ وعظ و نصیحت۔ ارشاد و تلقین میں مشغول ہو گئے۔ اور دور دراز علاقوں سے طالبانِ حق اور طالبانِ علم جوق در جوق حاضر ہونے لگے اور جا بجا مدارس اور درس و تدریس کے مراکز قائم فرمائے۔ غرض کہ عالم با عمل، صاحبِ اخلاق، صاحبِ عبادت و ریاضت و مجاہدہ، متبع سنت، صاحب ارشاد و تلقین اور واعظ۔ مفتی جیسے اہم امور میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھے۔ آپ عالم با عمل صاحبِ عبادت و ریاضت، متبع سنت و اعظا میں اتباعِ شریعت پر خاص طور پر زور دیتے تھے۔

آپ صاحبِ تصنیف بھی تھے۔ چنانچہ سلسلہ قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ مجددیہ کے مشائخ طریقت کے تذکرہ اور تصوف و سلوک پر ایک مبسوط کتاب فارسی زبان میں تصنیف فرمائی جس کا نام مراۃ الاولیاء ہے جس کا قلمی نسخہ حضرت مولانا میر عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موضع طور و تحصیل و ضلع مردان کے پاس تھا جو سالہ ۱۳۱۰ھ میں اصل کتاب سے نقل کیا گیا ہے۔ اور دوسرا قلمی نسخہ حضرت مولانا صاحبزادہ خادم الدین صاحبِ مظلہ کے پاس تھوڑا ڈھیر میں ہے۔

چنانچہ آپ اس کتاب کے صفحہ نمبر ۹ پر تحریر فرماتے ہیں۔

ایں فقیر حقیر خاکپائے کبیر و صغیر، عاصی و جانی محمد شعیب غفر اللہ تعالیٰ دست بردامن گنج النوار و مخزن دایمہ پیشوائے شریعت و رہنمائے حقیقت و مخزن معرفت۔ بحر عرفان و حافظ قرآن حضرت محمد بنی اسرائیلی سر اہنی قدس اللہ و برہ اللہ مضجعہ، زندہ و خدمت کفش مبارک آن صاحب کردہ۔ و باجارت و سلسلہ عالیہ یکے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ طیفوریہ، صدیقیہ و دیگر متبرکہ قادریہ، جنیدیہ عالیہ مشرف شدہ و دفات ایشان (حافظ محمد) در ماہ ربیع الثانی شب پنجشنبہ بست و ششم (۲۶) ماہ مذکورہ وقت نماز مخفی سال ہزار و دصد و شش ۱۲۰۶ھ بود و قبر مبارک ایشان در کلمہ ڈھیر است (موضع عمر زنی

۱۳۱۰ھ مراۃ الاولیاء صفحات ۳۸۰ تا ۳۸۱ پر ایک صفحہ پر اینس سطر میں ہیں۔ یہ

نسخہ سالہ ۱۳۱۰ھ میں اصل کتاب سے نقل کیا گیا ہے۔ سالہ صفحہ ۹ پر

کے سمت شمال مغربی کے راس حصہ کا نام کھڈھیر ہے) و اُن موضع از توابع عمر زنی و عمر زائے  
دیہہ است از وہ ہائے ہشتنگر و ایشان (یعنی حافظ محمد) از محمد صدیق بیشاؤنی و بیشاؤنی  
ست از وہ ہائے یونیر و وفات ایشان ہفتم ماہ شعبان شب پنجشنبہ بعد از نماز خفتن و قبر  
بارک ایشان نیز در آنجا است و ایشان را اجازت طریقہ از سہ جانب رسیده۔

(۱) یکے از حضرت شیخ جنید پشاور سی قدس سرہ العزیزہ و اواز محمد نعیم کامہ و کامہ دیہہ  
ست از وہ ہائے ننگر ہار و اواز شیخ مالون یوسفزائے (مستی زنی خلیل) و قبر مبارک  
ایشان در تہہ کال است و تہہ کال دیہہ است از وہ ہائے پشاور و اواز شیخ (حاجی عبداللہ)  
بادر کوہاٹی قدس اللہ سرہ و اواز شیخ آدم بنوری قدس اللہ سرہ و اواز شیخ احمد کابلی  
قدس اللہ سرہ و قبر مبارک ایشان در سر ہند است (پنجاب)

(۲) و شیخ جنید (قدس اللہ سرہ) از شیخ محمد مؤمن لکری سہ و لکری دیہہ است از وہ  
ہائے پشاور و قبر مبارک ایشان نیز در آنجا است و اواز شیخ شہباز قدس اللہ سرہ و اواز  
از شیخ حبیب صاحب قدس اللہ سرہ کہ قبر سرد و در پشاور اند و اواز شیخ فرید الدین رحمۃ  
اللہ علیہ (پن مولانا عبدالوہاب المعروف اخوند سنجو بابا علیہ الرحمۃ) و قبر مبارک ایشان در جمیر  
است بخوار (حضرت) خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ و اواز سید السادات سید  
آدم بنوری است رحمۃ اللہ علیہ

(۳) حضرت حافظ محمد صدیق بیشاؤنی قدس سرہ براہ راست از شیخ محمد مؤمن قدس سرہ  
اجازت است۔ و شیخ محمد مؤمن لکری از شیخ شاہ شہباز پشاور سی۔ و اواز شیخ حبیب  
پشاور سی (قدس سرہ مجاز است)

اور اس کتاب کے صفحہ ۱۱۲ پر تحریر فرماتے ہیں۔ سلسلہ چشتیہ میں کہ حضرت شیخ علو  
دینوری قدس سرہ را بعض شجرات مشایخ چشت نوشتہ اند۔ آنت کہ شیخ علو دینوری  
و مشاد علو دینوری یکے است و شیخ مشاد علو دینوری مینویسند اما لفحات الالنس و بعض

کتب چینی، مفہوم میشود کہ شیخ علودینور این غیر از ممشاد دینوری است۔ شیخ ممشاد  
 علودینوری نیز اجازہ دو جانب میشود کہ از سید الطائفہ قدس سرہ و دیگر از خواجہ صبریہ  
 بصری قدس سرہ از ارشاد طالبین صفحہ ۱۱۴ اور اس کتاب کی دوسری نقل حضرت صاحبزادہ  
 مولانا خادم الدین صاحب فاضل دیوبند و سہارنپور مدظلہ کے پاس تور ڈھیر میں ہے۔  
 اس کے آخری صفحہ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ہر گز نظر بدیں سودا گند محمد شعیب ابن رفیع القدر  
 یعنی حافظ گل بن محمد رفیق غفر اللہ تعالیٰ بدعا نیک یاد کند واللہ تعالیٰ بیدار خود شاد کند  
 غرض کہ آپ کی ذات بابرکات جامع علوم ظاہری و باطنی تھی۔ کسی وقت عبادت و  
 ریاضت، ذکر و اذکار میں مصروف ہیں۔ تو دوسری طرف درس و تدریس کے مشاغل میں مشغول  
 ہیں۔ تیسری طرف جہاد فی سبیل اللہ کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ ہمیشہ سکھوں سے جہاد میں  
 مصروف رہتے تھے۔

ایسے ہی ایک معرکہ میں آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ سعد الدین رحمۃ اللہ علیہ عرف  
 دکنیر بابا رحمۃ اللہ علیہ بمقام ملک در راہ پنجاب سکھوں سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے  
 ۱۲۳۰ھ ۱۸۱۵ء میں مزار ملک میں ہے۔

اس کے بعد دوست محمد خان نے پچاس ہزار کی ہتھیار  
**آخری جہاد اور شہادت** اور گھوڑے سکھ دربار کو دے کر پشاور کو واپس  
 اور آزاد کرایا۔

اور جب محمد عظیم خان نے ۱۲۳۸ھ ۱۸۲۳ء میں جہاد کا اعلان کیا۔ جس میں یوسف زئی

لے نقل کرنے والے بزرگ تحریر فرماتے ہیں۔ تمت طہذی رسالۃ المستی بالرسالۃ الغبر  
 مرآۃ الاولیاء فی المسجد مولانا صد الدین صاحب زادہ رحمۃ اللہ علیہ تور ڈھیر بدست خت فقیہ  
 حقیر خاکپائے کبیر و صغیر و عاصی و جانی تعفی اللہ تعالیٰ عنہ میر احمد برجنک یا الرحمہ الراحمین

بائل، سوات، بنیر، آفریدی اور خٹک کے مجاہدین اور پیرزادے اور مشائخ عظام اور علماء و  
 ضلار نے جماد میں شرکت فرمائی۔ اسی میں آپ نے بھی شرکت فرمائی۔ میدان جنگ نوشہرہ  
 کے قریب تھا۔ مجاہدین کے ہمراہ عبدالصمد خان اور پیرزادہ سید محمد اکبر شاہ ترمذی جو حضرت  
 یربابار رحمۃ اللہ علیہ بنیر کی اولاد سے تھے۔ علماء و مشائخ نے دریا کے بائیں جانب اور محمد عظیم  
 مان اور دوست محمد خان دریا کے دائیں جانب سے حملہ آور ہوئے، سکھوں کی جانب سے  
 بجیت سنگھ خود۔ سردار بھولا سنگھ اکالی۔ سردار کھڑک سنگھ۔ جنرل لارڈ۔ جنرل وینٹور مقابلہ پر  
 تھے۔ بڑا سخت مقابلہ ہوا۔ تمام دن خون آشام جنگ ہوتی رہی جس میں مجاہدین بڑی بے  
 فکری سے لڑتے رہے حالانکہ کئی مجاہدوں اور لڑکوں کے پاس صرف چھریاں تھیں۔ ہزاروں  
 سکھ مقتول ہوئے۔ بھولا سنگھ اکالی سے آپ کی دست بدست لڑائی ہوئی جس میں بھولا سنگھ  
 فی النار ہوا۔ اس معرکہ میں تین ہزار بیرواں دس ہزار مجاہدین نے شہادت پائی۔

اسی لڑائی میں آپ شدید زخمی ہوئے تین دن کے بعد ۱۶ رجب ۱۲۲۸ھ، ۱۲ مارچ  
 ۱۸۲۲ء کو شہادت ہوئی۔ تاریخ وصال = چراغ اجل (۱۲۲۸ھ) اور دیگر تاریخ وصال  
 ”چشمہ فیض“ سے ۱۲۲۸ھ برآمد ہوتی ہے۔

آپ نے وصال سے پہلے اپنے بھتیجے اور خلیفہ حضرت قاضی فضل اللہ کو وصیت فرمائی  
 کہ غسل میرے نانا کے گھر دینا اور نماز جنازہ شاہ منصورہ کے میدان میں پڑھنا۔  
 حضرت صاحبزادہ مولانا خادم الدین صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے سکھوں  
 کے مظالم سے تنگ آکر موضع جنگلی علاقہ خواہ خیل جو صوابی سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔  
 ہجرت فرمائی۔ وہیں مراقبہ میں کشف جہاد ہوا تھا اور تمام دن ایک وادی میں گھوڑے پر سوار  
 ہو کر گھوڑے کو دوڑاتے رہے اور اشارے سے ڈھال اور تلوار چلاتے رہے جب  
 شام کو آپ کو گھوڑے سے اتارا گیا۔ تو تمام جسم خون آلود اور زخموں سے چور۔ چور  
 ہو گیا تھا اور تین دن کے بعد وصال سے پہلے حضرت مولانا انور عبدالغفور قدس سرہ



۹۲  
لوسینے پر لٹاکر نسبت منتقل فرمائی اور وصال فرما گئے۔ آپ کا مزار مبارک موضع تور ڈھیر تحصیل  
صوابی ضلع مروان میں ہے۔

آپ اپنے شیخ اور پیر و مرشد کے بعد تقریباً ۳۲ سال تک درس و تدریس اور احیائے علوم  
اور طالبان حق کی تعلیم و تربیت اور دعوت ارشاد و تلقین مشغول رہ کر مسند نشین رہے آپ  
کے بعد اس سلسلہ عالیہ میں آپ کے خلیفہ اکبر حضرت اخوند مولانا حافظ عبدالغفور صاحب  
قدس سرہ عرف سید و بابا رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلہ عالیہ، قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ اور  
درس و تدریس اور جہاد میں مصروف رہے۔

آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ (۱) حضرت شیخ صاحبزادہ سعد الدین عرف  
**اولاد** و کنیر بابا رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ شہید ۱۲۸۰ھ مطابق ۱۸۶۵ء  
سکھوں نے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ عالم و فاضل، صاحب عبادت و ریاضت  
اور صاحب اجازت و خلافت، مزار ایک چار دیواری میں ہے۔ موضع جابہ ضلع کیمبل پور  
کے قریب ایک فرلانگ پر۔ دریائے ٹک کے پل سے پیدل راستہ سے ۳ میل کے فاصلہ پر  
ان کے چار صاحبزادے تھے۔ (۲) حضرت صاحبزادہ بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ جد امجد رحمۃ  
اللہ علیہ (۲) حضرت صاحبزادہ نور الحق صاحب قطب الزمان رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت  
جد امجد رحمۃ اللہ علیہ، تاریخ وصال، طلوع آفتاب، ہے۔ ماہ رجب بوقت عصر مزار  
اوڈیگرام سوات میں ہے۔  
۱۲۸۰ھ

وقت عصر، تاریخ وصال، طلوع آفتاب، سے برآمد ہوتی ہے۔  
(۳) حضرت صاحبزادہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ لا ولد فوت ہوئے خلیفہ جد امجد (۲) حضرت  
صاحبزادہ زین العارفین رحمۃ اللہ علیہ ساکن تور ڈھیر۔ چاروں حضرات اپنے جد امجد قدر  
سرہ کے خلفاء میں سے تھے۔ ان کی اولاد، تور ڈھیر، عمر زئی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور  
اوڈیگرام ریاست سوات، قاضی آباد، قاسم بخشالی تحصیل صوابی میں آباد ہے۔

(۲) حضرت صاحبزادہ صدرالدین جو پرفانی فارسی میں صدرالدین لکھا جاتا ہے، رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ والد بزرگوار آپ کے نام پر ایک مسجد آج تک مشہور ہے۔ ان کی اولاد قاضی آباد میں آباد ہے ان کے دو صاحبزادے تھے۔ (۱) صاحبزادہ عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت صاحبزادہ زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ۔ ہر دو حضرات کی اولاد اب تک کوئی دس بیس گھر قاضی آباد میں آباد ہیں۔

شیخ المشائخ الحاج الحافظ مولانا اخون عبدالغفور صاحب قدس سرہ،  
**خلفاء** عرف سید و بابا رحمۃ اللہ علیہ سوات شریف

اور آپ کے ہر دو صاحبزادے اور پوتے خلفاء میں شامل ہیں۔  
 لیکن آج کل خدمت مزار آپ کے بھائی کی اولاد کرتی ہے۔

حضرت صاحبزادہ عبدالقادر بن صاحبزادہ فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت اخون صاحب عرف سید و بابا رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ہیں حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو تور ڈھیر بھیجا کہ حضرت شیخ پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی خدمت لے۔ اس لیے اب ان کی اولاد خدمت گار مزار مبارک ہے۔

دوسری روایت :- جب انگریزوں کے عہد میں بندوبست موضع ہوا۔ اس زمانہ میں آپ کی حقیقی اولاد دوسرے گاؤں میں چلی گئی تھی۔ آپ کے بیٹے کی اولاد سے حضرت صاحبزادہ عبدالقادر و حضرت صاحبزادہ لطف اللہ و حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالرحمن صاحبان حجتہ اللہ علیہم، صاحب علم و فضل اور صاحب درس و تدریس۔ بہت مشہور تھے لوگوں کے کہنے پر مزار اور جائیداد ان کے نام انگریزوں نے لکھ دی ہے۔

حضرت صاحبزادہ بدرالدین بن حضرت شیخ سعد الدین عرف دکنیر بابا رحمۃ اللہ

۱۰ حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالقدوس صاحب مدظلہ ساکن تور ڈھیر

علیہ۔ آپ عمر زئی تشریف لے گئے تھے۔ آپ عبدالمجد قدس سرہ کے خلفار میں سے ہیں۔  
 حضرت شیخ حافظ محمد صاحب عمر زئی قدس سرہ کی صاحبزادیوں میں سے کسی صاحبزادہ  
 سے عقد ہوا۔ اُن کے چار صاحبزادے تھے۔ (۱) صاحبزادہ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ  
 لا ولد (۲) حضرت صاحبزادہ آفتاب الدین رحمۃ اللہ علیہ اُن کے ہی ایک فرزند ہوئے۔ حضرت  
 صاحبزادہ فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ اُن کے دو صاحبزادے ہیں، حضرت صاحبزادہ احمد  
 عرف بابا جی صاحب مدظلہ ان ہی کی نوازشات سے یہ سب مسودہ دستیاب ہوا  
 بڑے عبادت گزار سخی نرم دل۔ خوش اخلاق بزرگ ہیں۔ آپ کے تین فرزند ہیں، صاحبزادہ  
 اسعد جان (۲) صاحبزادہ احمد جان (۳) صاحبزادہ خالد جان سلمہ اللہ تعالیٰ  
 (۲) صاحبزادہ محمد جان (متوفی ۳۰ شعبان ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۰ نومبر ۱۹۶۸ء) بن صاحبزادہ  
 فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دو صاحبزادے ہیں۔

(۱) صاحبزادہ رشید الدین صاحب (۲) صاحبزادہ رفیع الدین صاحب عمر زئی  
 میں رہتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ احمد جان مدظلہ کو بادشاہ صاحب سوات نے اپنی ذاتی خدمت  
 زمین عنایت فرمائی ہے۔ اب وہاں موضع پلوٹل سخاکوٹ بازار مالاکنڈا یجنسی میں آٹھ سوا  
 سے قیام فرما ہیں اور سخاکوٹ میں صاحبزادہ مارکیٹ بربل سڑک ہے۔

(۳) حضرت صاحبزادہ مفتاح الدین رحمۃ اللہ علیہ جن کی اولاد عمر زئی تشریف میں ہے  
 جن میں صاحبزادہ خادم جان (۲) صاحبزادہ سلطان جان (۲) حضرت صاحبزادہ معین الدین  
 رحمۃ اللہ علیہ آخر الذکر لا ولد تھے۔

حضرت شیخ زین العابدین بن صدر الدین قدس سرہ اپنے جدا مجاہد سے مازو  
 تھے۔ آپ چوکی بابا رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کے تین صاحبزادے  
 تھے۔ (۱) صاحبزادہ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ مقیم قاضی آباد (۲) صاحبزادہ عبدالخالق رحمۃ

اللہ علیہ (۳) صاحبزادہ دوست احمد رحمۃ اللہ ساکن قاضی آباد

حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت شیخ زین العابدین بن حضرت صاحبزادہ صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ، آپ کے خلفاء میں دونوں صاحبزادے اور چھ پوتے جن کا مختصر سا تذکرہ پہلے صفحات میں گزر چکا ہے۔

(۷) حضرت شیخ قاضی فضل اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مزار تور ڈھیر خلیفہ حضرت شیخ صاحب تور ڈھیر قدس سرہ۔ آپ حضرت صاحبزادہ محمد زبیر بن حضرت مولانا حافظ رفیع القدر قدس سرہ کے فرزند ہیں۔ آپ کی اولاد میں علم و عمل کی دولت آج تک جاری ہے۔ (۸) حضرت شیخ قاضی صاحب جنڈر پور رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت شیخ صاحب تور ڈھیر قدس سرہ۔ (۹) حضرت شیخ مولانا قاضی صفی الدین صاحب۔ (۱۰) حضرت مولانا شاکر اللہ صاحب افغانی قدس سرہ متوفی ۱۲۱۴ھ مزار لاہور۔ (۱۱) حضرت مولانا قاسم بابا قدس سرہ مزار یار حسین تحصیل صوابی میں ہے۔

جیسے مشائخ عظام و صوفیائے کرام آپ کے خلفاء میں سے تھے۔

آپ کے حالات حضرت صاحبزادہ احمد جان بن حضرت شیخ فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ ساکن عمر زئی حال ساکن موضع پوٹل سخاکوٹ بازار مالاکنڈ ایجنسی نے عنایت فرمائے۔ اور حضرت صاحبزادہ مولانا خادم الدین مدظلہ بن صلاح الدین بن زین العارفین رحمۃ اللہ علیہما ساکن تور ڈھیر فاضل دیوبند و سہارنپور مدظلہ۔

اور صوفیائے سرحد مصنفہ جناب اعجاز الحق قدوسی مدظلہ صفحہ ۲۶۱۔ بحوالہ سلسلہ اولیائے سرحد نمبر ۳۲ سے نقل کئے گئے ہیں اور تاریخی حالات سیرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تصنیف از غلام رسول قمر مرحوم سے نقل کئے ہیں۔

۱۲۔ علاء الدین و مشائخ سرحد از حضرت مولانا سید محمد امیر شاہ صاحب گیدانی مدظلہ

آپ کی تعریف و مناقب میں اشعار بزبانِ پشتو آپ کے نواسہ جناب ابوالاسعد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھے ہیں۔ جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

ہر بہار کے لیے خزاں ہے مگر اس بہار کے لیے خزاں نہیں، اگر تم ببل ہو تو آ جاؤ۔ گلاب کے سرخ پھولوں کا باغ یہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرو کہ بہت اچھا سلسلہ کلام ہے، پتنگ جیسے شمع کے اُوپر اپنے پر جلاتے ہیں اسی طرح اللہ کے ذکر کے اُوپر فدا ہونا چاہیے۔

میں نے بہت سے ولی دیکھے ہیں مگر سب کے تاجدار یہی ہیں۔ آپ پھولوں کے ملیار ہیں۔ پھول آپ ہی تقسیم فرما رہے ہیں۔

اگر جنت کے باغ کے ببل اور سبز ٹوطے کوئی دیکھنا چاہتا ہے۔ تو صبح و شام اور ٹوطوں کی پکار آپ ہی ہیں۔

پتنگ کی شان یہ ہے کہ تمام رات شمع کے اُوپر اپنے پر جلاتا رہے۔ ہو اور من ہو جو گزرے ہیں اُن عاشقوں کی رفتار آپ ہی ہیں۔

اللہ کی محبت میں جو دل مجروح ہوئے ہیں۔ اُن دلوں کے لیے رحم اور آرام کا جگہ آپ ہی ہیں۔ اگر کوئی عاشق ہو اور اللہ تک پہنچ چکا ہو۔ کہ دڑ کے آؤ میں دیکھ لیا وہ پہنچے دے آپ ہی ہیں۔

صاحبِ سوات رحمۃ اللہ علیہ اور کربوئی رحمۃ اللہ علیہ اور بڑے صاحبِ رحم اللہ علیہ جیسے غوث جو نظر آ رہے ہیں۔ اُن سب نے اس دربار سے فیض حاصل کیا ہے۔ آج سب کے مزاروں پر شانِ غوثی جو چمک رہی ہے۔ ہر خاص و عام کو جو فیض پہنچ رہا ہے۔ ان فیضوں کا مزار آپ ہی ہیں۔

اور دوسرے اولیاء اور غوث جو ہیں اُن کے خادموں کے خادم ہیں سب غوثِ ولیوں کے شہنشاہ اور تاجدار آپ ہی ہیں۔

حضرت صاحبزادہ محمد شعیب کالقب شیخ ہے اور تمام دنیا میں مشہور ہے۔ جن کا ٹھکانہ  
 کلڈیرے میں ہے وہ عزت و تعظیم کے حقدار آپ ہی ہیں تمام دنیا میں جو ابوالاسعد کی عزت کی  
 جانتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے اور شر لکھنے والے آپ ہی  
 کے ہیں۔

ترجمہ اشعار پشتو مترجم جناب صوفی محمد یعقوب صاحب از شجرہ طریقت از حضرت  
 صاحبزادہ احمد جان صاحب مدظلہ ساکن عمر زئی حال پوٹل سخاکوٹ مالکنڈ ایجنسی

---

نوٹ:۔ تورڈیہ سی کو جانیوالا راستہ تک خیر پور سے آگے اور اکوڑہ خٹک سے پہلے جہانگیرہ قصبہ اور  
 اسکے اڈہ سے بسیں ٹوپی، صوابی جانے والی عام ملتی ہیں۔ صرف پانچ چھ میل مشرق کی طرف ہے۔

شیخ المشائخ الحاج الحافظ مجاہد عظیم حضرت مولانا عبد الغفور صاحب

قادری نقشبندی ہشتی بہروردی بجدی قدس سرہ

ولادت باسعادت ۱۲۱۱ھ ۱۷۹۲ء کو جناب عبدالواحد خان المعروف رادت خان صافی مرحوم کے ہاں موضع جابری وادی سوات میں ہوئی۔  
دوسری روایت میں ولادت باسعادت ۱۲۰۹ھ ۱۷۹۴ء میں اور جائے ولادت ضلع مرن اور مہندول کے قبیلہ صافی میں ہوئی۔

تیسری روایت ولادت ۱۲۰۹ھ ۱۷۹۲ء موضع جبرمی علاقہ شامیرے جو سوات تحصیل مٹہ میں ہوئی چوتھی روایت۔ ولادت موضع چپرٹی نوی کلی وادی سوات میں ہوئی۔  
مہر حال آپ کی ولادت ایک غیر معروف خاندان میں ہوئی جو مہند صافی یا صفی محمد قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔

آپ بچپن ہی سے حصول علم کی طرف مائل تھے اور زہد و تقویٰ کی طرف راجح تھے۔  
حفظ قرآن آٹھ سال کی عمر میں ملاکنڈ ایجنسی میں کیا۔

۱۔ بروایت حضرت مولانا شمس الحق صاحب مدظلہ افغانی ۱۷ مقامات محمود از صوفی معشوق حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۷ علمائے مشائخ سرحد حضرت مولانا سید محمد امیر شاہ صاحب گیلانی مدظلہ ۱۷ تاریخ سوات مصنفہ محمد آصف خان۔ زیر سرپرستی بانی ریاست سوات و صوفیائے سرحد از جناب اعجاز الحق قدوسی صفحہ ۵۵۵ شہ اولیائے سرحد از قاضی سید عبدالحلیم صاحب شرافغانی ۱۷ کثرت حضرت مولانا عبید اللہ میاں گل رحمۃ اللہ علیہ بھی اساتذہ کرام میں سے ہیں۔



ابتدائی تعلیم موضع بڑنگولہ تحصیل چکدرہ مالاکنڈ ایجنسی میں حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم کے لیے  
 گجرات بھی ضلع مردان میں اس دور کے مشہور عالم حضرت مولانا سید عبدالحمید بنجاری ابن  
 سید عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہما خلیفہ حضرت شیخ محمد عمر صاحب چکنی پشاور سی رحمۃ اللہ علیہ  
 ۱۱۹۰ھ ۱۷۷۶ء کی خدمت میں حاضر ہو کر حاصل کی۔ پھر کچھ عرصہ آپ موضع چکنی پشاور  
 تحصیل علوم کرتے رہے۔ پھر پشاور شہر میں حضرت حافظ محمد عظیم صاحب عرف گنج والے متوفی  
 ۱۲۰۰ھ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو مسجد کلاں گنج کے مدرس و خطیب تھے۔ تقریباً چار سال  
 رہ کر فراغت حاصل کی۔ ان کے علاوہ حضرت مولانا حافظ سید محمد سعید بن سید یوسف  
 حضرت سید محمد یونس المقلب نور محمد گیلانی پشاور سی رحمۃ اللہ علیہم تحصیل علوم کرتے رہے اس کے بعد  
 زیارت کا صاحب میں حاضر ہو کر حضرت میاں محمد نعیم صاحب کا کاحیل رحمۃ اللہ علیہ کی  
 خدمت میں رہ کر تحصیل علوم کرتے رہے یہاں آپ کے ہم سہل حضرت مولانا اخذ زادہ محمد مسعود  
 سی رحمۃ اللہ علیہ رہے تھے اور اس کے علاوہ حضرت مولانا اخذ زادہ محمد نقشبندی  
 اللہ علیہ سے علم فقہ و اصول شاشی پڑھی۔ ہمراہ حضرت مولانا عبدالکریم خلیل صاحب رحمۃ  
 علیہ اور حضرت محمد مسعود رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار نرئی ادبہ مالاکنڈ ایجنسی میں ہے۔  
 بق رہے اور سردو تور ڈھیری تحصیل صوابی میں بھی ہم سبق رہے اور حضرت مولانا عبید اللہ  
 گل رحمۃ اللہ علیہ ساکن کشر خونی بھی اساتذہ کرام ہیں سے ہیں اور حضرت شیخ میاں رام باز  
 حضرت مولانا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہما خلیفہ حضرت شیخ محمد یحییٰ صاحب اٹکی قدس سرہ  
 بھی تحصیل علوم کرتے رہے ان کا مزار موضع پڑانگ کنڈی سدوخیل تحصیل چارسدہ

ہے۔  
 ابتدا ہی سے عشق حقیقی قلب میں موجزن تلاش مرشد میں حضرت جی صاحب یکہ توت واسے رحمۃ

اللہ علیہ متوفی ۱۲۳۲ھ یعنی حضرت اقدس میاں غلام محمد صاحب الملقب فضل احمد صاحب  
معصومی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں محلہ فضل جت پشاور میں حاضر ہوئے آٹھویں  
ملاقات کا موقع ملا۔ حضرت جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہارا فیض فقر میرے پاس  
نہیں مگر استغفر اللہ الذی لا الہ الا هو الحی القيوم والتوب الیہ پڑھتے رہا کرو  
حضرت مولانا شاہ محمد شعیب صاحب قادری، نقشبندی، مجددی ہشتی، سروردی، کبر  
دمداری قدس سرہ متوفی ۱۲۳۸ھ ۱۸۲۳ء کی خدمت میں تور ڈھیر تحصیل صوابی میں جاؤ۔

اس کے بعد آپ تور ڈھیر حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے اور علوم باطنیہ کے  
علوم ظاہری کی بھی تحصیل کرتے رہے۔ یہ ۱۲۳۱ھ کا واقعہ ہے اس وقت عمر مبارک  
یا ۲۱ سال کی ہوگی۔ یوں تو آپ بچپن سے ہی عبادت و ریاضت اور تقویٰ و طہارت کی  
مائل تھے۔ خورد و سالگی میں یہ کیفیت تھی کہ جس گائے یا بکری کا دودھ خود پیتے اس کی  
پکڑ کر چرایا کرتے تھے تاکہ بیگانوں کی زراعت میں حیرنے نہ پائے۔

آپ ذکر و اذکار عبادت و ریاضت میں ہمہ تن مصروف ہو گئے اور ہر قسم کی خدمت  
انجام دیتے اور کہتے ہیں کہ آپ کے سر کے اگلے حصہ کے بال اڑ گئے تھے۔ یعنی سر  
لکڑیاں اور پانی کے ٹکے اور دیگر وزن اٹھانے سے لے

قریباً آٹھ سال حاضر خدمت رہے، حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی خاص نظر مشفق  
تھی چونکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ مجاہد کبیر تھے۔ آئے دن سکھوں کے مقابلہ اور بے دین لوگوں  
کے مقابلہ میں جہاد میں برسرِ پیکار رہتے تھے۔ آپ بھی حاضر رہتے۔ سواری اور لڑائی  
طریقہ سیکھے۔ آخر حضرت رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۳۸ھ ۱۸۲۳ء میں سکھوں سے جہاد کرتے آئے  
شہید ہوئے اور آخری وقت میں آپ کو خاص طور پر یاد فرما کر سینہ پر لٹا کر لقائے

۱۔ از حضرت مولانا حافظ سید محمد سعید صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ  
۲۔ برایت حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالقدوس صاحب مدظلہ ساکن تور ڈھیر

کروائی اور ہر چار سلاسل میں خلافت سے مشرف فرمایا اس زمانہ میں آپ نے چلہ مشروع فرمایا  
 ضلع بکی جو توڑ ڈھیر سے چار میل کے فاصلہ پر جنوب کی طرف دریائے سندھ بنزد اباسین  
 کے ایک غار میں قریباً ۱۲ سال گوشہ نشین رہے اور غذا شموخا جس کو پنجاب والے سماق  
 سواق کہتے ہیں۔ اسکی ایک روٹی استعمال فرماتے تھے اسی گوشہ نشینی کے زمانہ میں حضرت سید احمد  
 بنید بریلوی قدس سرہ شہید ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۹ھ ۶ مئی ۱۸۳۱ء بغرض جہاد تشریف لائے۔  
 تھے۔ غالباً جمادی الاول ۱۲۴۲ھ دسمبر ۱۸۲۶ء میں۔ تو آپ حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کے  
 ساتھ شامل رہے۔ پہلا معرکہ سکھوں سے پنجرہ کے مقام میں ہوا۔ اس میں شامل ہوئے اور  
 ۱۲۴۹ھ مطابق ۱۸۲۹ء یا ۱۸۲۸ء میں آپ یوسف زئی علاقہ میں موضع نمل دریائے سندھ کے  
 کنارے اقامت فرما ہوئے اور مجاہدے اور چلے مشروع فرمائے اور درس و تدریس اور  
 رشاد و تلقین جاری فرمایا اور ساتھ ہی وہاں ایک ہرات کے مشہور عالم حضرت مولانا سید  
 امام رسول شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے علمی استفادہ فرماتے رہے۔

اور کچھ عرصہ کے بعد زیارت غلاماں پتہ حذر زئی میں قیام فرما رہے۔ ہر مقامات پر  
 بڑی مقبولیت ہوئی۔

جب حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت کو سلطان بارک زئی کی طرف  
 سے نقصان پہنچا اور ہزاروں مجاہدین کو دھوکہ سے شہید کر دیا گیا۔ تو حضرت سید صاحب  
 رحمۃ اللہ علیہ پختا ر تحصیل صوابی ضلع مردان سے ہجرت ثانی فرما کر آخری قیام گاہ بالا کوٹ  
 ضلع ہزارہ تشریف لے گئے بمعہ مجاہدین شہید ہو گئے۔

اس کے بعد جب امیر کابل دوست محمد خان نے سکھوں کے خلاف اعلان جنگ ۱۲۵۱ھ  
 یا ۱۲۵۵ھ ۱۸۳۵ء میں کیا جو تھکال اور جورد (موجودہ اسلامیہ کالج) کے مقام پر جنگ

۱۲۵۱ھ از تاریخ سوات محمد آصف خان۔ ۱۲۵۱ھ ایضاً۔ ۱۲۵۱ھ از دیوان عبدالعظیم خان (لقبہ آگے)

لکھنؤ گئی تو آپ موضع سلیم خان سے بہت سے غازی اور صوفی اور شاگردوں کے ہمراہ خیبر میں شامل ہوئے دوسری روایت میں ہے کہ یہ جنگ پشاور سے ۹ میل کے فاصلہ موضع میر آشتو خان میں ہوئی۔

لیکن امیر دوست محمد خان اور اس کے فوجی حسبِ عادت جنگ کی تاب نہ لا کر شکست کھا گئے اور مجاہدین بڑی تعداد میں شہید ہوئے۔ جو عذاب الہی حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ سے وفا کی کرنے کی وجہ سے ان لوگوں پر مسلط ہوا تھا۔ وہ بدستور رہا۔ مزید سکھوں کے مظالم گہرے ہوئے۔ آپ جو بیس سال باہر رہنے کے بعد اپنے وطن خیرپٹی واپس تشریف لائے۔ ابتداً آپ نے موضع ملوچ تحصیل کبل ضلع سیدو کی ایک مسجد میں قیام فرمایا۔ پھر وہاں سے دونوں بعد آپ موضع رنگ ~~میں~~ لاکنڈایہ تشریف لے گئے اور کچھ دن باجوڑ کے علاقہ میں رہ کر موضع اور ڈیگرام جو سیدو تشریف سے مغرب کی طرف ۳ میل کے فاصلہ پر سوات کے علاقہ میں ہے حضرت غازی بابا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے متصل قیام فرمایا۔ اور کچھ عرصہ تشریف لے گئے۔ پھر کچھ عرصہ کوہ رانی میں بمقام گل درہ میں قیام فرمایا۔ پھر آپ نے موضع سپل بانڈی میں قبیلہ اکوڑی میں عقد فرمایا۔

اسی طرح آپ سے۔ نور و قبائلی علاقوں میں مہمند۔ خیبر۔ کرم۔ وزیرستان اور افغانستان میں بھی قیام فرما رہے۔

اس کے بعد ۱۲۶۱ھ یا ۱۲۶۲ھ ۱۸۴۵ء میں سیدو کے مقام پر قیام فرمایا جہاں حفظی دارالعلوم۔ مجاہدین کامرکز اور اسلحہ کا کارخانہ اور طالبان حق کو ارشاد و تلقین کی تعلیم دی جاتی تھی۔

بقیہ۔ رانی زئی بحوالہ اولیاء پشاور از مولانا قاضی سید عبداللیم صاحب اثر افغانی  
لے مرغزار سیدو تشریف سے جنوب کی طرف، میل پر جہاں آج کل بادشاہ کے بنگلے ہیں

۱۸ فروری ۱۸۴۹ء بروایت ۱۸۴۹ء میں سکھ حکومت کا خاتمہ ہوا لیکن جو مغرب کی طرف سے انگریز بیاریوں کی شکل میں عذاب ہندوستان پر آیا اس کی لپیٹ میں صوبہ سرحد بھی آگیا جس کی بڑی وجہ دین سے بے رغبتی اور شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انحراف تھا۔ اس کی بدولت بے اتفاقی اور نفاق کا عذاب مسلط ہو گیا۔ اہل سرحد نے سکھ اور انگریز کی ذلتوں اور بے عزتیوں کو برداشت کیا لیکن حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی جماعت اور حضرت اخوند عبدالغفور قدس سرہ صاحب تذکرہ اور ان جیسے بزرگوں کا جن کا مقصد صرف دین اور اسلام کی ترقی مقصود تھی ان کا ساتھ نہ دیا بہت محوڑے اور غریب لوگوں نے ساتھ دیا۔ بہر حال آپ نے سید و شریف میں ارشاد و تلقین اور اصلاح و تزکیہ نفس کے ساتھ ساتھ درس و تدریس - تعلیم و تربیت کا سلسلہ شروع فرمایا۔

جو شخص آپ سے بیعت کی استدعا کرتا۔ اس سے شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری اور بدعات و رسومات بد سے بچنے کا عہد لیتے اور اس کے ساتھ یہ عہد بھی لیتے کہ انگریز دشمن اسلام کی نوکری و ملازمت نہیں کرنی۔ اگرچہ بھوک سے اور تشنگی کی وجہ سے موت آجائے۔ اس کے بعد اگر کوئی شخص بیعت ہونے کے بعد نوکری کیلے آتا تو اس کو خالقہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی جب انگریزوں نے پشاور اور اس کے مضافات پر قبضہ کر لیا تو اسلام دشمنی اور ہوس ملک گیری کے سبب بگے بڑھنے کی کوشش کرنے لگا۔

حضرت اخوند صاحب قدس سرہ نے اسلام کی عزت اور مسلمانوں کو غلامی سے بچنے کے لیے پھر دعوت دی اور تنظیم شروع فرمائی۔ علما و مشائخ پیرزادوں اور خانوں اور سرداروں اور رئیسوں کو جمع فرما کر اس آنے والے خطرے کو ان کے سامنے رکھا اور فرمایا کہ حضرت سید علی خواص ترمذی عرف پیر بابا رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے حضرت سید اکبر شاہ صاحب ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کو امیر بنا لو ان کی زیر قیادت دشمن اسلام سے مقابلہ کرو۔

حضرت سید اکبر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ستمانہ کے رہنے والے تھے اور حضرت سید

احمد بریلوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مجاہدین کا اُن ہی کے پاس مرکز تھا۔

مجاہدین کے اول امیر شیخ ولی محمد پھلیتی رحمۃ اللہ علیہ ہوئے اُن کے بعد حضرت مولانا نصیر الدین بنگلوری رحمۃ اللہ علیہ۔ اُن کے بعد حضرت مولانا اولاد علی عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جب حضرت مولانا نصیر الدین صاحب حسینی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نواسہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب بن حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہما ۱۲۵۰ھ میں مجاہدین کے مرکز میں پہنچے تو امیر مقرر ہوئے۔ چھ سال امیر رہ کر ۱۲۵۶ھ میں وصال فرمایا۔ اُن کے بعد حضرت مولانا سید عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ امیر ہوئے اور مولوی عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ امیر مجاہدین ہوئے۔

عرض کہ اُن ہی دنوں حضرت سید اکبر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو امیر مقرر کیا گیا۔ اور حضرت اخوند مولانا عبدالغفور صاحب قدس سرہ، صاحب تذکرہ کو شیخ الاسلام مقرر کیا گیا۔ تمام مقدمات اور تنازعات اور جھگڑوں کو حسب ضرورت شریعت کے مطابق فیصلے فرماتے تھے۔ اس کا پہلا دارالسلطنت موضع غالیگی مقرر ہوا۔ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق نظام حکومت چلنے لگا اور رسومات بد اور بدعات مٹنے لگی۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر عمل ہونے لگا۔ تقریباً سات سال تک بڑی پُر امن حکومت قائم رہی حالانکہ انگریزوں نے ہر قسم کی چالیں چلیں کہ اسلامی حکومت ختم ہو جائے اور اتحاد و نظم و ضبط بکھر جاوے اور اپنی خود غرضیاں بروئے کار لائی جائیں۔

حضرت سید اکبر شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲۶۲ھ ۱۱ مئی ۱۸۵۶ء میں وصال فرمایا۔ وصال سے آپ کو سخت پریشانی ہوئی ایک تو اس اتحاد و نظم کے بکھرنے کا خطرہ اور دوسرے ہندوستان میں جنگ آزادی شروع ہو چکی تھی۔ جو آخر ناکام ہو گئی۔ اس کا بہت بڑا صدمہ ہوا۔ آپ نے

پھر تنظیم ملت کی کوشش فرمائی۔ لوگوں نے آپ کو بادشاہ و امیر بننے کے لیے مجبور کیا لیکن آپ نے انکار فرما دیا۔ حضرت سید اکبر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مجاہدین نے اُن کے فرزند سید مبارک شاہ صاحب کو امیر منتخب کیا لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔

لوگوں نے اب دوبارہ حضرت اخوند صاحب قدس سرہ کی امارت اور سرپرستی میں کام کرنا چاہا لیکن حضرت اخوند صاحب قدس سرہ نے امارت کا بارگراں اٹھانا منظور نہ فرمایا۔

ادھر سادات ستھانہ اور اتمان زئیوں میں اختلاف پیدا کیا گیا اور اُن کو آپس میں لڑا دیا گیا۔ جس میں سید عمر شاہ رحمۃ اللہ علیہ شہید ہوئے جو سادات کے سربراہ تھے اور انگریزوں نے منصوبہ بنایا کہ مجاہدین کے مراکز بختار۔ ستھانہ۔ منگل تھالے کو تباہ کر دیا جائے۔ سادات ستھانہ نے سید عمر شاہ کے شہید ہونے کے بعد ملک کو محفوظ مقام سمجھ کر مرکز بنایا جو ستھانہ سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر ہے۔ امیر مجاہدین مولانا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی جماعت کو لے کر ستھانہ پہنچ گئے۔

انگریزوں نے اتمان زائیوں اور موزہ خان امان زئی۔ ٹوپی اور منسی کے روڈ سا بھی اپنے ساتھ ملا لیے اور ملک پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنالیا۔

مجاہدین و سادات نے اپنے بچاؤ کا پورا پورا انتظام کیا اور حضرت اخوند صاحب قدس سرہ کو شمولیت کے لیے عرض کیا گیا۔ آپ نے اپنے علاقہ میں جہاد کا اعلان فرمایا اور معتقدین طالبین کو حکم فرمایا کہ ہر شخص اپنی لباط کے مطابق ہتھیار اور کھانے پینے کا سامان لے کر فوراً میدان جنگ میں پہنچ جائے۔

آپ نے نماز جمعہ منگورہ میں ادا کی اور لوگوں کو دعوتِ جہاد فرمائی اور فضائل بیان فرمائے اور فرمایا کہ اگر انگریز اس علاقہ پر قابض ہو گئے تو میں یہاں سے ہجرت کر جاؤں گا عرض کہ آپ اُمید پہنچے جہاں میدانِ جنگ تھا۔ وہاں انگریز کشن کا خط آپ کو ملا



جس میں اُس نے لکھا کہ انگریز اُس وقت بہت بڑی طاقت کے مالک ہیں آپ لوگوں کو کیوں بے فائدہ قتل کراتے ہیں۔ مجاہدین انگریز کے نئے سامان جنگ کا مقابلہ کس طرح کر سکتے ہیں آپ بزرگ ہیں گوشہ نشینی اختیار فرمائیں ہم تو صرف مجاہدین کو ملک کا سہ نکالنے آئے ہیں جو آپ کے بھی مخالف ہے۔

آپ نے جواباً تحریر فرمایا۔ واقعی انگریز بڑی طاقت رکھتا ہے۔ لیکن اُن سے بھی بڑی طاقت اور منصف ہستی موجود ہے۔ جس نے ابرا کو ابا بیلوں سے اور فرعون جیسی طاقت کو دریا میں غرق فرمایا اور نمرود جیسے خدائی دعویٰ کرنے والے کو پھر جیسی حقیر چیز سے ہلاک کرایا۔ بے شک میں درویش و فقیر ہوں لیکن آپ کیوں بار بار درویشوں اور فقیروں پر حملہ آور ہوتے ہیں۔

یہ جنگ ۱۲۸۰ھ ۱۸ یا ۲۶ اکتوبر ۱۸۶۳ء میں شروع ہوئی۔ مسٹر چیمبرلین سابق وزیراعظم برطانیہ سپہ سالار تھا۔ مجاہدین اور انگریزوں میں کئی معرکے ہوئے۔ اس جنگ میں خان سعادت خان ریاست دیر سے اور حضرت مولانا اخوندزادہ محمد غزن خان نقشبندی والد ماجد حضرت صاحب نسیم احمد رحمۃ اللہ علیہما جو حضرت مرزا منظر جان جان شہید قدس سرہ شہید ۱۱۹۵ھ کے سلسلہ سے منسلک تھے اس سلسلہ کے دوسرے بزرگ سرت غازی عمرہ خان۔ نیکہ خان۔ فیض خان رحمۃ اللہ علیہم نقشبندی بھی شامل ہوئے۔

بہر حال آپ اور آپ کی جماعت مل کر مجاہدین کے شانہ بشانہ انگریز سے بڑی بہادری و جوا نوردی سے لڑتے رہے اس وقت آپ پر عجیب حالت طاری تھی۔ بے قرار و بیاب ہو کر مقابلہ کرتے اور مجاہدین کو ترغیب دیتے اور ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعا فرماتے۔

اللہ بہ فتح اسلام را بکن عرق خضم بد انجام را

انگریز آپ کے عزم و استقلال سے مرعوب ہو رہا تھا اور محسوس کر رہا تھا کہ مجاہدین ہماری توپ و تفنگ اور نئے سامان حرب سے مرعوب نہیں ہو سکتے۔ اتنے سامان

کے باوجود ہم اُن سے مقابلہ نہیں کر سکتے تو دوسرا حربہ بھپوٹے ڈالو اور حکومت کرو کا استعمال کیا۔ بنیر اور دیر۔ باجوڑ کے خواتین نے غدار سی کی۔ ان علاقوں کے قبائلی افسردہ ہو کر واپس ہونے لگے۔ اس کے باوجود آپ جہاں سمیتی اور استقلال سے لڑتے رہے۔ جس سے انگریز کو خواہ مخواہ کامیابی نہیں ہوئی۔ اس سے پہلے آپ نے سید مبارک شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مل کر تورنزی علاقہ یوسف زئی تحصیل چارسدہ۔ قریب اتمان زئی۔ انگریزوں سے مصروف جنگ رہے تھے جس میں سید عمر شاہ شہید ہوئے تھے۔

حضرت قاضی سلطان محمود صاحب قدس سرہ ساکن آوان شریف گجرات خلیفہ حضرت اخوند صاحب قدس سرہ اپنی تیسری حاضری بیان کرتے ہیں کہ میں ذی الحجہ ۱۲۸۳ھ مسی ۱۸۶۶ء کو حاضر خدمت ہوا۔ دیکھا کہ

غازی و مجاہد۔ طالبان حق۔ طالب علم۔ صوفی جمع تھے۔ ہتھیار اور روپیہ تقسیم ہو رہا تھا کہ ضروریات جنگ پوری کی جا رہی تھیں۔ آپ کی مسجد میں اٹھارہ، اسیس کارخانے قائم تھے۔ جہاں ہتھیار بن رہے تھے۔ آپ جہاد کی تیاریوں میں اتنے مصروف تھے کہ قدم بوسی بہت دشوار اور مشکل تھی۔ ایک بار بڑی مشکل سے قدم بوسی نصیب ہوئی۔ اب دوسری قدم بوسی جہاد کے اہتمام اور مصروفیات کی وجہ سے زیادہ مشکل نظر آئی ایک روز بہت کوشش ہے آپ کی آرام گاہ میں شرف یاب ہوا۔ آٹھ دس روز حاضری کے بعد اجازت لی۔ تیسرا سبق اسم ذات کا مراقبہ تعلیم فرمایا۔

ایسے ہی حضرت خواجہ عبدالرحمن صاحب بھپوڑی دہراڑوی قدس سرہ کے حالات میں آتا ہے کہ آپ کے ہاں لوگوں کا اتنا ہجوم ہوتا تھا کہ کئی کئی روز تک ملاقات کی نوبت نہ آ سکتی تھی۔ عرض کہ آپ ہر وقت قال اللہ و قال الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دس و تیریں اور ارشاد و تلقین جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف رہتے تھے۔

آپ کی ذات بابرکات عظیم المرتبت، عالم و فاضل۔ صوفی۔ درویش اور ایک بلند پایہ

سیاست دان - جذبہ حریت سے سرشار اور ملت اسلامیہ کے سچے خدمت گزار تھے۔

انگریز آپ اور ہر سچے مسلمان اور خیر خواہ کے درمیان آئے دن سازشیں اور اختلافات پیدا کرنے کی کوششیں میں سرگرداں تھا۔ ہر اس شخص جو آزادی پسند اور انگریز کی غلامی سے بچنے کے لیے کوشاں رہتا۔ انگریز ان تمام آزادی پسند حضرات پر گہری نظر رکھتا تھا۔ ان کو خریدنے اور مال اور ریاستوں کے رئیس بنانے اور علماء و صلحا کو اختلافی مسائل میں الجھانے اور فروعی مسائل میں اختلاف پیدا کرنا انگریز کے بایں ہاتھ کا کھیل تھا۔ ایسے ہی صوفیاء و مشائخ میں سلوک و طریقت کے مسائل میں اختلاف پیدا کر کے اپنی ملکی ہوس اور مسلمانوں کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے کی مہارت تھی۔

ایسے ہی آپ اور حضرت سید امیر شاہ عرف کوٹا ملا رحمۃ اللہ علیہ تحریک مجاہدین کے مشہور رہنما کے درمیان سازش کر کے اختلاف کھڑا کر دیا یہ فروعی مسائل سے اختلاف پیدا کیا گیا۔ کئی بار آپ نے معذرت فرمائی کہ میرا ان اختلافات سے کوئی تعلق نہیں۔ آخر ایک دفعہ حضرت ملا کوٹہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۳ ربیع الثانی ۱۲۶۴ھ ۱۸۵۶ء میں منگورہ پہنچے۔ جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ بھی منگورہ تشریف لائے۔ لوگوں کے مجمع اور ہجوم کی وجہ سے بات چیت نہ ہو سکی۔ دوسرے روز آپ نے حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالقادر بن حضرت صاحبزادہ فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہما جو آپ کے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے برادر زادہ کے لڑکے تھے، بھیجا اور فرمایا کہ حضرت سے مجمع عام سے عرض کر دو کہ ہم دونوں کے درمیان وہی بات ہے جو میں نے موضع پنجتار اور موضع محب میں عرض کی تھی۔ اس کے بعد رشتہ اخوت کی بنا پر میں نے آپ کے خلاف کبھی کچھ نہیں کہا اور اگر کوئی منافق ہمارے اور آپ کے درمیان کچھ کہتا ہے۔ تو میں اس سے معافی چاہتا ہوں۔ مجھے آپ سے معاف رہنے اور مقابلے کی طاقت نہیں۔ میں وہی شخص ہوں کہ اپنے ہاتھ سے گھاس کاٹ کر اور خاشاک بیج کر گزراؤں گا پوری کرتا اور کپڑے خرید کر پہنا کرتا تھا۔ آپ کا سوا میں تشریف لانا لیا معلوم ہوتا

کہ جیسا کوئی بت کو سجدہ کرے اگر آپ مجھے بلانا چاہیں تو میں رسی گلے میں ڈال کر آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کو تیار ہوں۔

یہ گذارشات آپ کی سن کر حضرت ملاں کو طارحۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور دعائیں فرمائیں۔ غرض کہ یہ آپ کی اسلام دوستی اور مسلمانوں کی عزت اور ان کو انگریز کی غلامی سے بچانے اور اپنی بے نفسی کی یہ ادنیٰ مثال ہے آپ عالم باعمل، حلیم الطبع اور ہر وقت اور ہر حال میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور سلسلہ عالیہ، قادریہ، نقشبندیہ کی اشاعت میں مصروف رہتے تھے۔ آپ شریعت کے مطابق قوم و ریاست کے جھگڑوں کے فیصلہ فرماتے یا علماء کرام سے کرواتے آپ کے مریدین میں ہزاروں علماء و صلحا و صوفیاء و مشائخ تھے اور ہندوستان، سرحد، افغانستان، سندھ، بلوچستان، ایران و عراق، عرب و عجم میں لاکھوں کی تعداد میں موجود تھے۔

تقریباً ساڑھے چار سو یا کچھ کم و بیش خلفاء کرام تھے جو صاحب علم و عمل اور صاحب جہاد بالسیف و بہادر تھے اکثر انگریز کے خلاف تمام عمر جہاد میں مصروف رہے۔

آپ کا لنگر عام تھا ہر ایک کو باقاعدہ روٹی سالن ملتا تھا۔ کوئی تفریق یا امتیاز نہ تھا اکثر لنگر میں وال پکتی تھی۔ فرماتے تھے یہ مجاہدہ کے لیے ہے ورنہ یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کسی قسم کی کمی نہیں۔ طالب علموں کو مزید کپڑا اور نقدی بھی عنایت فرماتے تھے سادات کرام کی بڑی قدر و منزلت فرماتے تھے۔ نادار اور یتیم و غریب لڑکیوں کی اپنی گرہ سے شادی کرواتے۔ کوئی حاجت مند حاضر ہوتا تو دین و دنیا کی دولت سے مالا مال ہو کر جاتا آپ وقت کے مشاہیر، مشائخ و اولیاء اللہ میں سے تھے۔ کشف کرامات بے حد و بے شمار

ہیں۔ احاطہ تحریر میں لانے مشکل ہے۔ حضرت اقدس حاجی عبدالرحیم شاہ صاحب سراوی قدس سرہ فرماتے تھے کہ آپ کا کشف اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ ادنیٰ ادنیٰ باتیں محسوس فرمالیتے تھے۔ حتیٰ کہ میں ایک دفعہ آپ کا سر مبارک دبار ہا تھا اور سر مبارک بہت نرم تھا اور

دبانے سے مجھے خطرہ ہو جاتا کہ کہیں بھٹ نہ جائے۔ تو آپ نے فوراً فرمایا کہ بے فکری سے دباتے رہو نہیں پھٹتا۔

حضرت شیخ دین محمد المعروف شیخ صاحب شکر پورہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹ رذی الحجہ ۱۳۶۶ھ فرماتے تھے کہ میرے مرشد ارشد حضرت شیخ مولانا نجم الدین صاحب المعروف ہڑہ لال صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ آپ سے عرض کیا گیا کہ ”عوث“ کی کیا شناخت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو سٹھ کی چھت میں جو لکڑیاں چڑھی ہیں۔ اگر عوث فرادے کہ ایک لکڑی سونے کی اور ایک چاندی کی ہے تو ایسے ہی ہو جاتی ہے۔ ہم نے جب چھت کی طرف دیکھا تو ایک لکڑی سونے کی اور ایک چاندی کی تھی۔ مگر فوراً فرمایا کہ اگر فرادے کہ یہ لکڑیاں ہی ہیں تو وہ لکڑیاں ہی ہوتی ہیں۔ جب ہم نے دیکھا تو لکڑیاں ہی تھیں تو ہم سمجھ گئے کہ آنجناب مقام عوثیت پر فائز ہیں۔

آپ اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے مداح اور مناقب بیاں فرمایا کرتے تھے ایک دفعہ فرمایا کہ ہم نے اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ سے ایک کوئلہ لائے ہیں جس کو ہوا دے کہ روشن کیا ہے اور تمام دنیا پر آگ لگا دی ہے۔ ایسے کوئلے اس آستانہ پر لاتعداد موجود تھے۔

آپ کو وقت کے مشائخ کرام اور علماء و صوفیائے کئی القاب سے یاد فرمایا ہے مثلاً امام المجاہدین۔ شیخ الاسلام والمسلمین۔ اخوند صاحب۔ اخون صاحب سوات سید و بابا قدس سرہ

۱۔ ازاد شادات حضرت اقدس مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری بروایت اعلیٰ حضرت رائے پور قدس سرہما از حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب مدظلہ،  
۲۔ حضرت صاحبزادہ احمد جان مدظلہ،

یاد رہے کہ اخوندیہ تو رانی لفظ ہے اور بہت بڑے متبحر عالم اور علامہ کیلئے استلھان ہوتا ہے۔ آخری حرف دال کو گرا دیا گیا۔ تو اخوند سے اخون بن گیا۔ آپ نے تقریباً ۵۰ سال مسند و ارشاد و تلقین اور دعوت اصلاح و تبلیغ اور جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف رہ کر تقریباً ۸۶ سال یا ۸۴ سال عمر مبارک پا کر سات محرم الحرام ۱۲۹۵ھ ۱۲ جنوری ۱۸۷۸ء بروز جمعہ بوقت صبح کو وصال فرمایا مزار مبارک سید و شریف میں ہے جو ریاست سوات کا صدر مقام تھا۔ کسی نے پشتو میں تاریخ وصال لکھی۔

پہ اتلسم د محرم      درج جمعہ وخت صبحدم  
لیغفرہ سن دود ماتم      صاحب چہ پر پیغمبر وادامکاتم  
۱۲۹۵ھ

آپ کے دو صاحبزادے تھے را حضرت صاحبزادہ میاں گل عبداللہ خان رحمۃ اللہ علیہ **اولاد** حضرت اخون صاحب سوات قدس سرہ کے جانشین ہوئے۔ اور کچھ عرصہ حکومت و آثار پر فائز رہے اور انگریزوں کے خلاف جہاد میں شرکت کرتے رہے۔

اور ۱۳۰۵ھ ۱۸۸۷ء میں ایک جہاد میں بعمر ۳ سال حضرت اخون صاحب قدس سرہ کے دس سال بعد جام شہادت نوش فرمایا۔ مرحوم بڑے خوبیوں کے مالک تھے ان کے دو فرزند تھے  
(۱) جناب میاں عبدالرزاق سید بادشاہ مرحوم متوفی ۱۳۲۲ھ ۱۹۰۴ء

(۲) جناب عبدالواحد امیر بادشاہ مرحوم متوفی ۱۳۲۵ھ ۱۹۰۶ء

(۲) حضرت میاں گل عبدالخالق عرف خان گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ وادار، ۱۳۴۴ھ ۱۸۵۶ء میں ہوئی۔ اپنے والد ماجد کی تربیت و پرورش میں تعلیم و تکمیل کی اور والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت بیک رائے رحمۃ اللہ علیہ سے منازل سلوک طے کئے۔ درویش نش و اور گوشہ نشین بزرگ تھے۔ والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے وقت عمر ۱۹ سال تھی۔ وصال بعمر ۲۵ سال ۱۳۰۸ھ ۱۸۹۲ء میں وفات پائی۔

دو صاحبزادے ہوئے، جناب صاحبزادہ میاں گل عبد الودود المعروف دیوانہ میاں گل رحمۃ اللہ علیہ ولادت ۱۲۹۹ھ ۱۸۸۱ء میں ہوئی۔ اپنے جد امجد رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے قریب چار سال بعد ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم و تربیت گھر ہی میں پائی ۱۳۲۵ھ ۱۹۰۷ء میں ریاست سوات کی بنیاد رکھی ۱۳۳۵ھ ۱۹۱۸ء میں نواب دیر نے حملہ کیا جس میں آپ کے بھائی جناب عبدالمنان المعروف شہزادہ شیریں میاں گل مرحوم کام آئے۔ لیکن نواب دیر کو شکست ہوئی۔ آپ کی حکومت مدین سے لنڈا کے مالاکنڈا بھنسی تک کی خوشگوار وادی میں جو سید و شریف اور منگورہ جانے والی سڑک پر ہے اور سوات اور اس کے متعلق یعنی وادی سوات۔ وادی کانا۔ غور بند۔ کوہستان۔ بونیر کے تمام خطوں پر مشتمل علاقہ پر حکومت قائم کی جس کا دار الخلافہ سید و شریف ہے۔ جہاں آپ نے دارالعلوم حقانیہ بھی قائم فرمایا جس سے دور۔ دور کے لوگ علم و فضل سے فیض یاب ہوئے۔ جس نے بعد میں یونیورسٹی کی حیثیت اختیار کر لی اور لوگوں کی اصلاح اور شہری حقوق کے لیے منصفانہ شریعت کے قانون قائم کئے جس میں چوری و زنا جیسی معیوب بد اخلاقی چیزوں پر پابندی لگائی۔ نماز روزہ کی پابندی جو خلاف دین نہی کرتا اس کو جہانہ کی سزا دی جاتی اور اس بات پر بھی پابندی تھی کہ کوئی شخص پیشاب کرنے کے بعد وہیں اسکو بچتہ کرتا اگر راستہ چلتے گاؤں یا شہر آتا تو اس کو بھی جہانہ کی سزا دی جاتی اور بد اخلاقی اور رسم و رواج پر پابندی عائد تھی کسی مسافر کی کوئی چیز یا رقم کم ہو جاتی جس جگہ سے کم ہوتی اس کے ارد گرد کے لوگوں سے وصول کی جاتی اور ہزار یا پانچ سو روپیہ جہانہ کیا جاتا جس گاؤں میں یہ واقعہ پیش آتا تو اس گاؤں کے لوگوں سے ایسا ہی برتاؤ کیا جاتا از حضرت صاحبزادہ عبدالقدوس صاحب مدظلہ تقرر ڈھیر

بہر حال اس ریاست کی اکثر آبادی یوسف زئی خاندان کی ہے۔ آپ نے محرم ۱۳۶۹ھ دسمبر ۱۹۴۹ء میں تمام حکومت اپنے فرزند جناب میاں گل عبدالحق جہاں زیب صاحب کے سپرد فرما کر خود گوشہ نشین ہو گئے آخر عمر ۹۰ سال بروز جمعہ ۹ شعبان ۱۳۹۱ھ یکم اکتوبر ۱۹۷۱ء



## کو وفات پائی

آپ کے فرزند میاں گل عبدالحق جہاں زیب صاحب نے آپ کے اصولوں اور قانونوں کی پابندی کی اور جہاں زیب کالج کی بنیاد رکھی۔

آخہ صدر پاکستان جنرل یحییٰ خان نے ۱۹۷۱ء میں اس ریاست کو پاکستان میں مدغم کر کے انگریزی قانون جاری کیا جبکہ تمام عہد حکومت میں انگریز ایڑی چوٹی کا زور لگاتا رہا لیکن کامیاب نہ ہوا آپ کے خلفاء کی تعداد چار پانچ سو سے زائد ہے لیکن بڑی کوششوں کے باوجود

**خلفاء** مندرجہ ذیل حضرات کے اسماء گرامی ملتے ہیں

- (۱) حضرت شیخ الحاج شاہ عبدالرحیم صاحب قادری افغانی مہر سادی ثم سہارنپوری قدس سرہ
- (۲) حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب بن حضرت مولانا محمد اکرم صاحب رحمۃ اللہ علیہما متوفی ۱۳۰۸ھ
- مزار گورستان ڈھڑیاں تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا پنجاب میں ہے
- (۳) حضرت مولانا نجم الدین صاحب المعروف ہڑے ہلال صاحب قدس سرہ ضلع جلال آباد علاقہ مشرقی افغانستان

- (۴) حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب المعروف پیر صاحب مانکی شریف قدس سرہ تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور
- (۵) " " قاضی سلطان محمود صاحب قادری قدس سرہ آوان شریف ضلع گجرات پنجاب
- (۶) " " الحاج ولی اللہ صاحب عرف تیرہ ہلال صاحب قدس سرہ مزار شریف ماموں زئی اور گزنی تیرہ
- (۷) " " میاں فضل الہی صاحب المعروف مشرمیاں صاحب حضور قدس سرہ ضلع کیمبل پور
- (۸) " " شیخ لالہ صاحب قدس سرہ ولیمہ کامل پور ساکن دمان پور علاقہ چھپہ
- (۹) " " میاں ولی محمد صاحب پشتون شاعر " " علاقہ چچ ضلع ٹانک
- (۱۰) " " فیض محمد صاحب المعروف اخوندزادہ مٹھی " " لوگرام صاحبزادہ صاحب قدس سرہ ہرد افغانستان

- (۱۲) حضرت مولانا محمد مسعود صاحب قدس سرہ ساکن موضع نرنی ادبہ بالا کٹر ایکبسی
- (۱۳) حضرت مولانا ارباب عبدالرحیم چہ ولد عبدالکریم صاحب قدس سرہ موضع پڑاٹک کندی سدی خیل تحصیل چارسدہ
- ۱۱۴) " " قاضی راز محمد صاحب قدس سرہ موضع جلالہ سابق ضلع پشاور
- (۱۵) " " رحیم الدین صاحب قدس سرہ موضع نژہ چینہ یاسرہ " "
- (۱۶) " " عبدالرحیم صاحب مہند قدس سرہ موضع بہادر کلی ضلع پشاور
- (۱۷) " " نور محمد صاحب ولد سید نور قدس سرہ موضع تیرادی " "
- (۱۸) " " قاضی نصر اللہ جان قدس سرہ عالم و فاضل شہر پشاور
- (۱۹) " " مفتی محمد حسن صاحب قدس سرہ ضلع پشاور
- (۲۰) " " گل بابا صاحب احسن الدین صاحب قدس سرہ بمقام روضہ تحصیل چارسدہ ضلع پشاور
- (۲۱) " " شیخ عبدالحق صاحب مکتبہ شیخ محمد قدس سرہ ضلع پشاور
- (۲۲) " " شیخ محمد علی کلی قدس سرہ ضلع پشاور
- (۲۳) " " صاحب منگلورہ قدس سرہ ضلع سوات
- (۲۴) " " خلیل الرحمن صاحب المعروف شاہ بابا صاحب یا شاہ بابا قدس سرہ ریادیرہ قریہ ریگانی کوٹ
- (۲۵) " " پالام ملا صاحب قدس سرہ ریاست دیر
- (۲۶) " " تیملگرہ ملا صاحب قدس سرہ " " آجکل حضرت صاحبزادہ میاں گل صاحب
- (۲۷) " " چپرے ملا صاحب قدس سرہ " " یاسوات بالا
- (۲۸) " " قدس سرہ تحصیل صوابی ضلع مردان
- (۲۹) " " حمید اللہ صاحب عرف اسوٹا بابا صاحب قدس سرہ تحصیل صوابی ضلع مردان
- (۳۰) " " احمد علی صاحب کابلی قدس سرہ طور و مزار تور ڈھیر بجوار داوایر

۱۱۵) آپ اپنے پیر و مرشد کے ہم سبق رہے تھے ۱۱۶) از قاضی حبیب الحق صاحب (سوات بالا)

(۳۱) حضرت مولانا گل احمد صاحب قدس سرہ

(۳۲) حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب قدس سرہ موضع امان کوٹ تحصیل صوابی عالم فاضل

(۳۳) " " قاضی عبدالرحیم یوسف زلیٰ قدس سرہ موضع قرلی تحصیل صوابی عالم عابد و زاہد

(۳۴) " " اخوند فقیر صاحب قدس سرہ گڑھی عثمانی خیل مالکنسٹ ایجنسی

(۳۵) " " صاحب کنڈیا عالم منطقی قدس سرہ - آپ نے شرح مسلم تحریر فرمائی

(۳۶) " " فضل احمد صاحب ہنڈی قدس سرہ سکھ ہنڈ صوابی اُن کے فرزند مولانا لطف اللہ

علی گڑھی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

(۳۷) حضرت مولانا امیر خان ابن محمد خان قدس سرہ موضع دلیہ علاقہ چچ ضلع کیبل پور

(۳۸) " " محمد صاحب ہنڈی قدس سرہ کالو خان تحصیل صوابی ضلع مردان

(۳۹) " " شیخ جانا صاحب قدس سرہ

(۴۰) " " عبدالمطلب صاحب قدس سرہ کوٹھا تحصیل صوابی

(۴۱) " " اخوند حبیب اللہ صاحب قدس سرہ موضع جھریج علاقہ دود آبہ

(۴۲) " " شاہ فضل اللہ صاحب قدس سرہ الہ آباد - مزار دکن میں ہے

(۴۳) " " حاجی محمد ابراہیم صاحب قدس سرہ موضع بیدمنی علاقہ مہمند پاکستان

(۴۴) " " ملاں محسود صاحب قدس سرہ جنوبی وزیرستان گدڑی نشین خواجہ صاحب

شہزادہ وزیرستان

(۴۵) حضرت مولانا ابوبکر صاحب عرف پاستی ملاں صاحب قدس سرہ لنگر کے ناظم خاص

(۴۶) " " فقیر شاہ صاحب فقی عالم قدس سرہ دیر لوی موضع معیار ضلع مردان طور سے

جانب جنوب ۴ میل کے فاصلہ پر

اے از قاضی حبیب الحق صاحب ساکن پرمولی اے از مولانا ولی البتی صاحب بیکی مدظلہ



(۶۵) حضرت مولانا مولوی منزل شاہ صاحب بن مولانا مولوی فدا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہما ساکن  
صریح تحصیل چارسدہ

(۶۶) حضرت مولانا مولوی قاضی سمیع الحق صاحب کڑوی بن حضرت قاضی محمد غلام رحمۃ اللہ علیہما  
ساکن موضع کڑوی علاقہ اکبر پورہ تھانہ پٹن تحصیل نوشہرہ

(۶۷) حضرت مولانا مولوی قاضی غلام محمد صاحب بن مولوی محبوب صاحب رحمۃ اللہ علیہما ساکن غرنی  
تحصیل چارسدہ

(۶۸) حضرت مولانا مولوی عبدالقدیم صاحب بن حضرت مولانا مولوی قاری عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہما  
ساکن موضع بابہ تحصیل چارسدہ

(۶۹) حضرت مولانا مولوی سرسید باچہ بن سید اوزنگ شاہ رحمۃ اللہ علیہما موضع میان ڈھیری  
(۷۰) " " " " سید سرور شاہ صاحب قدس سرہ موضع میان ڈھیری تحصیل صوابی  
ضلع مردان مزار افغانستان میں ہے۔

(۷۱) حضرت مولانا مولوی مرید محی الدین بن حافظ سلطان محمد رحمۃ اللہ علیہما محلہ ڈاگی نوشہرہ  
خاص ضلع پشاور

(۷۲) حضرت مولانا مولوی احمد بابا بن حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہما ساکن یار حسین تحصیل صوابی

(۷۳) " " " " قاضی عبدالمجید ولد حضرت قاضی صفی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما مزار موضع

پرمولی تحصیل صوابی ضلع مردان، اسبکل حضرت قاضی حبیب الحق صاحب مدظلہ ہیں،

(۷۴) حضرت شیخ چترال ملا صاحب مزار مبارک قاشتقار چترال کے جنوب میں ۲ میل کے فاصلہ

پر دونوں بھائی تھے۔ دونوں خلفائیں سے تھے۔ ساکن

(۷۵) حضرت شیخ کندیا ملا صاحب۔ بڑے عالم زاہد کٹارہ دریا سندھ ریاست کوہستان سوات،

۱۵ نمبر، ۵ اور نمبر ۶ تا نمبر ۶۷ از تذکرہ علماء و مشائخ سرحد ۱۵ از تیسف صفحہ ۲۷

۱۶ نمبر ۱۸ سے تا نمبر ۷۷ از روایت حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالقدوس صاحب مدظلہ

(۷۷) حضرت شیخ قاضی صاحب کلاں موضع اکوڑہ خشک تحصیل نوشہرہ

(۷۸) " " " صاحب کنٹر علاقہ کابل

(۷۹) " " صاحب زادہ صاحب عبدالقادر صاحب ٹوڑوٹھیر۔ مادہ تاریخ وفات

بَشَرٌ رَبِّهِ يَعْنِي حَيَّةٌ  
۱۳۸۲ھ

(۸۰) حضرت شیخ صاحبزادہ لطف اللہ صاحب ٹوڑوٹھیر

(۸۱) " " " عبدالرحمن متوفی ۲۳ جمادی ۱۳۰۶ھ صاحب ٹوڑوٹھیر

تینوں حضرت قاضی فضل اللہ صاحب قدس سرہ صاحبزادے عالم تھے۔ فاضل صاحب درس و تدریس تھے۔ والد بزرگوار سے اجازت سوات صاحب قدس سرہ سے پائی۔ رحمۃ اللہ علیہم

(۸۲) " " " بابا صاحب اتمان زئی اُن کے پوتے اسماعیل صاحب انارکلی بڑے عالم فاضل تھے

(۸۳) " " " مولانا سید پیر صاحب ترنگنی بڑے بھائی حاجی ترنگنی صاحب

(۸۴) " " " میاں محمد وسیم کا کاخیل سوات قدس سرہ

(۸۵) " " " مولانا عبداللہ جان صاحب علاقہ بنو قدس سرہ

(۸۶) " " " قبلہ سید عبداللہ شاہ صاحب قدس سرہ۔ مزار نوشہرہ ضلع پشاور۔ اُن کی اولاد

میں حضرت بادشاہ صاحب امیر جی رحمۃ اللہ علیہ متوفی بروزہ سہ شنبہ ۲۲ ھ

اُن جیسے سینکڑوں حضرات خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ واللہ المستعان

۱۔ از حضرت قاضی حبیب الحق صاحب مدظلہ پر مولیٰ تحصیل صوابی

## شیخ المشائخ حضرت حاجی شاہ عبد الرحیم صاحب سہارنپوری قدس سرہ

ولادت باسعادت ۱۲۱۴ھ مطابق ۱۷۹۹ء میں ہوئی۔ آپ افغان خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد کسی زمانہ میں افغانستان یا صوبہ سرحد سے وہاں موضع سرساوہ تحصیل و ضلع سہارنپور میں آباد ہوئے تھے جو دریائے جہنا کے کنارے آباد ہے۔ آپ کے ابتدائی حالات پرودہ انخفا میں ہیں۔ ہمارے پیر و مرشد و شیخ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر صاحب آپ کے حالات و کمالات بڑے دلادینہ اور بڑے رفیع سناتے تھے۔

ان ارشادات گرامی کی مدد سے اکثر و بیشتر مختصر سا تذکرہ اور تعارف مرتب کیا گیا ہے۔ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ کی خدمت میں ایک دفعہ نماز عصر کے بعد حضرت سید مسعود علی صاحب آزاد بن سید محمود علی صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہما حضرت سید شاہ عبدالعزیز صاحب دباغ مغربی قدس سرہ کے ملفوظات تبرید ابرید سنا رہے تھے اس میں عنوت اور قطب کے ادھان آئے کہ اللہ تعالیٰ عنوت و قطب کو تمام علوم لدنی طور پر عنایت فرمادیتے ہیں۔ حضرت سید مسعود علی صاحب آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضرت (رحمۃ اللہ علیہ) یہ صحیح ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ”بالکل صحیح ہے کہ ہمارے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ (حضرت الحاج شاہ عبد الرحیم صاحب قدس سرہ) بالکل ان پڑھ تھے حتیٰ کہ ناظرہ قرآن مجید بھی نہیں پڑھتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا تو سب علوم ازبر ہو گئے۔ ابتداء میں آپ نے روزگاری کی وجہ سے انگریز کی فوج میں بھرتی ہو گئے تھے اور اسی سلسلہ میں سرحدی علاقہ میں تھے۔ ایک دفعہ آپ کے

سے ارشادات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ، غلام فرید

عہ حضرت مولانا حافظ عبدالوحید صاحب مدظلہ



دوسرے ساتھیوں نے کہا۔ آپسے اسید و شریف ایک بزرگ رہتے ہیں۔ ان کی زیارت کرائیں۔ آپ جب حاضر خدمت ہوئے۔ تو دل بھان سے قربان ہو گئے اور بیعت کے لیے عرض کیا تو حضرت مولانا حافظ اخون عبدالغفور صاحب قدس سرہ نے فرمایا جو مجھ سے بیعت ہونا چاہتا ہے۔ میں اس سے یہ عہد لیتا ہوں کہ انگریز ہمارا اور ہمارے دین اسلام اور ملک کا دشمن ہے اس کی ملازمت نہیں کرنی جس کو یہ عہد منظور ہو وہ میرے سے بیعت ہو سکتا ہے، ورنہ نہیں اور اگر بالفرض بیعت کے بعد ملازم ہو جائے۔ تو میرا اس کا کوئی تعلق نہیں وہ میرا ایسا ہی دشمن ہے جیسا انگریز سلا

آپ نے یہ شرط قبول کر لی اور بیعت ہو گئے اور نوکری ترک کر کے واپس وطن چلے آئے اس کے کچھ عرصہ بعد بے روزگاری اور تنگی معاش سے تنگ آکر دوبارہ ملازم ہو گئے اور ملازم ہونے کے بعد یاد آیا کہ میں نے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے عہد کیا تھا کہ انگریز کی ملازمت نہیں کر دوں گا۔ جوں ہی یہ عہد یاد آیا وہاں سے بھاگے بھاگے سید و شریف حاضر ہوئے حضرت اخون صاحب قدس سرہ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ جاب تو ہمارے کام کا نہیں رہا۔ آپ پندرہ روز تک خانقاہ کے باہر روتے رہے۔ پندرہ روز کے بعد آپ کا اخلاص اور سچی توبہ اور طلب حق کو دیکھ کر حضرت اخوند صاحب قدس سرہ نے بلوا کر دوبارہ اسی شرط عہد پر بیعت فرمایا۔ اب آپ وہیں کے ہو رہے سلا

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ آپ انگریزی فوج کے لشکر اور بادچی خانہ کے ملازم تھے اور جب انگریزوں نے حضرت اخون صاحب قدس سرہ پر چڑھائی کی اور انگریزی فوجیوں کی گویا مس اور فعل ہو کر راستہ میں رہ جاتی تھیں اور حضرت اخوند صاحب قدس سرہ مجاہدین کو لے کر

سلا حضرت مولانا حافظ عبدالوحید صاحب مدظلہ

سلا حضرت مولانا عبدالوحید صاحب بدوایت حضرت اقدس شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ

ہاٹ پر سے جواب دے رہے تھے۔ اور مجاہدین کی گولیاں کام کر رہی تھیں اور انگریزوں اور ان کے فوجیوں  
 و سردار کہ رہی تھیں آپ اس کرامت کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے اس کے بعد انگریزوں کو چھوڑ کر  
 حضرت اخوند صاحب قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

میرزا آپ بیعت کے بعد وہیں کے ہو رہے۔ وہاں سید و شریف میں آپ ایک غار میں روزانہ  
 عموالات پورے کیا کرتے تھے۔ ایک روز ذکر کر رہے تھے کہ اس غار کے اوپر اس چٹان پر شیر برآ  
 کر بولنے لگا اس کی آواز اور گرج اتنی سخت اور رعیت ناک تھی کہ سامنے کے پہاڑ کی چوٹی سے  
 جگر گرنے لگے آپ بڑے اطمینان سے اور بے فکر ہی سے ذکر میں غور رہے۔ آپ فرماتے تھے کہ ذرا  
 ماسکون میں فزق آیا۔ جیسے کوئی آدمی خلوت میں آجاتا ہے یا جیسے کبھی آکر بیٹھے اور آدمی اس کو اٹھا  
 سے پھر اسی قوت سے ذکر شروع کر دیا۔

حضرت اقدس شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے حضرت مولانا شاہ  
 عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے حضرت میاں صاحب (حضرت حاجی  
 شاہ عبدالرحیم) قدس سرہ جب اپنے شیخ کے پاس ٹھہرے ہوئے ذکر کرتے تھے تو اس قدر جہر سے  
 ذکر کرتے تھے کہ تین میل تک ذکر کی آواز سنائی دیتی تھی۔

جب سلسلہ عالیہ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ کے اسباق پورے ہو گئے اور سلوک و تصوف  
 کی تمام منازل طے ہو گئیں تو حضرت اخوند صاحب قدس سرہ نے سلسلہ عالیہ، قادریہ، نقشبندیہ  
 چشتیہ، سہروردیہ، کبرویہ، مداریہ، قلندیہ، مجددیہ اور دیگر سلاسل طریقت میں اجازت و خلافت سے  
 مشرف فرمایا۔

۱۔ جناب حاجی ممتاز حسین صاحب سہارنپوری ثم نجیب آبادی

۲۔ سلسلہ ارشادات حضرت اقدس مولانا عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ۔ و حضرت  
 اقدس حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ و حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب مدظلہ

حضرت اخون صاحب قدس سرہ نے ۱۲۶۲ھ ۱۸۴۶ء میں سید و شریف خانقاہ اور مدرسہ اور  
مجاہدین کا مرکز قائم فرمایا اور ۱۲۶۶ھ ۱۸۴۹ء کے قریب انگریزوں نے سکھوں کے علاقوں مثلاً پنجاب  
اور سرحد پر قبضہ کیا اور اس کے بعد ہی فوراً انگریز آگے مسلمان حکومت افغانستان پر قبضہ کرنا  
چاہتا تھا لیکن آپ اور آپ کے مجاہدین اور حضرت سید احمد شہید بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے  
مجاہدین اور آزاد قبائل آگے دیوار کی مانند کھڑے ہو گئے جس کی وجہ سے انگریز بہر صورت اس  
دیوار کو آگے سے ہٹانا چاہتا تھا۔

اسی زمانہ میں یا اس کے بعد میں وہاں سید و شریف حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم سہارنپوری  
قدس سرہ حاضر ہوئے تھے کیونکہ آپ غالباً گجرات طرقت ہونے کے بعد ۱۲۷۴ھ ۱۸۵۷ء میں  
جنگ آزادی ہند کے مجاہدین میں شامل تھے اور داعی شجاعت دیا تھا سہ  
بہر حال آپ نے سرساوا ضلع سہارنپور کی بجائے۔ شہر سہارنپور میں خانقاہ قائم کرنا  
جو محلہ سبزی منڈی میں واقع تھی جس کو آج کل پریشور پری منڈی کہتے ہیں آپ محلہ کی مسجد  
بیسداراں میں نماز باجماعت پڑھا کرتے تھے اور نماز جمعہ جامع مسجد میں ادا فرماتے  
تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے دین کی سمجھ اور بوجہ عنایت فرما کر علم لدنی کی دولت سے مالا مال فرمایا  
تھا اور ہمہ وقت ذکر و اذکار، عبادت و ریاضت و مجاہدہ، شغل و مراقبہ میں مصروف رہتے۔ آپ  
نفی اثبات قریباً پانچ سو، چالیس ہزار ساٹھ ستر ہزار اور لاکھ تک روزمرہ کرتے رہے اور  
اسم ذات روزمرہ ساٹھ ستر ہزار تک علاوہ دوسرے اشغال کے آپ کا معمول رہا اور روزانہ

۱۔ رئیس الاحرار مصنفہ حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب لدھیانوی ثم دہلوی مدظلہ  
۲۔ حضرت اقدس مولانا عبداللہ صاحب قدس سرہ تعلیمات صحیفہ صفحہ ۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ بعض  
بعض حضرات نے ایک لاکھ مرتبہ روزمرہ پور کیا ہے میرے احباب میں سے بھی بعض بعض چالیس  
ہزار اور ساٹھ ہزار کے پڑھنے والے ہیں یہاں طرقت مصنفہ حضرت اقدس مولانا عبداللہ صاحب کراچی قدس سرہ

ذکر کثرت نماز نفل پڑھا کرتے تھے حتیٰ کہ مزدوری کے زمانہ میں بھی ناغم نہیں فرمایا۔

کثرتِ مجاہدہ اور عبادت دریا صنت کی وجہ سے آپ کے دونوں پاؤں مبارک، میں فین پا رہے ہو گئے تھے جس سے اٹھنا بیٹھنا مشکل ہو گیا تھا اس کے باوجود ان معمولات میں فرق نہیں آیا۔ ایک دفعہ خادم بڑا کر دیتے تھے۔ آپ نماز اور نماز نوافل شروع فرما دیتے تھے۔ ذوق و شوق و محبت الہی میں ایسے مزہ جاتے کہ پھر اٹھتے بیٹھتے ہیں کوئی وقت محسوس نہیں ہوتی تھی۔

اور بڑے قومی النسبت اور صاحبِ تصرف اور صاحبِ کشف بزرگ تھے۔ ان کمالات کا مطالعہ کسی ضخیم جلدوں میں بھی دشوار ہے اور نادرا لوجود بزرگوں میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کے ہزاروں خزانے اس ایک مہنتی میں ودیعت فرما دیئے تھے اور علم لدنی عنایت فرمایا تھا آپ کی خالقاہ ۱۲۸۶ھ سے پہلے بہت ترقی کر چکی تھی اور بڑے بڑے عالم و فاضل حضرات صوف اور سلوک میں کامیاب ہو کر خلافت و اجازت سے مشرف ہو چکے تھے۔

چنانچہ حضرت اقدس مولانا و محد و منا مولوی محمد امیر باز خان سہارنپوری قدس سرہ ۱۲۸۶ھ سے پہلے اور حضرت مولانا الحاج الحافظ محمد عبد اللہ صاحب جلال آبادی ثم کرنالوی قدس سرہ اور خزانہ لقیہ ۱۲۹۱ھ کو اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے گویا آپ کے پر و مرشد قدس سرہ کی حیات ہی میں صوف و سلوک، طریقت و حقیقت میں کامیاب ہو چکے تھے۔

حضرت مولانا امیر باز خان رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ ان القاب سے یاد فرماتے تھے حضرت پر و مرشد برحق حاجی شاہ عبد الرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا الحاج الحافظ شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے تھے۔ عارف باللہ حق آگاہ مقبول بارگاہ قطب الوقت مرشدنا و ہادینا حضرت حاجی عبد الرحیم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو (اللہ تعالیٰ نے) شمع ہدایت کر کے ہم ظلمتِ زوہل کے لیے رہنما بنایا ہے۔

اور حضرت مولانا مولوی نور محمد صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ  
 تحریر فرماتے ہیں قطب زمان، غوث دوران مجدد وقت حضرت پیر و مرشد بہ حق جناب حاجی عبدالرحیم  
 شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا مولوی شاہ عبداللہ صاحب کونا مولوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر  
 فرماتے ہیں کہ حضرت رفیع الثمان، قطب الوقت، غوث دوران، والی علماء و ارباب زبیرہ غفرلہ  
 ہادی سالکان، مجمع البرکات، مستجاب الدعوات، مرجع خلائق، کاشف الحقائق، صاحب عرفان، مادی  
 لمجا و عاخوان، رہبر طریقت، واقف منبع فیض عظیم حضرت مرشدی و مولائی حاجی عبدالرحیم شاہ  
 اسکند اللہ بکبوحۃ الجنان و فاضل الزارہ علی قلب اتباعہ فی کل ساعۃ و آن۔ غرض ہے کہ ان جیسے  
 جید علماء آپ کے مدح خواں ہیں۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری رحمۃ  
 اللہ علیہ جب برکات ذکر بیان فرماتے تو آپ کے اکثر کشف بیان فرمایا کرتے تھے ایک دفعہ فرمایا  
 کہ آپ کی خدمت میں ایک خادم حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضرت شوروپے قرض ہو گئے ہیں  
 آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ پھر دوسرا خادم حاضر ہوا۔ انہوں نے بھی عرض کیا کہ حضرت شوروپے  
 قرض ہو گئے ہیں۔ فرمایا بیٹھ جاؤ۔ اتنے میں مہاراجہ جموں کی طرف سے ایک وفد حاضر ہوا اور مہاراجہ  
 کی طرف سے دعوت دی کہ راجہ بیمار ہے، راجہ صاحب نے جموں تشریف لانے کے لیے عرض  
 کی ہے اور دعا کی درخواست کی ہے۔ آپ نے فرمایا میری یہ چار شرطیں ہیں۔ (۱) راجہ مسلمان  
 جائے (۲) جو مسجدیں گرا لی گئی ہیں ان کی از سر نو مرمت کرائی جائے (۳) اذان کی اجازت دے  
 دی جائے (۴) ذبیحہ گاؤ کی اجازت دی جائے اگر راجہ مان لے تو میں جموں راجہ کے پاس  
 پہنچوں گا اور دعا کر دوں گا تو اللہ تعالیٰ راجہ کو شفا بخشیں گے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد راجہ  
 کو یہی بیماری ہو گئی اس سے مر لگا۔ ورنہ تو یہ میرے آدمی سماعت لے جاؤ یہ دعا وغیرہ کہہ کر  
 گئے۔ چنانچہ ان دونوں مقروض حضرات کو لے کر و قدر دانہ ہوا ابھی چند قدم ہی پہنچا کہ آپ

نور الدین بھیروی کو واپس بلوایا اور فرمایا کہ تمہارا نام نور دین ہے۔ عرض کیا۔ جی ہاں۔ فرمایا  
 میں لوح و محفوظ پر دیکھ رہا ہوں کہ قادیاں میں ایک غلام احمد پیدا ہوا ہے جو کچھ عرض کے بعد  
 ہے دعویٰ کرے گا جو نہ اٹھائے جائیں گے نہ رکھے جائیں گے تم اس کے مصاحب لکھ ہوئے  
 حکیم صاحب نے استعجاب (تعجب کیا) کا اظہار کیا تو فرمایا تم میں اُلجھنے کی عادت اور  
 طرہ کا شوق ہے یہی عادت تم کو وہاں لے جائے گی اگر بچنا چاہتا ہے تو ایسی وقت ہے اس  
 اس پر غور نہ کیا۔ وفدِ راجہ کے پاس پہنچا آپ کی شرطیں راجہ جموں کو پہنچانی گئیں راجہ نے  
 سے معذرت کی کہ یہ میرے بس سے باہر ہے۔ آپ کے خادموں کو شوشور دپہ دے  
 واپس کر دیا۔ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا قرض ادا ہو جائے گا۔ آپ کا  
 اور مخلص مرید حاضر خدمت ہوا اور عرض کی کہ حضرت کچھ قرض ہو گیا ہے فرمایا۔ ڈیرہ  
 ن چلا جا۔ وہ ڈیرہ دون پہنچا اور ایک پیر بھائی کی دکان پر بیٹھا تھا کہ ایک مجذوب آیا  
 نے لگاتار حضرت میاں صاحب نے بھیجا ہے۔ اُس نے عرض کی جی ہاں۔ مجذوب صاحب  
 فرمایا تمہاری گوسالہ دعوت ہے اُس نے کہا میرے پاس سواری نہیں ہے فرمایا کوئی  
 نہیں اس کا انتظام ہو جائے گا۔ تھوڑی دیر کے بعد سپاہی آئے انہوں نے کہا۔ تمہاری  
 سالہ دعوت ہے اُس نے کہا۔ میرے پاس سواری نہیں ہے وہ سپاہی سواری بھی لئے  
 ہمراہ گوسالہ لے گئے۔ وہاں اتنے ہی روپے ملے جتنا کہ قرض تھا اور وہ سپاہی ڈیرہ  
 سے واپس پہنچا گئے۔ پھر وہی مجذوب آیا اور فرمانے لگا۔ قرض ادا ہو جائے گا۔ دیکھ یہ تیرا  
 بھائی مجھے نہیں مانتا۔ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر خدمت ہوا تو فرمایا۔  
 عرض ادا ہو جائے گا۔ عرض کی۔ جی ہاں! آپ کے ایک مخلص مرید حضرت میاں جی نوازش علی  
 رحمۃ اللہ علیہ بچپن سے حاضر خدمت تھے اور اکثر گھر کا سودا سلف خرید لاتے ایک روز مائی  
 صاحبہ نے چار آنے دے کر فرمایا ایک آنہ کی فلاں چیز خرید لاؤ۔ میاں جی کا بچپن تھا ایک  
 نہ کی وہ چیز خریدی اور ایک آنہ کا میوہ خریدا کچھ کھایا اور کچھ جیب میں ڈال لیا جب

مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے بقایا مال لگا دو آنے واپس کئے اور حساب میں پانچ آنے پورے  
 کہتے تھے آپ گھر میں نفل پر مہر رہے تھے فرمایا چھوڑ دیجئے ہے ایک آنہ کا میوہ لیا ہے  
 کھایا ہے اور کچھ جیب میں ہے۔

حضرت میاں جی نواز شہ علی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک دفعہ سحری کے وقت خادم نے  
 حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لیے وضو کے لیے پانی لانے گھر بھیجا۔ میاں جی دروازہ پر کھڑے  
 کہ کیا دیکھتے ہیں کہ آگ سی چلی جا رہی ہے۔ پانی لاکر حاضر خدمت ہوئے تو عرض کیا  
 ایسے ایسے آگ چلی جا رہی تھی۔ فرمایا آگ نہیں جادو تھا فلاں مسجد کے ملاں جی نے کیا  
 اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنی طاقت بخشی ہے کہ میں واپس بلا سکتا ہوں۔ خادمین  
 عرض کیا کہ حضرت اس کو ضرور واپس بلاؤ۔ وہ بے چارہ بے گناہ جل جائے گا۔ آپ  
 انگلی سے اشارہ فرمایا ایک ہانڈی حاضر ہوئی جس میں ایک بت تھا۔ اُس کو سونیاں لگی تھیں  
 آپ نے فرمایا تو کون ہے اُس نے عرض کیا میں جادو ہوں۔ فرمایا کہاں جا رہا تھا عرض  
 فلاں شخص کے پاس۔ فرمایا کس نے بھیجا ہے۔ عرض کیا۔ فلاں مسجد کے ملاں جی نے۔ فرمایا  
 اُس کا کہا مانے گا یا میرا عرض کیا آپ کا۔ فرمایا واپس جاؤ واپس گیا اور اس ملاں جی کو  
 جلا دیا۔ اُس کا صبح جنازہ لوگوں نے دیکھا۔ ایک دفعہ مجلس مبارک میں ایک حدیث شریف  
 پر بحث شروع ہوئی ایک مولوی صاحب فرماتے یہ حدیث نہیں اور دوسرے فرماتے  
 حدیث مشکوٰۃ شریف میں یا بخاری شریف میں ہے آپ نے فرمایا۔ کتاب لاؤ آپ آنکھوں  
 معذور تھے۔ لیکن جوں ہی کتاب کھولی اور حدیث شریف پر انگلی رکھ دی۔

ایک دفعہ آپ کے ایک مخلص مرید آپ کی خدمت میں حاضری کے لیے گھر سے رونا  
 ہوئے راستہ میں ایک عرب صاحب رو رہے تھے انہوں نے وجہ دریافت کی۔ عرب صاحب  
 نے فرمایا۔ ڈپٹی کمشنر سہارنپور نے مجھے کسی شبہ کی بنا پر ضلع بند کر دیا ہے۔ اس واسطے کہ  
 فرماؤں کہ ہاں بار بار جانا پڑتا ہے اور اس بار بار کے جانے کی وجہ سے لوگ اتنی خدمت



میں کرتے کہ جس سے گزران ہو سکے۔ انہوں نے عرض کی میرے لائق کوئی کارِ خدمت ہو تو  
 فرماؤ۔ عرب صاحب نے فرمایا میرے ایک دوست بمبئی کے بہت بڑے سیٹھ اور امیر بہت اثر و  
 رسوخ والے ہیں ان کو میری اس تکلیف کی اگر خبر ملے تو انشاء اللہ وہ ضرور میری رہائی کی  
 کوشش کرے گا، وہ وہیں سے بمبئی روانہ ہو گیا اور وہاں پہنچ کر اس سیٹھ کو عرب صاحب کا  
 پیغام پہنچایا۔ اس سیٹھ نے اس وقت ولسرائے ہند کو تار دیا اور عرب صاحب کی پابندی اٹھانے  
 کے لیے ضمانت اور صفائی دی۔ ولسرائے ہند نے اسی وقت ڈپٹی کمشنر سہارنپور کو عرب صاحب  
 سے پابندی اٹھانے کا تار دیا۔ چنانچہ عرب صاحب آزاد ہو کر سیدھے بمبئی پہنچے اور ان بزرگ  
 خدمت کے لیے اس سیٹھ سے سفارش کی۔ اس سیٹھ نے کہا۔ سرِ دست اس وقت میرے  
 اس ساتھ روپے ہیں یہ بھی حاضر ہیں اور صبح میرا جہاز عرب شریف جا رہا ہے۔ اُس پر سوار ہو  
 گئے اور زیارتِ حرمین الشریفین زادھما اللہ شرفیہا سے بھی مشرف ہوئے انہوں نے رات  
 خواب میں دیکھا کہ میں ایک مینار پر کھڑا ہوں اور حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہاتھ  
 میں ڈنڈا لیے سخت ناراض ہو رہے ہیں اور فرما رہے ہیں۔ ارے بھگورے بغیر اجازت  
 مال پھر رہا ہے واپس آ جا ورنہ ڈنڈے سے ماروں گا وہ بے چارے رات ہی کو وہاں سے  
 جاگ کھڑے ہوئے۔ اسی طرح راستہ میں کئی دفعہ یہ خواب دیکھا اور راستہ میں ایک بٹی گڑ کی  
 رسید لی۔ اُس زمانہ میں پانچ سیر کے ڈے گڑ کے ہوتے تھے جس کو بٹی کہتے تھے۔ شام کے بعد  
 آخر خدمت ہوئے جوں ہی دروازہ پر دستک دی آپ نفل پڑھ رہے تھے۔ پیرانی صاحبہ کو  
 فرمایا۔ دروازہ کھولو ایک بھاگا ہوا آیا ہے اور ایک بٹی گڑ کی بھی لایا اس واقعہ میں آپ  
 تعجب اور کشف واضح ہوتا ہے حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ فرماتے تھے یہ برکات  
 (ہیں)۔ ایسے ہی حضرت شیخ مولانا عبداللہ صاحب قدس سرہ اپنی خود نوشت احوال  
 کیفیات سلوک میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ میں اپنے حالات اور کیفیات  
 لکھا کرتا ہوں تو آپ نے احتیاط کی نصیحت فرمائی اور فرمایا جو راز کی باتیں اس مجموعہ میں تم

نے لکھ دی ہیں وہ بغیر اجازت کسی پر ظاہر نہ کرنا اور کوئی بات خلاف واقعہ نہ تحریر کر دے۔  
 تم نے کچھ خلاف واقعہ لکھ دیا تو قیامت کے دن میں بھی الزمہ ہوں گا اور اس کا وبال تم  
 پڑے گا۔ ”پیرانِ نئی بہند مریداں می پرانند“ یعنی پیر نہیں اڑتے مگر مرید اُن کو اڑاتے  
 کا معاملہ جو مریدین اپنے بزرگوں کے ساتھ کرتے ہیں آپ اُس کو اُن کے لیے سخت ہلاک  
 کا موجب سمجھتے تھے۔

آپ نے عصر اور مغرب کا درمیانی وقت طالبین حضرات کی نصیحت و تربیت کے  
 خاص کر فرما رکھا تھا اور خاص خاص اصحاب مثل حضرت مخدوم مولوی محمد امیر باز خان  
 اور حضرت میاں جی علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہما اور دوسرے طالبین خدمت بابرکت میں حاضر  
 سے مستفیض ہوتے تھے اور آپ کے کلام نصیحت التیام سے نفع حاصل کرتے تھے۔ آپ  
 امر بالمعروف (نیک کاموں کے کرنے کا حکم) اور نہی عن المنکر (بری باتوں سے روکنا) اور ان  
 شریعت کی تاکید کے اور کوئی کلام نہیں فرماتے تھے اگر کسی کا ظاہر خلاف شریعت دیکھتے  
 تو پہلے اس کو کلمہ خیر اور تالیف قلوب کے ساتھ منع فرماتے تھے اگر باز آگیا تو فہما ورش  
 سے اور جھڑک کر دیتے تھے۔ اگر پھر بھی وہی حال رہا تو مجلس سے اٹھا دیتے تھے کہ  
 سے یا تو وہ تائب ہو جاتا یا دوبارہ آکر اوقات میں حارج نہ ہوتا۔

اور بہت سے مدعی مشائخ جو اس شر کے مصداق ہیں  
 اے بسا ابلیس آدم رومی ہست

اور اس حدیث کے مصداق ہیں سیکون فی امتی و جالون کذا لون الحدیث اور آیہ  
 لَمْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ایسے لوگ جب آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتے تھے تو  
 کراہتاً تائب ہو جاتے تھے۔ عوام کی تو کوئی انتہا نہیں جو آپ کے دستِ حق پرست پر تائب  
 ایک دفعہ ایک شخص درویشی کے لباس میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر  
 کہنے لگا۔ تمہارے کتنے خدا ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ واحد۔ صمد۔ لم یزل۔ بے چون و

ہے۔ کہنے لگائیں تو تم کو درویش سمجھتا تھا۔ اب معلوم ہوا کہ تم دنیا دار ہو۔ آپ نے فرمایا کہ تیرا مسلک کیا ہے اُس نے کہا کہ میرے خدا چار ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ دیکھ میرا ایک خدا تیرے چار خداؤں پر کیسے غالب آتا ہے اور فوراً ہی اُس کی گردن پکڑ کر اور نیچے ڈال کر دو تین مکے حرارتِ اسلامی کے جوش کے ساتھ پوری قوت سے مارے۔ اُس درویش نے دایلا اور چننا شروع کر دیا اور کہنے لگا بے شک تمہارا ایک خدا میرے چاروں خداؤں پر غالب آگیا۔ اب میں سچی توبہ کرتا ہوں کہ توحید کے سوا کبھی تین یا چار خدا کے لفظ بھی زبان پر نہ لاؤں گا اس کے بعد آپ نے اس کو چھوڑ دیا۔

ایک اور شخص جس کو لوگ عالم، عامل، شاہ صاحب پیر جی اور قلندر صاحب وغیرہ القاب سے پکارتے تھے۔ اُس نے اعمالِ سفلیہ کر کے چند شعبہ سے حاصل کر لئے تھے۔ یعنی کسی کو ترو تازہ کھجوریں اور بغیر موسم کے تازہ الائچی کے گچھے دیتا تھا۔ اور کسی کی حاجت کاغذ پر لکھ کر کنوئیں میں ڈلوا دیتا اُس کا جواب لکھا ہوا آجاتا تھا اور کہتا تھا حضرت خضر علیہ السلام نے یہ جواب دیا ہے اور کبھی دور پڑی ہوئی تسبیح کو کہتا تھا کہ آجا تو وہ تسبیح تمام حاضرین کو آتی ہوئی نظر آتی تھی۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس قسم کے چند شعبہ سے لوگوں پر اثر ڈال کر گردیدہ بنالیتا تھا اور مرید کرتا تھا۔ ایک دن آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کو ایسا پکڑا کہ سب کچھ بھول گیا۔ کچھ یاد نہ رہا اور بجز توبہ کرنے کے اُس کو چارہ کار نظر نہ آیا۔ خدا معلوم بعد میں اس توبہ پر قائم رہا یا نہ رہا۔ ایک شخص نے اس سے کہا کہ شاہ صاحب آپ نے وہاں تسبیح کیوں نہیں ملائی۔ کہنے لگا واللہ باللہ کچھ بھی یاد نہ رہا سب کچھ بھول گیا۔

۱۹ جمادی الاول ۱۰۸۷ھ کے بعد جب میں حاضر خدمت ہوا تو دریافت حال کے بعد فرمایا کہ اگر کوئی چاہے کہ خدا سے وصل ہو جائے تو یہ غیر ممکن ہے۔ کہاں وہ ذات پاک

ازلی ابدی سرمدی بے کیف و کم بچوں و بے چگون تجربہ صمدیلم یلید و لم یولد اور کہاں ہم  
 ناپاک حادثہ معدوم الاولاد، منہی الاخرۃ محتاج و کم و کیف، ملوث نفس فادہ، حضرت سید  
 ناموسی علیہ السلام پر ادنیٰ تجلی سے گذرا۔ جو کچھ گذرا بس وصل ہی ہے کہ باوجود اس علم  
 کے دنیا میں وصل نہ ہوگا۔ اور عالم آخرت تک صبر کرنا ہوگا۔ قصد کامل اور عزم واثق کے  
 ساتھ ہر دم اپنے کو محبوب حقیقی کی طلب میں فنا کرتا رہے اور غیر سے بالکل کٹ جائے تاکہ ارجم  
 المرحمین اس خستہ دل پر رحمت کی نظر فرماوے اور اپنے انوار میں غرق کر دے۔

یہ ملفوظات وارشادات حضرت شیخ مولانا شاہ عبداللہ صاحب جلال آبادی ثم کرنا لوی  
 قدس سرہ متوفی ۲۱ شوال ۱۳۴۳ھ ۱۵ مئی ۱۹۲۴ء نے خود نوشت رسالہ میں تحریر فرمائے اور حضرت  
 مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ نے ”رہنمائے طریقت“ کے نام سے ترتیب دیا ہے  
 اور زیر نگرانی طبع کرایا ہے نقل کیے ہیں۔

غرض کہ آپ اکابر اولیائے دقت سے تھے اور باوجود کشف و کرامات اور صاحب تفسیر  
 اور علو مرتبت ہونے کے ہزار مبارک میں بہت تواضع اور مسکنت تھی۔ خود فرماتے تھے کہ جب  
 میں بازار سے گذرتا ہوں اور لوگ سلام کہتے ہیں تو گھڑوں پانی پڑ جاتا ہے۔ ندامت یہ  
 ڈوب جاتا ہوں اور حضرت شیخ مولانا شاہ عبداللہ صاحب کرنا لوی قدس سرہ ”تعلیمات رحیمیہ“  
 صفحہ ۵۲ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مرشد المعظم حضرت میاں صاحب سہارنپوری قدس سرہ  
 بدرجہ غایت متبع سنت اور محترمانہ بدعت تھے کسی عرس و محفل رقص و سرود و شعر خوانی میں  
 شریک نہیں ہوتے تھے اور اپنے خادمان کو اتباع شرع کی تلقین فرماتے تھے اور بدعات سے  
 منع فرماتے تھے۔

آپ کا دصال بھی عجیب طریقہ سے ہوا ایک دن گھر سے خوش دامن صاحب نے آواز دیا

یاں صاحب رقیہ (چھوٹی بچی) اردھٹی ہوئی ہے اُس کو مناد - فرمایا کیسی رقیہ اور کس کی رقیہ - ہم نے  
 روضے کو منالیا یہ فرما کر ایک مرتبہ لا اِلهَ اِلاَّ اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہِ - (سُلی اللہ  
 وآلہ وسلم پڑھا اور کر دٹ لی اور سفر آخرت پر روانہ ہو گئے آپ کا وصال خاندانی روایت  
 بحسب بعر ۸۹ سال کو ہوا۔ بروز دوشنبہ وقت شب ۲۱ ربیع الاول ۱۲۰۳ ھ ۱۸۸۶ء میں  
 کا وصال ہوا آپ کے بعد آپ کے جانشین حضرت شیخ مولانا د محمد و منا محمد امیر باز خان  
 سرہ خلیفہ اول ہوئے مزار مبارک انبالہ سرسوار روڈ پر ریل کے پھاٹک سے تقریباً چار  
 فٹ پہ بائیں جانب واقع ہے۔ جہاں حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی رحمۃ  
 علیہ کے بزرگوں کے بھی مزارات ہیں اور ساتھ ہی ایک چھوٹی سی مسجد بھی ہے، حضرت  
 انا علاؤ الدین تحریر فرماتے ہیں -

شاہ عبدالرحیم حکمت قدس	حاج حسین لامکان مشتاق
۱۲۰۳ ہجری	۱۲۰۳ ہجری
روز دوشنبہ وقت دودھ میل	اوج او واگزنت حدس برق
۱۲۰۳ ہجری	۱۲۰۳ ہجری

آپ کی اولاد میں لڑکیاں ہی تھیں جن کے حالات تاحال تحریر نہیں ہوئے ایک  
 صاحبزادی رقیہ بی وصال کے وقت موجود تھیں۔

پ کے خلفاء

(۱) حضرت شیخ مولانا محمد امیر باز خان صاحب سہارنپوری قدس سرہ سجادہ نشین سہارنپور  
 (۲) حضرت شیخ مولانا مولوی شاہ عبداللہ صاحب کرنا لوی قدس سرہ  
 (۳) حضرت شیخ مولانا شاہ ابوالحسن صاحب سابق مہتمم جامع مسجد سہارنپور قدس سرہ  
 (۴) " " " " عبدالرحیم صاحب رائے پوری "

(۵) " " " " عبدالخالق صاحب قدس سرہ ساکن قہم ضلع رمتک  
 (۶) " " " " قاری عبدالکریم صاحب نصیر پور رانجھا ضلع سرگودھا قدس سرہ تحصیل بھلوال  
 (۷) " " " " نور محمد صاحب لدھیانوی قدس سرہ مصنف قاعدہ نورانی  
 (۸) " " " " قاری فیض محمد صاحب قدس سرہ مٹھلے آبادی

(۹) حضرت شیخ مولانا فتح محمد صاحب قدس سرہ مصطفیٰ آبادی

(۱۰) حضرت شیخ الحاج منشی سعادت مند صاحب شاہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کرنال

(۱۱) حضرت شیخ خلیفہ کرم کریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن دیوبند

(۱۲) " پیری نواز ش علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن بہت نسل سہارنپور

(۱۳) حضرت مولانا مولوی محمد منیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۱۴) حضرت مولانا مولوی علاؤ الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جیسے حضرات ہزاروں کی تعداد میں منسلک تھے اور خانقاہ سہارنپور سے خانقاہ کرنال اور خانقاہ نصیر پور راجنہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

آپ کی ایک صاحبزادی کا عقد حضرت مولانا مولوی فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہوا جن کے صاحبزادے حضرت الحاج الحافظ فیض محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔  
مرید و خلیفہ حضرت شیخ مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔

ان کے دو صاحبزادے ہیں (۱) حضرت حافظ ارشاد احمد صاحب مدظلہ جو ۱۹۴۷ء میں سرگودھا پاکستان آگئے تھے اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سرگودھی مدظلہ علیہ سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے۔ آج کل مکہ مکرمہ ذوالہم اللہ تعالیٰ شرفائی قیام فرما ہیں۔ پوسٹ بکس نمبر ۶۴۲

(۲) حضرت الحاج حافظ اعجاز احمد صاحب مدظلہ پریسبوری منڈی سہارنپور شہر میں قیام فرما ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

حصہ دوم

---

(باب دوم)

سلسلہ عالیہ قادریہ مجددیہ

خانقاہ گلزارِ حبی

راپور

ضلع سہارنپور (یو پی)



# شیخ المشائخ قطب الاقطاب الحاج الحافظ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب

## قادری، نقشبندی چشتی، صابری، مجددی قدس سرہ

آپ کے اجداد میں ایک بزرگ چومہری نگاہی خان راجپوت رہے۔  
آپ کے آباؤ اجداد گمٹھہ تحصیل تھانیہ ضلع کرنال مشرقی پنجاب کے رہنے والے۔  
 علاقہ کے بہت بڑے زمیندار اور دور دور تک مشہور شخصیت کے مالک تھے۔ وقت کی  
 میں بہت اثر و سرور تھا۔ ان کے دو فرزند تھے۔ ان کے اسمائے گرامی دریافت طلب۔  
 ان میں سے ایک موضع کرپڑا خور و تحصیل جگا دھری ضلع انبالہ جو تگہری سے شمال کی طرف ہے۔  
 جدی جائداد تھی اُس کی نگرانی اور دیکھ بھال کے لیے منتقل ہو گئے۔ ان کی اولاد میں چومہری  
 علی خان ہوئے۔ ان کے حصہ میں موضع تگہری تحصیل جگا دھری ضلع انبالہ کی جدی جائداد تھی۔  
 میں آئی وہ اُس کی نگرانی اور دیکھ بھال اور نظام کاشت کاری سنبھالنے کے لیے وہیں  
 سکونت پذیر ہو گئے۔ رئیس تگہری اور بہت بڑے زمیندار اور علاقہ کے سردار ہوتے ہوئے  
 محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پابند اور اسلام کے سچے بھی خواہ اور اپنی اصلاح کے خواہ  
 بزرگ تھے، تصوف و سلوک اصلاح نفس کی خاطر حضرت شیخ شاہ غلام علی نقشبندی چشتی  
 مجددی قدس سرہ متوفی ۱۱۹۵ھ خلیفہ ارشد حضرت شیخ میرزا منظر جان جاناں شہید قدس سرہ متوفی  
 ۱۱۹۵ھ کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہو کر تصوف و سلوک کے منازل طے کیے اور خلافت و امامت  
 سے مشرف ہوئے آپ ہمیشہ دہلی پیدل حاضر خدمت ہوتے اور جمعہ کی نماز ہر حال میں حاضرت  
 رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ دہلی میں ادا فرماتے تھے۔

۱۱۹۵ھ خلفاء و مجاہد حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ ۱۱۹۵ھ مصنفہ حضرت مولانا محمد صاحب

رقبہ آئے

ایک دفعہ آپ کے ہمراہ ایک بوڑھانائی بھی دہلی حاضر ہوا۔ خانقاہ شریف میں فاقہ تھا حضرت  
چوہدری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حجام کو ایک روٹی دی اور فرمایا بازار سے کچھ کھالینا ہمارے  
حضرت کے ہاں تو فاقہ ہے اُس نے کہا ہم بھی فاقہ کریں گے۔ ایک دن تو خیر منہ نہ گیا۔ اگلے روز  
بھوک کی شکایت کی۔ حضرت چوہدری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے روٹی دے کر چپکے سے جا کر بازار  
سے کچھ کھالینا۔ دروازے پر ایک وردیش ملا۔ دریافت کیا کہاں جا رہے ہو۔ کہا کچھ کھاؤ لگا  
انہوں نے فرمایا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ تم بھی وردیشوں کے ساتھ ہی رہو جب سب  
کھائیں گے تم بھی کھالینا۔ بے چارہ شرمندہ ہو کر واپس آکر بیٹھ گیا۔ اتنے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ  
باہر تشریف لائے سب فاکرین کو بلا کر دعا فرمائی۔ یا اللہ ہم بھوکے ہیں تو ان وردیشوں کے ساتھ  
ہمیں کھانا دے اتنے میں ایک شہزادے کی طرف سے تھال میں اشرفیاں آئیں۔ اس لیے زوری  
طور سے پکی ہوئی دیکیں بازار سے منگوائیں جو اشرفیاں بچ گئیں ان شاہی پیادوں کو عنایت فرمائیں  
حضرت مولانا محمد صاحب النوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲ ربيع الثانی ۱۳۸۹ھ ۲۱ جنوری ۱۹۷۴ء تحریر  
فرمایا ہے کہ دیکیں آئی تھیں اور کچھ روپے بھی تھال میں آئے تھے وہ روپے اُن شاہی پیادوں کو  
عنایت فرمائے تھے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے آپ کو دین مونی کی کامرانیاں عنایت فرمائی تھیں۔  
آپ کے چار صاحبزادے تھے (۱) چوہدری اشرف علی خان (۲) چوہدری امداد علی خان  
(۳) چوہدری عنایت علی خان سب صاحب اولاد ہوئے۔ حضرت چوہدری اشرف علی خان رحمۃ  
اللہ علیہ کے تین فرزند تھے (۱) حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب (۲) چوہدری عبدالکریم صاحب  
(۳) چوہدری عبدالغفور خان صاحب رحمۃ اللہ علیہم۔

(بقیہ) قدس سرہ و ملفوظات قسط نمبر ۱۸ از حضرت مولانا محمد صاحب النوری قدس سرہ  
۱۸ از حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب مدظلہ و ملفوظات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ  
مرتب حضرت مولانا محمد صاحب النوری قدس سرہ

حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہ کی ولادت باسعادت  
ولادت باسعادت غالباً ۱۲۵۲ھ مطابق ۱۸۵۲ء میں جناب چوہدری اشرف علی

خان صاحب بن حضرت چوہدری رحمت علی خان رحمۃ اللہ علیہما کے ہاں موضع تگھری میں ہوئی  
 واضح ہو کہ موضع تگھری شہر انبالہ سے جانب مشرق ہے اور شہر جگادھری تقریباً سات میل  
 جانب جنوب ہے اور شہر سہارنپور سے جانب مغرب ۲۰ میل کے فاصلہ پر اور اپنے پیر و مرث  
 کے اصل وطن سرسارہ سے ۸ یا ۹ میل کے فاصلہ پر جانب مغرب تھی۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد حضرت حاجی ادا اللہ صاحب کی قدس سرہ  
 متوفی ۱۳۱۶ھ۔ سفر ہجرت میں جناب چوہدری اشرف علی خان کے گھر تگھری میں ٹھہرتے تھے  
 اور حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو  
 ملنے کے لیے تگھری سے گزرے تو وہ بھی آپ کے گھر تشریف لائے تھے دونوں حضرات نے  
 آپ کو پیار دیا تھا۔ یہاں تک مبارک پھیرتے ہوئے دُعا میں دیں اس وقت آپ قریباً تین  
 سال کے تھے۔ آپ نے حفظ کلام اللہ کے بعد ابتدائی تعلیم شروع کی۔ جب حضرت مولانا شاہ  
 محمد صاحب بن حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہما نے ۱۲۸۰ھ مطابق  
 ۱۸۶۱ء میں مدرسہ عربیہ اللہ والا قائم فرمایا تھا یہ بزرگ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کی وجہ  
 سے پٹنہ صوبہ بہار میں روپوش رہتے تھے۔

آپ لدھیانہ حاضر ہو کر حضرت مولانا شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تحصیل علوم میں

۱۷ حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب مدظلہ ۱۷ تذکرۃ الرشید جلد دوم صفحہ ۱۵۵ و تذکرۃ الخلیل صفحہ ۲۶

مصنفہ حضرت مولانا عاشق الہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرٹھی ۱۷ رئیس الاحرار صفحہ ۹۰ تصنیف حضرت

مولانا عزیز الرحمن صاحب لدھیانوی ثم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۷ ۱۷ آپ بیتی نمبر ۲ صفحہ ۵۶

۱۸ حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم۔

مشغول رہے انہیں دونوں حضرت مولانا احمد حسن صاحب بٹالوی و کانپوری متوفی ۱۳۲۲ھ بھی مدرسہ میں داخل ہوئے دونوں حضرات نے علوم دینیہ کی تمام کتابیں مثلاً فارسی، عربی، صرف و نحو، فقہ و حدیث و تفسیر تک تمام علوم و فنون میں تحسین کی، اس کے بعد سند حدیث حضرت مولانا محمد مظہر نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۰۲ھ تکم دہانی مدرسہ مظاہر العلوم کی خدمت میں حاصل کی جب کہ اس زمانہ میں مندرجہ ذیل حضرات مدرسہ میں درس و تدریس کا کام کرتے تھے حضرت مولانا سعادت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ منتظم متوفی ۱۲۸۲ھ صدر مدرس، حضرت مولانا احمد علی صاحب متوفی ۱۲۹۵ھ کے فرزند حضرت مولانا لطف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما اور حضرت مولانا عبدالحی صاحب متوفی ۱۳۱۵ھ حضرت مولانا ذوالفقار علی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۲۵ھ اور حضرت مولانا قاضی فضل الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت مولانا جمیعت علی صاحب پور قاضی رحمۃ اللہ علیہ متوفی بروز منگل ۱۲ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ صدر شعبہ عربی و فارسی گورنمنٹ کالج بہاولپور ریاست بہاولپور سرپرست مظاہر العلوم ان ہی کے فرزند تھے۔ حضرت الحاج الحافظ مولانا عبد اللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ ناظم و مشیر مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور متوفی بروز و دوشنبہ بوقت صبح ۲ ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ۔ آپ نے ان کو استاذ لکھا ہے۔

آپ نے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری قدس سرہ سے چند مدرسین کے ساتھ شرکت فرما کر شوال ۱۳۲۳ھ میں مسلات کی اجازت اور جملہ کتب حدیث کی سند لی تھی۔ ممکن ہے کچھ ابتداء زمانہ میں بھی حضرت سہارنپوری قدس سرہ سے پڑھا ہو۔

۱۔ تاریخ مظاہری جلد دوم صفحہ ۴۲ و آپ بیتی نمبر ۵۴ و ۵۶ و صفحہ ۱۱۱۔ ۲۔ مکتوب حضرت اقدس شاہ عبد الرحیم صاحب قدس سرہ بنام حضرت مولانا اللہ بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہاولنگری ۳۔ از حضرت شیخ مولانا محمد ذکریا صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث مظاہر العلوم مصنف آپ بیتی و تذکرۃ الخلیل صفحہ ۲۶۹

اور حضرت حافظ فضل حق صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۷۲ھ اور حضرت مولانا محمد امیر باز خان رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۲۲ھ جیسے عالم و فاضل۔ محدث حضرات کا دور دورہ تھا۔

طلب حق۔ عشق الہی کی کشمکش ابتداء ہی سے دل میں موجزن تھی۔ بزرگوں سے عقیدت و ارادت اور ان کی صحبت میں بیٹھنے کا شوق دامن گیر تھا۔ تعلیم ہی کے زمانہ میں ایک بزرگ حضرت الحاج شاہ عبدالرحیم صاحب مدرسہ ساری و سہارنپوری قدس سرہ جو قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ سلسلہ کے اکابر مشائخ سے تھے اور سہارنپور محلہ سبزی منڈی میں قیام فرماتے تھے۔ ان کی خانقاہ مبارک پر ان زمانے کی خانقاہوں کی یاد تازہ کراتی تھی ایک دفعہ نماز جمعہ جامع مسجد سہارنپور میں پڑھنے کے لیے تشریف لے جا رہے تھے، آپ بھی سامنے سے مدرسہ کو جا رہے تھے۔ دل میں دوسو سو پیدائش کہ یہ بزرگ بھی بہت خوش ہوں گے کہ میرے ساتھ مولوی اور عالموں اور مریدین کا اتنا مجمع ہر وقت موجود رہتا ہے اور میرے جیسا پیر کوئی کم ہی ہوگا۔ معاً حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے انگلی سے اشاف فرمایا اور فرمایا واللہ باللہ میرے دل میں کبھی ایسی بات نہیں آئی۔ میں تو بہت عاجز و گنہگار خدا کا بندہ ہوں۔ آپ فرماتے تھے کہ اس سے میں دل میں بہت شرمندہ ہوا اور ہدایت سے سر جھک گیا اور اس سے کشمکش میں اور زیادتی ہوئی یہی بات آپ کو خانقاہ رحیمیہ میں حاضری کا سبب بنی۔

آپ فرماتے تھے کہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک پر ایسی نورانیت اور کشمکش تھی کہ جب بازار سے گزرتے تو ہندو مسلم بے اختیار کھڑے ہو جاتے اور عرض کرتے میاں صاحب سلام۔ ایک عرصہ کی حاضری کے بعد بڑی عنایت اور شفقت و محبت سے فرمایا آہم چاند تجھے بیعت ہی کر لوں۔ بیعت فرما کہ سلسلہ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ کے اسباق ارشاد فرمائے۔ ایک مدت تک عبادت و ریاضت اور مجاہدہ و ذکر و افکار میں مشغول رہے جب سلسلہ عالیہ کے اسباق پورے ہو گئے اور سلوک و تصوف کے منازل طے ہو گئے۔

کچھ عرصہ کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت و اجازت سے مشرف فرمایا اور سے پہلے حضرت اقدس مولانا محمد امیر باز خان صاحب قدس سرہ متوفی ۱۲۲۲ھ کو قریباً ۱۲۸۶ھ

پہلے اور حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ صاحب جلال آبادی دکنالوی قدس سرہ متوفی ۱۳۲۲ھ کو  
 محرم الحرام ۱۲۹۲ھ میں اجازت و خلافت فرما چکے تھے اقل الذکر خلیفہ اول اور دوم خلیفہ ثانی ہر  
 چکے تھے۔ اور حضرت مولانا ابوالحسن صاحب قدس سرہ شطیب و مہتمم جامع مسجد سہارنپور بھی اجازت  
 و خلافت سے مشرف ہو چکے تھے۔ آپ کو بھی انہی دنوں یا اس کے بعد اجازت و خلافت سے  
 نوازا گیا اور خلیفہ چہارم ہوئے۔ آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء اور  
 مریدین و متعلقین کی نظروں میں ایک خاص مقام کے مالک تھے اور ان کو آپ پر پورا پورا  
 اعتماد تھا اور عزت و شرافت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ سلسلہ عالیہ کے معمولات  
 و اوراد و طائف کے سخت پابند تھے۔

اپنے وطن نگہری میں ایک شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسئلہ میں یعنی آپ کے  
 رشتہ داروں نے اپنا ایک رشتہ ایک شیعہ سے کر دیا تو آپ نے وطن کو خیر باد فرما کر اپنے نہیاں  
 کی بستی رائے پور تحصیل و ضلع سہارنپور میں ۱۳۰۰ھ تشریف لے گئے اور خانقاہ قائم فرمائی۔  
 جہاں آپ نے سلسلہ عالیہ قادریہ و نقشبندیہ، مجددیہ کے ذکر و اذکار اور اشتغال و مراقبات  
 لائچ فرمائے اور عقیدت و محبت سے اخیر زمانہ تک اپنے شیخ و پیر و مرشد کے حلقہ سے وابستہ رہے  
 یاد رہے کہ رائے پور آپ کے وطن نگہری سے جانب شمال مشرق بیس میل دور دریائے جمنا  
 کے مشرقی کنارے واقع ہے یہ بستی مسلمان راجپوتوں اور مسلمان شرفاء کی بستی ہے جو شہر سہارنپور  
 سے بجانب شمال تقریباً ۲۳ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

سہارنپور سے مشہور قصبہ بہٹ سے گذر کر مشہور شہر چکروتہ کو پختہ سڑک جاتی ہے اس  
 کے ۱۸-۱۹ میل کے فاصلہ پر نہر جن مشرقی کا مشہور پل ہے۔ اس سے جانب شمال ۴ میل

۱۔ رسالہ التوحید ص ۱۱۹ و رہنمائے طریقت ص ۱۱۹ از تصانیف حضرت مولانا

محمد عبداللہ شاہ صاحب دکنالوی قدس سرہ گند پور کا پل

کے فاصلہ پر بستی رائے پور واقع ہے۔ بستی سے مغرب نہر سے پار چوہدری مراد علی خان مرحوم کے باغ میں خانقاہ کی بنیاد رکھی۔ جو آج کل گلزار رحیمی کے مبارک نام سے مشہور ہے۔ وہیں جانب مغرب مسجد اور مدرسہ کی پختہ عمارت ہے۔ جو پہلے کچی عمارت تھی اور چھپرے تھے۔ بارشوں میں خوب ٹپکتی تھی لیکن کبھی زبان پر شکایت نہیں آنے دی۔ اسی گاؤں کے آپ نواسہ تھے اور یہی جناب راؤ امانت علی خان رائے پوری مرحوم کی صاحبزادی سے نکاح و شادی بھی ہوئی تھی اس لیے آپ کی حیات مبارکہ تک یہی خانقاہ تھی اور اسی کے گرد و پیش طالبین خدا کا قیام رہتا تھا۔ پہلے پہل ایک پٹواری صاحب بیعت کے لیے حاضر ہوا۔ آپ نے اس کو فرمایا کہ سہارنپور میں میرے شیخ موجود ہیں۔ ان سے جا کر بیعت ہو جا۔ پٹواری صاحب سہارنپور حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیعت کے لیے عرض کیا۔ حضرت میاں صاحب قدس سرہ نے فرمایا۔ جا راجے پور میرا چاند میرے سے بڑھ گیا ہے ان سے جا کر بیعت ہو جا۔ اس نے عرض کیا انہوں نے ہی آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔

فرمایا جابیں انہیں کہہ دوں گا۔ وہ واپس رائے پور حاضر ہوا آپ مسجد لوہاراں والی میں جمعہ پڑھتے تشریف لے گئے تھے۔ پٹواری صاحب وہیں حاضر ہوئے آپ نے دور سے پہچان کر فرمایا یہ بیچا نہیں چھوڑتا اب اس سے بیعت فرمایا۔

آپ کا اکثر مزارات اولیاء اللہ پر حاضری کا معمول تھا۔ سہارنپور۔ دہلی۔ پیران کلیر سرہند شریف وغیرہ مزارات پر حاضری دیتے تھے اور فیوضات و برکات سے مشرف ہوتے تھے ایک دفعہ پیران کلیر شریف حضرت شیخ علی احمد صاحب قدس سرہ خلیفہ حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر چشتی قدس سرہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے۔ غرض یہ کہ انہیں ویسے ہی حاضر

۱۔ از جناب ماسٹر غور شید صاحب ساکن لیدھا حال جھادریاں

۲۔ از ارشادات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ



ہوئے۔ موسم گلابی سا تھا۔ سردی کا موسم نکل چکا تھا۔ اندر سوئیں تو مچھر کاٹتا۔ باہر سردی لگتی تھی۔ فرماتے تھے کہ باہر ہی صحن میں فرش پر بستر لگالیا۔ ہلکی سی بوند باندی شروع ہوئی۔ میں اندر چلا گیا۔ بارش بند ہو گئی اور بستر اور کپڑے بالکل خشک تھے پھر صحن میں بستر لگایا اور لیٹ گیا۔ پھر بارش شروع ہو گئی پھر اندر چلا گیا تو بارش بند ہو گئی۔ پھر تیسری بار صحن میں بستر بچھا کر لیٹ گیا اور بارش شروع ہو گئی۔ فرماتے تھے کہ میں نے کہا۔ کون اُٹھے۔ رضائی صبح خشک کر لیں گے، لیکن بارش ایسی معلوم ہوئی کہ گویا بستر وغیرہ پانی سے ڈر جا رہا ہے مجبوراً بستر اُٹھا کر اندر چلا گیا۔ چہ آواز آئی۔ عبدالرحیم! میں نے جواب دیا۔ جی ہاں۔ پھر پھوڑی دیر کے بعد آواز آئی۔ عبدالرحیم۔ میں سے عرض کیے۔ جی ہاں! حاضر ہوں۔ پھر کچھ دیر کے بعد آواز آئی عبدالرحیم! میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے نظر تو آتے نہیں۔ آپ کون بزرگ ہیں۔ فرمایا۔ میں علی احمد ہوں آپ کا حصہ گنگوہ میں ہے سٹ

حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ ہلکی بوند باندی شروع ہوئی جب دیر ہو گئی تو ہاتھ باہر نکال کر رضائی کو دیکھا تو وہ بالکل خشک تھی اور فرش بھی خشک تھا باقی واقعہ مذکور کے بعد فرماتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے کہ میں نے خیال کیا کہ یہاں کوئی خادم عبدالرحیم ہوگا۔ کوئی اسے آواز دے رہا ہوگا۔ پھر دوبارہ آواز آئی۔ پھر سہ بارہ آواز آئی۔ تو خیال آیا کہ کہیں صابر صاحب تجھ کو ہی نہ بلا رہے ہوں تو آواز آئی کہ ہاں تجھ کو ہی بلا رہا ہے اور فرمایا کہ میرے ہاں کی نعمت گنگوہ میں ہے تم گنگوہ جاؤ۔

یہ انوارات کی بارش تھی۔ جب روضۃ الطہرنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرتے ہیں۔ اس وقت ایسے ہی انوارات کی بارش ہوتی ہے کہ ہر شخص محسوس کرتا ہے جب طواف کعبہ کرتے ہیں۔ تب بھی ایسے انوارات کی بارش ہوتی ہے سٹ

سٹہ ازار شادات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ و حضرت مولانا محمد صابا انوری قدس سرہ

پٹہ ازار شادات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ

آپ فرماتے تھے کہ میں صبح رائے پور چلا آیا اور خیال، گذرا کہ میں اپنے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے  
مجازت بھی ہوں پھر کیا ضرورت ہے پھر سفر حج کے لیے حرمین الشریفین حاضری ہوئی یہ زمانہ تقریباً ۱۲۰۷ھ  
کا بتا ہے۔ مکہ مکرمہ میں شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر علی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔  
حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ تم کو صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو حکم دیا تھا اُس کی  
تعمیل کی یا کہ نہیں عرض کیا کہ نہیں فرمایا جب وطن واپس جاؤ گے تو ہمیں مل کہ جانا۔ واپسی پر حاضر  
ہوا۔ عرض کیا کہ حضرت آج واپس وطن جانے کا خیال ہے۔ تو فرمایا کہ تم کو حضرت صاحب رحمۃ  
اللہ علیہ نے حکم دیا ہے اُس کی تعمیل کرو۔ ایک خط بھی عنایت فرما کر فرمایا کہ جب گنگوہہ جاؤ  
گے تو مولوی رشید احمد کو دے دینا۔

واپسی پر بھی ہم نے گنگوہہ جانے کا خیال نہ کیا کہ جب ہمارے پیر و مرشد ایک کامل اولیاء اللہ  
میں سے ہیں اور ہمیں اجازت بھی ہو گئی ہے تو پھر کیا ضرورت ہے۔ پھر ایک روز خیال آیا کہ  
چلو گنگوہہ ہو آئیں۔ جب گنگوہہ حاضر ہوا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ ظہر کی نماز کا وضو فرما رہے تھے  
فرمایا آگئے۔ آپ نے عرض کیا کہ حاضر ہوا۔

فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کئی والا نامہ میرے نام عنایت فرمایا تھا بہت شرمندہ ہوا اور  
عرض کیا کہ عنایت فرمایا تھا۔ فرمایا کتنا قیام ہوگا۔ عرض کیا کہ تین شب۔ پھر بیعت فرمایا اور  
چاروں سلسلوں میں یعنی چشتیہ، صابریہ، نظامیہ اور قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، مجددیہ  
میں اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا اور ختم خواجگان سلسلہ چشتیہ کی اجازت فرمائی جو آج  
تک آپ کے حلقہ میں جاری ہے۔

اس وقت حضرت میاں صاحب شاہ عبدالرحیم صاحب سرساوی و سہارنپوری قدس سرہ  
کے وصال مبارک کو تقریباً چار سال گزر چکے تھے یعنی ۱۲۰۷ھ کا زمانہ تھا مگر آپ نے لوگ

سہارنشاہات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ و سوانح حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ

طریقہ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ ہی کو جاری فرمایا۔

آپ ایک بار حضرت شیخ مولانا فضل رحمن صاحب گنج مراد آبادی قدس سرہ کی خدمت میں  
جئے تھے۔ آپ علوم ظاہری میں متبحر عالم اور فاضل اور حافظ و قاری تھے اور علوم باطنی میں  
کامل و مکمل بزرگ تھے۔ طریقت کا آپ پر غلبہ تھا۔ دیکھنے والا آپ کو مولوی یا عالم نہ سمجھتا تھا۔  
آپ صاحب عبادت و ریاضت اور صاحب مجاہدہ بزرگ تھے۔ اور صاحب کشف و  
کرامات اور تصرفات اور صبر و شکر و قناعت و اخلاص۔ علم و یقین و تفویض و توکل، رضا و تسلیم  
کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔

آپ رات دن میں کوئی گھنٹہ بھر سوتے ہوں گے باقی سب عبادت و ریاضت میں گذرتا  
عصر کے وقت مجلس عام ہوتی اور عام ملاقات کے لیے مخصوص تھا۔ آپ تنہا میں طویل قرآن  
مجید تلاوت کرتے بڑے سکون و اطمینان اور سرور دل سے جب عذاب کا ذکر آتا تو رو۔ رد  
کر استغفار پڑھتے اور ہاتھ جوڑ جوڑ کر معافی طلب کرتے۔ اسی طرح جب آیات رحمت کا ذکر  
آتا تو خوش ہو کر تلاوت فرماتے۔

رمضان شریف میں تلاوت اور ذکر و اذکار اور شغل و مراقبہ و غیرہ کا اور بھی اضافہ ہو  
جاتا تھا اور خاص اہتمام بڑھ جاتا۔ مجلسیں سب ختم فرما دیتے تھے۔ ٹراک بھی بند فرما دیتے  
باتوں کے لیے کوئی وقت نہ تھا۔ کسی ایسے شخص کے آنے سے طبیعت مبارک پر گرانی  
ہوتی جس کے لیے وقت صرف کرنا پڑتا۔ نماز کے علاوہ تقریباً چوبیس گھنٹہ تخلیہ فرماتے اور  
قریباً سارا وقت تلاوت کلام اللہ میں صرف فرماتے حتیٰ کہ رات دن میں سارا کلام اللہ ختم فرما لیتے  
گویا کہ تلاوت اور معمولات کے علاوہ کوئی کام ہی نہ تھا۔ رات دن اسی میں گزارتے۔ اور  
معذوری کا نہ مانہ قرآن مجید بہت زیادہ سنتے تھے سات لہجہ بار۔ آپ کا وجود مبارک تمام کا

لے ارشادات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ

تمام عملاً تبلیغ تھا۔ آپ کی خانقاہ میں نہایت سادگی اور تکلفات سے پاک تھی۔ سادہ اور بے تکلف کھانا پکنا۔ سادہ لباس سادے مکانات اور سادہ چارپائیاں اور سادے بسترے۔ غرض کہ بڑے مجاہد سے اور جفاکشی اور ریاضت کی بابرکت جگہ تھی۔ رات دن میں صرف ایک ردائی مٹی کی ملتی تھی۔ کوئی سالن وغیرہ نہیں ہوتا۔ کبھی کہیں سے چھاچھ (لسی) آجاتی تو مقیمین خانقاہ کے لیے عید ہو جاتی ۳۲۳ھ میں اور اس کے بعد آپ کے لائیکر می حضرت حاجی جانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ساری خانقاہ میں صرف ایک لائٹین تھی تاکہ حاضر رہنے والے صرف اللہ پر بھروسہ اور تارک الدنیا ہو کر رہیں اور ساتپوں اور بچپوں سے بے پرواہ ہو کر

آپ تبلیغ کے لیے اور اشاعت سلسلہ کے لیے ہر وقت کوشاں رہتے اور اس سلسلہ میں بڑے لمبے چوڑے دورے فرماتے۔ یوپی۔ دہلی اور پنجاب میں خصوصاً انبالہ، لدھیانہ جالندھر اور ملتان سے آگے ریاست بہاولپور میں ضلع بہاولنگر اور بٹہ عالمگیر وغیرہ مقامات میں خصوصی دورے فرماتے اور ہر جگہ رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری فرماتے۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے جا بجا مدرسے جاری فرمائے۔ رائے پور میں اپنی نگرانی میں ایک مدرسہ جاری فرمایا جس کی باقاعدہ تحریر ۱۲۰۸ھ کی ملتی ہے۔ جس میں حفظ کلام اللہ اور ناظرہ کی تعلیم اور عقائد۔ نماز۔ روزہ اور سروریات دین کے مسائل اور دنیوی لحاظ سے حساب کتاب پڑھائی جاتی تھی اور سب ضروریات زندگی کی اعلیٰ تعلیم سکھائی جاتی تھی۔ مثلاً کھانا پکانا، پانی بھرنا۔ لکڑیاں خود رو جنگل سے کاٹ کر لانا۔ کپڑے دھونا وغیرہ یہ سب کام طالب علم خود انجام دیں تاکہ چیت و چالاک رہیں اور کابل و سست نہ بنیں یہ مدرسہ توکل کا مجسمہ تھا۔ نہ کوئی جائداد وقف تھی اور نہ کوئی سفیر تھا اور نہ کہیں سے چندہ لیا جاتا تھا محض توکل علی اللہ نہایت کامیابی سے آج تک جاری اور ساری ہے۔ اسی طرح کئی ایک مقام پر

۱۔ ارشادات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ

۲۔ ارشادات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ

مدرسے خادین سے کھلوائے تھے کہ محض توکل علی اللہ نہ کوئی سفیر ہو اور نہ کہیں سے چندہ کیا جاوے  
اگر کچھ آجاوے تو کھالیں در نہ صبر و استقامت سے بیٹھیں نہ

آپ کا ردِ قادیانیت اور شیعیت میں خالص مقام تھا اور رسوم و بدعات کی اصلاح میں  
بہت وقت مصروف رہتے تھے۔ ایک دفعہ راؤ مراد علی خان مرحوم نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم  
جمعین کی باہمی جنگ و رنجش کا ذکر شروع کر دیا اور اس پر رائے زنی ہونے لگی۔ آپ جوش  
پا آگئے اور ارشاد فرمایا راؤ صاحب ایک مختصر سی بات میری بھی سن لیجیے۔ بات یہ ہے کہ  
باب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں مخلوق کو قیامت تک کے پیش آنے والی تمام  
وریات دین و دنیا سے باخبر کرنے کے لیے تشریف لائے تھے اور ظاہر ہے کہ وقت  
نی بڑی تعلیم کے لیے آپ کو بہت تھوڑا دیا گیا اور اس تعلیم کی تکمیل کے لیے ہر قسم کے حوادث  
و واقعات پیش آنے کی جتنی ضرورت تھی ان پر حکم اور عمل مرتب ہو تو دنیا سیکھے کہ فلاں واقعہ  
یوں ہونا چاہیے۔ فلاں میں یوں۔ پس اصول کے درجہ میں کوئی واقعہ ایسا نہیں رہا جو  
حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بابرکت میں حادث نہ ہو چکا ہو۔ اب واقعات  
تھے دو قسم کے۔ ایک وہ جو منصب نبوت کے خلاف نہیں تھے وہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
پیش آئے۔ مثلاً نکاح و شادی، اولاد اور ان کا وصال کرنا، کفنانا، دفنانا تمام خوشی و غمی  
و واقعات وغیرہ وغیرہ اور ان سے دنیا کو عملاً سبق مل گیا کہ فلاں کام سنت ہے اور  
ان خلاف سنت ہے اور وہ واقعات جو عظمت شان نبوت کے منافی ہیں مثلاً زنا چوری  
اور۔ باہم جنگ و جدال، نفسانی اغراض پر دنیوی امور میں نزاع و رنجش وغیرہ، یہ سب واقعات  
تھے، منصب نبوت کے منافی اور ضرورت تھی ان کے پیش آنے کی، لہذا حضرات صحابہ کرام  
ان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے کو پیش کیا کہ ہم خدام آخر کس مصروف کے ہیں۔ جو امور حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب کے خلاف ہیں وہ ہم پر آویں اور حکم و نتیجہ مرتب کیا جاوے تاکہ دیں تکمیل ہو جائے چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر سب کچھ آلیا جو قیامت تک گئے ان کے لیے رشد و ہدایت بنا اور ہر بھلے برے کو معلوم ہو گیا کہ فلاں واقعہ میں یہ کرنا اور اس طرح کرنا مناسب ہے اور یہ کرنا اس طرح کرنا نامناسب ہے۔ پس ہے کوئی ایسا باہمت جانثار تکمیل دین کی خاطر ہر ذلت اور ہر عیب کو ہنر سمجھ کر نشانہ ملامت بننے پر فخر کرے وہ سچے عشاق تو طرح ہماری تمہاری اصلاح و تعلیم کی خاطر اپنی عزت و آبرو و نثار فرمادیں اور ہم ان کے منصف و ڈپٹی بن کر تیرہ سو برس کے بعد ان کے مقدمات کے فیصلے کرتے بیٹھیں اور نکتہ چینی کر کے عاقبت گندی کبریٰ میں سے کیا چل۔ اگر ان جواہرات نایاب کے قدروان نہیں بن سکتے تو کم سے کم وطن سے ہی اپنا منہ بند رکھیں لے

غرض کہ آپ ہر بدعت اور خلاف سنت کاموں کی تردید قال و حال سے فرماتے تھے ایک غرض مسائل اختلافیہ سنت و بدعت پر ارشاد فرمایا کہ میرے نزدیک علاوہ دلائل علمیہ کے حق و باطل پہچاننے کا ایک معیار اور بھی ہے وہ یہ کہ قدرت نے ہر چیز میں اُس کے ہم جنس کی طرف کشش کا مادہ رکھا ہے کہ کبوتر تہہ با کبوتر اور بانہ با بانہ اور یہ قدرت کا عطیہ ہے جس کو فطرت نے کہنا چاہیے۔ اجسام ہر یا اعراض سب ہی میں جاری و ساری ہے۔ پس جس فعل کے متعلق شریعت کہ نہ معلوم حق ہے کہ باطل۔ اُس میں یہ دیکھنا چاہیے کہ اس کی طرف میلان کن قلوب (دلوں) کا ہے اور کشش کس قسم کے لوگوں کی ہے اگر دیکھو کہ ابتداء اُس کی طرف بدوین و فاسق اور فجار و ملوث کی اُس کی طرف حرکت ہوئی اور وہی لوگ جو بد و خردی کے ساتھ اُس کی طرف لپکتے ہیں تو کہ اس فعل میں ضرور ظلمت ہے اگرچہ ظاہری صورت نورانی اور دینی معلوم ہوتی ہو بلکہ اگر اس میں نور ہو تو ظلماتی قلوب جذب نہ کرتا بلکہ وہ قلوب اس سے بھاگتے اور نورانی

اولیاء و صلحا کے اُس کی جانب نہ کھینچے اور کسی فعل کو دیکھو کہ ویندار اہل اللہ اُس کی طرف جاتے  
 ہیں اور عوام بازاری لوگ اس سے بھگتے ہیں تو سمجھ لو کہ اس فعل میں ضرور نور ہے کہ اہل نور  
 حضرات کے قلوب کو اس طرف کشش ہوئی اور ظلماتی قلوب نے وحشت کھائی۔ پس عوام کا کسی  
 اختلافی مسئلہ کے متعلق یہ کہنا کہ ہم تو بے پڑھے ہیں اور دونوں طرف مولوی ہیں پھر ہم کیونکر سمجھیں  
 کہ کون حق پر ہے۔ خدا کے نزدیک یہ معتبر نہیں یہ عذر قبول نہ ہوگا۔ جبکہ دونوں طرف علماء ہونے  
 کے قابل ہو کر بھی ایک طرف جھکے ہوئے ہیں جو دلیل ہے ایک شک کو اُن کے نفوس نے قبیح  
 دے کر اختیار کیا اور اپنے اوپر سے الزام اتارنے کے لیے مولویوں میں فیصلہ نہ کر سکنے کا عذر تراشا  
 ہے اُس طرح ذرا غور کرنے سے ہر بے پڑھے سے بے پڑھا بھی حق اور باطل سمجھ سکتا ہے کیونکہ  
 دیکھ رہا ہے کہ رسومات و بدعات رائجہ کی طرف یا وہ بازاری عوام جھکتے ہیں جن کو نماز روزہ تک  
 سے وحشت و بے تعلقی ہوتی ہے یا وہ پڑھے لکھے مائل ہوتے ہیں جن کے قلوب و نورانیت  
 کو حُب جاہ و مال نے داب لیا ہے اور اگر کوئی مخلص دھوکہ کھا کہ ادھر چلا بھی گیا تو خود اپنے قلوب  
 ٹوٹے کہ وہ کشش نہ ہوگی جو درود و نماز۔ روزہ جیسی کھل عبادتوں کی طرف اُس کو ہوتی ہے  
 اور اس لیے اُمید ہے کہ انشاء اللہ کسی وقت اُس کا قلب سلیم اُس کی رہبری کرے گا اور متنبہ ہو کر  
 نورانیت کی طرف ضرور آجائے گا۔ آپ ہر بدعت اور خلاف سنت کی قال و حال سے رو فرماتے  
 اور خصوصاً نکاح بیوگان جو آپ کی قوم میں عیب تھا اور بیوہ عورتوں کو دوسرے نکاح کی اجازت  
 نہیں تھی اور اگر کوئی عورت دوسرا نکاح کر بیٹھتی تو شور مچاتا اور بڑی بڑی مخالفتیں چلتیں  
 آپ نے اُس کی اصلاح میں بہت کچھ مصائب برداشت فرمائے اور عملاً آپ نے خود بھی  
 بیوہ عورت سے نکاح فرمایا اور اپنے عزیز بیٹے حضرت الحاج حافظ مولوی عبدالرشید رحمۃ اللہ  
 علیہ متوفی ۱۳۲۸ھ ۱۹۱۰ء جن کا وصال سفر حج میں ہوا تھا اُن کی بیوہ کا نکاح بڑی دھوم  
 سے منایا اور برات کے فوراً اس کو رخصت فرمایا۔ اس بیوہ کا نکاح اپنے نواسہ خباب  
 حمید خان بن چوہدری تصدق حسین خان سے کرایا جو ولیدار گمشدہ ضلع کہنابل کے تھے



ایک دفعہ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ نے عرض کیا کہ حضرت قادیانی التوار کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمیں التوار نظر آتے ہیں اور تکلم باری تعالیٰ ہوتا ہے اور نماز میں بہت حالات و کیفیات پیش آتے ہیں اور گریہ و خشیت کا غلبہ ہوتا ہے اُس کا کیا سبب ہے۔ آپ سنبھل کر بیٹھ گئے اور بڑے جوش سے فرمایا۔ مولوی صاحب سنو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ ذَلِيلٌ مَّا تَوَلَّىٰ۔ ترجمہ: اور جو کوئی برخلاف رسول کے پیچھے اُس کے کہ ظاہر ہوئی واسطے اُس کے ہدایت اور پوری کرے سوار راہ مسلمانوں کے متوجہ کریں گے ہم اس کو حد صحر متوجہ ہے تک تلاوت فرما کر اُس کی کچھ تشریح فرمانا چاہتے تھے کہ میں نے عرض کیا کہ حضرت میں سمجھ گیا۔ (حضرت مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی مدظلہ اس پر تحریر فرماتے ہیں کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ضلالت کی صورت میں بھی جو لوگ مجاہد سے اور محنت میں لگے رہتے ہیں اُن کے لیے بھی صورتیں اور آثار ظاہر ہوتے ہیں جن سے اُن کو اپنے مسلک کی تائید اور اس پر اطمینان حاصل ہوتا ہے اور وہ اس میں زیادہ پختہ ہو جاتے ہیں اسی کا نام قرآن مجید کی اصطلاح میں استدراج ہے۔ اس کا محض کثوف و التوار اور کیفیات و آثار حقانیت اور مقبولیت کا معیار نہیں۔ اصل معیار کتاب سنت اور مسلک سلف سے مطابقت ہے۔)

آپ حلال کھانا کھانے اور حلال کا کپڑا پہننے کا بڑا اہتمام فرماتے تھے۔ **کھانے میں احتیاط** کہ اس سے ذکر کے اثرات مرتب ہوتے ہیں اگر اتفاقاً کہیں بے خبر میں کھانا کھا لیتے تو وہ ہضم نہیں ہوتا تھا اور قے فرما دیتے تھے، ایک دفعہ گتھہ کے ایک رئیس نے دعوت کی آپ نے بہتر اَعذر فرمایا لیکن وہ نہ مانا اور بہت اصرار کیا۔ آخر آپ نے

۱۔ تذکرۃ الخلیل صفحہ ۲۴۹ ۲۔ تذکرۃ الخلیل صفحہ ۲۴۲ تا

۳۔ ارشادات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ و سوانح حضرت اقدس مولانا عبدالقادر رائے پوری قدس

ہو کہ اس کی دلداری کے لیے تاکہ اس کی دل شکنی نہ ہو۔ منظور فرمایا لیکن کھانے کے بعد مکان پر تشریف لائے تو سب قے فرما دیا اور اس میں ذرہ تغیر نہ تھا اور اوپر سے گرم پانی پی کر اچھی طرح پیٹ مبارک صاف کر دیا بعد میں معلوم ہوا کہ وہ شخص سود لیا کرتا تھا۔ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا جب آپ کوئی مشکوک کھانا کھا لیتے ہنرم نہ ہوتا اور قے ہو جاتا اور کھانا صاف جس طرح کھایا ہوتا اسی طرح خارج ہو جاتا۔ ذرا بھی تغیر نہ ہوتا تھا۔

آپ ذکر کے فضائل اور اہمیت میں فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔  
 وَذَكَرُونِي اذْكَرْكُمْ وَاشْكُوْذِلِي وَلا تَكْفُرُوْنَ - یعنی تم مجھے یاد کرو۔ میں تم کو یاد کروں اور میرا شکر ادا کرو اور کفرانِ نعمت نہ کرو۔ گویا ذکر نہ کرنا غافل رہنا۔ کفرانِ نعمت اور ذکر نہ کرنا شکر ادا کرنا ہے۔ آپ عام خادین سے نفی اثبات گیارہ سو بار اور اسم ذات ۲ ہزار تک۔ تین چلے بڑی شد و مد کے ساتھ بلاناغہ کرتے تھے۔

آپ فرماتے تھے کہ یہ ہمارا سلسلہ قادریہ کا ذکر اگر تین چلے شد و مد کے ساتھ کیا جائے تو افار ذکر پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس لیے کہ عوام اپنے کو کچھ نہیں سمجھتے اور جاہل سمجھتے ہیں اور اہل علم حضرات سے سات چلے کرتے تھے یہ اس لیے کہ اہل علم حضرات اپنے کو بہت کچھ سمجھتے ہیں اس بہت کچھ سمجھنے کو مٹانے کے لیے فرماتے تھے اپنے کو کچھ سمجھنے لگ جانا، اس سے تہقی رک جاتی ہے آدمی ادھورا رہ جاتا ہے اس میں ایک اپنے پر بھائی صاحب کشف کا تذکرہ فرما کر فرماتے۔ ان کی ترقی رک جانے کا کشف سبب بنا اور ایک دوسرے پر بھائی کا تذکرہ فرماتے کہ جب میں کہیں پہنچا تو سنا کہ یہاں ایک بزرگ ہیں مراقبہ میں حجت میں داخل ہوتے ہیں اور جب بلا تو معلوم ہوا کہ یہ میرے پر بھائی ہیں اور ان کی باتیں سن کر معلوم ہوا کہ یہی چیز ان کے رک جانے کا سبب بنے۔ حضرت اقدس قطب عالم شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ

سہ از ارشادات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ

فرماتے کہ میں چودہ سال حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہا۔ اس طویل مدت میں کبھی ایک کلمہ بھی آپ کی زبان مبارک سے نہیں سنا جس میں اپنی تعریف کی بوجہ بھی آتی ہو۔ جب جاہ ایک ایسے چیز ہے جو سب سے آخر میں اولیاء اللہ کے قلوب سے نکلتی ہے جب سالک صدیقین کے مقابل پر پہنچتا ہے تب اس سے پیچھا چھوٹتا ہے یہ بات میں نے اپنے حضرت رحمۃ اللہ علیہ میں خوب اچھی طرح سے دیکھی ہے کہ جب جاہ کا وہاں سرکٹا ہوا تھا حالانکہ آپ تصوف کے امام تھے۔

نیز فرماتے تھے کہ جب میں نے پہلی دفعہ عریضہ لکھا کہ میں بیعت کے واسطے حاضر ہونا چاہوں۔ جواب تحریر فرمایا کہ حدیث میں آتا ہے کہ **الْمُشْتَارُ مُؤْتَمِنٌ**۔ میں آپ کو لکھتا ہوں کہ میں کوئی چیز نہیں۔ آپ میں طلب ہے مجھ میں یہ بھی نہیں۔ آپ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کی طرف رجوع کریں۔ میں یہ والا نامہ پڑھ کر پھڑک گیا کہ اخلاص اور بے نفسی اس کو کہتے ہیں۔ آپ فرماتے تھے کہ اہل اسلام اور ہندو جو گویوں کا سلوک اخیر تک برابر برابر چلتا رہتا ہے وہ سب واردات و حالات و کیفیات جو اہل اسلام کو پیش آتی ہیں ان کو بھی آتی ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ آخر میں اہل اسلام کو اتباع حضرت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہو جاتی ہے ہندو اس سے محروم رہ جاتے ہیں۔ آپ کے ہاں صرف تعلق مع اللہ کے دوام پر زور دیا جاتا تھا۔ کیونکہ جب یہ تعلق نصیب ہو جاتا ہے تو اتباع شریعت اور اخلاق عالیہ خود بخود آ جاتے ہیں اور اسی کے حصول کے لیے ذکر و شغل اور مراقبہ کرایا جاتا ہے۔

آپ نے تقریباً اپنے مرشد ارشد الحاج حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب سرسادی قدس سرہ متوفی ۱۲۱۱ھ ربیع الاول ۱۳۰۳ھ کے بعد چونتیس سال ارشاد و تلقین تعلیم و تربیت کا کام فرمایا۔ لاکھوں انسانوں نے فیوض و برکات حاصل کیں جس میں بڑے بڑے علماء و صلحا شامل تھے اور عالم فاضل صاحب عبادت و ریاضت جس میں صاحب نسبت اور صاحب احوال اور

بند مرتبہ بزرگوں کی اور صاحب کشف و کرامات بزرگوں کی خاصی تعداد تھی اور کئی ایک خانقاہیں قائم ہوئیں جن میں موصی و مرید متصل رائے پور گجرات ضلع جالندھر اور دین پور شریف متصل ضلع بہاولنگر ریاست بہاولپور کی خانقاہیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

آپ عبادات و ریاضات اور ارشادات و تلقین اور تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ تحریک آزادی ہند اور انگریز دشمن اسلام اور دشمن قوم و ملک میں حضرت شیخ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھے اور یہ ساتھ وصال تک رہا اور اپنے خاص خادم حضرت شیخ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ کو وصیت فرما گئے تھے کہ اپنی ظاہری و باطنی اصلاح کے ساتھ سیاسی خیالات جذبہ جہاد اور اسلام، مسلمان، ملک کے دشمن انگریز کے خلاف ہوتے ہوئے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہنا اور انہیں سے رجوع اور مشورے کرتے رہنا۔

حضرت مدنی قدس سرہ متوفی ۱۲ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ) فرماتے تھے جب میں ۱۳۲۰ھ میں رائے پور حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت شیخ الہند (رحمۃ اللہ علیہ) لوگوں سے بیعت جہاد لے رہے ہیں یہ تو بہت خطرناک امر ہے انگریز کو اگر خبر ہو گئی تو دارالعلوم کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے، مسلمانوں کا یہ علمی مرکز اٹھ جائے گا۔ مجھے اس کی خبر نہ تھی لہذا لا علمی کا اظہار کیا۔ میں نے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کا یہ ارشاد عرض کیا تو فرمایا حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی تھی کہ پچاس برس تک یہ دارالعلوم قائم رہے گا۔ سو مجھ کو پچاس برس گزر چکے ہیں اور دارالعلوم اپنی خدمات باحسن و جہد سرانجام دے چکا ہے۔ یہ سن کر میں دم بخور رہ گیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ سے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی آپس میں کھل کر بات چیت ہوئی تو آپ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ہم خیال اور ہموا ہو گئے۔ گویا دونوں حضرات

۱۔ ارشادات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ ۲۔ حضرت مدنی قدس سرہ

ایک جان دو قالب تھے اور آخر تک اسی پر قائم رہے جب حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۳۳  
 میں حاضری حرمین الشریفین کے لیے حاضر ہوئے تو آپ کو دارالعلوم دیوبند کا سرپرست اور تحریک  
 آزادی ہند کا اپنا قائم مقام بنا گئے اور اپنے کارکنوں کو تاکید فرمادی کہ آپ کو میرا قائم مقام سمجھنا  
 اور مہتمم بالشان امور کو آپ سے مشورہ لے کر اور پوچھ کر انجام دینا۔ چنانچہ آپ نے نہایت  
 دل سوزی و استقلال سے اور عالی ہمتی سے انتہائی رازداری کے ساتھ اہم امور کو سرانجام فرماتے  
 رہے اور آپ کے خاص خدام بھی نہایت دل سوزی سے دلچسپی لیتے رہے اور ریشمی رومال کی  
 تحریک جیسے اہم امور میں نہایت رازداری سے کام فرمایا اور اس کا کوئی پہلو بھی ظاہر نہ ہونے دیا۔ حالانکہ  
 ایک بہت بڑی تعداد مجذول کی آپ پر مسلط تھی بلکہ

آپ کی ذات اقدس علماء و مشائخ کی نظروں میں بڑی کامل شخصیت تھی بمعصر بزرگ آپ  
 کے مداح خواں ہیں مثلاً حضرت مولانا ظفر احمد صاحب مقالہ فی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت مولانا  
 محب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجرہ کی قدس سرہ فرماتے تھے کہ آپ بڑے  
 قوی النسبت ہیں کہ ان کے پاس چاہے کوئی کیسا ہی دل سے کر آئے۔ سب جھاڑ جھنکار کو یکدم  
 صاف کر دیتے ہیں ۱۷

حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ ایک مرتبہ رائے پور تشریف لے گئے۔ تو فرمایا اللہ اکبر۔ اس  
 باغ کے درختوں سے تواضع ٹپک رہی ہے تب حضرت مقالہ فی رحمۃ اللہ علیہ (نور اللہ مرقدہ) فرمایا کرتے تھے  
 کہ اگر حضرت شیخ الہند اور حضرت سہارنپوری (نور اللہ مرقدہ) کی گود میں بیٹھا جائے۔ تو کوئی  
 خوف نہیں لیکن حضرت رائے پوری کی تو مجلس میں بھی بیٹھنے سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں کشف  
 سے کچھ معلوم نہ کر لیں۔ تاریخ مظاہر جلد دوم صفحہ ۲۹

۱۸ ۱۷ تذکرۃ الخلیل صفحہ ۳۳۹

۱۹ آپ بیتی نمبر ۲ صفحہ ۱۰۳ آپ بیتی نمبر ۳ صفحہ ۱۰۳

آپ پر محبوبیت غالب تھی ہر کہ وہ (ہر کسی) کا دل آپ کی طرف کھینچتا تھا آپ کی مجلس انوار و برکت کی محزن تھی آپ کی صورت مبارک دیکھ کر اللہ یاد آنا تھا۔ آپ شہرت و نمود کو ناپسند فرماتے تھے آپ دنیا کے لیے رحمت الہیہ تھے۔ مستجاب الدعوات اور منصب ارشاد و ہدایت کے تاجدار۔ بلع کے درختوں کا پتہ پتہ اور نہر کا قطر قطرہ حاضرین کو ذکر اللہ کا سبق پڑھایا کرتا تھا بلکہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں: حضرت قدوۃ لا تقیار راس التواضع و صفا۔ اور حضرت قطب الاقطاب۔ جیسے القاب سے یاد فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: اعلیٰ حضرت رائے پوری نور اللہ مرقدہ کی پوری زندگی تواضع و انکساری کی تھی۔ ہمارے جملہ اکابر میں تواضع ضرب المثل تھی۔

جامعہ رشیدیہ رائے پور ضلع جالندہ۔ خیر المدارس جالندہ شہر اور مدرسہ اسلامیہ جمعیۃ النوار الہدیت دین پور ضلع بہاولنگر جیسے اہم مراکز آپ کے سرپرستی میں جاری تھے اور دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے ممبر ۱۳۲۱ھ تا ۱۳۲۶ھ یعنی تا وصال رہے اور سرپرست ۱۳۲۳ھ تا ۱۹۱۴ھ سے ۱۳۲۶ھ تا ۱۹۱۹ھ تک رہے جب کہ دارالعلوم میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت مولانا ذوالفقار علی صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ۔ جیسے سیلوں حضرات موجود تھے جن کی بڑی طویل فہرست موجود ہے۔ ایسے ہی مظاہر العلوم سہارنپور کی سرپرستی کے زمانہ میں حضرت شیخ مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری ثم مدنی قدس سرہ۔ حضرت مولانا محمد کبیری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کاندھلوی۔ جیسے حضرات موجود تھے اور حضرت مولانا عنایت الہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ناظم مظاہر العلوم جو ۱۳۱۲ھ سے ۲۰ ہجری تک رہے۔ غرض کہ آپ ہر دو مظاہر العلوم اور دارالعلوم دیوبند کی ہر قسم معاونت فرماتے رہے

**دوسرا حج** آپ نے پہلا حج ۱۳۶۵ھ میں کیا تھا۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ دوبارہ حاضری حرمین

الشریفین ۱۳۲۸ھ میں ہوئی جس میں آپ کے اکلوتے بیٹے حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا جس کا تذکرہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ خادم خاص اکثر فرمایا کرتے تھے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سخت بیمار ہو گئے اور سخت اسہال شروع ہو گئے اور ضعف اتنا بڑھ گیا کہ اٹھنے بیٹھنے کی طاقت بھی نہ رہی چونکہ اسہال مسلسل جاری تھے میں نے اپنے کو ان کی خدمت کے لیے مخصوص کر لیا جب اسہال برتا تو میں صاف کر دیتا تھا اور پاخانہ اپنے ہاتھ سے اٹھا کر سمندر میں ڈال دیتا تھا۔ آپ نے مجھے ایک لٹے کا کپڑا عنایت فرمایا تھا کہ اس کے ٹکڑے بھاڑ کر پہلے ان سے صفائی کر دیا کرو۔ میں ان ٹکڑوں کو جمع کرتا رہا پھر ان کو دھو کر پاک صاف کر لیا۔ آخر میں ان کو ہسی کر جائے نماز بنالی اسی طرح میں خدمت کرتا رہا یہاں تک کہ حضرت صاحبزادہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ انتقال فرما گئے۔ آپ اس خدمت سے بہت خوش ہوئے اور اکثر اپنی خوشنودی بڑے اہتمام کے ساتھ فرماتے تھے: تذکرۃ الخلیل میں ہے کہ مدینہ منورہ سے یمنوع ہو کر سوار ہوئے اور مدینہ کے قریب وصال ہوا۔ تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ پڑھ کر سمندر کے حوالے کر دیا گیا۔ اس کے بعد بار بار عاضری کا ارادہ فرماتے رہے لیکن عاضری کا موقعہ نہیں مل سکا۔

**کشف و کرامات** | آپ کے کشف و کرامات اور تصرفات بے شمار ہیں معصوب تذکرۃ الخلیل تے مندرجہ ذیل تحریر فرمائے ہیں۔

ایک دفعہ چوہدری حافظ مختار احمد صاحب سیوہاروی مرحوم جب پہلی مرتبہ حاضر خدمت ہوئے تو بہمان خانہ میں اہترے۔ چونکہ چوہدری صاحب چائے کے زیادہ عادی تھے اس لیے آپ کو بغیر اطلاع سے ملازم کو چار تیار کرنے کو فرمایا۔ ملازم نے چائے تیار کرنے کا قصہ ہی کیا تھا کہ ایک صاحب آئے حضرت آپ کو یاد فرما رہے ہیں۔ اس پر ان کو تعجب ہوا اور طلب



جلدی حاضر ہوئے مصافحہ فرماتے ہی خادم سے فرمایا۔ بھڑہری صاحب کے لیے چار ملاں جی سے کہو۔ اس پر ان کو دوسری حیرت ہوئی اور خیال آیا کہ میری عادت تو یہ ہے کہ جب تک انڈہ نہ کھالوں۔ صبح کی چار نہیں پیتا۔ تو آپ نے خادم سے فرمایا۔ ملاں جی سے کہو کہ دو انڈے بھی لیتے آویں۔

ایک دفعہ حاجی احمد حسن صاحب ضلعدار نر دھڑی مجسٹریٹ انہار گنگ حاضر خدمت ہوئے اور گھوڑا باغ میں بندھوا دیا اور آپ سے ملاقات کرتے ہوئے دیر ہو گئی۔ مغرب کے قریب باہر آئے تو گھوڑے کی تلاش ہوئی۔ کچھ پتہ نہ چلا کہ کہاں بھاگ گیا ہے، انہوں نے ڈیرہ دون جانا تھا۔ استہ بھی پہاڑی تھا۔ بڑی فکر ہوئی۔ ملاں عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا تو آپ نے گردن مبارک جھکائی۔ پھر فرمایا۔ ملاجی کسی طالب علم کو نہر کی سیدھی پٹری پر بھیجو طالب علم گیا تو در۔ ڈھائی فرلانگ کے فاصلے پر گھوڑا رائے پور کی طرف منہ کر کے کھڑا ہے۔ ایک دفعہ حضرت منشی رحمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور سائیں سوندر سے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ رائے پور حاضر ہوئے۔ آپ نے حضرت منشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا منشی صاحب کچھ پوچھنا ہو تو ابھی پوچھ لیں پھر لوگ جمع ہو جائیں گے پھر خود ہی فرمایا کہ تم کیا کہو گے میں ہی کہہ دیتا ہوں کہ آپ میں تو سنیں، ان شاہ صاحب میں دو خرابیاں آگئی ہیں، ایک قرآن کی آنکھ خراب ہو گئی دوسرا ان کا دل سیاہ ہو گیا ہے۔ چونکہ ان کا دل مرزائیوں کی طرف مائل ہو گیا ہے اور ایک میل ان کی طرف پلے بھی ستے۔ اس واسطے ان کا دل خراب ہے۔ لہذا یہ چند دن یہیں رہیں۔ حضرت منشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہاں تو کوئی بات بھی نہیں رہتی سہ

جب کوئی شخص دعا کے لیے حاضر خدمت ہوتا اور عرض کرتا تو اگر اس کا کام ہونا ہوتا تو فرما دیتے تھے کہ ہاں انشاء اللہ ضرور دعا کریں گے۔

**مکالمہ باری تعالیٰ**

سہ تذکرۃ الخلیل ص ۲۵۱ سہ ارشادات حضرات اقدس رائے پوری قدس سرہ

اور کام ہو جائے گا اور اگر جس شخص کا کام نہیں ہونا ہوتا تو مثال دیتے تھے، فرماتے تھے کہ ہاں دعا کریں گے ہمارا کام تو دعا کرنا ہے۔ منظور فرمانا۔ نہ فرمانا اسی کا کام ہے۔ اُس کا کام نہیں ہوتا۔ یہ بغیر مکالمہ باری تعالیٰ اور اس طرف سے مطلع ہونے کے کیسے ہو سکتا ہے۔

حضرت اقدس شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ جب میں کوئی چیز دیا کروں تو بے لیا کزد۔ کیونکہ میں اپنی طرف سے نہیں دیتا۔ ادھر سے جو حکم ہوتا ہے اسی کے مطابق دیتا ہوں اور ایک دفعہ میں نے اپنے ذکر کے کچھ حالات عرض کئے تو آپ نے فرمایا اس کے بعد جو کچھ دل میں آئے اُس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھا کر دے۔ اب جو کچھ وارد ہوگا شیطان کی طرف سے نہیں ہوگا۔ بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ہوگا۔

حضرت سائیں طور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت سید وارث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دیوہ حاضر خدمت ہوئے تو انہوں نے فرمایا۔ چلتے رہا کرو چنانچہ حضرت سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ چلتے رہتے تھے کہیں آرام نہیں آتا تھا اور چلنے کو جی پاتا تھا۔ یہ ان کا تصرف تھا۔ اس کے لیے کئی بندہ گوں کے پاس بھی حاضر ہوئے۔ مگر کہیں سکون نصیب نہ ہوا۔ آخر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام حالات عرض کئے تو آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اس کے بعد طبیعت سر ہو گئی ان کا تصرف ختم ہوا۔ آپ کا تصرف غالب ہو گیا۔ حضرت سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عام دستور تھا کہ ملنے والوں کو پیسے دیا کرتے تھے اور جب بزرگان دین سے ملتے تو بھی پیسے ہدیہ دیا کرتے تھے چنانچہ آپ کی خدمت میں جب ہدیہ سلام مسنون بھیجتے تو چند پیسے ہدیہ بھی کرتے تھے۔ بعض دفعہ آپ خود دریافت فرماتے کہ کوئی پیسے تو نہیں بھیجتے۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا دہاج الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت گنگوہی قدس سرہ سے

سہ ارشادات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ

سہ ارشادات حضرت اقدس رائے پوری مرتب حضرت مولانا علی احمد صاحب بہاولنگر رحمۃ اللہ علیہ

تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رات زیادہ جا چکی تھی اور سفر کا تھکان تھا۔ ایک طرف لیٹ کر سو گئے۔ ذرا دیر کے بعد آنکھ کھلی تو دیکھا کہ کوئی دبا رہا ہے مگر بہت احتیاط سے کہ آنکھ نہ کھل جائے وہ اول تو سمجھے کہ آپ نے کسی خادم کو بھیج دیا ہوگا۔ مگر پھر غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ خود حضرت ہی ہیں یہ گھبرا گئے اور کوہر چار پائی سے نیچے اتر آئے کہ حضرت یہ کیا غضب فرمایا۔ بھائی اس میں کیا حرج ہے آپ کو تھکان بہت ہو گیا ہوگا۔ ذرا لیٹ جائیے کہ آرام مل جائے گا۔ انہوں نے عرض کیا کہ بس حضرت باز آیا میں ایسے آرام سے لے

آپ ﷺ کے عین بیمار ہوئے یہ سلسلہ امراض کا تقریباً پانچ چھ سال تک مسلسل رہا۔ اس مرض نے بہت طول کھینچا کہ آپ کو بیٹھنا اٹھنا مشکل ہو گیا اُس زمانہ میں آپ کی عجیب و غریب باطنی کیفیات درجہ یقین و احسان اور شوق لقار و اشتیاق دیدار الہی کا مشاہدہ دیکھنے والے کیا کرتے تھے اس زمانہ میں انگریز کے ظلم و تعدی خصوصاً مسلمان ملکوں سے بڑھی ہوئی تھی اور خصوصی طور پر خلافت عثمانیہ کو مٹانے کا انگریز چوٹی سے پاؤں تک زور لگا رہے تھے۔ اس کا افسوس اور قلق اور پھر حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی اور حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی اور اُن کی پریشانی مزید درمزیہ تکلیف کا باعث بنی ہوئی تھی لے

اسی بیماری کے دنوں میں زیارت حمین الشریفین کا شوق بڑھا لیکن جوں جوں موسم **فوق لقار** آتا گیا آپ کا مرض بڑھتا گیا اور کروٹ لینا مشکل ہو گیا لیکن خادم جب نماز کے لیے کھڑا کر دیتے تو نماز کھڑے ہو کر پڑھ لیتے اور ذوق و شوق میں بیٹھنا اٹھنا دشوار نہ ہوتا۔ ایک دفعہ ایک مخلص طبیب نے آپ کی آخر مرض میں نبض دیکھ کر عرض کیا کہ حضرت آپ کو بہت پرانی تپ معلوم ہوتی ہے۔ اور ایسی ہے جیسے کسی غلبہ حزن و غم میں پیدا ہوئی ہے اور اندر ہی اندر گھلائی جاتی ہے۔ برسہا برس گذر جانے پر اس وقت آپ کو جوش آیا اور فرمایا۔ ہاں

حکیم صاحب آپ نے سچ فرمایا مجھے تب شروع اس دن ہوئی جس دن حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا کو الوداع فرمایا اور اس کا بدن پر ظہور اس دن ہوا جس دن خبر سنی کہ حضرت شیخ الہند مالک میں قید ہو گئے آج حضرت شیخ الہند رہا ہو کر تشریف لائیں تو اگر کچھ نہ سہی ایک دن تو جبر پھری لے کر اٹھ ہی کھڑا ہوں گا اتنا فرا کر چپ ہو گئے سہ

**ترک دینا** اس زمانہ میں آپ کی خدمت، آپ کے خالص خادم اور عاشق نے اپنے ذمہ لے لی تھی۔ یعنی حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ نے کہ وادوں کا استعمال کرنا۔

کھانا۔ چائے پلانا سب ان کے ذمہ تھا اور امامت نماز اور خطبہ جبہ وغیرہ بھی اور آپ کے اتباع سنت سے کسی چیز کو اپنی ملک میں رکھنا بہت گراں تھا حتیٰ کہ آپ اپنے کپڑوں کو بھی نہ رحمۃ اللہ علیہ کی ملک میں دے دیا کرتے تھے اور کلیتہً مختار بنا دیا تھا اور تیرہ سو روپیہ جو سترج کے لئے جمع تھا تقسیم فرما دیا تھا تاکہ ترک نہ بیٹے اور مدرسہ وغیرہ کا انتظام اپنے بھانجے حضرت مولانا اشفاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرمایا سہ اور بیعت و سلوک طریقت کا سلسلہ اس خادم خالص حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرمایا۔ حتیٰ کہ جس کو مٹھی میں آپ کا قیام تھا اس نے اپنے قائم فرمائے مدرسہ کے لیے وقف فرمادی تھی اور خود کرایہ مدرسہ کو دیا کرتے تھے اسی رمضان شریف کا تذکرہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان فرماتے تھے۔

آپ نے اخیر کے رمضان شریف میں دونوں وقت کا کھانا چھوڑ دیا تھا۔  
**آخری رمضان** رات کا کھانا تو ہر رمضان میں پہلے بھی نہیں تبادل فرماتے تھے مگر اس دن دونوں وقت سحری و افطاری کا ترک فرما دیا تھا۔ ساری رات صبح تک قرآن شریف ہی پڑھتے رہتے۔ سحری کے وقت میں سادی چائے لے جایا کرتا تو عرب کی چھوٹی فنجان میں سے صرف ایک گھونٹ برائے نام لیتے ایک پتلی چپاتی بالکل پتلی ایسی پتلی کہیں نہیں دیکھی گئی اس میں

سہ تذکرۃ الخلیل ص ۲۶۵ اور ص ۲۶۶ لکھا ہے آپ بیتی حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہ

صرف ایک چھوٹا سا لقمہ توڑتے اور چار کی ایک چمچی سے حلق میں اتار لیتے۔ درمیں دن تو میں عرض کرتا رہا کہ حضرت آپ دونوں وقت کچھ نہیں کھاتے۔ ضعیف ہو جائے گا۔ جواب نہیں فرمایا۔ تیسرے چوتھے روز فرمایا۔ مولوی صاحب! اللہ تعالیٰ نے جنت کا ذائقہ نصیب فرمایا ہے اس کھانے کی ضرورت نہیں رہی۔ حالانکہ چہرہ مبارک ایسا سرخ تھا جیسے بڑے لذیذ کھانے کھاتے ہیں۔ موت کا بہت شوق تھا۔ بڑے ذوق سے فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ وہ وقت نصیب فرمادے تو سنت کے مطابق تجہیز و تکفین کرنا۔ ایک دن فرمایا کہ کوئی عمل تو ہے نہیں۔ خبر نہیں موت کا شوق اس قدر کیوں ہے۔ حضرت مولانا عاشق الہی صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے صدیقین کا مرتبہ عطا فرمایا تھا۔ فتمنوا الموت ان کنتم صدیقین ط

انہی دنوں حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب خوجوی مظفرنگر رحمۃ اللہ علیہ صبح کی **بشارات** سنت پڑھ کر بیٹھے تھے۔ بھوڑی سی غنودگی ہوئی تو معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کو بلا لیا ہے۔ اور وہ تشریف لے جا رہے ہیں۔ بہت پریشان ہوئے صبح کی نماز پڑھتے ہی مظفرنگر سے گاڑی پر سوار ہو کر رائے پور شریف پہنچے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے یہ واقعہ عرض کیا۔

ایسے ہی حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کو رات ایک خواب آیا سورج گرہن ہو گیا ہے اور اور دنیا میں اندھیرا ہو گیا ہے۔ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ فرمایا کیا وقت ہے۔ عرض کیا گیا۔ ساڑھے دس بجے ہیں ساری رات بے قرار رہے۔ نیند نہیں آئی۔ کبھی اٹھ بیٹھے کبھی لیٹ جاتے فرماتے آج یا تو مالٹہ میں کوئی حادثہ پیش آیا ہے یا رائے پور شریف میں۔ صبح اٹھ کر ایک کرایہ کا ٹانگہ لیا اور رائے پور روانہ ہوئے۔ اس وقت لاریاں نہیں چلتی تھیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا خواب سنایا۔ حضرت رحمۃ اللہ

۱۔ ملفوظات صفحہ ۲۲ مرتب حضرت مولانا احمد علی صاحب بہاولنگر می رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۷۷ھ از ارشادات حضرت اقدس رائے پور قدس سرہ و تذکرۃ الخلیل صفحہ ۲۶ و آپ بیتی نمبر ۱۰۳۔

علیہ نے اٹھ کر گلے لگا لیا کبھی سر چومتے کبھی ہاتھ چومتے کبھی داڑھی چومتے۔ حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی جھک کر کھڑے رہے اور بہت دیر تک دونوں روتے رہے اور جب حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مرض و ذات میں خطرہ قریب محسوس ہونے لگا کسی کو بھیج کر دریافت فرمایا کہ آپ نے اپنے بعد کا کیا انتظام فرمایا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ کے وقف اور اس کی جائداد کی تولیت کے متعلق جو انتظامات فرمائے تھے ان کا ذکر فرمایا۔ حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں ان چیزوں کو نہیں پوچھتا ہوں۔ اپنے کام کے متعلق کیا انتظام فرمایا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلفاء میں سے تین صاحبوں کے نام پیش فرمائے۔

(۱) حضرت مولانا اللہ بخش صاحب بہاولنگری رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت منشی رحمت علی صاحب جالندھری

رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ کا نام لیا کہ یہ حضرات

اس کام کو چلاتے رہیں گے اور خاص طور پر چودھری محمد صدیق خان صاحب مرحوم رئیس رائے پور سے

فرمایا کہ میرے بعد مولوی صاحب کا خیال رکھنا۔ آپ حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کو مولوی صاحب

کے نام سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ جب آپ کو مرض کا زیادہ زور ہوا۔ تو حضرت شاہ زاہد حسن صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کے اصرار سے آپ موضع پلوآن کی کوٹھی پر قیام فرمایا۔ جہاں کی آب و ہوا بہت عمدہ

اور صحت بخش سمجھی جاتی تھی اور سڑک کے قریب ہونے کی وجہ سے ڈاکٹروں کی آمد رفت میں سہولت

ہو گی۔ اس لیے وہاں طویل عرصہ تک قیام فرمایا۔ آپ کے خصوصی خدام اور اہل تعلق حضرات

خدمت تیمارداری میں سرگرم اور منہمک ہو گئے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ متوفی ۱۲۵۶ھ جمادی الثانی

۱۹۳۶ء کو آپ سے خادمانہ و عاشقانہ تعلق تھا۔ آپ نے ان سے فرما دیا تھا کہ شاہ صاحب یا

تو تم اپنا دفتر یہیں منگوا لو یا ایسی تیز سواری اپنے پاس رکھو کہ میں جس وقت بلاؤں پہنچ جاؤ۔ انہوں نے

دفتر وہیں پلیر میں منگوا لیا تھا۔ دس سال کی رات فرمایا۔ آج عشا کی نماز ذرا سویرے پڑھ لیجیو۔ چنانچہ

سلاہ از ارشادات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری مرتب حضرت مولانا علی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسب فرمان نماز اول وقت پڑھ لی گئی۔ آپ لیٹ گئے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ آخری قرب کے وقت اپنے کمرہ سے تشریف لائے۔ آپ کا ہاتھ مقام کمرہ اپنے سینے پر رکھ دیا تھا۔ حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھنا شروع فرمایا۔

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جس رات حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا دھال ہوا ہے میں پاس کھڑا تھا۔ دیکھا کہ اچانک حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھیں پھرا گئی ہیں اور شاہ زاہد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کمرہ کی لالٹین بجھا کر ابھی سونے کو تیار تھے۔ کہ اچانک دیکھا کہ جبرہ میں روشنی ہوئی پھر کمرہ کے شیشے ٹوٹ گئے اور وہ نور وہاں سے نکل کر آسمان کی طرف بلند ہوا۔ انہوں نے جلدی باہر نکل کر نوکر سے فرمایا کہ کوئی آگ تم نے جلانی ہے۔ اُس نے کہا نہیں۔ کوئی جی بل رہی تھی۔ کہا۔ تمام بتیاں میں نے آپ کے سونے کے وقت بجھا دی تھیں۔ بس وہ سمجھ گئے۔ حضرت رحمۃ اللہ کا انتقال ہو گیا اور یہ نور وہ القلے نسبت کا تھا جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تم میرے پاس رہنا۔ یہ واقعہ جالکھاہ ۱۱ بجکر ۱۹ منٹ پر منگل کی رات کو ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۳۶ھ ۲۹ جنوری ۱۹۱۹ء کو پیش آیا اور ہزاروں یادگاریں چھوڑ کر محبوب حقیقی سے وصل ہوئے۔ دوسرے دن اہل رائے پور۔ آپ کو رائے پور لے آئے اور مسجد کے ساتھ جنوب کی طرف گلزار رحیمی میں دفن کیا۔ یہ آفتاب ہدایت سلسلہ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ، چشتیہ، صابریہ، نظامیہ، سہروردیہ، غزوب ہو گیا۔ آپ کی یادگاریں کئی مہینیاں اب تک موجود ہیں اور انشاء اللہ ابدار الا باؤ تک رہیں گی۔ آپ کے خلفاء حضرات رحمہم اللہ کے خلفاء موجود ہیں سلسلہ جاری ہے۔

**آپ کی اولاد** | آپ نے شادی رائے پور میں چودھری امانت علی خان مرحوم کی صاحبزادی سے فرمائی تھی۔ جن کے لطن سے حضرت مولانا حافظ عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ

لے تذکرۃ الخلیل صفحہ ۲۶۸ و تاریخ مظاہر جلد دوم صفحہ ۲۹۔ لے ارشادات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ مرتب حضرت مولانا علی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ



ہوئے جو ۱۳۲۸ھ میں سفر حج میں عدن کے قریب فوت ہوئے تھے اور ایک صاحبزادی ہوئی جس کا نکاح گتھلہ ضلع کرناٹک تحصیل تھانیس میں چودھری تھندق حسین خان رئیس گتھلہ سے ہوا جن کے بطن سے تین صاحبزادے ہوئے (۱) حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب گتھلوی ثم سرگودھوی مدظلہ جو حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ کے سجادہ نشین ہیں (۲) جناب عبدالحمید خان مرحوم جن سے حضرت مولانا حافظ عبدالرشید صاحب بن حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہما کی بیوہ کا نکاح ہوا تھا۔ (۳) جناب عبدالحمید خان صاحب مرحوم۔ انہر الذکر دونوں بھائیوں کا انتقال پھلوان تحصیل بھلوال میں ہوا۔ اور اولاد ان بانی صاحبہ مرحومہ سے نہیں ہوئی۔ دوسرے نکاح آپ نے ایک سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کرنے کے لیے فرمایا تھا۔ جب کہ آپ کی برادری اس کو سخت معیوب سمجھتی تھی اور سخت اختلاف کرتی تھی۔ یہ نکاح آپ نے چوہدری راؤ امانت علی خان رائے پوری مرحوم کی بیوہ سے کیا تھا۔ جو آپ کی غیر حقیقی ساس تھیں اور جناب چوہدری برکت علی ولد علی نواز خان ولد محمد بخش خان رحمۃ اللہ علیہم لیدھا کھادر والوں کی صاحبزادی تھیں۔ اس پر لوگوں نے بڑا اختلاف کیا تھا۔ لیکن آپ نے اس کی پرواہ نہ کی بلکہ آپ کی ہمیشہ کا نکاح۔ راؤ مراد علی خان ولد امام علی خان مرحوم سے ہوا۔ جن کے فرزند حضرت مولانا حافظ حکیم محمد اشتاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بھانجے تھے۔ جن کو آپ مدرسہ کامتولی مقرر فرمایا تھا۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا تھا۔ انہوں نے ۲۶ ذی قعدہ ۱۳۶۰ھ، ۳۰ اگست ۱۹۴۱ء وصال فرمایا۔

**خلفاء** (۱) حضرت اقدس قطب العالم مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ صاحب

۱۔ از جناب چوہدری ماسٹر خورشید علی خان صاحب مدظلہ لیدھوی حال ساکن جھادریاں ضلع سرگودھا  
۲۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ

(۲) حضرت اقدس مولانا اللہ بخش صاحب بہاولنگری قدس سرہ۔ بہاولنگر۔ بہاولپور رڈویژن

(۳) حضرت اقدس منشی رحمت علی صاحب قدس سرہ ساکن دیوان ضلع جالندھر

(۴) حضرت اقدس خان عبدالرحمن خان صاحب قدس سرہ ساکن برسات متصل تھانہ بھون

(۵) حضرت اقدس مولانا حافظ محمد صادق صاحب قدس سرہ ساکن ڈھڈیاں مشرف ضلع سرگودھا

(۶) حضرت چوہدری محمد عالم صاحب ٹھکوی ساکن ٹھسکہ میراں ضلع کمرناں

جیسے سینکڑوں حضرات فیوض و برکات سے بہرہ ور ہوئے۔

حضرت شیخ مولانا اللہ بخش صاحب بہاولنگری قدس سرہ  
 ولادت باسعادت ۱۲۸۵ھ  
 میں بمقام گلوبولدہ تحصیل و ضلع  
 بہاولنگر ریاست بہاولپور میں ہوئی۔

آپ کے آباؤ اجداد۔ دیپالپور ضلع ساہیوال کے قریب قصبہ منچریاں سے نقل مکانی فرما کر  
 بمقام گلوبولدہ، قمرلودہ تحصیل و ضلع بہاولنگر، ریاست بہاولپور میں آباد ہوئے آپ نے ابتدائی تعلیم لستہ سمجھو  
 میں حضرت مولانا کرم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ مزید تعلیم کے لیے دہلی تشریف لے  
 گئے۔ وہاں تکمیل کر کے جوہری بازار کی ”مسجد بہرکن“ کے خطیب ہو گئے۔ آپ ہمیشہ طلب حق میں  
 بے قرار رہتے تھے۔ ایک دن آپ کے اُستاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ مولانا کسی  
 سے بیعت ہو جائیں۔ آپ نے عرض کیا۔ کس سے ہوں۔ اُستاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا  
 مجھ سے ہو جاؤ۔ آپ نے عرض کیا کہ مجھے استخارہ سے معلوم ہوا ہے کہ میرا شیخ مجھ کو خود تلاش  
 فرمائے گا۔ اُستاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ تلاش تو میں کہہ ہی رہا ہوں۔ آپ نے عرض کیا  
 کہ چونکہ آپ نماز باجماعت کا اہتمام نہیں فرماتے اس لیے میں جناب سے بیعت نہیں ہوتا۔ اس  
 کے بعد آپ نے استخارہ فرمایا کہ یا اللہ میرے شیخ کی مجھے زیارت کرا دے۔ رات کو اللہ تعالیٰ  
 نے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف فرمایا۔ اور عالم بیداری میں اطمینانِ قلب اور  
 فرحت جان حاصل ہوئی کچھ عرصہ انتظار میں رہے۔ اسی عرصہ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر لغوہ کا

حملہ ہوا تھا۔ آخر ایک دن ایک بزرگ راؤ عبد الغزنی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ خانپور کھڑوالے اور صاحبزادہ حضرت مولانا حافظ عبد الرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں تشریف لائے (جن کا مزار دین پور شریف کے قبرستان میں ہے) اور فرمایا کہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوری (قدس سرہ) وہی بغرض علاج تشریف لائے ہیں (مرض لقوہ) اپنے ذاتی مراسلات سے بڑی بڑی کوٹھیاں۔ رہائش کے لیے مل سکتی ہیں۔ لیکن نماز باجماعت کے خیال سے کسی مسجد کے قریب رہائش فرمانا چاہتے ہیں۔ بیس وجہ کہ آپ ایک کمرہ ہمیں عنایت فرمادیں تو از حد ہر بانی ہوگی۔ آپ نے اپنا حجرہ خالی کر کے راؤ صاحب کے سپرد کر دیا اور خود مسجد میں بسترہ جمالیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ جب آپ زیارت سے مشرف ہوئے تو زبان عشق پکار اٹھی کہ یہ تو میرے شیخ ہی تشریف لائے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا علاج شروع ہوا اور آپ مجلس مبارک سے استفادہ کرتے رہے۔ چونکہ مزاج مبارک میں اتباع سنت کا اہتمام تھا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع سنت اور بے نفسی اور توسع دیکھ کر دیوانہ ہو گئے۔ خاص طور پر آپ کو دو باتیں بہت پسند آگئیں ایک تو یہ کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس مبارک میں کبھی غیبت ہوتے نہ سنی۔ اگر کوئی کرنا چاہتا تو ٹال دیتے۔ دوسرے یہ کہ آپ نماز باجماعت کا بہت اہتمام فرماتے ہوئے نمازیوں سے پہلے نماز کی انتظار میں مسجد تشریف لے جاتے اس کے بعد ایک بوڑھا آتا وہ کہتا کہ یہ میری جگہ ہے یہاں سے ہٹ جاؤ۔ آپ اس جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ بیٹھ جاتے۔ ایک روز ایسے تشریف فرما تھے کہ وہ بوڑھا آیا اور گود میں بیٹھ گیا۔ حضرت قدس سرہ نے فرمایا ذرا سہ کر وہ سر کا تو آٹھ کر دوسری جگہ بیٹھ گئے اور زبان مبارک سے کچھ نہ فرمایا۔ یہ باتیں آپ کے دل میں گھر کر گئیں اور دیوانہ وار درخواست بیعت عرض کی۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ استخارہ کر لو۔ آپ نے عرض کیا حضرت استخارہ تو چکا ہوں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ چند دن کے قیام کے بعد واپس رائے پور تشریف لے گئے۔ کافل بوجھ نہ ہونے بیعت کے بے قرار ہو گیا سہ

مریض عشق پر رحمت خدا کی مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

دل کی بے قراری اتنی بڑھی کہ رائے پور دیوانہ وار روانہ ہو گئے۔ رائے پور پہنچنے پر معلوم ہوا کہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ لودھی پور تشریف لے گئے ہیں جو رائے پور سے مغرب کی طرف قریباً دو کوس کے فاصلہ پر آباد ہے وہیں حاضر خدمت ہو کر بیعت کے لیے عرض کیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے استخارہ کرنے کے لیے فرمایا۔ آپ نے عرض کیا کہ حضرت استخارہ تو کر چکا ہوں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ میرے شیخ حضرت مولانا حافظ رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ سے بیعت ہو جاؤ۔ آپ نے عرض کیا حضرت وہ تو آپ کے شیخ ہیں۔ میں آپ ہی سے بیعت ہونا چاہتا ہوں۔ جب زیادہ انکار دیکھا تو عرض کیا کہ حضرت پنجاب میں پیر بہتیرے ہیں وہاں کسی سے بیعت ہو جاؤں گا اور ڈھولکی اور طبلہ منتارہوں گا۔ چونکہ طلب صادق دینی مقصود تھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ منس پڑے اور چاروں سلسلوں میں بیعت فرما کر سلسلہ سلوک ذکر و اذکار تکمیل فرمائے۔ نفی اثبات گیارہ سو بار۔ اسم ذات ۴ ہزار بار پڑھنے کو فرمایا اور اسم ذات کا مراقبہ یعنی منہ آنکھیں بند کر کے زبان تالو سے لگا کر یہ خیال کریں کہ دل سے اللہ اللہ کی آواز آرہی ہے اور میں سن رہا ہوں اور مراقبہ دعائیہ بھی منہ آنکھیں بند کر کے زبان تالو سے لگا کر دل میں خیال کر کے دعا مانگتا رہے۔ زبان بالکل نہلے۔ حضرت اقدس رائے پور میں قدس سرہ فرماتے تھے کہ میرے پانچ سال پہلے حاضر ہو کر بیعت ہوئے تھے۔ یعنی قریباً ۱۲۱۷ھ میں بہر حال آپ عالی ہمت کے ساتھ ذکر و اذکار عبادت دریاخت۔ اور مجاہدہ میں مشغول ہو گئے۔ اور طرح طرح کے حالات و واردات آنے شروع ہو گئے مثلاً رقت۔ وجد۔ انکساری کثرت سے وارد ہونے لگی یہاں تک کہ لوگ آپ کو دیوانہ سمجھنے لگے یہ کیفیات کچھ مہینہ رہی۔ پھر سٹ گئی وہ مراتب جو سالک کو ذکر و اذکار سے ساہا سال میں حاصل نہیں کر سکتا۔ آپ کو چند دنوں میں حاصل ہو گئے بلکہ

ملہ از حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب مدظلہ بہادری

حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچویں روز  
فتوح باب نصیب فرمایا۔ حضرت قدس سرہ کی خدمت میں عرصہ لکھا کہ الحمد للہ۔ آسمان اور زمین  
علوم سے بھرے ہوئے معلوم ہوتے ہیں جس علم میں کوئی چاہے بحث کرے میں تیار ہوں غوث العالم  
حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہ نے فرمایا۔ الحمد للہ۔ مگر عجب ہی ہی اس گھاٹی سے نکل جاؤ گئے  
حضرت قدس سرہ نے پہلے آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ میں اجازت فرمائی۔ کچھ عرصہ کے بعد  
چاروں سلسلوں میں اجازت فرمائی۔

آپ معمولات کے بہت سخت پابند تھے۔ خصوصی اوقات ذکر کے علاوہ ہر وقت مراقب  
رہتے اور آخر عمر تک ذکر و فکر پر مرٹے تھے۔ حالانکہ پتھری کی سخت تکلیف کی وجہ قطرہ کا مرض  
لاحق ہو گیا تھا۔ اس کے باوجود معمولات اور نماز متجدد میں ذرا برابر فرق نہیں آنے دیتے تھے۔  
جب بحسب ارشاد حضرت رحمۃ اللہ علیہ علوم شرعیہ و طریقت سے بہرہ ور ہو کر اپنے  
وطن تشریف لائے اور چک نادر شاہ تحصیل و ضلع بہاولنگر قیام فرما ہوئے اور ایک مسجد میں امام و  
خطیب ہو گئے اور درس و تدریس کے ساتھ ساتھ ذکر و فکر میں محو رہتے اور ارشاد تلقین کا  
سلسلہ بھی جاری فرمایا۔ کچھ عرصہ کے بعد بعض وجوہات کی بنا پر انقباض ہو گیا۔ تو گاؤں کے باہر  
شورہ کوٹھی میں کچھ مکان بھی تیار کرائے گئے۔

ایک دفعہ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ ہمراہی حضرت مولانا جمعیت علی رحمۃ اللہ  
علیہ وغیرہ حضرات کا چک نادر شاہ سے اس جنگل سے گزر ہوا۔ جہاں آج کل پور شریف آباد  
ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ وہاں کھرمے ہو گئے۔ اور عصا مبارک گاڑ دیا اور چاروں طرف  
نظر مبارک اٹھایا کر دیکھا اور فرمایا۔ مولانا یہ جنگل تو بڑا مبارک ہے۔ اور انوارات برس رہے  
ہیں۔ اس لیے بجائے شورہ کوٹھی کے یہاں قیام فرمائیے۔

۴۴ ۴۴ ۴۴ از حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب بہاولنگری

آپ نے اس جنگل میں ایک ٹہری ڈال لی اور متوکلا نہ بیٹھ گئے۔ مقامی لوگ اس جگہ کو چاہ چٹوالا عام طور پر کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مرکز عقیدت اور اس جگہ کو مرکز ہدایت بنادیا اور بہت رجوع خلاق ہوا۔

آپ نے یہاں درس و تدریس اور ارشاد و تلقین کا سلسلہ جاری فرمایا۔ آپ کا یہ سلسلہ اس قدر مقبول و منظور ہوا کہ آپ کے شیخ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فرزند ارجمند الحاج مولانا حافظ عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اور حضرت مولانا حافظ عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اور حضرت مولانا محمد شفاق احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کتب عربی کی تحصیل کے لیے رائے پور شریف سے یہاں آپ کی خدمت میں بھیجا تھا اور آپ نے باقاعدہ طور پر ۱۲۲۵ھ میں مدرسہ اسلامیہ رحیمیہ النوار الہدایت کی بنیاد رکھی۔ جس کی سرپرستی حضرت رحمۃ اللہ علیہ تا وصال فرماتے رہے۔ جس سے سینکڑوں کی تعداد میں حافظ عالم دین پیدا ہوئے اسی طرح مدرسہ تجوید القرآن بخیر پور ٹامیوالی اور ہارون آباد میں اور جامع مسجد بہاولنگر اور مدرسہ تعلیم القرآن اور مدرسہ ریلوے مسجد میں جاری فرمائے۔ غرض کہ آپ نے ہر طرح شریعت و طریقت کی خدمت سرانجام فرمائی اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بعد تقریباً پندرہ سال تک علوم ظاہری و باطنی میں النوار علمیہ اور فیوض لدنیہ سے لوگوں کو فیض یاب فرمایا۔

آپ کامل و اکمل اولیاء اللہ میں سے تھے آپ کے کشف و کرامات اور تصرفات علاقہ میں بہت مشہور ہیں۔ مندرجہ ذیل مکتوب حضرت رحمۃ اللہ نے آپ کے نام تحریر فرمائے تھے جس سے آپ کی قدر و منزلت اور علم و مرتبہ عیاں ہوتا ہے۔

مہربان بندہ جناب مولوی اللہ بخش صاحب مد فیوضہم  
از احقر عبدالرحیم السلام و علیکم ورحمۃ اللہ۔ والا نامہ شرف صدور ہو کر کاشف حال ہوا حق

۱۷ حضرت مولانا مولوی محمد یحییٰ صاحب مدظلہ، دین پوری ضلع بہاولنگری

تعالیٰ آنجناب کو بعافیت و سلامتی بخشے اور اپنے مقاصد میں فائز المرام فرمادے۔ تعلیم کے بارے میں تو آپ کی خدمت میں لکھنے کی ضرورت نہیں جو آپ مناسب خیال فرمادیں گے خود کریں گے بگزیار غرض احقر کی عبدالرشید کی خدمت میں بھیجنے کی یہ ہے کہ اس کی تقدیر سیدھی ہے تو آپ کی صحبت سے متاثر ہو کر صلاحیت پکڑے اس امر کی نگرانی کی زیادہ ضرورت ہے۔ ایسی کوئی قید ہونی چاہیے جس سے پابندی جماعت کا خیال رہے اور چونکہ قرآن مجید پر غنت ہو چکی ہے یہ ضرور نہ ہو جائے۔ باقی عبدالکیم (صاحب) کے ساتھ ہم سبق ہونا بہتر معلوم ہوتا ہے۔ جہاں تک ممکن دونوں کو ہر وقت اپنی خدمت اور نگرانی میں رکھیں اور میری طبیعت اس سے زیادہ خوش ہوگا کہ کھانے پکڑنے کی خدمت میں عام طلبہ کے برابر۔ بتاؤ رہے۔ خصوصی کا برتاؤ یا کسی ادب کا لحاظ اس کے حق میں زہر قاتل ہوگا۔ باقی یہ تو آپ خدشہ ہی طبیعت میں نہ لائیں کہ کوئی شکار ان کی مسموع ہوگی۔ انشاء اللہ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ بلکہ زبانی یہ فہمائش کر دی گئی ہے اور آپ اس کا خیال رکھیں یہ کوئی خط بلا دستخط آپ کے نہ بھیج سکے۔ اگر ہوگا تو غیر معتبر سمجھا جائے گا۔ جو خط ان کے پاس پہنچے گو بند ہی ہو۔ اول آپ پڑھ لیویں پھر اگر مناسب ہو تو ان کو دے دیں نامناسب ہو تو نہ دیں۔ باقی سب امور کو آپ اس مختصر تقریر پر قیاس کر سکتے ہیں۔ زیادہ دلائل سب احباب کو اسلام علیکم عبدالرشید عبدالکیم کو دے۔ از طرف مولوی عبدالقادر صاحب عبدالعزیز و دیگر خدام السلام علیکم۔

المقام عبدالرحیم از رائے پور

(۲) مکرمی مولوی اللہ بخش صاحب سلمہ۔ از احقر عبدالرحیم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ احقر جب سے سفر سے واپس آیا ہے ارادہ خط لکھنے کا کر رہا تھا مگر اپنے ضعف اور کم ہمتی کی وجہ سے نہیں لکھ سکا۔ الحمد للہ۔ آج آپ کا خط پہنچ کر آپ کی خیریت معلوم ہو کر طمانیت ہوئی۔ حق تعالیٰ ترقی مرحمت فرمادے۔ جناب استاذی مولانا مولوی جمعیت علی صاحب سلمہ نے بہت اصرار سے بندہ کو یہ فرمایا تھا۔ کہ تو مولوی اللہ بخش صاحب کی خدمت میں یہ ضرور تحریر



کہ دے کہ بوجہ جماعت نہ ہونے کے مدرسہ کی تعلیم میں نقصان ہے۔ جماعت بندی ہونا بہت  
 ضروری ہے۔ اگر مولوی اللہ بخش اس کے محرک بنیں اور مجھ سے بھی امداد لینا چاہیں۔ تو میں مولوی  
 صاحب کے ساتھ ہو کر التزام جماعت بندی کراؤں۔ بلا جماعت بندی ٹھیک نہیں۔ یہ فرمان  
 مولانا موصوف کا تھا جو عرض کر دیا گیا۔ نیز حافظ کی بھی ضروری ہے اگر مولوی غلام قادر صاحب  
 اس طرف توجہ فرمادیں تو بہت بہتر ہے اس کے بعد جو تم نے اپنی حالت تحریر فرمائی ہے کہ  
 بہت ردی ہے۔ اور سب ذلیلہ اخلاق مجھ میں موجود ہیں۔ میں آپ کی تحریر کی تصدیق کرتا  
 ہوں بے شک آپ کی تحریر سچ ہے۔ مگر یہ تو ذرا خیال فرمادو کہ یہ حالت کیوں ہوئی یہ  
 سب تعلق اور اس محبت کا اثر ہے جو آپ بندہ کے ساتھ رکھتے ہیں کیونکہ محبت وسیلہ  
 جذب اوصاف کا ہے۔ لہذا ایک کا اثر دوسرے میں آتا ضروری ہے جبکہ میں یقیناً جانتا ہوں  
 اور دیکھتا ہوں کہ اپنے اندر کوئی شتم خیر کا کسی اپنے کو توت کی وجہ سے نہیں اور کوئی ذمہ  
 نہیں جو اپنے میں موجود نہ ہو، یہاں تک کہ تحریر میں لاتا بھی سخت مشکل ہے کہ خدا خواستہ کفران نعمت  
 نہ ہو۔ کیونکہ مخلوق کا کیا حق ہے کہ خالق پر کہ کسی امر کا مطالبہ کرے یہ محض اس کی بخشش اور انعام  
 ہے کہ عدم سے وجود میں لایا۔ پھر حیات سمع البصر وغیرہ وغیرہ اپنے اثر صفات سے نوازا۔ پھر برہنگ  
 وغیرہ حیوانات سے ممتاز فرمایا پھر انسانوں میں اس رحمت سے نوازا کہ اسلام میں پیدا فرمایا۔ اسلام  
 کی محبت اور قدر قلوب میں ڈالی۔ اسے علوم سے شرف بخشا۔ اس کی نعمتوں کا جوہم پر ہیں۔ شمار کرنا اور  
 اور ادراک کے احاطہ میں لانا محال ہے۔ پھر شکر یہ ادا کرنا تو کیونکر ممکن ہے وان تعدوا نعمة  
 الله لا تحصوها غرض یہ مالک ربی رحیم کریم تعالیٰ عما یرصفون سے بلا استحقاق اور  
 طلب پر لا متحصى انعام مرحمت فرمائے ہوں اس کی طرف سے ایسے ایسے احسانات سے  
 کہ جن کی طلب بھی اس نے عطا فرمائی ہو کیونکر یا یوسی ہو سکتی ہے یہ سب قصے اور حجابات اپنی  
 دید اور ادراک کی شاخیں ہیں جہاں تک ممکن ہو لا الہ الا اللہ کے مضمون میں مشغول اور  
 مستغرق ہونا چاہیے۔ توفیق رفیق باد۔ چونکہ یہ مضمون تحریر میں نہیں آسکتا۔ اس وجہ سے

کوئی فائدہ نہیں۔ زیادہ والسلام۔ از ملاجی صاحب و مولانا مولوی عبدالقادر صاحب سلم  
واحقہ رستم علی مدیرہ سلام مستون قبول باد

یہ ہیں مکتوبات جو آپ کو پیر و مرشد نے تحریر فرمائے جس میں تصوف اور تعلیم ظاہری  
کی رہنمائی فرمائی ہے۔ نیز حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ فرماتے تھے کہ حضرت رحمۃ اللہ  
کے وصال کے بعد آخر عمر مبارک میں میری طرف لکھا کہ جناب سیدی و مولائی جناب حضرت قبلہ  
فیوضکم و برکاتکم از احقر اللہ بخش۔ بعد اسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بحمد اللہ تعالیٰ اس وقت  
میں خیریت ہے۔ حضرت کی دعا کی ہر وقت ضرورت ہے۔ اس وقت نہایت ادب سے  
التماس یہ ہے کہ جناب سیدی و مولائی حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر ہمیشہ  
حاضر ہو یا کہہ تے ہیں اب احقر کی وجہ سے حاضر ہو کر اور احقر کی طرف سے یہ عرض کریں کہ کہینہ  
خادم اللہ بخش حضور کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے اور یہ بھی عرض کرتا ہے کہ بھلوں کی بھلی  
لاج ہے یہ میرے دل میں آیا کہ ملنے پر دریافت کر دوں گا۔ باقی جناب بھی دعا فرمادیں نیز آپ کو  
حضرت بہاولنگری رحمۃ اللہ علیہ کے القاب مبارک سے ہمیشہ یاد فرمایا کرتے تھے بعض کہ  
آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ آپ نے تقریباً پیر و مرشد کے بعد تعلیمات  
شرعیہ و طریقت و حقیقت پر اور ارشاد و تلقین میں مشغول رہ کر اس دار فانی کو خیر باد فرمایا بعمر ۶۶  
یا ۶۷ سال رات منگل ۱۰ رجب ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء کو وصال فرمایا۔ مزار مبارک دین پور  
شریف متصل شہر بہاولنگر میں ہے۔

حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ فرماتے تھے کہ وصال کے بعد خواب میں زیارت ہوئی  
دریافت کیا۔ حضرت کیسا معاملہ ہوا۔ فرمایا الحمد للہ جب سے روح تن سے جدا ہوئی۔ اپنے آپ کو

۱۔ مکتوب حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ از حضرت مولانا یحییٰ صاحب  
۲۔ تاریخ مظاہری مصنفہ حضرت مولانا محمد شاہ صاحب مدظلہ

بلا ہنیں پاتا۔ یا یہ کہ ذات باری تعالیٰ سے اتنا وصل ہو گیا کہ اپنے کو غیر نہ پایا۔ فنایت تامہ حاصل ہو گئی۔ فرمایا جس نے سنا تڑپ گیا۔ بڑا مرتبہ پایا۔

۱۱) حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کے فرزند ارجمند اور پ کے خلفاء کرام | جانشین اور مدرسہ کے مہتمم اور سرپرست ہیں۔ بہت ذاکر شافعہ صاحب حوالہ ریاضات و مجاہدات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ترقی درجات فرماوے۔ ان کے صاحبزادہ صاحب مولانا مولوی محمد یحییٰ صاحب مدظلہ ہیں۔ صاحب علم و عمل اور نوجوان بزرگ ہیں۔ حضرت قدس عوث العالم مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ رائے پوری سے مجاز طریقت ہیں۔ ۱۲) حضرت مولانا غلام محی الدین شاہ صاحب مدظلہ، سہدانی قصوری خیر پور ٹامیوالی (۳) حضرت چوہدری عالم علی خان رحمۃ اللہ علیہ سابق جج بہاولپور کنٹھکہ میران بھیک رحمۃ اللہ علیہ ضلع کرنال تحصیل تھانیسر آپ مدت تک بہاولنگر میں جج کے عہدہ پر فائز رہے۔ بٹہ عالمگیر میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ آپ کے فرزند ارجمند حضرت صوفی عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے جو سابق وزیر زراعت پنجاب اور صدر مسلم لیگ تھے۔ بٹہ عالمگیر ضلع بہاولنگر میں ہے (۴) حضرت مولانا خدا بخش صاحب فدائی رحمۃ اللہ علیہ (۵) حضرت مولانا الحاج الحافظ عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۶) حضرت حافظ محمد رمضان صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۷) حضرت حافظ نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابر عالم حافظ صوفی فیض یاب ہوئے۔

حضرت شیخ میاں عبدالرحمن خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ برادری حضرت مولانا فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ موضع برسا ضلع بہار پور کے رہنے والے تھے۔ قیام تھانہ بھون ضلع مظفرنگر میں تھا۔ اور خاندانی طور پر افغان قوم سے تھے۔ ابتداءً آپ نے تانگہ (بیل گاڑی) بنا رکھا تھا۔ کراہیہ پر چلاتے تھے، وہی کار

۱۷) حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ

از ارشادات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ

روزگار تھا یا یہ کہ ایک بنیے کے ملازم تھے۔ جس کا اگلی سطور میں تذکرہ آ رہا ہے۔ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ مجلس مبارک میں ذکر و اذکار کی تلقین فرماتے ہیں آپ کے بہت اور نہایت دلاویز اور بہت رفیع حالات بیان فرماتے تھے۔ ابتداء ہی سے آپ پر عجیب و غریب حالات وارد ہوئے۔ فرمایا کہ ایک دفعہ ایک بنیے (ہندو) اور اس کی عورت تانگہ پر بٹھلا کر سہار پور لے گئے۔ واپسی پر ایک کنویں پر بوجہ گرمی سایہ میں آرام کرنے کے لیے بنیے نے عورت سے کہا۔ روٹی لا۔ وہ بھی کھالیں۔ عورت نے کہا۔ اس مٹنے سے میرے کپڑے ہیں۔ میں تو گھر جا کر نہا کر روٹی کھاؤں گی۔ آپ کو اس کی اس بات پر سخت افسوس لگا اور یہ سخت ناگوار گذری۔ اور اس پر اتنا عفتہ لگا کہ میں رات دن ان کے کام کر دوں پھر اتنی بھی برداشت نہیں ان دونوں کو وہیں چھوڑا۔ آپ گھر تشریف لے گئے۔ آپ کے اس سوز و گداز کا ایسا اثر ہوا کہ عورت کہنے لگی۔ خان عبدالرحمن کو بلاؤ۔ میں مسلمان ہوتی ہوں۔ ہندو سخت پریشان ہوئے اور خان کو بہت کچھ سمجھایا کہ مسلمان ہونے سے باز آ۔ لیکن وہ نہ مانی۔ تا آنکہ بنیوں ہندوؤں نے اس کو دریائے جمنا میں لے جا کر ڈبو کر مار دیا۔ پس اس عورت کا مرنا تھا کہ وہ اثر آپ پر لوٹ آیا کہ جسم سخت جلنے لگا اور سخت بے قراری ہوئی کہ کہیں آرام نہ آتا تھا۔ مسجد جاتے اور کبھی گھر آرام کہیں بھی نہ پاتے۔ آخر الامر اسی بے قراری و پریشانی میں مسجد میں کھڑے تھے کہ اوپر سے آواز آئی کہ اے عبدالرحمن ادھر دیکھو۔ اوپر دیکھا تو ایک نور نظر آیا۔ اسی وقت سب بے قراری پریشانی اور جلن وغیرہ دور ہو گئی۔ جاتی رہی اور طبیعت ہشاش بشاش ہو گئی مگر اس نور کے دیکھنے کا شوق و ذوق ایسا پیدا ہوا کہ اس نے بقیہ کر دیا کہ اس میں سرگرداں ہو گئے آخر ایک روز پھر نور دیکھا اور اس میں سے آواز آئی کہ یہ چیز بغیر پیر و مرشد حاصل نہیں ہوتی۔ عرض کیا کہ میرے پیر و مرشد کون ہیں۔ آواز آئی (حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری اور وہ پیر

۱۰۰ اشارت اذات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ

فتوں سے موصوف ہیں۔ وہ صفیتیں بھی بتلائی گئیں۔ اس کے بعد تلاشِ مرشد میں سرگرداں بھرنے لگے۔ رائے پور سے کئی اس علاقہ میں اور کئی ایک حضرات کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ لیکن کوئی کوئی پانچ صفتوں سے خالی پاتے۔ اسی طرح پھرتے پھرتے تلاشِ مرشد میں گیارہ سال گئے۔ آخر اس ارادہ سے گھر سے نکلے کہ اگر اب کے پیر و مرشد نہ ملے تو واپس گھر نہیں آؤں گا۔ اور اس ارادہ سے گھر والوں کو بھی آگاہ فرما دیا اور گھر سے سہارنپور حضرت اقدس مولانا ابوالحسن علی صاحب دہلوی صاحب جامع مسجد سہارنپور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خلیفہ حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوری قدس سرہ۔ انہوں نے آپ کے چہرہ سے آثارِ پریشانی دیکھ کر فرمایا۔ بھائی کیا بات ہے۔ بہت پریشان نظر آرہے ہو۔ آپ نے سب حالات عرض کر دیئے۔ انہوں نے فرمایا پپریشان نہ ہو میں انہیں کی خدمت میں سے آ رہا ہوں اور رائے پور کا مکمل پتہ دیا۔ آپ اسی وقت روانہ ہوئے۔ جب نہر جن شرقی کے گنڈیور کے پل سے آگے نکلے تو وہاں سے دو راستے علیحدہ علیحدہ نکلتے تھے اور جھک جاتا تھا۔ سخت پریشان ہوئے کہ کون سا راستہ رائے پور کا ہے اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک کالے رنگ کا کتاب ہے جو آپ کی طرف آکر دم ہلاتا ہے اور ایک راستہ پر دوڑتا ہے، اسی طرح کہتے نے کئی بار کیا اس سے اور متعجب ہوئے۔ آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے کہتے کے پیچھے چلنے لگے وہ آگے آگے چلنے لگا۔ آگے راستہ میں ایک شیشم کا بڑا درخت تھا اس کو دیکھنے لگے۔ نیچے دیکھا تو کتا غائب تھا۔ سخت پریشان ہوئے لیکن جوں ہی درخت کے نیچے سے گذر کر آگے نکلے تو سامنے رائے پور نظر آیا وہاں باغ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ زیارت کرتے ہی غش کھا کر گر گئے۔ کچھ دیر کے بعد ہوش آیا تو بیعت کے لیے عرض کیا حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے انکار فرماتے ہوئے فرمایا کہ سہارنپور میں انہیں مولوی صاحب سے بیعت ہو جاتے۔ اور فرمایا جاؤ سہارنپور انہیں مولوی صاحب کے پاس ہم بھی

سہ از ارشادات حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پور می قدس سرہ۔

وہیں آ رہے ہیں۔ آپ پھر واپس سہارنپور پہنچے انہیں مولوی صاحب کے پاس اُس کے بعد حضرت  
رحمۃ اللہ علیہ بھی تانگہ پر تشریف لائے اور مولوی صاحب کے پاس مسجد کے بنگلہ میں قیام فرمایا  
آپ نے حاضر ہو کر بیعت کے لئے عرض کی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے انکار فرمادیا اور وہ  
مولوی صاحب سے بیعت ہو جاؤ۔ آپ بنگلے سے نیچے اتر آئے اور حضرت مولانا رحمۃ اللہ  
علیہ سے عرض کی کہ حضرت اقدس تو بیعت فرماتے نہیں پھر ہم جی کر کیا کریں گے۔ لویہ کنی  
پاک کر لینا اور چاقو گردن پر دے مارا حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے جلدی سے پکڑ لیا اور  
خون آلود چاقو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کی کہ حضرت اس کو بیعت  
در نہ یہ تو ہمارے سر چڑھے تب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اتنی جلدی نہیں کرنی چاہیے ایک  
ایک وظیفہ فرمایا کہ یہ اکتالیس روز پڑھو۔ پھر آنا۔ آپ فرماتے تھے کہ پہلے روز ہی وظیفہ  
پڑھنے سے دنیا و مافیہا کی محبت دل سے نکل گئی اور ان دنوں عجیب و غریب واقعات  
دیکھنے میں آئے کہ بڑے بڑے مچال چاندلوں کے پکے ہوئے وظیفہ پڑھتے منہ سے آگ  
اور لب بھی جلنے لگ جاتے مگر ان کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھتے حالانکہ کئی کئی روز سے بھوک  
ہوتے تھے۔ کبھی کبھی تیسرا منہ آکر بیٹھ جاتا۔ مگر بے فکری سے وظیفہ پورا فرماتے۔ بہر حال آپ اکتالیس  
روز کے بعد حاضر ہوئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت سے مشرف فرمایا۔ آپ ذکر و اذکار میں  
نہم تن مصروف ہو گئے اور قریباً ایک مجلس میں بارہ ہزار نفی اثبات اور چوبیس ہزار اسم ذات پورا  
فرماتے تھے اور نوافل و مراقبات اُس کے علاوہ تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت  
و اجازت سے مشرف فرمایا۔ آپ صاحبِ حال و قال بزرگ تھے اور عجز کا اس قدر غلبہ تھا کہ  
کوئی شخص زُعا کے لئے عرض کرتا تو ایک حال طاری ہو جاتا اور ایک سوز و گداز سے بھر جاتا  
ہوئی ہو کر سی نکلتی۔ جس سے اندر سے خون آ جاتا اور آگے کی طرف سے کرتہ اور کپڑے غور

سے بھر جاتے تھے، اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے اس قدر عشق تھا کہ ہر وقت اور جہاں جاتے  
حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے سے لب و زبان تر رہتی تھی۔ آپ کا عشق کمال تک پہنچ گیا  
تھا کہ فنا فی الشیخ ہو گئے تھے۔ حتیٰ کہ ظاہری شکل و صورت بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہو گئی  
تھی جب چلے جا رہے ہوتے تو پیچھے سے معلوم ہوتا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جا رہے ہیں۔ ایسے  
ی سامنے سے معلوم ہوتا تھا۔ جب بالکل قریب آ جاتے تو معلوم ہوتا کہ خان صاحب ہیں  
آپ اکثر تبلیغی دورے فرماتے اور حاضری پر تمام روملہ اور عرض کرتے کہ اتنے نمازی ہو گئے ہیں  
اتنے ذاکر شاغل ہو گئے ہیں۔ اتنوں نے زنا، چوری، بدعات سے توبہ کر لی ہے۔

بڑے متکبر، فرعون طبیعت رئیسوں کی آپ کی صحبت سے قلب کی اصلاح ہو جاتی  
تھی۔ ایک دفعہ آپ ایک گاؤں میں تشریف لے گئے۔ گاؤں والوں کو ارشاد و تلقین سے  
مخطوط فرمایا کرتے تھے اور وہاں ایک بہت متکبر اور سخت مزاج راؤ صاحب تھے اور  
داڑھی بھی چڑھایا کرتے تھے اُن کے پاس آنا جانا تھا۔ ایک روز وہ آپ سے کہنے لگا۔ چل  
میرے یار تمہارا پیر تو دیکھوں۔ روز۔ روز تمہارا یہی وظیفہ ہے کہ میرا پیر ایسا ہے، میرا پیر  
ایسا ہے۔ آپ بہت خوش ہوئے۔ وہ گھوڑی پر بیٹھ گیا۔ آپ آگے آگے چل رہے تھے۔ راستہ  
میں کسی دوسرے گاؤں کا ایک غریب آدمی گھاس کی گھڑی اٹھائے جا رہا تھا۔ بس راؤ صاحب  
خوش میں آگئے اور گھوڑی پر سے کود پڑے اُس کو مارنے لگے کہ تو نے مجھے سلام کیوں  
نہیں کیا۔ آپ بہت پریشان ہوئے اور کہنے لگے۔ یا اللہ تو ہی فضل فرما۔ دوسرا گاؤں  
سے۔ پردیس کا معاملہ ہے اور راؤ صاحب کی منت سماجت کر کے اُن کو گھوڑی پر سوار  
کیا۔ اللہ اللہ کر کے بڑی وقت میں رائے پور پہنچے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اُن کی خدمت  
میں حقہ پانی کی ضرورت کے لئے چھوڑا اور خود جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے۔



خدا کی شان آپ کے خلق اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ و برکت سے راؤ صاحب ایسے مانوس ہوئے کہ سب بدعات چھوڑ کر واپس گاؤں ہوئے۔ آپ اگر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے مگر خانقاہ شریف سے کھانا نہ کھاتے اور نہ پانی پیتے اور مہو کے پیاسے واپس گھر تشریف لے جاتے نیز فرماتے تھے: حضرت خان عبدالرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی استعداد نہایت عالی اور نسبت عشقیہ جذبہ مہتی نیز فرماتے تھے کہ مجھے شبہ ہوتا تھا کہ شاید لوگوں نے پہلے بزرگوں کے حالات و کمالات لکھنے میں مبالغہ سے کام لیا ہے۔ جیسا کہ بعض حضرات نے لکھا بھی ہے کہ حضرت شیخ سید عبدالقا در جیلانی قدس سرہ کے حالات و کمالات میں بہت کچھ مبالغہ سے کام لیا ہے۔ لیکن جب میں نے خان صاحب سے ان کے حالات سنے اور اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ تو یقین ہوا کہ واقعی پرانے بزرگوں کے حالات بھی جو لوگوں نے لکھے ہیں۔ درست ہوں گے فرمایا کہ میں اور حضرت بہادر لنگری رحمۃ اللہ علیہ اور خان صاحب ایک مرتبہ ایک تقریب میں جمع ہوئے وہاں ایک موقع پر ہم نے اصرار کیا کہ آپ اپنی بیعت کا واقعہ سنائیں۔ انہوں نے واقعہ سنا شروع کیا۔ بیعت کا واقعہ سناتے سناتے رونا شروع کر دیا۔ ہم نے دیکھا کہ خون کے آنسو جاری ہیں اور گرتے رنگین ہو رہے ہیں۔ ہم بڑے گھبرائے اور خود کمرہ دھویا۔ تو سمجھا کہ اللہ کے بندوں پر ایسے حالات پیش آتے ہیں اور کچھ تعجب نہیں۔

ایک دفعہ ایک شخص کے لڑکے کی تعزیت کے لیے تشریف لے گئے اور فرمایا کہ بتاؤ ایک شخص نے باغ لگوایا مچول دار درخت لگوائے اور اس باغ کو ایک مالی کے سپرد کیا پھر وہ ایک دن آیا اور ایک درخت سے مچول توڑا تو کیا مالی کو ناراض ہونا چاہیے کہ کیوں توڑا ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ خوش ہونا چاہیے۔ اُس کی محنت ٹھکانے لگی۔

آپ کا وصال حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ہوا۔ جس روز آپ کے وصال کی اطلاع رائے پور پہنچی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر سارے دن عجیب اثر و کیفیت طاری رہا۔ یہ بھی فرمایا کہ ہمیں اُمید تھی کہ اگر ایسے صاحب تاثیر اور قوی النسبت لوگ زندہ رہ جائیں تو مخلوق خدا کو

بڑا فیض پہنچے اور اسلام کو ترقی ہو۔

آپ کے ایک فرزند صوفی محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے منسلک تھے۔ نہایت عابد و زاہد بزرگ۔ عملیات و تعویذات پر کافی عبور تھا۔ لوگوں کو بہت فائدہ ہوتا تھا۔ حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے جالندھر شہر میں ایک مسجد داگزارہ کرادی تھی۔ آپ کے پاس بہت ہندو سکھ جھاڑ بھونک اور آسیب زادہ حاضر خدمت ہوتے۔ جن کو مشافی مطلق شفا بخشتے۔ آپ کا وصال جالندھر میں اکتوبر ۱۹۶۶ء میں ہوا ہے۔

## حضرت منشی رحمت علی قدس سرہ

ولادت باسعادت غالباً ۱۲۹۹ھ میں ہوئی۔ وطن مبارک موضع دیہاں متصل رائے پور گوجران ڈاک خانہ بہت تحصیل نکودر ضلع جالندھر مشرقی پنجاب تھا۔ آپ خاندانی طور پر میرزا دے (میرانی) تھے۔ کل پانچ جماعتیں پڑھیں پچیس ہی سے صاحب فکر تھے۔ سوز عشق الہی اور درد دل نے ایک دوسرا تقاضا پیدا کر دیا۔ اول طبیعت کا رجحان پنجاب کے بعض مشائخ کی طرف تھا۔ آپ کو حضرت حافظ صالح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ رائے پوری حضرت مولانا رشید احمد صاحب چشتی، صابری، گنگوہی قدس سرہ سے بیعت ہونے کی رغبت فرماتے تھے۔ چونکہ آپ کو حضرت شیخ المشائخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے خاص نسبت تھی۔ ایک دن حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ مجھے تو حضرت پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ جہاں فرماؤ گے وہاں بیعت ہو جاؤ لگا آخر ایک رات حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی زیارت سے

مشرف ہوئے اور یہ خواب تین روز پہلے درپے آیا۔ فرمایا گنگوہی مولوی رشید احمد سے

بیعت ہو جاؤ۔ چنانچہ آپ گنگوہ حاضر ہو کر حضرت گنگوہی قدس سرہ سے سلسلہ چشتیہ، صابریہ میں بیعت ہوئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ سے تکمیل کی قریباً دونوں حضرات کی خدمت میں ذکر و اشغال و مراقبہ و مجاہدہ و ریاضت میں چودہ سال مصروف رہے۔ جب سلسلہ چشتیہ، صابریہ کے سلوک کی تکمیل ہو گئی تو حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ نے آپ کو ————— اجازت و

خلافت سے مشرف فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم لدنی سے نوازا تھا۔ آپ سکول میں استاد ملازم تھے۔ اور مدرسہ کا بھی ابتداء تھا۔ انہیں دونوں کا واقعہ ہے کہ ایک دن انسپکٹر صاحب سکول دیکھنے آ گئے۔ سکول کی کچی عمارت تھی آپ سکول میں جا کر چار پائی پر لیٹ جاتے اور کپڑا اڑھ لیتے، تاکہ معلوم ہو کہ سو گئے ہیں اور مراقب ہو جاتے تھے۔ اس دن بھی لیٹے لیٹے مراقب تھے۔ انسپکٹر صاحب نے کسی سے سکول اور ماسٹر صاحب کا پتہ معلوم کیا۔ اس بتانے والے نے آپ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ استاد صاحب۔ یہ سورہ ہے میں اور لڑکا یہاں کوئی بیٹھتا نہیں۔ انسپکٹر صاحب نے آپ سے کہا۔ ویسے ہی کچھ لڑکے اکٹھے کر لو۔ آپ نے کچھ لڑکے اکٹھے کئے۔ انہوں نے اچھا معائنہ کیا اور چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم لدنی عطا فرمایا تھا۔ عربی۔ فارسی۔ اور انگریزی پر ویسے ہی اچھا عبور ہو گیا تھا۔ آپ کو جب اجازت و خلافت ملی تو حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ نے۔ حضرت مولانا فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رائے پور مدظلہ اور دیگر دوستوں سے فرمایا کہ حضرت منشی صاحب کی ہر قسم کی مدد کریں۔ کیونکہ ان کی چھوٹی قوم ہے۔ اس لئے خطرہ ہے کہ لوگ ان کی سخت مخالفت کریں گے۔ کہ میراثی ہو کر پیری مریدی

۱۔ از انوار النوری صفحہ ۱۵۱ از حضرت مولانا محمد صاحب النوری رحمۃ اللہ علیہ

را پھر تلبہ اور پیر اور مرشد بن بیٹھا ہے۔ آپ نے بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد  
 رت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ کی مدد اور معاونت فرمائی۔ ایک دفعہ آپ  
 نے پورے فتوح الغیب حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لے گئے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ  
 نے دریافت فرمایا تو عرض کیا گیا کہ حضرت منشی صاحب لے گئے ہیں تو فرمایا کہ ان کو کیا ضرورت  
 ہے وہ تو خود فتوح الغیب ہیں۔ آپ ۱۳۵ھ میں دارالعلوم دیوبند کے ممبر صرف ایک سال رہے  
 تھے۔ دارالعلوم میں کچھ اختلاف سا ہو گیا۔ تو آپ کو بھی حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ  
 نے بلا بھیجا۔ آپ نے فرمایا کہ جو کچھ بڑوں کی رائے ہو۔ وہ مجھے منظور ہے۔ لیکن حضرت مہتمم صاحب  
 حاضر ہوئے اور آپ کو دیوبند لے گئے اور عرض کیا کہ ان باتوں میں سر دست اختلاف  
 ہے۔ اس پر آپ بھی کچھ ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں اس پر کیا عرض کروں ایک عامی اور  
 آدمی ہوں۔ حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کے اصرار پر ایک جامع تقریر فرمائی جس سے سب  
 فی مسائل حل ہو گئے اور سب حضرات نے آپ کی رائے پر اتفاق فرمایا۔ اس کے علاوہ آپ  
 اپنے پیر و مرشد حضرت رائے پوری قدس سرہ کے مشن کے مطابق کئی مدرسے عربی کھلائے تھے۔  
 انہی ایک مدرسوں کے سرپرست تھے۔ مثلاً رائے پور گجراں۔ ضلع جالندھر اور سرپرست اول  
 قہر شیدیہ ضلع ساہیوال۔ آپ صاحب کشف و کرامات بھی تھے۔ ایک دفعہ ایک چوہدری صاحب  
 خدمت ہوئے۔ اور کافی رات گئی تک دباتے رہے۔ آپ نے منع نہ فرمایا۔ چوہدری صاحب  
 دل میں وسوسہ آیا کہ میں چوہدری ہوں اور یہ میراثی ہیں کہ کہہ دیں کہ اب تو بس کرو۔ آپ نے  
 فرمایا۔ چوہدری صاحب آرام فرماؤ اور صبح فرمایا کہ چوہدری صاحب مراپٹوں کئے ہاں کیا  
 ہے۔ جاؤ کام کرو۔ آپ تو چوہدری ہیں۔ وہ بے چارہ بہت شرمندہ ہوا اور قدموں پر

موقوفات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ مرتب حضرت مولانا علی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

موقوفات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ

گر گیا سہ

ایک دفعہ حضرت منشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ عام مجلس میں مراقب بیٹھے ہوئے تھے آپ کے سامنے حضرت مولانا قمر الدین صاحب بیٹھے تھے جو قوم کے گبر تھے۔ اچانک آپ نے مراٹھا کہ فرمایا سہ بدم گفتی و خبر سدم عفاک اللہ نکرہ گفتی

مولانا قمر الدین صاحب چیخ مار کر رونے لگے اور معافی مانگنے لگ گئے۔ آپ نے فرمایا۔ کوئی بات نہیں۔ صبر کرو۔ مگر مولانا زار و زار روتے جاتے اور معافی مانگتے رہے۔ آپ اٹھ کر نماز کے لیے مسجد کو تشریف لے گئے۔

حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب ملیاں والوں نے مولانا قمر الدین صاحب سے پوچھا کہ ہمیں تو کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ بات کیا ہے۔ مولانا نے فرمایا۔ بھائی۔ حضرت کے سامنے بیٹھے ہوئے میرے نفس نے شرارت کی۔ میرے دل میں خیال آیا کہ ہم قوم کے گبر ہیں اور حضرت قوم کے میراثی ہیں۔ دیکھو یہ کس مقام پر ہیں اور ہم کس مقام پر۔ بس یہ خیال میرے دل میں آیا اور حضرت پر مشکشف ہو گیا۔ حضرت نے یہ شعر پڑھ دیا

ایک دفعہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر کے کسی گاؤں میں تشریف لے گئے تو واپسی پر حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حاضر ہوتے ہی عرض کر دیا۔ رحمت علی میرا نام ہے۔ جالندھر سے حاضر ہوا ہوں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ایسے ملے جیسے پرانی واقفیت ہوتی ہے۔ کھانا پوچھا۔ تو عرض کر دیا کہ کھانا میرے پاس ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کھانے کا انتظام فرمایا اور زنان خانہ کے ساتھ والی بیٹھک میں لے گئے وہیں ایک دسترخوان پر اکٹھے کھانا کھایا۔ بدوا لگی کے وقت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے

سہ از حضرت مولانا فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ رائے پور گجراں۔

سہ از حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب بھکری مدظلہ

ساتھ الوداع کے لیے اسٹیشن چلنے لگے تو آپ نے ٹھہرنے پر اصرار فرمایا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ  
 رک گئے۔ آپ اسٹیشن پر پہنچے۔ تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ایک آدمی  
 کے ساتھ تشریف لارہے ہیں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے پہنچتے ہی فرمایا۔ حضرت میں آپ کے  
 فرمانے سے رک گیا تھا۔ آپ کی تلاش میں یہ صاحب آئے ہیں، ان کے اصرار سے حاضر ہوا ہوں  
 حضرت منشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی چادر بچھا دی مگر تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے اصرار  
 سے اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لیا اور اپنا رد مال بچھا دیا۔ جن پر تینوں حضرات بیٹھ گئے۔ گاڑی کے  
 آگے اور جانے تک حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ وہیں ٹھہرے رہے بلکہ جب گاڑی چل پڑی  
 تو حضرت دیر تک پلیٹ فارم پر کھڑے دیکھتے رہے۔ جب گاڑی نظر سے اوجھل ہو گئی۔ تب  
 واپس ہوئے۔ حضرت رائے پوری ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی آپ بڑی عزت کرتے تھے، جب کبھی جالندھر  
 میں آمد ہوتی۔ تو آپ خوشی سے جھومنے لگتے اور خدام اور متوسلین سے فرماتے چلو میرے حضرت  
 آ رہے ہیں۔ استقبال کے لیے اسٹیشن تشریف لے جاتے۔ جب تک حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا قیام رہتا۔  
 کسی کو بیعت نہ فرماتے۔ ایک دفعہ ایسے ہی موقع پر کسی نے بیعت کے لیے عرض کیا تو فرمایا۔ ارے  
 گستاخ۔ میرے پیر بیٹھے ہیں۔ میں ان کی موجودگی میں کیسے بیعت کر سکتا ہوں۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ  
 علیہ کو بھی آپ سے والہانہ محبت تھی۔ مجلس مبارک میں حضرت منشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت منشی صاحب  
 رحمۃ اللہ علیہ ہی فرماتے رہتے تھے اور فرماتے تھے کہ حضرت منشی رحمۃ اللہ علیہ کو بڑا ہی بسط تھا، بڑا ہی  
 بسط تھا، بڑا ہی بسط تھا اور فرماتے تھے کہ جب آپ کا وصال ہوا تو میرا خیال تھا کہ جب خواب میں  
 ملیں گے تو عالم آخرت کے سب حالات پوچھوں گا۔ چنانچہ جب آپ کی زیارت ہوئی تو ایسا معلوم  
 ہوا کہ میری گود میں لیٹے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ تو اب تجربہ کار ہو گئے ہیں۔ عالم آخرت کو دیکھ  
 لیا ہے۔ ہمیں بھی کچھ فرمائیے۔ اس کے بعد میں نے مرنے کے بعد کے سب حالات دریافت کئے

۱۔ ملفوظات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ

اور آپ نے بھی سب کا جواب فرمایا۔ مولانا فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پاس کھڑے تھے اُن میں سے کہا۔ کوئی اور بات رہتی ہو تو وہ بھی پوچھ لو۔ کیونکہ اُنکھ کھلنے کے بعد حضرت کہیں ہوں گے اور ہم کہیں۔ لیکن اُنکھ کھلنے کے بعد کچھ بھی یاد نہ رہا۔ غرض کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑے کمالات عطا فرمائے تھے۔ مخلوق خدا کا آپ کی طرف بہت رجوع ہوا۔ ہزاروں مذگانِ خدا کو اللہ کا نام سکھایا۔ شریعت و طریقت کے زلیور سے آراستہ کیا۔

اپنے گاؤں دیراں میں ہی فالج کا شدید حملہ ہوا۔ اور زبان بند ہو گئی۔ حضرت اقدس راہ پوری قدس سرہ اطلاق ملتے ہی دیراں پہنچے اور علاج کے لیے جالندھر لے گئے۔ سرکاری ہسپتال کے ڈاکٹر انچارج آپ کے مُرید تھے۔ اُنہوں نے ایک وسیع کمرہ خالی کر کے آپ کو بٹھا دیا، مگر آپ طبیعت وہاں نہ لگی اور بے چین ہو گئے اور حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر دیر تک اپنے سینے سے لگائے رکھا اور ہاتھوں سے اشارہ کیا کہ مجھے یہاں سے لے جاؤ، حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہسپتال ہی میں رکھ کر علاج کرنا چاہتے تھے، مگر آپ کی بے چینی اور اصرار دیکھ کر مولانا غلام صاحب مرحوم کی مسجد میں لے گئے۔ جہاں آپ کا قیام تھا۔ وہاں بہت خوش ہوئے، وہیں آپ بعمر ۵۵ سال ۲۱ ماہ جمادی الثانی شب یکشنبہ ۱۳۵۰ھ ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۰ء میں وصال ہوا۔ جنازہ بے پناہ اجتماع تھا۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے، حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دامت برکاتہم نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور جالندھر ہی میں مزار ہے۔

آپ کے خلفائے کرام اور فیض یافتہ حضرات

(۱) حضرت منشی غلام محمد صاحب ڈیروی رحمۃ اللہ علیہ (ضلع ڈیرہ غازیخان)

(۲) حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بہاولنگری مدظلہ (ریاست بہاولپور)

(۳) حضرت مولانا فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ رائے پوری۔ متوفی شب چار شنبہ ۶ رجب



۱۳۸۴ھ، ۱۱ نومبر ۱۹۶۴ء، ۲۶ کلاک ۲۰۲۱ھ بکری مزار گیارہ چک گجراں متصل چیمہ وطنی

(۴) حضرت قاری عبدالغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ربیع الثانی یا جمادی الاول ۱۳۸۶ھ

(۵) حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ وصال ماہ رجب ۱۳۸۱ھ۔ فرزند خود حضرت منشی

صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ مظاہر العلوم سے ۱۳۴۴ھ فارغ ہوئے۔ حضرت مولانا عبدالغفر صاحب

مدظلہ، مسیاں حال زراعتی فارم ساہیوال کی مسجد خطیب۔ آپ کا تذکرہ، ملفوظات وارشادات

اور سوانح، حضرت اقدس سرہ رائے پوری قدس سرہ اور حضرت مولانا فضل احمد صاحب رائے پوری

رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبداللہ صاحب مدظلہ، بھکری کا مضمون جو ترجمان الاسلام میں طبع

ہوا اور روڈ او جامعہ رشیدیہ سے محفوظ ہیں۔

۱۳۴۴ھ تاریخ مظاہری

۱۳۴۴ھ سے ۱۳۴۴ھ نمبر ۳۶ پر فارغ ہوئے۔ از تاریخ مظاہری

# قطب العالم و قطب الارشاد حضرت مولانا و صاحب دینا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہ

آپ کے جد اعلیٰ حضرت مولانا مولوی عبد الرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ خاندان  
آباؤ اجداد حبیب شاخ گولڑہ قطب شاہی تھے۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔ حضرت مولانا عبد الرحیم  
صاحب بن اللہ نور عرف نور محمد بن عبد الخالق عرف محمد خالق بن عبد الواحد بن عبد الشکور بن  
عبد الغفور بن عبد الرحمن بن عبد اللہ نور بن حبیب اللہ یا عجیب اللہ عرف حبیب بن عالم بن  
گوہر دین بن دین محمد بن باقر دین بن شاہ رخ بن مراد بخش عرف شہاب الدین بن مولوی عبد اللہ  
بن تریڑا ظاہر علی و طور علی بن سدارنگ عرف سارنگ بن حسن دوست یا سید محمد عرف سندوح  
(و سنحود) بن محمود خان و احمد علی و بدر الدین عرف بدو بن عبد اللہ گوہر علی عرف گولڑا و گورٹا بن  
قطب شاہ اسمہ عون بن یعلیٰ بن حمزہ بن طیار بن قاسم بن علی بن جعفر بن حمزہ اول بن ابوالعباس  
حسن بن ابوالحسن عبید اللہ بن حضرت سیدنا ابوالفضل عباس علمدار بن حضرت سیدنا امیر المومنین علی  
بن ابی طالب رضی اللہ عنہم

حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت مولانا اللہ نور عرف نور محمد  
رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲۰۶ھ میں وصال فرمایا۔ تاریخ وصال کسی نے لکھی ہے۔  
اگرچہ پر سند آں یارے کجارت بگو بگو بخت از مارت "در باغ" ۱۲۰۶ھ

۱۔ تذکرۃ الصدیقین ص ۱۸۱ مصنفہ حضرت مولانا محمد دین صاحب لکھنؤی مدظلہ ۲۔ تہ قوربحر سعادت جلد ۱ آگے

اور حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی مندرجہ ذیل کتب قلمی میں حضرت مولانا محمد اکرم صاحب اور خاندان کے دوسرے بزرگ تحریر فرماتے ہیں۔

ایں کتاب ملک محمد اکرم بن عبدالرحیم غفرلہما ساکن توہالہم خان آوانہ کار (آوان کار) کے لیکر کے دعویٰ کند در شرح کاذب درود غ کو باشند (۲) اب ہم حضرت مولانا محمد احسن صاحب بن مولانا محمد اکرم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دستخط کو نقل کرتے ہیں (۱) ملفوظات القادیہ کے خاتمہ پر تحریر کرتے ہیں، کاتب، محمد احسن بن محمد اکرم بن میاں صاحب عبدالرحیم غفر اللہ لہما در قریہ لوبہال نوشتہ شد ۱۲۸۰ھ (۲) بزودی کشف الاسرار شرح مشارق الانوار کے ختم پر تحریر فرماتے ہیں۔ احقر العباد احسن ابن محمد اکرم بن حافظ عبدالرحیم ابن نور محمد غفر اللہ تعالیٰ (۳) اور عنیۃ الطالبین قلمی کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں۔ من ید احقر العلماء المرید الصادق محمد احسن ابن محمد اکرم بن عبدالرحیم ابن میاں نور محمد غفر اللہ تعالیٰ آگے سن تحریر فرماتے ہیں۔ ایک ہزار و شصت و عشر و خمس من ہجرت ۱۲۵۰ھ (۴) مصابیح شرح مفاتیح کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں۔ وقد وقع النزاع بعون اللہ حرمتہ وسیلۃ وسیلۃ علی یدی ضعف عباد اللہ المجرم المعاصی الرجی الی رحمۃ اللہ وفضلہ محمد احسن ابن محمد اکرم بن حافظ عبدالرحیم بن نور محمد ابن محمد خالق غفر اللہ لی ولہم۔ آخر میں تاریخ آخر رمضان یوم النہیس اور سن ۱۲۹۰ھ تحریر فرماتے ہیں شہ اور ایک قلمی کاغذ پر حضرت مولانا غلام یسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ مالک باشرار میاں صاحب غلام یسین ابن میاں صاحب محمد اکرم ابن میاں صاحب مغفوری مرغوری مشہور بتدریس قرآن میاں عبدالرحیم غفر اللہ لہما وجعل الجنة مثواہما ساکن موضع توہا در ملک آوانہ کار (آوان کار) ۱۲۹۰ھ

(بقیہ) اول قلمی۔ از کتب حضرت میاں محمد اکرم صاحب غفر اللہ تعالیٰ ولوالدیہ در ملک حضرت مولانا عبدالوحید صاحب مدظلہ۔ ۱۲۸۰ھ شرح مشکوٰۃ شریف حضرت شاہ عبدالحق صاحب دہلوی قدس سرہ در ملک حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب مدظلہ ساکن ڈھڈیاں۔ ۱۲۸۰ھ قریب سعادت جلد اول قلمی، از کتب حضرت میاں محمد اکرم صاحب غفر اللہ تعالیٰ ولوالدیہ در ملک حضرت مولانا عبدالوحید صاحب مدظلہ ۱۲۸۰ھ ۱۲۸۰ھ ۱۲۸۰ھ ۱۲۸۰ھ

غرض کہ آپ کا اسم گرامی عبدالرحیم تھا اور حافظ عالم و فاضل۔ صاحب درس و تدریس تھے۔  
 وزائد، مجاہد، صاحب نسبت بزرگ تھے۔ شاہانِ معلیہ کے دور میں ایک نامور شخصیت کے  
 آپ نے دو شادیاں فرمائیں۔ پہلی بیوی سے دو فرزند تھے (۱) حضرت مولانا محمد محسن  
 (۲) حضرت مولانا محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہما۔ دوسری بیوی سے صرف ایک فرزند یعنی  
 محمد اکرم صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

حضرت مولانا محمد محسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد بزرگوار کے سایہ میں علوم  
 کی تکمیل کی۔ آپ تھوہ سے قصبہ ترنگ میلا علاقہ نرڑا تحصیل تلہ گنگ قیام فرمایا۔ وہاں  
 مکھڑ شریف میں بازار والی مسجد میں قیام فرمایا۔ آپ درسِ کلام اللہ اور خدمتِ خلق میں  
 رہتے۔ آپ کے ایک فرزند حضرت صوفی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ دونوں باپ صاحب  
 خواجہ شاہ سلیمان تونسوی قدس سرہ سے متوفی ماہِ صفر ۱۲۶۷ھ سے بیعت تھے اور صوفی  
 حضرت مولانا زینت الاولیاء مولانا زین العابدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے اور اہل  
 عبادت و ریاضت تھے۔ انہوں نے اپنی بیٹی حالہ عقد میں دی۔

حضرت مولانا زین الدین صاحب قدس سرہ شاگرد حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ  
 علیہ مکھڑمی کے تھے اور حضرت خواجہ تونسوی قدس سرہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ چونکہ  
 مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۲۹ رمضان ۱۲۵۳ھ میں ہوا تو حضرت خواجہ تونسوی  
 قدس سرہ نے حضرت مولانا حاجی محمد عابد صاحب ہماروی رحمۃ اللہ علیہ کو مکھڑ میں سجاد بن  
 مقرر فرمایا۔ انہوں نے ۹ سال بعد ۱۶ جمادی الثانی ۱۲۶۲ھ وصال فرمایا۔ مزار تونسہ شاہ میں  
 ہے۔ اُس کے بعد حضرت مولانا زین الدین صاحب قدس سرہ کو سجادہ نشین مقرر کیا۔

بقیہ۔ از حضرت مولانا حافظ عبدالباقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

انہوں نے ۱۳ محرم ۱۲۹۵ھ میں وصال فرمایا۔

**حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب قدس سرہ** آپ حضرت مولانا صوفی حافظ

حافظ محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہا کے ہاں ۱۲۷۵ھ میں پیدا ہوئے آپ اور آپ کے دوسرے

بھائی حضرت مولانا شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ المولود ۱۲۸۰ھ متوفی شب جمعرات ۲۰ ربیع الاول

۱۲۳۰ھ جن کے فرزند حضرت مولانا قمر الدین صاحب ہوئے۔ دونوں بھائی خورد سال تھے کہ

والدین اور بعدہ عبد المجید کے سایہ سے محروم ہو گئے اور نانا جان قدس سرہ کے وصال کے وقت

بیس اور پندرہ سال کی عمر تھی۔ حضرت مولانا غلام محی الدین قدس سرہ۔ حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب

تونسوی قدس سرہ کے مرید و خلیفہ تھے، اور انہوں نے ماہ صفر ۱۲۹۶ھ میں سجادہ نشین مقرر فرمایا

قریباً تینتیس سال تک درس و تدریس اور ارشاد و تلقین میں مصروف رہ کر بروز منگل ماہ ذی الحجہ ۱۳۲۸ھ

میں وصال فرمایا۔ آپ کے تین فرزند تھے۔ (۱) حضرت مولوی غلام زین الدین صاحب مدظلہ (۲) حضرت

مولانا احمد الدین صاحب سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ متوفی بروز شنبہ ۳ ربیع الاول ۱۳۶۱ھ حضرت مولانا مولوی

محمد دین صاحب مدظلہ مصنف تذکرۃ الولی و تذکرۃ الصدیقین

حضرت مولانا محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ، بقولاً محرم خان سے بھیرہ تشریف لائے وہاں

سے ہر شیخ احمد لک مرحوم قصبہ للیبانی تحصیل بھلوال لایا اور اپنی صاحبزادی مسماۃ بیوی مرحومہ

ان کے عقد میں دے دی اور کچھ زمین بھی جہیز میں دی تاکہ میری بچی کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ ان

کی اولاد للیبانی میں آباد ہے اور حبیب مشہور ہے۔

**حضرت مولانا محمد اکرم صاحب رحمۃ اللہ علیہ** آپ حضرت مولانا حافظ عبد الرحیم صاحب رحمۃ

اللہ علیہ کے فرزند اور حضرت مولانا محمد حسن

تذکرۃ الصدیقین ص ۸۵-۸۸-۱۰۱ سے متوفی بروز شنبہ ۳ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ  
۱۹ جولائی ۱۳۹۹ھ

صاحب اور حضرت مولانا محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہما کی دوسری والدہ سے بھائی تھے بڑے  
وفاضل صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے۔ آپ کا بہت بڑا کتب خانہ تھا جس میں نایاب  
کتبیں تھیں جن کی یادگاریں آج بھی حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا  
عبدالوحید صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا حافظ عبدالباقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ملک  
صاحب کے پاس موجود ہیں۔

آپ کے چار صاحبزادے تھے (۱) حضرت مولانا محمد احسن صاحب (۲) حضرت مولانا کلیم  
صاحب عرف ٹوپی والے خلیفہ حضرت مولانا حافظ عبدالغفور صاحب عرف انخون صاحب قدس  
(۳) حضرت مولانا غلام یسین صاحب (۴) حضرت حافظ احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہم۔ اول وکرتین  
عالم وفاضل۔ عالم باعمل صاحب درس و تدریس بزرگ تھے۔

آپ سب بھائیوں سے چھوٹے تھے۔  
**حضرت حافظ احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ** کی ولادت غالباً ۱۲۱۹ھ مطابق ۱۸۰۴ء  
میں تھوہا میں ہوئی اور وہیں حفظ کلام اللہ کیا۔ آپ کی ایک خالہ جناب احمد حبیب سے  
ڈھڑیاں ڈاکخانہ چک رامداس تحصیل بھیرہ حال ڈاکخانہ جھادریاں تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا  
بیہا ہی ہوئی تھیں۔ ان کی اولاد نہ تھی۔ انہوں نے آپ کو اپنے پاس لاکر اپنا مقبض بنالیا۔ مزید  
سے محروم رہے، حافظ بڑے جتھے خالہ اور خالو نے اپنی تمام زمین آپ کے نام منتقل کر دی  
آپ کے بھائی بھی وہیں آگئے۔ ڈھڑیاں علم و عمل کا مرکز بن گیا۔ خالو کے انتقال کے بعد ان  
وارثین نے بہت مخالفت کی اور آئے دن تکلیف دیتے رہے لیکن آپ صبر و شکر سے نبھا۔  
سب سے اس سلسلہ میں حضرت مولانا خدابخش صاحب قریشی المعروف پیر بھلی شاہ صاحب قدس  
متوفی ۱۲۴۰ھ کی خدمت میں نواں کوٹ قریشیاں والا ڈاکخانہ ڈھڑا نبھا حاضر ہوئے  
ان کی دعا و تصرف سے اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ بڑے معاملہ فہم۔ قوت فیصلہ بہت تھی۔  
درس و تدریس بہت لوگ حافظ اور ناظرہ ہوئے۔ قرآن مجید پر بڑا عبور اور بہت انہماک تھا۔

نمان شریف میں جو تراویح میں پارہ پڑھتے، دن میں اسے بیس بار تلاوت فرماتے۔ پہلی شادی  
 آپ غلام محی الدین بن نیک عالم صاحب صدیقی رحمۃ اللہ علیہما کی صاحبزادی سے موضع ٹھکواں میں  
 ہوئی۔ جو ڈھڈیاں سے دو تین میل کے فاصلہ پر جانب جنوب میں ہے۔ ان اہلیہ سے صرف  
 صاحبزادی مرحومہ والدہ حضرت حافظ عبدالباقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھیں۔ دوسری شادی ایک  
 وب بزرگ کے فرمانے سے کی کہ میں تمہاری پشت میں ایک ایسا نور دیکھ رہا ہوں جس  
 سے ایک عالم نور ہوگا۔ چنانچہ آپ نے ایک معزز خاندان میں جناب شیخ محمد عیسیٰ صاحب  
 کی صاحبزادی سے موضع گیلانی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں شادی کی۔ یہ اہلیہ بڑی عابدہ، زاہدہ  
 واکمہ شاغل تھیں۔ بارہ ہزار بار اسم ذات ورد فرمایا کرتی تھیں، بڑی خوش نصیب اور نیک نبت  
 بن تھیں۔ ان سے تین صاحبزادے ہوئے (۱) حضرت اقدس قطب العالم مولانا شاہ عبدالقادر  
 حب قدس سرہ (۲) حضرت حافظ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی بروز بدھ بعد العصر ۲۲ شعبان  
 ۱۳۹۲ھ، ۲۲ جولائی ۱۹۷۶ء اور حضرت مولانا حافظ محمد خلیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ المولود  
 ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۸۹۲ء بمطابق ۱۹۴۹ء بمطابق ۱۳۹۲ھ بروز جمعرات بوقت گیارہ بجکر پچیس منٹ پر  
 ۱۳۹۳ھ، ۲۲ نومبر ۱۹۷۳ء کو فرمایا۔

آپ نے عمر قریباً سو سال ۱۳۱۹ھ۔ اپریل کے پہلے ہفتہ ۱۹۰۲ء کو وصال فرمایا۔ مزار شریف  
 مڈیاں شریف کے عام گورستان میں ہے۔

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ کی ولادت ایسے ہی صاحب علم و فضل  
 مرنے میں غالباً ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ء کو ڈھڈیاں شریف ڈاکخانہ چک رامداس تحصیل بھیرہ مال  
 ڈاکخانہ بھاوریاں تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا میں ہوئی۔ حضرت شیخ مولانا حسین احمد صاحب مدنی  
 قدس سرہ کے وصال ۲۲ جمادی الاول ۱۳۷۷ھ کے دوسرے روزہ حضرت مدنی قدس سرہ کی عمر مبارک  
 ربات چلی تو کسی نے آپ کی عمر مبارک بھی دریافت کی تو فرمایا میری عمر اس وقت ۸۵ سال ہے۔  
 آپ کے والدین نے حضرت پیران پیر سید عبدالقادر صاحب گیلانی قدس سرہ سے



عقیدت مندی کی وجہ سے آپ کا اسم گرامی غلام جیلانی رکھا۔

لیکن آپ کے دستخطوں سے جو آپ نے بزمانہ تعلیم کتابوں پر کئے اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنا نام عبدالقادر تبدیل کر لیا تھا۔ آپ نے حفظ کلام اللہ اپنے تایا حضرت شیخ مولانا کلیم اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کھیڑا تحصیل پنڈ وادنخان میں کیا اور ۱۲۰۲ھ فارغ ہوئے اور ابتدائی تعلیم نہیں سے اور اپنے دوسرے چچا حضرت مولانا غلام حسین رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی بعدہ علاقہ کے نامور استاد اور صاحب عبادت دریا صنت بزرگ حضرت مولانا محمد خلیل صاحب بھر مٹھوی ابن حضرت مولانا قائم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہما متوفی ۱۲۲۹ھ مطابق ۱۹۱۱ء کی خدمت میں مرج الارواح اور قال اقول تک سات ماہ حاضر رہ کر پڑھتے رہے اور اُن کے فرزند حضرت مولانا حاجی محمد رفیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲، دو شوال ۱۳۵۵ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۹۲۶ء سے بھی کچھ سبق پڑھے تھے یہ زمانہ غالباً ۱۳۱۱ھ کا تھا۔ اس وقت عمر مبارک پندرہ یا سولہ سال کی ہوگی۔ مسجد عنایت والی میں قیام رہا۔

اس کے بعد لاہور حضرت مولانا غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ماہر علوم عقلیہ سے پڑھتے رہے، وہاں حضرت مولانا عبد الوحید صاحب سنبھلی مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ متوفی غرہ رمضان ۱۳۵۵ھ آپ کے ہم سبق رہے اور مختلف مدارس سے ہوتے ہوئے سہارنپور مظاہر میں حاضر ہوئے، داخلہ بند ہو چکا تھا۔ مسجد محلہ بنجاروں میں قیام رہا اور اسباق حضرت مولانا سید ثابت علی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۲۲ھ سے شرح جامی پڑھی یہ غالباً ۱۳۱۴ھ زمانہ تھا اور حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۶ محرم ۱۳۳۶ھ بھی اساتذہ سے تھے جو حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے۔ اسی زمانہ میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب قدس سرہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ اسی سال ذی الحجہ یا اس سے پہلے پانی پت تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا قاری عبد الرحمن صاحب پانی پتی قدس سرہ متوفی ۵ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ کا قرآن مجید سننے کا بہت شوق فرماتے تھے

۱۔ آپ بیٹی حضرت شیخ الحدیث ص ۱۹۰

رہے پہنچنے کے اٹھارہ جمعہ بعد حضرت قازی صاحب کا وصال ہوا۔

آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب بن حضرت حافظ محمد عابد صاحب  
انی پانی پتی ہیں، جن سے شرح جامی پڑھی اور حضرت مولانا راغب اللہ ابن حضرت مولانا  
اللہ عثمانی پانی پتی شاگرد حضرت مولانا محمد حسین الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہم۔ اور حضرت مولانا  
اللہ صاحب عثمانی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی تحصیل علوم کرتے رہے، از اساتذہ مدرسہ  
مکہ مکملہ والی پانی پت

آپ پانی پت سے رام پور پہنچے اور مدرسہ عالیہ رام پور چلے  
نایب پت سے رام پور | نواب حیدر علی خان کی کوٹھی میں تھا جہاں آج کل غلہ منڈی  
اور سٹن گنج کے نام سے مشہور ہے۔ آپ مسجد مولانا جعفر علی خان یا چوک محمد سعید کی مسجد محلہ  
پھلوڑ کے گنبد میں اور کچھ عرصہ مسجد پھلی بازار والی محلہ گنج قدیم میں قیام فرما رہے اور کچھ عرصہ  
مدرسہ جیل روڈ میں پڑھتے رہے اور وہیں طب حکیم احمد رضا خان صاحب مرحوم سے پڑھتے  
۔ یہ زمانہ نواب حامد علی خان کی ابتدائی عہد حکومت کا تھا۔ اور یہی والد بزرگوار تلاش  
تے ہوئے پہنچے تھے۔

رام پور سے مولوی عبدالرحمن صاحب اہل حدیث کے ہمراہ دہلی پہنچے۔ غالباً ۱۲۱۸ھ کا  
تھا۔ ابتداً آپ مولانا عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد کے مدرسہ واقع صدر بازار  
قیام فرمایا۔ اور مدرسہ امینیہ سنہری مسجد حضرت شیخ مولانا محمد انور شاہ صاحب محدث قدس سرہ  
متوفی ۱۲۵۲ھ سے ملا حق اور ترمذی کا کچھ حصہ سماعت کیا اور مدرسہ حسین بخش میں حضرت  
امام عبدالعلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۴۲ھ شاگرد قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم صاحب  
توی قدس سرہ کے درس میں بھی شرکت کی تھی۔

۱۲۵۲ھ مجلس حضرت اقدس رائے پوری دارالعلوم ستمبر ۱۲۵۲ھ، از حضرت مولانا محمد صاحب

اس کے علاوہ گلاٹھی ضلع بلند شہر میں حضرت مولانا کریم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تحصیل علوم کرتے رہے۔ غالباً ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ء میں یا اس سے پہلے بانس بریلی تشریف لے گئے اور حضرت مولانا محمد دین صاحب پنجابی رحمۃ اللہ علیہ سے مدرسہ مصباح التہذیب میں پڑھتے رہے اور مدرسہ کی چھت پر قیام فرما رہے بعدہ کلہاڑاپیر کی مسجد میں قیام فرما رہے اور مولوی خدایار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فلسفہ اور ہیئت میں شرح چغتائی، کتاب الاکر، کتاب المناظر اور غالباً الافق البین پڑھی اور تکمیل کی۔ اس زمانہ کی آپ کی کتابیں حضرت مولانا عبد الوحید صاحب کے پاس ہیں جن پر آپ کے دستخط ہیں مثلاً (۱) بدالانشاء مطبوعہ مملوکہ مولوی عبدالقادر پنجابی وارو حال بریلی سوداگری محلہ (۲) مالک کتاب

ہندی عبدالقادر عرف غلام جیلانی شاہ پوری (۳) رسال البغدادی فی المکاتبات مطبوعہ مالک کتاب ہندی عبدالقادر عرف غلام جیلانی۔ گویا اس زمانہ میں آپ نے اپنا نام تبدیل کیا تھا۔ فراغت کے بعد وہیں ایک رئیس حضرت مولانا خدایار خان مرحوم کے ہاں اُن کے صاحبزادے مقتدر ایل خان کو پڑھانے پر ملازم ہوئے۔ اسی زمانہ میں حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لڑکوں کو پڑھاتے رہے، دس گیارہ مہینہ۔ ایک کانام مولوی مصطفیٰ رضا خان تھا۔ آٹھ روپے ماہوار پر۔ بریلی ہی میں حضرت والد صاحب کے وصال کی خبر ملی تھی۔ یہیں بریلی میں آپ نے حکیم مختار صاحب رحمۃ اللہ علیہ طب پڑھی۔ شرح اسباب تک۔ اس کے بعد افضل گڑھ ضلع بجنور میں مط کھولا۔ چھ ماہ تک طبابت فرماتے رہے۔ طلب حق اور عشق حقیقی ابتداء ہی سے قلب مبارک میں موجزن تھا، ان دنوں اور بڑھا۔ مثنوی تحفۃ العشاق مصنفہ حضرت شیخ حاجی ابراہیم صاحب قدس سرہ متوفی ۱۳۱۶ھ کے مطالعہ نے اس کو اور بھڑکایا۔ وہیں سے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحمن

## صاحب رائے پوری قدس سرہ کی

خدمت میں عریضہ لکھا کہ بیعت کے لیے حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ حضرت  
 علی رحمۃ اللہ نے جواب تحریر فرمایا کہ حدیث میں آتا ہے۔ **الْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمِنٌ**۔ میں آپ کو لکھتا  
 ہوں کہ میں کوئی چیز نہیں ہوں۔ آپ میں طلب ہے۔ مجھ میں یہ بھی نہیں۔ آپ حضرت مولانا رشید احمد  
 گنگوہی قدس سرہ کی طرف رجوع کریں۔ اس اخلاص اور بے نفسی نے اور بھڑکا دیا۔ آپ نے پھر  
 عریضہ لکھا کہ اور عرض کیا کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ کو جو کچھ ملا۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے ہی ملا  
 میرا راجان آپ کی طرف ہے۔ میری طرف سے اگر ہمان داری کی فکر ہے۔ تو میرے حقوق حضرت  
 نے ذمہ نہیں۔ میں اپنے قیام و طعام کا خود ذمہ دار ہوں، حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ یہ خط دیکھ کر  
 خوش ہوئے۔ لوگوں کو یہ خط دکھایا اور فرمایا۔ دیکھو یہ ہیں طالب۔ غالباً رائے پور شریف  
 لی عارضی ۱۳۲۲ھ ذی الحجہ یا محرم ۱۳۲۳ھ میں ہوئی اور بیعت کی درخواست کی۔ فرمایا جلدی  
 ہے، استخارہ کر لو اور گھر سے ہو آؤ، پھر بیعت کر لینا۔ ذکر اور یکسوئی کے ساتھ کچھ پڑھنے  
 کے لیے فرمایا۔ آپ وہیں رائے پور سے یا حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ گنگوہہ حاضر ہوتے ہوئے  
 واپس ہوئے کیونکہ حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ حکیم مسعود احمد  
 حب رحمۃ اللہ علیہ کے ولیمہ میں شرکت کے لیے حاضر ہو رہے تھے۔ بہر حال آپ واپس وطن آ کر  
 لڑیاں گاؤں سے باہر ایک مسجد میں ذکر شروع فرمایا۔ اس زمانہ کی حلاوت و لذت یکسوئی،  
 ربی اللہ سے النقطۃ اللہ تعالیٰ کے افضال، الطاف کو ہمیشہ بڑی لذت سے یاد فرماتے تھے  
 فرماتے تھے کہ جو بات اس زمانہ میں حاصل ہوئی پھر حاصل نہیں ہوئی۔ فرماتے تھے دیکھا جو کچھ  
 بھا۔ پایا جو کچھ پایا، وہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ غالباً اس  
 قیام ٹھہریاں میں شادی بھی کر دی گئی۔ حضرت مولانا غلام یلین صاحب رحمۃ اللہ علیہ عم محترم کی  
 صاحبزادی، غلام فاطمہ بی بی جو سہ ماہیہ پور کا قصد فرمایا۔ تو آپ کے چچا زاد بھائی مولوی سعد اللہ

مرحوم کے بیٹے مولوی امام الدین صاحب مرحوم جو بیمار تھے نہ انہوں نے فرمائش کی۔ راستہ میں ہمیں حکیم نور الدین قادیانی کو دیکھاتے چلو۔ آپ حکیم کے پاس سات آٹھ روز مہمان رہے تھے۔ آپ کے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حافظ روشن دین صاحب مرحوم بھی ہمراہ تھے۔ فرماتے تھے کہ اگر میں نے حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا نہ ہوتا تو میں قادیانی بن گیا ہوتا۔ ہمراہیوں کو دلچسپی وطن کر دیا، آپ رائے پور حاضر ہوئے۔ بہار پور سے آگے پیدل اور بھوکے سفر فرمایا۔ غالباً یہ حاضری ماہ جمادی الاول ۱۲۳۳ھ میں ہوئی اور بیعت سے مشرف ہوئے، اس کے ایک سال بعد اعلیٰ محترمہ کا انتقال ہوا (جب اطلاعی خط حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ ایسے کلمات فرمائے جن سے مترشح ہوتا تھا کہ حکمت الہی یہی ہے۔ یعنی راستہ کا ایک روٹ یا رکاوٹ تھی، اللہ تعالیٰ نے دور فرمادی اور اللہ تعالیٰ کسی دوسرے کام کے لیے یکسو بنانا چاہتا ہے۔ رائے پور کی حاضری میں آپ نے اس عالی ہمت جفاکشی اور مجاہدے سے کام لیا۔ اس کے واقعات اب صرف اولیائے متقدمین کے تذکروں اور تاریخوں میں ملتے ہیں۔ آپ فرماتے تھے کہ رائے پور پہنچ کر سارا دن باغ میں پھرتا رہا کہ میں کس درخت کے پتے کھا کر گزارہ کر سکتا ہوں آپ نے قوت کو منتخب فرمایا اور پتے کھائے لیکن الحمد للہ۔ اُس کی بہت کم نوبت آئی، حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خادم (حضرت) میاں جی معز الدین رحمۃ اللہ علیہ کو فرمادیا تھا کہ اُن کے لیے وغیرہ کا خیال رکھنا۔ یہ دور بڑے مجاہدے اور جفاکشی کا دور تھا اور یہ سب آپ کی تکمیل حال کے لیے تھا اور ترقی و جنگی اللہ تعالیٰ کو منظور تھی۔ آپ فرماتے تھے کہ لنگر کی روٹی اتنی موٹی اور چمکاتی کہ بغیر پانی یا چھانچہ حلق سے نہیں اترتی تھی۔ رات دن میں صرف ایک روٹی مکی کی ملتی تھی۔ میرے لیے جو ایسی علاقہ کے تھے۔ آدھی آدھی کدے دو وقت کھاتے تھے۔ مگر میں پنجاب کا رہنے والا تھا۔

۱۰۰۰ آپ بیٹی نمبر ۳ صفحہ ۲۵۵ و سوانح حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ت کھا لیتا تھا۔ دوسرے وقت بس اللہ کا نام (حضرت حاجی جانی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) مطبخ کے ہتھم تھے۔ کبھی روٹی جلی ہوئی ہوتی تھی اور کبھی کچی۔ ایک مرتبہ ان سے کہا۔ حاجی جی روٹی جلی ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا۔ کل جلی ہوئی نہ ہوگی۔ دوسرے روز ایک طرف سے روٹی جلی ہوئی اور دوسری طرف سے کچی تھی۔ جب دوسری مرتبہ کہا۔ تو حاجی صاحب نے فرمایا۔ یہاں تو ایسی ہی لے گی اگر کچی ہوئی روٹی کھانے آیا ہے تو کہیں اور جگہ چلا جا مجھے ڈر ہوا کہ حاجی صاحب کہیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے نہ عرض کر دیں۔ میں نے اپنے کو بڑی ملامت کی اور دل میں کہا کہ ارے یا تو ہے اپنے نفع کی خاطر اور پھر خیرے کرتا ہے۔ اور یہ عہد کیا کہ آئندہ کبھی کچھ نہیں کہوں گا۔ پھر کبھی کوئی شکایت نہیں کی۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ خیال آیا کہ حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں عرض کروں کہ حاجی جی کو فرمادیں کہ روٹی اچھی طرح پکا کر دیا کریں یا میرے لیے رکھ دیا کریں۔ پھر سوچا کہ اگر حضرت قدس سرہ نے فرمادیا کہ مولوی صاحب جہاں روٹی پکی ہوئی ملتی ہے وہاں چلے جاؤ۔ تو پھر کیا ہوگا ایک مرتبہ فرمایا کہ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کسی کام میں مصروف ہوتا۔ اور حاجی معز الدین صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) منتظم کھانا ہانوں کو کھانا کھلا کر مطبخ بند کر کے گھر چلے جاتے ہیں فارغ ہو کر مطبخ میں جا کر دیکھتا۔ کبھی ایک آدھ روٹی بچی ہوئی مل جاتی اور سالن کی خالی دیوڑھیوں سے پونچھ کر کھا لیتا اور کبھی یہ بھی ہوتا کہ روٹی نہیں ہوتی اور سوکھے بچے ہوئے ٹکڑے طاقتوں وغیرہ میں پڑے ہوئے لے کر مھگو کر نمک ملا کر اور کبھی نمک بھی نہیں۔ تو بغیر نمک کھا لیتا۔ کبھی پیٹ بھرتا اور کبھی بھوکا رہتا۔ ایسے ہی جو چائے کی پتی کا مھوگ بیچ جاتا۔ اس کو میں خشک کر کے رکھ لیتا تھا اور پُرانا گڑ جو پڑا پڑا خراب ہو جاتا۔ اس کا شیرہ بنا کر چائے کی پتی ڈال کر اس چائے سے روٹی کھا لیتا۔ ایسے ہی کبھی کچی کبھی جلی ہوئی۔ کبھی باسی روٹی کھا لیتا تھا۔ اسی وجہ سے پیٹ میں درد شروع ہو گیا۔ ایک مرتبہ خیال آیا کہ سوٹھ استعمال کی جائے۔ سوٹھ پس کر استعمال کی اس کے بعد ایک لمبا جو تک خارج ہوا۔ جیسا کہ آنت باہر آگئی۔ یہ سلسلہ چودہ سال تک رہا اور

اُسی وقت سے یہ ریح کا مرض اور ضعف معدہ ہے اور اس اتنے بڑے لمبے عرصہ میں نام تک نہیں لیا۔

حضرت حافظ یوسف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت لے کر **رہائش و آرام گاہ** کی گھوڑی باندھنے والے چھپر میں بستر لگایا جو ایک گھوڑے (کو) کرکٹ کے ڈھیر پر سے ایک پھٹا پیرا نہ کمبل ملا تھا۔ اُس کو دھو کر وہاں بچھا دیا یہی چودہ تک بستر رہا اور یہی جائے نماز رہی۔

اس وقت خالقانہ میں ایک ہی لالٹین تھی۔ وہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ میں رہتی دوسری لالٹین تھی ہی نہیں اور سانپوں بچھوؤں وغیرہ کی کثرت تھی۔ ایک ٹوٹا ہوا بانس کہیں سے ملا رکھ لیا تھا۔ اُس کو وقتاً فوقتاً بجاتے رہتے تھے تاکہ کوئی کیرا یا سانپ نہ آئے لیکن فرماتے تھے کہ الحمد للہ۔ سوائے ایک مرتبہ کے کہ ایک کنکھجور آیا۔ کوئی دوسرا کیرہ دیکھنے میں نہیں آیا اور نہ کوئی تمام کام اندھیرے میں ہی کرنے پڑتے تھے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ سردی کا موسم تھا۔ میرے پاس کوئی کپڑا اوڑھنے بچھونے کا نہیں تھا۔ مغرب سے عشاء تک وضو کے لیے جہاں حمام میں پانی گرم کیا جاتا تھا۔ بیٹھ کر اپنا وظیفہ پڑھتا رہتا تھا۔ پھر نماز عشاء کے بعد مسجد کے دروازے بند کر کے مسجد کی چٹائی میں اپنے کو لپیٹ لیتا تھا مگر اس میں بھی پاؤں اور سر کی طرف سے سرد ہوا آتی تھی۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد سے باہر آکر ذکر شروع کر دیتا تھا اور ساری رات ذکر کی گرمی سے گزارتا تھا۔ اسی طرح موسم سردی کا ختم ہو گیا۔ مگر نہ میں نے کسی سے ذکر کیا اور نہ کسی پر ظاہر ہونے دیا، لیکن ایک بعد کوئی سردی ایسی نہیں آئی جس میں کم از کم ایک رضائی نہ آئی ہو۔ ذکر سے آپ کو شہ کا

۱۔ سوانح حضرت مولانا عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہ صفحہ ۲۵۵

صفحہ ۲۴۵ واپس پتی نمبر ۳۰ صفحہ ۲۴۵



انہماک تھا۔ ساری ساری رات ذکر میں گزارتے تھے اور بہت کم سونے کی نوبت آتی تھی اور رات ندرتے معلوم بھی نہیں ہوتی تھی۔ فرماتے تھے کہ ذکر سے ایسی طبیعت چسپاں بہرگی کہ ایک ہی مجلس میں بڑی شد و مد سے ذکر پورا کر لیتا تھا۔ ساڑھے تین گھنٹے میں پورا ہوتا تھا۔ درمیان میں کمر دکھنے لگتی ایک تختی سے سہارا لگا لیتا تھا۔ ذکر پورا کئے بغیر کوئی چیز اچھی نہ لگتی تھی۔ بے چینی اور بے قراری بہتی تھی۔ حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب بن حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہما ہمارے پورے تشریف لاتے اور میرے پاس آکر بیٹھتے اور فرماتے تھے کہ تیرا ذکر سننے آیا ہوں۔

نیز فرماتے تھے کہ بعض دفعہ نزلہ و نزکام کے زور کی وجہ سے سخت تکلیف میں مبتلا ہوتا تھا۔

ن کے باوجود گود میں رومال بچھا لیتا تھا جو ناک کی رطوبت گرنے سے تر ہو جاتا۔ ایسی حالت میں بھی ذکر پورا کر لیتا تھا۔

آپ اپنی کیفیات و احوال اور واردات بہت کم بیان فرماتے تھے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ میں نے لکھا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ غسل فرما رہے ہیں۔ میرا بھی ارادہ غسل کرنے کا تھا۔ تو معاً تمام جسم ننگا ہو یا۔ اتنے میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ غسل خانہ سے باہر تشریف لائے۔ میں سخت پریشان ہوا۔ چھپ رہا اور دوڑ کر غسل خانہ میں داخل ہوا۔ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا تو فرمایا مولوی صاحب مٹھائی کھلاؤ۔ یہ ترک دنیا کی بشارت ہے۔ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ ساری رات یسب کیفیت طاری رہی۔ دوسری رات بھی اس طرح گذری۔ تیسری رات ایک قطرہ نور قلب پر رو ہوا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا تو فرمایا کہ مولوی صاحب اب تمہارے دل میں نور جہان و تقاضا پیدا ہو گا اس کو من جانب اللہ سمجھو اور اس پر عمل کرو۔ اب انشاء اللہ جو کچھ وارد ہو گا۔ شیطان کی طرف سے نہیں ہو گا۔

ایک دفعہ مغرب یا غشاء کے بعد کسی نے عرض کیا کہ لطائف کی کیا حقیقت ہے۔ تو ارشاد فرمایا کہ اصل لطیفہ وہ ہے جس کے لیے جو جگہ روشن ہو جائے۔ اور صوفیاء نے اپنے اپنے حالات کے لحاظ سے لطائف کی کچھ کیفیات بیان فرمائی ہیں۔ وہ یہ کہ اول لطیفہ قلب ہے جو بائیں پستان

سے دو انگلی نیچے ہے۔ دوسرا لطیفہ روح۔ دایمے پستان سے دو انگلی نیچے۔ تیسرا لطیفہ نفس ناف کے نیچے۔ چوتھا لطیفہ سہر سینه میں نو انگلی پستانوں کے درمیان اوپر کی طرف۔ پانچواں خفی۔ پیشانی میں دو انگلی بھوں کے درمیان اوپر کی طرف۔ چھٹا خفی چوٹی یعنی اُم الدماغ میں اسے

فرماتے تھے کہ مجھے تو حضرت اقدس قدس سرہ پہلے تو کئی مراقبے فرماتے رہے۔ آخر میں تو کہ مولانا اب تو یہ تصور کیا کرو کہ جسم کا رگ وریشہ اور ذرہ۔ ذرہ سے اللہ اللہ کی گنگناہٹ آ رہی ہے جس حصہ پر حق تعالیٰ کو منظور ہو گا۔ اپنا فضل فرمادیں گے۔ سب ہی جسم لطیفہ سمجھو۔ جب اللہ تعالیٰ منظور ہوا تو فضل فرمایا کہ دل میں ایک بوند سی گری۔ اس کے بعد کچھ اور پھر کچھ اور کچھ اور اسے آپ کو حضرت شیخ و پیر و مرشد قدس سرہ سے تعلق، محبت و عشق، فنایت کے درجہ تک گیا تھا۔ فرماتے تھے کہ مجھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ایسی مناسبت اور تعلق ہو گیا تھا کہ جو چیز میری رحمۃ اللہ علیہ کے قلب پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وارد ہوتی۔ وہی چیز میرے قلب پر وارد ہوتی۔ اور جو چیز میرے قلب پر وارد ہوتی۔ اسی چیز کا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے قلب مبارک پر درود ہو جانا۔ عرض کہ آپ ذکر و اذکار اور معمولات کے پورا کرنے کے علاوہ، حضرت رحمۃ اللہ علیہ خدمت میں ہمہ وقت حاضر خدمت رہتے۔ کبھی بے وضو حاضر نہیں ہوتے اور ہر وقت با وضو رہتے اور ہر قسم کے ادب کے ساتھ جب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تصوف و سلوک کے منازل پر پہنچتے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے سلسلہ قادریہ میں اجازت فرمائی بعد چاروں سلسلوں میں تشریف

۱۔ از ارشادات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ۔ مرتب کردہ۔ حضرت مولانا علی احمد صاحب بہاولنگری رحمۃ اللہ علیہ و ضیاء القلوب تصنیف حضرت حاجی ادا اللہ مہاجر کی قدس سرہ۔  
۲۔ حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب بہاولنگری مدظلہ

۳۔ سوانح حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ ص ۱، و ملفوظات حضرت رائے پوری قدس سرہ مرتب حضرت مولانا علی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

نقشبندیہ سہروردیہ پشتیہ میں اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔  
 آپ نے اپنی کوئی حیثیت نہیں بنا رکھی تھی۔ خانقاہ میں آنے والوں کو بعض اوقات آپ  
 کی طرف توجہ بھی نہ ہوتی تھی اور بہت سے لوگ اس کے سوا کچھ نہیں جانتے تھے کہ آپ حضرت  
 عالی قدس سرہ کے مخلص خادم اور خانقاہ کے ایک ذاکر شاغل درویش ہیں۔ اس کے سوا آپ  
 کی کوئی حیثیت اور امتیاز نہیں تھا۔

ایک بار آپ کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے درس بنا کر مکتلہ بھیجا۔ فرماتے تھے مجھے حضرت رحمۃ  
 اللہ علیہ کی جدائی کی بہت سخت گرانی ہوئی اور یہ بھی فکر ہوئی کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کسی وجہ سے علیحدہ  
 فرمانا چاہتے ہیں (شاید یہ بھی کوئی امتحان لیا جھوڑا ہو)۔ آپ کی خدمت، تعلق قلبی، مجاہدہ و ریاضت  
 و جفاکشی و بے نفسی۔ تواضع و انکساری سے قرب و اختصاص روز بروز بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ اکثر  
 اہم خدمتیں۔ آپ سے متعلق ہو گئیں۔ مثلاً امام نماز، خطیب جمعہ آپ ہی تھے۔ اور سفر و حضر میں اور  
 رات دن حاضر خدمت رہتے تھے۔

پہلا جج آپ نے ۱۲۲۸ھ مطابق ۱۹۱۰ء میں حضرت عالی قدس سرہ کی معیت میں حاضر  
 پہلا جج | حرمین الشریفین ہو کر کیا تھا۔ سوال کے مہینہ میں روانگی ہوئی۔ اسی مبارک سفر میں حضرت  
 عالی رحمۃ اللہ علیہ کچھ کھوتے فرزند۔ حافظ۔ عالم، عابد و زاہد۔ بڑے لائق و فائق۔ بیمار ہو گئے۔ اتنے سخت  
 اسہال تھے کہ چلنا پھرنا۔ اٹھنا بیٹھنا ختم ہو گیا۔ ان کی تیمارداری اپنے ذمہ لے لی تھی۔ بڑی خوشی سے  
 اسہال اپنے ہاتھوں سے صاف کیا کرتے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لٹے کا کپڑا مرحمت فرمایا  
 کہ اس کے ٹکڑوں سے صفائی کر دیا کرو۔ آپ ان ٹکڑوں کو صفائی کے بعد دھو کر پاک کر کے جمع  
 کرتے رہے بعدہ ان ٹکڑوں کو سخی کر جائے نیاز بنالی تھی۔ اسی طرح آپ خدمت کرتے رہے، حتیٰ کہ

۱۔ حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب بہاولنگری مدظلہ العالی۔ ۲۔ سوانح حضرت اقدس ربیع پوری  
 قدس سرہ صفحہ ۶۷۔ ۳۔ سوانح حضرت اقدس مولانا عبد القادر صاحب پوری قدس سرہ صفحہ ۷۷

عدن کے قریب حضرت صاحبزادہ عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس خدمت سے بہت خوش ہوئے اور اکثر اپنی خوشنودی کا اظہار فرماتے تھے کہ  
 حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ پانچ چھ سال بیمار رہے، اس زمانہ میں دواؤں کا استعمال کرنا کھانا  
 کھلانا چائے پلانا سب آپ کے ذمہ تھا۔ حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بدن کے کپڑے بھی آپ  
 کے ملک فرمادیئے تھے اور کلیتہً مختار بنا دیا تھا مگر آپ ان کپڑوں کو ادب کی وجہ سے کبھی بھی استعمال  
 نہ فرماتے۔ حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ نے اخیر عمر مبارک میں سفر حج کے لیے تیرہ سو روپیہ آپ کے پاس  
 جمع کر رکھا تھا۔ مرض وفات میں منگو کر تقسیم فرمایا تاکہ ترکہ نہ بنے۔ اس میں سے آپ کو بھی تین سو  
 روپیہ عنایت فرمایا۔ آپ کو بڑی پریشانی ہوئی۔ تمام دن اس پریشانی اور غم میں گزرا کہ اگر یہاں بھی  
 یہی روپیہ پیسہ ہی ملنا تھا۔ تو پہلے ہی دکان یا کوئی مزدوری ہی کر لیتے۔ اس سے روپیہ بہت اکٹھا  
 ہو سکتا تھا۔ شام کے وقت حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ مولوی صاحب تم کچھ پریشان نظر  
 آتے ہو۔ کیا بات ہے؟ آپ نے عرض کیا کہ یہاں بھی روپیہ ہی ملنا تھا۔ یہ تو مزدوری کر کے  
 حاصل کر لیتے۔ فرمایا۔ افسوس نہ کرو۔ تم فائز المرام ہو اور یہ بھی فرمایا کہ میرا مال تمہارا مال ہے۔ اور  
 تمہارا مال میرا مال ہے۔ مرض وفات میں جو لوگ بیعت کے لیے حاضر ہوتے۔ حضرت عالی رحمۃ اللہ  
 علیہ کے حکم سے آپ ان کو بیعت کرتے۔ اس زمانہ میں بہت سے لوگ آپ سے بیعت ہوئے اسی  
 زمانہ میں رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ہاتھ پر بیعت  
 ہوئے تھے۔ حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار فرمایا کہ جی تو یہ چاہتا ہے کہ جیسے زندگی میں کٹھن میں  
 مرنے کے بعد بھی ایک جگہ رہیں مگر ہوتا ہے وہ جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب  
 دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا یہ مقولہ بارہا دہرایا۔

اے سوانح حضرت اقدس مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ صفحہ ۷۲، اے سوانح حضرت مولانا عبدالقادر  
 صاحب قدس سرہ صفحہ ۷۷، اے آپ بیتی نمبر ۲ صفحہ ۷۷

ہے۔ صحت کے زمانہ میں بھی اور معذوری کے زمانہ میں بھی اس ناکارہ نے ایک دفعہ اس مگر پر اشکال بھی عرض کیا تھا لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ بالکل ساکت و صامت رہے اور جب بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا مقولہ نقل فرماتے ہیں اس مگر میں کم ہوجاتا تھا کہ (شاہد یہ آرزو جسم کے اعتبار سے پوری نہ ہوا حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت فرمایا۔ اپنے بعد کیا انتظام فرمایا ہے تو حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلفاء میں سے ان تین حضرات کے اسماء کا ذکر فرمایا (۱) حضرت مولانا اللہ بخش صاحب دین پوری بہاولنگری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰ رجب ۱۳۵۲ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۲ء شب سہ شنبہ) (۲) حضرت منشی رحمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۵۱ھ بوقت شب ۱۳) حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ کا نام لیا۔ یہ اس کام کو سنبھالیں گے اور چودھری محمد صدیق خان صاحب مرحوم رئیس رائے پور سے خاص طور سے فرمایا تھا کہ میرے بعد مولوی صاحب کا خیال رکھیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ ۲۹ جنوری ۱۹۱۹ء کو وفات ہوا اس کے بعد بہت سے لوگ خاندانی تعلق اور قرب کی بنا پر عرصہ تک حضرت مولانا اشفاق احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ متولی مدرسہ و مسجد کو جانشینی کا اصل حقدار سمجھتے رہے تھے جو اسی خاندان کے چشم و چراغ اور حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی بھانجے تھے۔ عالم و فاکر و شاغل جوان صالح بزرگ تھے آپ کی طبیعت ہر طرح کی کشمکش۔ مقابلہ دعویٰ اور اپنی شخصیت کے اظہار سے گریزاں تھی۔ آپ نے ان دنوں رائے پور کا قیام ترک فرما دیا تھا۔ کبھی بہٹ۔ کبھی کھیڑی اور کبھی مکان پر قیام فرما رہتے تقریباً ۲۰ سال رائے پور میں مستقل قیام نہیں رہا۔ لیکن رفتہ رفتہ رجوع خلائق بڑھا اور منجانب اللہ آپ کی شخصیت مرکز بنتی چلی گئی۔ آپ فرماتے تھے کہ بھائی ہم تو حضرت مولانا اشفاق احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مریدوں کی طرح حاضر ہوتے تھے۔ آخر چودھری محمد صدیق خان صاحب مرحوم نے حضرت

۱۔ سوانح حضرت مولانا عبدالقادر صاحب قدس سرہ صفحہ ۷۵ و ۷۶

۲۔ ازارشادات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ خالصہ کالج فیصل آباد (لائبل پور)

عالی رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت کی تعمیل میں مکان بنوا دیا۔ رفتہ رفتہ آس پاس کئی چھپر اور سائبان بڑے اور ایک بخش پوش نہام خانقاہ تیار ہو گئی۔ جو کچھ ہی عرصہ کے بعد طالبین خدا کا ایسا مرکز بن گیا جس نے ماوریت اور غفلت کے اس دور میں اور چودھویں صدی کے وسط میں حضرت مولانا شاہ غلام صاحب نقشبندی، مجددی، دہلوی قدس سرہ متوفی ۱۲۴۱ھ کی یاد تازہ فرمادی اور بہت سی حیثیتوں سے اپنے وقت میں برعظیم ہند کی سب سے بڑی زندہ اور آباد خانقاہ قائم ہو گئی اور آپ کے اخلاق وسعت اخلاق، شفقت و محبت اور اپنے کام میں اہتمام اور یکسوئی کی وجہ سے بہت جلد رائے پور خانقاہ مرجع خاص و عام بن گئی۔ سہارنپور کا ضلع خصوصیت کے ساتھ اور دو آبہ کا علاقہ عمومیت کے ساتھ اور پنجاب و ریاست بہاولپور میں خصوصاً دین پور ضلع بہاولنگر اور دور دراز علاقوں کے آپ کے مرشد ارشد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہ کے پرانے خدام اور ان کی ترغیب اور ان کی صحبت کے اثر سے نئے نئے لوگوں نے حاضر ہونا شروع کیا۔ حتیٰ کہ عوام کے علماء و مشائخ حضرات بھی استفادہ باطنی حاصل کرنے لگے اور ہندوستان کے ہر فوق اور ہر طبقہ کے ممتاز افراد عشق کا سودا اور دل کی دوائی لینے کے لیے ملک کے گوشہ گوشہ سے حاضر ہونے لگے۔ جہاں مشکل سے کوئی وقت ذکر اللہ کی صداؤں اور عشق و محبت کے نعموں سے خالی ہوتا ہو گا۔ جہاں کی سرشاری و بخوردی۔ ماسوی اللہ سے انقطاع اور عالی ظرفی اور فیاضی کی مثال ملنی مشکل۔ ابتدائی نظام کا قیام | کچھ عرصہ تک آپ کا کھانا چودھری محمد صدیق خان صاحب مرحوم و موصوفہ کے ہاں سے آتا تھا۔ بقیہ مقیمین خانقاہ کے لیے وال روٹی یہاں پکتی تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ نظام قائم ہوا کہ فجر کی نماز سے پیشتر چائے پی لیتے اور نماز کے بعد سیر کو تشریف لے جاتے۔ واپسی پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بیٹھ کر تشریف لاتے اور آٹھ بجے کھانا کھا لیتے۔ حاجی ظفر احمد صاحب رحمۃ اللہ روٹیاں پکا دیا کرتے تھے۔ ابتدائی زمانہ میں اسی وقت علیحدگی کے لیے دروازہ بند فرما لیتے تھے۔

نماز کے لیے باہر تشریف لاتے معلوم نہیں کسی وقت آرام بھی فرماتے تھے یا کہ مشغول ہی رہتے، درمیان میں ذرہ اس میں تبدیلی ہوتی۔ کچھ دیر موسم کے مطابق باہر تشریف رکھتے۔ پھر اندر تشریف لے جاتے۔ ساڑھے دس بجے گیارہ بجے کھانا عام مہمانوں کے ساتھ تناول فرماتے۔ قریباً ۱۲ بجے آرام فرماتے۔ ظہر کی آذان سے پیشتر یا آذان پر اٹھ کر تلاوت فرماتے۔ نماز میں باجماعت پڑھتے۔ نماز کے بعد تخلیہ میں چلے جاتے۔ صلوٰۃ التبیح۔ ذکر جہر مراقبہ تلاوت و نوافل میں مشغول رہتے۔ اس تخلیہ کا بہت اہتمام تھا۔ تخلیہ سے باہر آنے کے وقت چہرہ مبارک پر اتنا جلال و انوار کا زور ہوتا تھا کہ چہرہ مبارک پر نگاہ ڈالنی مشکل ہوتی اور تھوڑی دیر تک حضرت نور اللہ مرقدہ پر بھی کچھ استغراقی کیفیت کا ایسا غلبہ ہوتا تھا کہ خادم خاص بھائی الطاف صاحب وغیرہ کو بھی نہ پہچان سکتے فرماتے تو کون ہے؟

حضرت عالی رحمۃ اللہ کی محبت اور یاد میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خادم سے مل کر دل کو تسلی دیتے۔ موضع بہٹ۔ موضع لودھی پور وغیرہ تشریف لے جاتے۔ اس وقت بغیر کسی دینی اور اصلاحی مقصد اور فائدے کے سفر نہ فرماتے تھے۔ جہاں کوئی ذکر کرنے لگ جاتا۔ البتہ وہاں آنا جانا ہو جاتا۔

اس کے بعد طبیعت کے رجحان یا بعض عینی اشاروں کی بنا پر (ترک سفر کا تہیہ)

**دوسرا حج** فرمایا۔ دوسرا سفر حج آپ نے ۱۳۲۵ھ ۱۹۰۷ء میں فرمایا۔ ۲۱ رجب ۱۳۲۵ھ ۱۹۰۷ء

۱۳۲۵ھ کو جہاز روانہ ہوا۔ آپ کے ہمراہ رفیق سفر آپ کے چھوٹے بھائی حضرت حافظ محمد خلیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور خادم حاجی محمد علی صاحب مدظلہ۔ حاجی طفر الدین صاحب مرحوم اور حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب گتھلوی مدظلہ سجادہ نشین حال اور راؤ عبد الشکور خان رائے پوری مرحوم۔ شاہ سکندر علی مرحوم حضرت حافظ احمد حسن صاحب مرحوم ابن حضرت مولانا نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ لدھیانوی وغیرہ مکہ مکرمہ حاضر ہو کر عمرہ کرتے مدینہ طیبہ تیرہ روز میں حاضر ہوئے۔ ہوا۔ درود تشریف کی کثرت اور خاموش رہنے

۱۷ سوانح حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ صفحہ ۸۲ و ۸۳۔ ۱۸ آپ بیتی نمبر ۶ صفحہ ۸۴

۱۹ ایضاً سوانح صفحہ ۸۳



اور بہت ادب و احترام کے ساتھ حاضری دینے کی تاکید فرمائی اور جہاں سے روضہ اقدس دکھائی دینے لگا  
 پیدل سفر شروع فرمایا۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے پہلا سلام مزاحمہ شریف  
 پڑھوایا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ بھی مدینہ طیبہ حاضر تھے۔ رمضان شریف میں  
 گذارہ ۱۴۱۲ھ فریقہ برد چہار شنبہ ۱۸ مئی کو مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر واپس مکہ معظمہ ہوئے۔ اس سال گرمی  
 بڑی سخت پڑی۔ لوگ بڑی شدت تھی۔ اموات بکثرت ہوئیں۔ پانی کی نایابی کی وجہ سے لوگ اونٹوں پر  
 چلتے چلتے مرجھاتے تھے۔ آپ نے اپنے پانی سے بہت سے جان بلب حجاج کی مدد فرمائی۔ حج کے بعد مکہ حرم  
 ۱۴۱۲ھ یکم جولائی ۱۴۱۲ھ کو کراچی اور ۶ محرم ۱۴۱۲ھ کو تشریف سہارنپور واپس لے آئے تھے اور تیسرا سفر  
 حج آپ نے ۱۳۶۹ھ ۱۴۵۰ھ میں فرمایا تھا۔ ۱۲ فریقہ مطابق ۲۴ اگست سہارنپور سے روانہ ہوئے۔ ۱۴ صفر  
 ۱۳۷۰ھ ۲۵ نومبر ۱۴۵۰ھ کو رائے پور پہنچے۔

## مدرسوں کی سرپرستی

آپ دارالعلوم دیوبند کے سرپرست ۱۳۶۰ھ میں صرف ایک سال کے  
 دوبارہ ۱۳۶۶ھ تا ۱۳۸۱ھ تک قریباً چار سال تیر گا آپ دارالعلوم دیوبند کی مجلس شورا کے ممبر رہے۔  
 ایسے ہی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور۔ جامعہ رشیدیہ رائے پور۔ گجراں آباد جامعہ رشید غلہ منظمی ساہیوال  
 پاکستان۔ مدرسہ اسلامیہ، رحیمیہ، دین پور ضلع بہاولنگر اور مدرسہ اسلامیہ، رحیمیہ، ٹونگہ لونگہ وغیرہ وغیرہ  
 بہت سے مدارس کے سرپرست رہے تھے۔

آپ کے نزدیک سب سے پہلے اپنی اصلاح اور اخلاص و اخلاق کا پیدا کرنا ضروری تھا۔ اور  
 اس کا سب سے موثر ذریعہ محبت اور محبت کا ذریعہ ذکر و صحبت تھا اور محبت پر دینی کام اور ہر اصلاحی  
 کوشش میں جان بڑھتی ہے اور وہ زندہ و طاقتور بنتا ہے۔ اسی سے عبادات میں روحانیت، علم میں  
 نورانیت، تعلیم و تدریس میں برکت و قوت، وعظ وارشاد میں تاثیر، تبلیغ و دعوت میں مقبولیت و قوت  
 پیدا ہوتی ہے۔ تصنیف و تالیف میں اثر و مقبولیت۔ سیاسی و تنظیمی کوششوں میں کامیابی و نتیجہ خیزی

۱۴۵۰ھ سوانح حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ صفحہ ۸۴ ۱۴۵۱ھ ایضاً صفحہ ۱۴۵

۱۴۵۱ھ رویداد دارالعلوم دیوبند۔

تعلقات میں استواری جماعتوں میں اتحاد۔ افراد میں ایثار و محبت پیدا ہوتی ہے۔ غرض پوری زندگی کی چول اپنی جگہ پر آجاتی ہے اور ہر طرح کا ضعف و انتشار ختم ہو جاتا ہے۔ اسی محبت و اخلاص کی بنا پر آپ کی خانقاہ اخلاص و محبت اور اصلاح و اخلاق و نفس اور تصحیح نیت کی تربیت گاہ تھی۔ آپ کے ہاں تصوف کے مقصد اور اس کے مغز کا سارا فکر اور اہتمام یہی تھا۔ رسوم تصوف کے نہ خود پابند تھے نہ دوسروں سے پابندی چاہتے تھے۔ نسبت اور تعلق مع اللہ کے حصول کے لیے بقدرے امکان کیسویں کے ساتھ ذکر و فکر پر عموماً زور دیتے تھے اور اس کو گویا تصوف کے دروازہ کی کنجی سمجھتے تھے۔ اس کے علاوہ زمانہ کے تغیرات اور لوگوں کے حالات اور مختلف طبائع کا لحاظ فرماتے ہوئے بالکل مجتہدانہ رہنمائی فرماتے تھے بہت سوں کے لیے ایک شغل تجویز فرماتے اور بعض دوسروں کو باوجود ان کی درخواست کے اس سے منع فرما دیتے تھے۔ آپ بعض اوقات فرماتے تھے: میں بھی اس خیال سے بیعت ہونے والوں سے پس و پیش اس لیے نہیں کرتا کہ شاید ان کے خلوص کی برکت سے میری بھی نجات ہو جائے اور ان کے ماتھے میں بھی توبہ کر لوں۔ آپ عموماً بیعت و توبہ کراتے ہوئے حسب ذیل کلمات تلقین فرماتے تھے:

کہو بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ یا اللہ ہم توبہ کرتے ہیں کفر سے، شرک سے، بدعت سے، زنا سے، چوری سے، غیبت سے، جھوٹ بولنے سے، نماز چھوڑنے سے اور سب گناہوں سے جو ہم نے اپنی ساری عمر میں کئے ہیں۔ چھوٹے ہوں یا بڑے۔ اور اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ تیرے سارے حکم مانیں گے۔ تیرے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کریں گے یا اللہ تو ہماری توبہ قبول کرے۔ ہمارے گناہوں کو بخش دے۔ ہمیں توفیق دے اپنی رضا مندی کی۔ اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کی۔ گویا یہ چھٹے کلمے رد کفر و شرک کے الفاظ ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اَشْرَکَ بِکَ شَیْئًا وَّ اَنَا اَعْلَمُ بِہٖ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا اَعْلَمُ بِہٖ ثَبَّتْ عَنْہُ وَ

۱۰ سوانح حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ مقدمہ صفحہ ۱۰۱ و ۱۰۲

۱۱ سوانح حضرت اقدس رائے پوری یعنی حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پور قدس سرہ



کے بعد چلوں کی تعلیم ہوتی۔ اس کے ساتھ تلاوت کلام اللہ جو اپنے آپ کو شجر حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام تصور کر کے تلاوت کرنا۔ یعنی میرے وجود پر کلام اللہ کی تلاوت کی آواز آ رہی ہے اور صبح و شام کی دعائیں نماز کے بعد کے وظائف۔ سونے اور جاگنے کی دعائیں مسنونہ اور دلائل الخیرات بحزب اہل بیت وغیرہ مختلف اوقات کی مسنون دعائوں کی تلقین فرماتے۔ غرض رات دن اللہ کی یاد میں گزارنے کی تلقین فرماتے۔ کوئی وقت غفلت میں نہ گزرے۔

فرماتے تھے کہ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ فَاذْكُرْنِي اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلا تَكْفُرُون۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے یاد کرو میں تم کو یاد کروں گا۔ میرا شکر ادا کرو۔ کفرانِ نعمت نہ کرو گویا ذکر کرنا شکر ادا کرنا ہے اور ذکر نہ کرنا کفرانِ نعمت ہے۔ نیز فرماتے تھے کہ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ۔ اُس کی یاد اُس کے نام کی برکت سے ہی حاصل ہوتی ہے اور وَذِكْرُكُمْ ذِكْرُكَ تَبْتَلُ الْيَتِيْمَ تَبْتِلًا ذَكَرًا تَاكِرًا چاہیے کہ یکسوئی حاصل ہو جائے یعنی کہ جب تک تبتل اختیار نہ کیا جائے۔ اس وقت تک مالک الملک کی وکالت حاصل نہ ہوگی۔ اتنا ذکر کیا جائے جس میں ہر طرف سے علیحدگی ہو جائے اور مالک الملک کی ذات پر ہی توکل ہو جائے۔

نیز فرماتے تھے کہ جب نماز میں روزانہ یہی اللہ کے نام کی برکت ہونے کا اقرار کرتے ہو۔ پھر دوسری طرف خیال کرتے ہو۔ ذکرِ لسانی اور اس کی کثرت سے یہ مقصود ہے کہ اسم مبارک کی برکت سے قلب میں اس کی یاد بس جائے۔ اصل ذکر یا وہی کو کہتے ہیں۔ جب یہ حاصل ہو جائے تو اس وقت دنیا کی بڑی سے بڑی چیزیں بلکہ تمام چیزیں اس نعمت کے سامنے بچ نظر آتی ہیں اور اسی سے جب جاہ اور تکبر نکلتا ہے اُن کے نکلنے کے بغیر اخلاق کی اصلاح نہیں ہوتی۔ بزرگوں نے اس لیے طالبین سے بڑی بڑی خدمتیں اور محنتیں کرائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے نام کی برکت سے ریا جیسے مرض سے نکال کر اخلاص پیدا فرماتا ہے اور طالب اپنے کو یوں ہی سمجھتا رہے کہ میں ریاکار ہوں۔ گناہگار ہوں۔ بس اللہ کا نام لیتا رہے، ذکر کرتا رہے کبھی حق تعالیٰ اپنے نام کی برکت سے اخلاص نصیب فرما دینگے۔ اگر خدا خواست

رحمۃ حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب بہاولنگری مدظلہ اور دیگر خادین

ریا وغیرہ سمجھ کر ذکر چھوڑ دیا تو یہ شیطانی دوسو سو ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔ ذکر کرتے ہی رہنا چاہیے  
 فرماتے تھے کہ اصل میں انسان کیا تھا۔ غیر ممکن تھا۔ پھر ممکن ہوا۔ پھر غیر واجب پھر واجب۔ پھر واجب  
 سے ناطق۔ لیکن اصلی نطق اسی وقت ہی حاصل ہوتا ہے جب کہ ذکر کی اتنی کثرت ہو جائے کہ جس  
 سے ذکر کے آثار پیدا ہو جائیں۔

آپ حضرت مولانا مولوی محمد سعید احمد صاحب مدظلہ کو تحریر فرماتے ہیں۔

اب اس مراقبہ میں ذرا ترمیم فرمائیجئے کہ یوں خیال کیا کیجئے کہ گویا سارے اعضاء سے اللہ  
 اللہ کی آواز آرہی ہے اور ہر بن موزا کر ہے اس خیال کو اتنا پکائیے کہ بلا قصد بھی یہ خیال ہر وقت  
 جاری رہے۔ جب یہ پختہ ہو جائے تو اس کے بعد یوں تصور فرمائیے کہ ہر نیکی بدی۔ راحت و آرام  
 دنیا میں جس قدر حرکات و سکنات انسان کرتا ہے۔ وہ معاملات ہوں۔ چاہے اپنے ہوں یا دوسرے کے  
 ساتھ۔ عبادات۔ فرضی ہوں یا نفلی۔ بدنی ہوں یا مالی۔ اٹھنا۔ بیٹھنا۔ چلنا۔ پھرنا۔ کھانا۔ پینا۔ سونا۔ جاگنا  
 بولنا یا خاموش رہنا۔ سب اُسی کی مشیت کے تابع ہے۔ اپنی طرف سے کوئی کچھ نہیں کرتا۔ جب یہ بھی  
 پختہ ہو جائے تو پھر اُس کے بعد یوں خیال کیجئے کہ ان تمام چیزوں۔ جمیع موجودات کا وجود اُسی کے وجود  
 کا پرتو ہے اور فیضان سے ہے۔ خود مستقل کوئی چیز نہیں ہیں۔ بس ان مراقبات کی خوب مشق کیجئے  
 احقر دعا کرتا ہے۔

آپ دوبارہ تحریر فرماتے ہیں کہ جب تک سالک اپنے آپ کو ساری دنیا سے نکلا اور ادنیٰ  
 سمجھتا رہے اور یوں خیال کرے کہ میں کچھ نہیں ہوں۔ تب تک تو خیریت ہے اور اس میں ہی اُس کی  
 ترقی ہے۔ جب وہ یوں سمجھ لے اور خیال کرنے لگ جائے کہ میں کچھ ہوں تو پھر سمجھے کہ اُس کی  
 ترقی ختم ہے۔

سہ حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب بہاولنگری مدظلہ سہ مکتوب مبارک حضرت اقدس قدس سرہ بنام حضرت  
 مولانا مولوی محمد سعید احمد صاحب مدظلہ بروز جمعہ ۲۲ شعبان ۱۳۶۹ھ ۹ جون ۱۳۶۹ھ سہ ایضاً ۸

**ارشاداتِ عالیہ** | نیز ارشاد فرماتے تھے کہ ذکر و اذکار اور فکر و اشغال میں اس سختی سے پابندی کرو کہ کچھ بھی ہو جائے مگر ناغہ نہ ہو اور اصلاح و ارشاد و تزکیہ قلب کی ترغیب میں اپنے حضراتِ رحمہم اللہ علیہم کے عجیب و غریب حالات کے تذکرہ دل سے لب مبارک تر رہتے تھے اور ذکر و اذکار و اشغال کے واقعات ایسے دل سوزی سے بیان فرماتے کہ سننے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا اور ان سے مقصود ذکر و اذکار کی ترغیب ہوتی تھی۔

اور متوسلین و منتسبین میں جو حضرات دین و ملت کی کسی خدمت میں لگے ہوتے ہوں۔ ان کو آپ ذکر و اذکار کے ساتھ اس خدمت ہی کو ان کا خاص شغل اور وظیفہ فرماتے اور ارشاد عالی تھا کہ بس اخلاص نیت کا اہتمام کرو۔ یہی وہ اکیر ہے جو ہر عمل کو عبادت و قرب اور وصول الی اللہ کا وسیلہ بنا دیتی ہے۔ مصنفین سے فرماتے کہ جب لکھنے بیٹھو اور مدرس کو فرماتے جب درس دینے کو بیٹھو۔ ذکر کو فرماتے جب ذکر کرنے بیٹھو اور عابد کو فرماتے عبادت سے پہلے اور واعظ کو فرماتے وعظ و ارشاد اور تبلیغ و دعوت میں مشغول ہونے سے پہلے اور دوکاندار اور دوسرے کاروباری لوگوں سے فرماتے ہر کاروبار سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر نیت کی تصحیح کرو۔ اللہ تعالیٰ ہر کام میں برکت فرمائیں گے۔ غرض کہ آپ نے ساری زندگی تجرید و تفرید میں۔ اللہ کے عشق و محبت میں اور اللہ تعالیٰ کے عشق و محبت کا درس دیتے ہوئے اس فانی دنیا کو خیر باد فرمایا۔ جیسا کہ بچپن سے تقریباً ۱۲۱۹ھ تک ..... ۲۲-۲۳ سال تعلیم حاصل کرنے میں گزارے اور ایک آدھ سال مدرس و ملازم اور مطب میں گزارا۔ اس کے بعد تقریباً چودہ سال حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ کی خدمت میں گزارے اور اس کے بعد تقریباً ۲۵ سال رائے پور مسند و ارشاد پر بحسب ارشاد اعلیٰ حضرت رائے پوری قدس سرہ گزارے غرض کہ تمام زندگی اللہ کی یاد میں رہے اور اللہ کی یاد کا سبق دیتے ہوئے ہیں دار فانی سے دار البقا کو محبوب حقیقی کے حضور حاضر ہوئے۔ آپ نے بروز جمعرات قریباً گیارہ بج کر بیس منٹ پر ۱۲۸۲ھ اور ۱۷ اگست ۱۹۶۲ء کو بھر مبارک نوے سال وصال فرمایا۔ کوٹھی ۶۷/۱۱ ایمرس روڈ متصل شملہ پہاڑی لاہور میں اور ریڈیو پر اعلان کر دیا گیا کہ شام پانچ بجے نماز جنازہ پڑھی جائیگی۔ لاہور میں حضرت مولانا عبد المنان



صاحب رائے پوری مدظلہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور قریباً ۹ بجے رات عشاء کے قریب خالصہ کالج لائل پور کے گراؤنڈ میں حضرت مولانا انیس الرحمن صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور قریباً ۱۱ بجے برکوردھائی میں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب گتھلوی مدظلہ جانشین نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ کمپنی باغ برکوردھائی کے مغربی سمت میں جب کہ تابوت مبارک ایمبولینس کار میں ہی تھا تاکہ نکالنے اور چڑھانے میں دیر نہ ہو۔ لاہور۔ لائل پور کی طرح یہاں ہزاروں کی تعداد میں مجمع تھا اور پھر سحری کے وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے امام صلوٰۃ حضرت سید مسعود علی بن حضرت سید محمود علی فتحپوری رحمۃ اللہ علیہ ہزاروں کے مجمع کے ساتھ نمازِ جنازہ پڑھائی اور اپنے آبائی گاؤں ڈھڈیاں شریف کی مسجد کے شمال کی جانب جہاں آپ بوقت قیام دن میں چارپائی پر تشریف رکھتے تھے اور وضو فرماتے تھے۔ تدفین عمل میں لائی گئی۔ عین صبح صادق کے وقت تدفین سے فراغت ہوئی آپ کی زندگی مبارک میں آپ کے برادر عزیز حضرت مولانا حافظ محمد خلیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ درس قرآن مجید دیتے تھے۔ اس کے بعد ایک اُستاد مقرر کیا گیا۔ بچوں کو حفظ اور ناظرہ کی باقاعدہ تعلیم شروع کی گئی۔ آپ کے وصال کے بعد اس کو اور بڑھایا گیا۔ دو تین اُستاد حفظ قرآن مجید اور ناظرہ کے اور دو اُستاد کتابوں کی تعلیم کے لیے مقرر کئے گئے ہیں تعلیم کا معیار بہت عمدہ ہے۔ سینکڑوں کی تعداد میں حفظ اور ناظرہ، اور کئی طالب اب دورہ سے فارغ ہو گئے ہیں۔

مہتمم مدرسہ کے فرائض حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے حضرت مولانا حافظ عبدالوحید صاحب مدظلہ ہر انجاء فرما رہے ہیں۔ اس سال شعبہ تجوید کا اجراء فرمایا ہے۔

ڈھڈیاں شریف حاضر ہونے کے لیے آسان دوراں ہیں۔ اول یہ کہ جھادریاں سے بھی جانے والی بس میں موضع کہوٹ کا ٹکٹ خرید لیں۔ وہاں اتر کر سیدھا شمال کی جانب نہر سے گزر کر ایک میل کے فاصلہ پر ڈھڈیاں شریف ہے۔

دوسرا راستہ جھادریاں اڈہ لاریاں سے سیدھے شمال کی جانب پختہ سڑک پر سائیکل پر سوار ہو کر نہر کی پٹری بہت اچھی اور بہترین راستہ ہے۔ جھادریاں سے سیدھے شمال کو نہر کا پل ہے اس





- (۱۰) حضرت مولانا الحاج عبدالعزیز صاحب مدظلہ ابن میاں محمد دین صاحب مرحوم خطیب مسجد زراعتی فارم ساہیوال
- (۱۱) حضرت الحاج خان محمد یوسف خان صاحب مدظلہ ساکن نورارتھ ڈاکخانہ عارف والا ضلع ساہیوال
- (۱۲) حضرت الحاج مولانا سعید احمد صاحب مدظلہ خلف الرشید حضرت الحاج الحافظ مولانا عبدالعزیز صاحب مدظلہ العالی جانشین حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ
- (۱۳) حضرت الحاج مولانا قاضی عبدالقادر صاحب خطیب جامع مسجد قاضی نوالی جھادریاں تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا
- (۱۴) حضرت الحاج مولانا مخدوم عبدالغفور صاحب مدظلہ ساکن جلد مخدوم تحصیل کبرگودھا
- (۱۵) حضرت الحاج ماسر منظور محمد صاحب مدظلہ ساکن گوجہ منڈی ضلع فیصل آباد (لائل پور)
- (۱۶) حضرت صوفی حکیم شیر محمد صاحب مدظلہ مالک ارسطو دواخانہ جھنگ شہر
- (۱۷) حضرت مولانا مولوی عبدالجلیل صاحب مدظلہ اکیمل پوری محل مسجد فاروق چک غانیہ
- (۱۸) حضرت حاجی حافظ عبدالغفور صاحب مدظلہ مدرسہ تعلیم القرآن کلورکوٹ تحصیل و ضلع میانوالی
- (۱۹) حضرت مولانا سید معروف علی صاحب ہمدانی مدظلہ کوٹ مراد خان قصور ضلع لاہور
- (۲۰) حضرت سید انور حسین صاحب نفیس رقم صاحب گیسو درازی مدظلہ جامعہ مذنیہ کریم پارک لاہور
- (۲۱) حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مدظلہ راوی روڈ لاہور
- (۲۲) حضرت الحاج الحافظ مولانا عبدالرشید صاحب نعمانی مدظلہ مدرسہ اسلامیہ نیو ٹاؤن کراچی
- (۲۳) حضرت الحاج الحافظ محمد یحییٰ صاحب مدظلہ دین پور تحصیل و ضلع بہاولنگر
- (۲۴) حضرت مولانا سید غلام محی الدین صاحب ہمدانی مدظلہ قصوری خیر پور ٹامیوالی بہاولنگر
- (۲۵) حضرت مولانا سید عطاء المنعم شاہ صاحب امیر مجلس احرار الاسلام پاکستان کوٹ قلعہ ملتان
- (۲۶) حضرت چوہدری عبدالخالق صاحب مدظلہ راجپوت سکنہ کربام ضلع جالندھر حال ساکن درڈنہ چوک کچہری ملتان
- (۲۷) حضرت مولانا حافظ صاحبزادہ محمد اکرم صاحب مدظلہ خطیب جامع مسجد کھیڑہ تحصیل پنڈو ادن خان ضلع بہاول

(۲۸) حضرت مولانا حکیم و ڈاکٹر صاحبزادہ محمد حسین صاحب مدظلہ گجر خان ضلع راولپنڈی ڈھوک۔۔۔۔۔ کرم خان چوہان

(۲۹) حضرت مولانا حافظ عبدالرشید صاحب مدظلہ رائے پور ضلع سہارنپور مندرستان

(۳۰) حضرت حاجی صوفی برکت صاحب مدظلہ لودھی پور ڈاکخانہ رائے پور ضلع سہارنپور

(۳۱) حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم دیوبند ضلع سہارنپور

(۳۲) حضرت مولانا فخر الحسن صاحب مدظلہ مدرس دارالعلوم دیوبند

(۳۳) حضرت مولانا افتخار الحسن کاندھلوی مدظلہ سہ

(۳۴) حضرت مولانا حافظ سید اسعد میاں صاحب مدظلہ خلف الرشید حضرت مدنی قدس سرہ

(۳۵) حضرت صوفی فتح محمد صاحب مدظلہ محلہ شاہ گل دہلی

(۳۶) حضرت الحاج مولانا سید ابوالحسن علی صاحب مدظلہ رائے بریلی حال ساکن لکھنؤ

(۳۷) حضرت الحاج الحاج مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مدظلہ مدیر الفرقان لکھنؤ

(۳۸) حضرت مولانا صوفی العام اللہ صاحب مدظلہ لکھنؤ

(۳۹) حضرت مولانا عبید اللہ صاحب بلیاوی مدظلہ العالی ص ۳۰

حضرت مولانا حافظ محمد علی صاحب مدظلہ ساکن لکھنؤ  
مقتول دریا خان ضلع میانوالی

گلزار رحیمی قادری کے دہ خلفاء جو دارفانی سے دارالبقا کو تشریف لے گئے ہیں۔

(۴۰) حضرت مولانا خلد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن فاضلکا ضلع فیروز پور پنجاب متوفی ۱۳۵۹ھ ۱۹۴۰ء

(۴۱) حضرت مولانا احمد دین صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ ساکن رائے پور گجرات ضلع جالندھر متوفی ۱۳۵۹ھ ۱۹۴۰ء

(۴۲) حضرت مولانا محمد اشفاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ رائے پوری ضلع سہارنپور متوفی ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۵۹ھ ۲۰ اگست ۱۹۴۱ء

(۴۳) حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب فاروقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی رمضان ۱۳۶۰ھ

(۴۴) حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ ملتان شہر متوفی ۱۳۸۱ھ ۲۰ اگست ۱۹۶۱ء

(۴۵) حضرت مولانا حافظ عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰ صفر ۱۳۸۱ھ ۲۲ جولائی ۱۹۶۱ء

(۴۶) حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب دھرم کوٹی رحمۃ اللہ علیہ مزار چاک نمبر ۲۶ ایم بی تحصیل خوشاب ضلع

سہ فارغ نمبر ۱۳۶۳ھ میں مظاہر العلوم سے ہوئے۔ از تاریخ مظاہر

سرگودھا بروز بدھ ۶ رمضان ۱۳۸۲ھ، ۲۲ جنوری ۱۹۶۴ء

(۴۷) حضرت مولانا فضل احمد صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ مزار گورستان چک نمبر ۱۳۱ ایل - متصل  
چیچہ وطنی - پورے والا روڈ ضلع ساہیوال

(۴۸) حضرت ڈاکٹر محمد امیر صاحب گورڈاسپوری رحمۃ اللہ علیہ مزار کوہاٹ شہر - متوفی بروز بدھ ۱۲ رمضان  
۱۳۸۸ھ ۴ دسمبر ۱۹۶۸ء

(۴۹) حضرت مولانا الحاج الحافظ محمد صاحب انوری رحمۃ اللہ علیہ مزار بڑا گورستان فیصل آباد (لاہور)  
متوفی ۱۲ ذیقعد ۱۳۸۹ھ ۲۳ جنوری ۱۹۷۰ء

(۵۰) حضرت مولانا حافظ انیس الرحمن صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی بروز ہفتہ ۲۵ رمضان ۱۳۹۲ھ  
۱۲ اکتوبر ۱۹۷۳ء مہتمم مدرسہ تجوید القرآن خالصہ کالج و خطیب مسجد مدر والی - فیصل آباد (لاہور)

(۵۱) حضرت مولانا الحاج الحافظ محمد ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سلیم پوری مزار میاں چنوں تحصیل غانیہ  
متوفی ۴ رجب ۱۳۹۰ھ ۹ ستمبر ۱۹۷۰ء

(۵۲) حضرت مولانا الحاج الحافظ صاحبزادہ عبدالرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ مزار دین پور ضلع بہاولنگر  
متوفی ۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ

(۵۳) حضرت الحاج مولانا علی احمد صاحب بہاولنگری رحمۃ اللہ علیہ مرتب ملفوظات متوفی بروز  
۱۳۸۲ھ ۲۲ مئی ۱۹۶۲ء

(۵۴) حضرت مولانا سید محمد اسحاق صاحب سنسار پوری رحمۃ اللہ علیہ تحصیل و ضلع سہارنپور

(۵۵) حضرت مولانا عبدالمنان صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(۵۶) حضرت سید مسعود علی شاہ صاحب آزاد فتح پوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی بروز ہفتہ بوقت  
سائے چار بجے ۲ جمادی الاول ۱۳۹۲ھ

(۵۷) حضرت مولانا سید نیاز احمد صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ تلنبہ ضلع ملتان

(۵۸) حضرت مولانا پیر جی عبداللطیف صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی بروز اتوار ۱۵ رجب ۱۳۹۶ھ  
۶ جولائی ۱۹۷۶ء

(۵۹) حضرت مولانا غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ جالندھری مزار شیخوپورہ شہر

(۶۰) حضرت مولانا محمد قمر الدین صاحب فیروز پوری رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ۔

(۶۱) حضرت مولانا قاری محمد شبیر صاحب <sup>کھنوی</sup> رحمۃ اللہ علیہ

ان کے علاوہ بھی کئی حضرات گلزار رحیمی و گلزار قادری سے خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔



# ایک مرد با خدا

## رائے پور سے واپسی پر دلی تاثرات کا اظہار

ایک شہر آباد شہروں میں سہارنپور ہے  
ہنر ہے اُس کے کنارہ باغ کے سایہ تلے  
جس جہاں میں اللہ اللہ کرنے والے ہیں مقیم  
ایک مرد با خدا اللہ والوں کا امام  
شاہ عبدالقادر دہلی شان عالی مرتبت  
جن کی صحبت سے یقین ہوتا ہے دل میں موجزن  
ان کی مجلس میں جو بیٹھا تو ملا دل کو سکون  
ان کی خدمت میں چلو تم ان کی صحبت میں رہو  
مت کرو ضائع خدا را قیمتی لمحات کو  
صبر و ہمت اور توکل فکر و ایثار و غنت  
راہ حق پر چلنے والے تیز کر اپنے قدم  
تو جہاں رنگ و بو کی ظلمتوں کا ہے شکار  
ہر دم و لحظہ تجھے اب فکر عقبہ چاہیے  
کر عطا تو یا الہی دیدہ عبرت نگاہ

اور قصبہ رائے پور اس سے راسا دور ہے  
ذاکروں کا غنقر سا اک جہاں مستور ہے  
جس جہاں کا ذرہ ذرہ ذکر سے معمور ہے  
جو خدا کی خلق کی اصلاح پر مامور ہے  
جن کی ہستی مسند آرائے جہان نور ہے  
زہد و تقویٰ جن کا عالم میں بہت مشہور ہے  
ان کی صحبت میں رہا جو وہ بہت مسرور ہے  
گہمیں اصلاح باطن اپنی کچھ منظور ہے  
کچھ نہ جائے وہ کسی دم جو چراغ نور ہے  
راہ حق پر چلنے والوں کا یہی دستور ہے  
شام تو ہونے لگی منزل ابھی کچھ دور ہے  
اُس جہاں کی فکر کر تو جو سراپا نور ہے  
جس پہ تکیہ ہے تیرا وہ زندگی کا فور ہے  
ردِ نطق بزم جہاں سے چشم و دل مسحور ہے

خیر کریا رب بڑی ہے گردشِ لیل و نہار

تیرا بندہ بے سہارا بے بس و مجبور ہے

# بزرگوار طریقت حضرات مشائخ طریقت قادریہ نقشبندیہ مجددیہ

سید الکائنات، سید المرسلین و خاتم النبیین حضرت مولانا و ہادینا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وآلہ و اہل بیتہ و اصحابہ و اتباعہ و بارک و سلم تسلیماً کثیراً کثیراً۔

حضرت سیدنا امیر المؤمنین بکر صدیق رضی اللہ عنہ	حضرت سیدنا امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	حضرت سیدنا امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	حضرت سیدنا امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
حضرت سیدنا سلمان فارسی	حضرت سیدنا امیر المؤمنین امام حسین	حضرت سیدنا امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ	حضرت سیدنا امیر المؤمنین
حضرت سیدنا امام قاسم بن محمد	رضی اللہ عنہ	حضرت شیخ خواجہ حبیب عجیب قدس سرہ	حضرت سیدنا امیر المؤمنین
حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	حضرت سیدنا امام علی زین العابدین رضی اللہ عنہ	حضرت شیخ ابوالسلیمان داؤد طائی	حضرت سیدنا امیر المؤمنین
حضرت سیدنا امیر المؤمنین ابوبکر	حضرت سیدنا ابوجعفر امام محمد باقر	حضرت شیخ خواجہ معروف کرخی	حضرت شیخ ابی یعقوب النہر خوری
سید لقی رضی اللہ عنہ	رضی اللہ عنہ	حضرت شیخ خواجہ ابوالحسن سمری	حضرت شیخ ابی القاسم بن رمضان
حضرت شیخ ابوبکر مرادی	حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	سقطی قدس سرہم	حضرت شیخ ابی العباس بن ادیس
حضرت شیخ محمد شبکی	حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ	حضرت شیخ سید الطائفہ ابوالقاسم	حضرت شیخ داؤد بن محمد المعروف
حضرت شیخ ابوالوفا	حضرت سیدنا امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ	جنید بغدادی	سجاد ام الفقار
حضرت شیخ ابومحمد نجی الدین سید	حضرت سیدنا امام محمد تقی رضی اللہ عنہ	حضرت شیخ ابوبکر شبلی بغدادی	حضرت شیخ محمد بن ابی الکیل
عبدالقادر جیلانی قدس سرہم	حضرت سیدنا امام ابوالحسن علی نقی رضی اللہ عنہ	حضرت شیخ عبدالعزیز تمیمی	حضرت شیخ اسمعیل القصری
حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم	حضرت شیخ عبدالواحد تمیمی	حضرت شیخ المقدادی نجم الدین
حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	حضرت سید علی بن امام موسیٰ کاظم	حضرت شیخ ابوالفرح علاؤ الدین	اکبری قدس سرہم
حضرت سیدنا ابومحمد قاسم بن محمد	حضرت سید علاؤ الدین محمد	محمد بن عبداللہ طرطوسی اندلسی	
حضرت سیدنا سید السادہ جعفر الصادق	حضرت سید کمال الدین عیسیٰ	حضرت شیخ ابوالحسن علی النکاحی	

قد سرہم



<p>حضرت سیدنا شیخ بسطامی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ ابوالحسن قدس اللہ تعالیٰ سرہما حضرت شیخ ابوالحسن قدس اللہ تعالیٰ سرہما</p>	<p>حضرت سیدنا ابو عبد اللہ حضرت سید محمود طاهر حضرت سید ابوالجمال الدین محمد حضرت سید عبد اللہ صومعی قدس سرہم حضرت سیدنا شیخ ابوالحسن محی الدین سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز</p>	<p>حضرت شیخ ابوسعید مبارک بن علی مخزومی بغدادی حضرت شیخ ابومحمد محی الدین سید عبد القادر جیلانی حضرت سیدنا امام حسن بصری حضرت سیدنا عمر کی حضرت سیدنا بشر حافی حضرت شیخ معروف کرخ حضرت شہید شیخ ابومحمد محی الدین سید عبد القادر جیلانی قدس سرہم</p>	<p>حضرت سیدنا امیر المومنین امام حسن رضی اللہ عنہ حضرت سید محمد حسن رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا عبد اللہ المحقق رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیدنا ابوالحسن موسیٰ جون حضرت سیدنا ابوموسیٰ عبد اللہ ثانی حضرت سیدنا ابوعمر موسیٰ ثانی حضرت سیدنا ابومحمد داود حضرت سید البرکی محمد عابدین رومی حضرت سیدنا ابوعلی یحییٰ ازہر حضرت سیدنا ابوموسیٰ عبد اللہ ثالث حضرت سیدنا ابوصالح موسیٰ جنگی دوست حضرت سیدنا ابومحمد محی الدین سید عبد القادر جیلانی قدس سرہم</p>
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

# شیخ المشائخ حضرت ابو محمد محی الدین سید القادر الجیلانی بغدادی قدس سرہ

(۱)

(۲)

(۳)

(۴)

حضرت شیخ کبیر الدین محمد شاہ	حضرت شیخ سید عبدالرزاق	حضرت شیخ احمدستان قدس سرہ	حضرت شیخ شمس الدین جہاد قدس سرہ
دولہ گجراتی قدس سرہ	الجیلانی بغدادی قدس سرہ	حضرت شیخ احمد ملتانی قدس سرہ	حضرت شیخ شمس الدین علی افغان قدس سرہ
حضرت شیخ شاہ محمد منور	حضرت شیخ سید شرف الدین	حضرت شیخ عبداللہ قدس سرہ	حضرت شیخ قطب الدین ابی نعیم قدس سرہ
الہ آبادی قدس سرہ	قتال مدنی قدس سرہ	حضرت شیخ سید جلال الدین احمد	حضرت شیخ ابی الکام الفاضل قدس سرہ
حضرت شیخ شاہ محمد عالم	حضرت شیخ سید عبدالوہاب	مفتی مکی قدس سرہ	حضرت شیخ عبید بن ابی القاسم قدس سرہ
دہلوی قدس سرہ	بمبوعی قدس سرہ	حضرت شیخ سید بہاؤ الدین قادری	حضرت شیخ عبید بن عیسیٰ قدس سرہ
حضرت شیخ الاسلام شیخ حنیف	حضرت شیخ سید بہاؤ الدین کل	قدس سرہ	شیخ المشائخ حضرت سید جلال
پشادری قدس سرہ	بمبئی قدس سرہ	حضرت شیخ سید جلال الدین	الدین ہرخ بنجاری اجمی قدس سرہ
(۵)	حضرت شیخ سید عقیل کوکانی قدس سرہ	قادری قدس سرہ	شیخ المشائخ حضرت سید جلال الدین
حضرت شیخ شہاب الدین عمر	حضرت شیخ سید شمس الدین	حضرت شیخ سید محمد یاسین قلوری	المعرف مخدوم جہانیاں جہانگشت
ابی حفص سہروردی قدس سرہ	صحرائی ترکستانی قدس سرہ	قدس سرہ	بنجاری اجمی قدس سرہ
حضرت شیخ خواجہ محمود تہسری قدس سرہ	حضرت شیخ سید گداز گل اول	حضرت شیخ سیدستان شاہ	حضرت شیخ سید محمد اجل
شیخ المشائخ سید جلال الدین مخدوم	قادری کشمیری قدس سرہ	ثانی قدس سرہ	بہرائچی قدس سرہ
جہانیاں جہانگشت بنجاری اجمی قدس سرہ	حضرت شیخ سید ابوالحسن بمبئی	حضرت شیخ سید نظام الدین	حضرت شیخ سید بدھن بہرائچی قدس سرہ
(۶) حضرت شیخ شہاب الدین	کبیر حسری	قادری قدس سرہ	حضرت شیخ برہان الدین درویش
سہروردی قدس سرہ	حضرت شیخ سید شمس الدین عارف	حضرت شیخ سید سلیمان قادری قدس سرہ	بن محمد قاسم اودھی قدس سرہ
حضرت شیخ شہ عز الدین قدس سرہ	پشادری قدس سرہ	حضرت شیخ سید میر بیاض	حضرت شیخ عبدالقدوس
حضرت شیخ جلال الدین قدس سرہ	حضرت شیخ سید گداز گل ثانی سرہی	قادری قدس سرہ	گلگوسہی قدس سرہ
	قدس سرہم		

نمبر ۱ حضرت شیخ شہ عقیف الدین قدس سرہ	حضرت شیخ سید شاہ فضیل قادری ٹھٹھوی سندھی قدس سرہ	حضرت شیخ سید زین الدین قادری قدس سرہ	حضرت شیخ رکن الدین قدس سرہ
حضرت شیخ سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہانگشت قدس سرہ	حضرت شیخ سید شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ	حضرت شیخ سید عبدالرزاق قدس سرہ	حضرت شیخ عبدالاحد فنا سرہندی قدس سرہ
نمبر ۲ حضرت شیخ عبدالقادر سہروردی قدس سرہ	حضرت شیخ شاہ مکندر کیتھلی قدس سرہ	حضرت شیخ سید غیاث الدین قدس سرہ	شیخ المشائخ امام ربانی الف ثانی قدس سرہ
حضرت شیخ عمار بن یاسر اندلسی قدس سرہ	حضرت شیخ احمد فاروقی امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی	حضرت شیخ خیر اللہ قادری قدس سرہ	حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہ
حضرت شیخ نجم الدین کبری قدس سرہ	شیخ المشائخ حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہ	حضرت شیخ حاجی سعید المعروف حاجی سید سید عبدالشکور قدس سرہ	حضرت شیخ سید ابو محمد محی الدین سید عبدالقادر جیلانی
حضرت شیخ عبدالدین بغدادی قدس سرہ	نمبر ۳ حضرت شیخ سید عبدالرزاق الجیلانی ولعبادی قدس سرہ	مزار موضع ملا منصور ضلع کیمپلور حضرت شیخ ابی العباس الحجازی	حضرت شیخ ابی اسحاق تنوخی
حضرت شیخ رضی الدین المعروف علی لالہ قدس سرہ	حضرت شیخ سید ابی صالح نصر قدس سرہ	شاہ جہان آبادی ثم پشاور قدس سرہ	حضرت شیخ جلال الدین بن المظاہر حضرت شیخ ابی الفضل
حضرت شیخ خواجہ نور الدین المعروف بابکبری قدس سرہ	حضرت شیخ سید محی الدین قدس سرہ	شیخ المشائخ شیخ جنید پشاور قدس سرہ	جلال الدین سیوطی م ۹۱۱ حضرت شیخ جبار اللہ بن عبدالعزیز
حضرت شیخ علاؤ الدین الدولہ سمانی قدس سرہ	حضرت شیخ سید محمد عارف صلو احمد قدس سرہ	حضرت شیخ محمد صدیق صاحب بنیری	بن ہند الباشمی العلوی المکی حضرت شیخ عبدالرحمن بن عبدالعزیز
حضرت شیخ شرف الدین محمود بن عبداللہ مزدقانی قدس سرہ	حضرت شیخ سید حسن اکرم قدس سرہ	حضرت شیخ محمد قدس سرہ	بن ہند الباشمی العلوی المکی حضرت شیخ احمد بن علی
حضرت شیخ سید علی سہدانی قدس سرہ	حضرت شیخ سید محمد قدس سرہ حضرت شیخ سید الشریف	تدس سرہم	محدث شنادی

شیخ محمد اسحاق خلکانی	علی اکمل قدس سره	حضرت شیخ ابو محمد محی الدین	سلسله متبر
شیخ سید عبداللہ برزنجی	حضرت شیخ سید موسیٰ قدس سره	سید عبدالقادر جیلانی	حضرت شیخ ابو محمد محی الدین
شیخ رشید الدین محمد	حضرت شیخ سید حسن ثانی قدس سره	حضرت شیخ جمال الدین یونس بن	سید عبدالقادر جیلانی
بید اواری	حضرت شیخ سید ابوالعباس احمد	یحییٰ بن ابی البرکات	حضرت شیخ ابو محمد عبداللہ
شیخ حاجی محمد بن صدیق	بن حسن الجبلی المغربي الشافعی	حضرت شیخ امام محی الدین محمد بن علی	علی الاسد الیمینی
الجنوشانی	وکی قدس سره	بن محمد بن عربی المعروف ابن عربی	حضرت شیخ عبداللہ بن القاسم بن ذریہ
شیخ حسین الخوازمی	حضرت شیخ بہاؤ الدین ابراہیم	حضرت شیخ العزا احمد بن ابراہیم	حضرت شیخ ابی احمد عبداللہ
شیخ محمد یعقوب لصرنی	القادر می الانصاری قدس سره	فاردی	بن یوسف الاسدی
الکشمیری	حضرت شیخ سید ابراہیم قدس سره	حضرت شیخ عمر بن الحسن بن لمیہ	حضرت شیخ ابی محمد احمد بن عبداللہ
تجدد الف ثانی	ابن معین بن عبدالقادر بن سید	المراعی	الاسدی
قدس سرہم	مرتضیٰ الحسنی نقاشی قدس سره	حضرت شیخ شمس الدین بن محمد	حضرت شیخ ابی احمد محمد بن
لمہ قادریہ، رزاقیہ	حضرت شیخ عبدالقدوس	بن محمد بن الجزری م ۸۲۳ھ	احمد الاسدی
میصیہ، اندادیہ	گنگوہی قدس سره	حضرت شیخ ابوالبقا کمال الدین محمد	حضرت شیخ فخر الدین ابی بکر
شیخ سید عبدالرزاق	حضرت شیخ زکریا الدین گنگوہی	عرف امام الکاملیہ بن موسیٰ بن	قدس سرہم
شیخ سید زین الدین	قدس سره	عیسیٰ م ۸۰۸ھ	حضرت محمد بن علی بن نعیم
شیخ سید سبکی زاہد	حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی قدس سره	حضرت شیخ جلال الدین سیوطی عبدالرحمن	حضرت شیخ محی الدین احمد بن
شیخ سید عبدالوہاب	شیخ المشائخ حضرت شیخ احمد امام	بن اکمال م ۹۱۱ھ، قدس سرہم	محمد الاسدی
شیخ سید عبدالقادر لاهی	ربانی مجدد الف ثانی قدس سره	حضرت شیخ عبدالوہاب شحرادی	حضرت شیخ سراج الدین ابی بکر
شیخ سید احمد قدسی	حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سره	حضرت شیخ عبدالقدوس محدث	بن محمد السلامی
شیخ مولانا محمد مغربی	نمبر ۲ حضرت شیخ امام ربانی	قدس سرہم	حضرت شیخ اسماعیل بن ابراہیم
شیخ سید عبداللہ مغربی	مجدد الف ثانی شیخ احمد	تاج شاہ ولی اللہ	الجبوتی الیمینی
سید الیاس مغربی	سرہندی	حضرت شیخ محمد المرزاجاوی	قدس سرہم
قدس سرہم	تجدد الف ثانی	محدث دہلی ۱۰۷۰ھ	

۵ (۲۶)	۴ (۳۵)	۳ سلسلہ قادریہ قمیصیہ نمبر ۲	۲ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی	۱ حضرت شیخ شاہ محمد
حضرت شیخ اسماعیل الجبوتی	حضرت شیخ علی بن عبد القدوس	حضرت شیخ عبد الرزاق	حضرت شیخ محبت اللہ محمد	حضرت شیخ شاہ ابو محمد
حضرت شیخ احمد	حضرت شیخ احمد محدث	گیسانی بغدادی	نقشبندی ثانی سرہندی	حضرت شیخ سید شاہ محمد غوث
حضرت شیخ احمد	شناوی بن علی	حضرت شیخ نسید نور الدین	حضرت شیخ خواجہ محمد زبیر	حضرت شیخ سید محمد عبد الحی شاہ
المشرع مینی	حضرت شیخ احمد بن محمد	حضرت شیخ سید خواجہ	صاحب سرہندی	حضرت شیخ سید عبد الرزاق
حضرت شیخ الجنید بن ابی	قشاشی مدنی	شاہ احیار	حضرت شیخ ضیاء اللہ نقشبندی	حضرت شیخ سید رحم علی
حضرت شیخ عبد القادر بن ابی	حضرت شیخ محمد ابرہیم کردی	حضرت شیخ بہا والدین موسیٰ	سجاری کشمیری	شاہ پنجلا سوسی
حضرت شیخ سراج الدین	حضرت شیخ فرخ شاہ مدنی	حضرت شیخ خواجہ فرخ شاہ مدنی	حضرت شیخ شاہ محمد آفاق	حضرت شیخ سید عبد الرحیم
جنبرائیل قدس سرہ	حضرت شیخ ابوطاہر محمد بن حنفیہ	توقی	مجددی دہلوی	شاہ فاطمی سرحدی
حضرت شیخ محمد امین بن الصمد	شیخ محمد ابرہیم کردی مدنی	حضرت شیخ نسید احمد قدسی	حضرت شیخ مولانا الفیل الدین	حضرت شیخ نیماں جیو
حضرت شیخ محمد قشاشی مدنی	حضرت شیخ احمد شاہ ولی اللہ	حضرت شیخ مولانا محمد مغربی	لکھی دہلوی شہید سرحد	نور محمد جھنجھانوی
حضرت شیخ احمد قشاشی مدنی	مدت دہلوی	قدس اللہ تعالیٰ سرہم	حضرت شیخ حاجی امداد اللہ	حضرت شیخ حاجی امداد اللہ
شیخ محمد قشاشی مدنی	حضرت شیخ شاہ عبد العزیز دہلوی	باقی ادل نمبر ۱ صفحہ ۲	مہاجر کی قدس اللہ سرہم	مہاجر کی
قدس سرہم	حضرت شیخ نسید احمد دہلوی	ملاحظہ فرمادیں	حضرت شیخ مولانا عبد اللہ شاہ صاحب کرنا لوی	حضرت شیخ مولانا شہید
	شہید بالاکوٹی	حضرت شیخ سید قمیص الاعظم	حضرت شیخ سید آدم بنوری	احمد صاحب گنگوہی
	حضرت شیخ شاہ عبد الرحیم	قدس سرہم	حضرت شیخ سید عبد اللہ	حضرت شیخ شاہ عبد الرحیم
	صاحب شہید پنجپار		بارہوی	صاحب رائے پوری
	حضرت شیخ نیماں جیو نور محمد		حضرت شیخ شاہ عبد الرحیم	حضرت شیخ مولانا شاہ
	جھنجھانوی قدس سرہم		صاحب فاردتی دہلوی	عبد القادر صاحب رائے
	حضرت شیخ حاجی امداد اللہ مہاجر کی		قدس سرہم	پوری قدس اللہ تعالیٰ
	قدس سرہم			سرہم

حضرت شیخ سید ابوسعید بن سید	حضرت شیخ سید عبدالرزاق بغدادی	حضرت شیخ عبداللہ امام طریقت	حضرت شیخ سید جلال الدین حسین
ابن بن سید عبدالقادر بن سید	حضرت شیخ عبداللہ حسنی	شطاری	مخدوم جہانیاں جہانگشت اجوی
مرقطنی الحسنی القادری	حضرت شیخ ابوسعید حسنی بن عبداللہ	حضرت شیخ محمد قاضی	حضرت شیخ سید صدر الدین
لایرجی دہلوی	حضرت شیخ ابو جعفر احمد الحسینی	حضرت شیخ ہدایت اللہ مرست	قتال اجوی
حضرت شیخ عبدالعزیز شکرابار	حضرت شیخ سید جعفر بن احمد حسنی	حضرت شیخ ظہور الہی	حضرت شیخ سید محمد بن سید
دہلوی	حضرت شیخ سید علی بن جعفر حسنی	حضرت شیخ شاہ محمد غوث گوالیاری	صدر الدین اجوی
حضرت شیخ قطب عالم دہلوی	حضرت شیخ سید حسن بن علی حسنی	حضرت شیخ وجہیہ الدین	حضرت شیخ سید عبدالوہاب
حضرت شیخ رفیع الدین محمد	حضرت شیخ سید شمس الدین محمد بن	حضرت شیخ صبغۃ اللہ	حضرت شیخ عبدالعزیز شکرابار
حضرت شیخ شاہ عبدالرحیم دہلوی	حسن حسنی	حضرت شیخ احمد شنادی	دہلوی قدس سرہم
حضرت شیخ شیخ احمد شاہ ولی	حضرت شیخ مہاوندی	حضرت شیخ احمد قشاشی قدس سرہم	
شہر محدث دہلوی قدس سرہم	حضرت شیخ سید ابوسعید محمد حسینی		
حضرت سید ابوسعید قادری	حضرت شیخ سید عبدالغفار		
الایرجی دہلوی۔	حضرت شیخ سید عبدالرؤف بن علی		
حضرت شیخ شاہ پیر میرٹھی	بن عمر شاذلی حسینی		
حضرت شیخ لال میرٹھی	حضرت شیخ سید عبدالوہاب بن عبدالرحیم		
حضرت شیخ شاہ عبدالرحیم صاحب	بن جمال الدین صدیقی		
دہلوی قدس سرہم	قدس سرہم کالم سر		

غرض کہ ان مختلف شاخوں سے سلاسل قادریہ ملتا ہوا حضرت شیخ امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ تک پہنچتا ہے۔ اس کے بعد حضرت سید آدم بنوری قدس سرہ سے اور ان کے سلسلہ مشائخ سے فیض یاب ہوئے۔ اور اس کے بعد حضرت شیخ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ سلاسل کا مرکز ہیں وہ براہ راست بھی سلاسل قادریہ سے مستفین ہوئے ہیں۔ آخر میں حضرت شیخ شاہ عبدالرحیم صاحب بہار پوری اور حضرت شیخ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ مستفین ہوئے۔

## خلفاء حضرت اقدس راہپوری قدس سرہ

امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری قدس سرہ

ولادت باسعادت شب جمعہ بوقت سحری یکم ربیع الاول ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۱ء میں

حضرت سید ضیاء الدین احمد بن سید نور الدین احمد بخاری بن سید محمد شاہ بخاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بمقام پٹنہ عظیم آباد صوبہ بہار میں ہوئی۔

آپ کے اجداد میں سے حضرت سید عبدالغفار بن سید محمد شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہما حضرت

شیخ ابو محمد محی الدین سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی تیرھویں پشت سے تھے اور والد ماجد کے

ہمراہ بخارا کے شہر تشریف لائے ان کی اولاد سے امرتسر اور گجرات پنجاب میں کئی اشخاص آباد ہوئے

اور انہی کی اولاد سے حضرت اکمل الدین محمد بخاری، حضرت شیخ شاہ غلام علی دہلوی نقشبندی

قدس سرہما کے خلیفہ تھے۔ حضرت سید اکمل الدین رحمۃ اللہ علیہ رنجیت سنگھ کے عہد حکومت میں

موضع سرہال خلع گجرات میں آباد ہوئے اس کے بعد امرتسر تشریف لے گئے۔ وہیں حضرت سید

اکمل الدین محمد قدس سرہ کا مزار ہے۔

حضرت سید ضیاء الدین بن سید نور الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہما نابالغی کے دنوں میں اپنے تالیف

سید پیر شاہ اور چچا سید حیدر شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہما کے ہمراہ پشیمینہ کی فروخت کے سلسلہ میں

پٹنہ تشریف لے گئے وہیں حضرت حکیم سید شرف الدین احمد اندرابی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی

حضرت سیدہ فاطمہ رحمۃ اللہ علیہما سے نکاح ہوا۔ حضرت سید احمد اندرابی رحمۃ اللہ علیہ کے مورث

اعلیٰ حضرت سید السبحان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کشمیر سے وارد پٹنہ (عظیم آباد) ہوئے تھے۔

بہر حال آپ اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ نے حفظ قرآن مجید اپنے والد بزرگوار

سے کیا۔ انتہائی تعلیم حضرت حافظ مولوی جان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مسجد خواجہ عینری میں



حاصل کی انتہائی کتاب النصاراء ابو الفضل وغیر دس بارہ سال کی عمر میں پڑھ لی اور اس کے بعد ورق سازی کے کام میں مشغول ہو گئے۔ اکیس سال کی عمر میں ۱۹۱۲ء میں حضرت مولانا محمد حسن صاحب برادر حضرت مولانا عبد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہا ملکینا نواسے کی تحریک سے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گیلانی تادری چشتی قدس سرہ سے بیعت ہوئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خاص توجہ فرمائی تین دن کے بعد بامراد واپس ہوئے۔ آپ نے قصیدہ غوثیہ کی اجازت چاہی تو فرمایا میں نے آپ کو وہ چیز بتائی ہے۔

جس کے پڑھنے سے غوث، غوث بنا تمہیں قصیدہ غوثیہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ ویسے اگر تبرک پڑھتے رہو تو مضائقہ نہیں۔ دو اڑھائی سال آپ چلہ کشی ریاضت سخت مجاہدہ میں مصروف رہے جس میں شب و روز میں غذا جو کاستو، نمک، پانی اور سوکھے خشک روٹی کے ٹکڑے بھگو کر کھاتے رہے جس سے سوکھ کر کاٹا ہوا ہو گئے۔

اس کے بعد والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے دوبارہ ۱۹۱۴ء میں تعلیم شروع کی صرف و نحو حضرت مولانا قاضی عطاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی۔ پھر امرتسر مدرسہ نصرۃ الحق میں حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا نور محمد صاحب اور حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب خلیفہ حضرت شیخ مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہم جیسے نامور علماء سے تھوڑے عرصے میں تمام علوم متداولہ، قرآن، حدیث فقہ، اصول، منطق، فلسفہ و علوم میں دست گاہ حاصل کی۔

۱۹۱۶ء میں مرزا بشیر قادیانی امرتسر آیا آپ نے دوران تقریر بڑے بے باکی سے سوالات کئے جس سے قادیانی لاجواب ہو گیا۔ اور اسی جگہ آپ نے بڑی زوردار تقریر فرمائی۔

۱۹۱۸ء میں آپ نے باقاعدہ سیاست میں حصہ لینا شروع کیا۔ اور تحریک خلافت میں پرجوش حصہ لیا اور تین سال قید سخت کی سزا ملی۔ ۱۹۲۱ء میں میانوالی جیل میں رہے۔ دوسری مرتبہ ۱۹۲۲ء میں سزائے قید جیلی تیسری بار نمک سازی کے قانون کے خلاف درزی کے جرم میں سزا سنائی۔

میں کلکتہ میں چھ ماہ قید کاٹی جو تھی مرتبہ آزادی کشمیر کے سلسلہ میں دو سال جیل میں رہے۔ پانچویں مرتبہ قادیان دفعہ ایک سو چالیس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نماز جمعہ پڑھا اس جرم میں جیل گئے۔ اسی زمانہ میں چھٹی مرتبہ سرسکند ر حیات نے بغاوت اور قتل عمد جیسے سخت الزام لگو کر اور جھوٹے مقدمے بنا کر گرفتار کر لیا اور لدھارام والا مشہور مقدمہ چلایا گیا۔ جس کی سزا پچاسی کا خطرہ تھا کیونکہ انگریز اور اس کے پیٹھ بکھلا گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بری کر دیا۔

۱۹۵۳ء فروری کے آخری دنوں میں تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں دو تانہ وزارت جیل بھیجا۔

آپ کو انگریز اور اس کے چیلے چانٹوں سے سخت نفرت تھی۔ خاص طور پر قادیانی گروہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی ہے۔ اس کے خلاف ہر قسم کی قربانی پیش کی اور سخت تکالیفیں برداشت فرمائیں۔

حضرت گوڑوی قدس سرہ کے وصال کے بعد آپ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے اور منازل سلوک طے کرنے کے بعد خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے اور انگریز اور قادیانی گروہ کے خلاف کام کرنے کی زیادہ تحریک پیدا ہو گئی۔ ایسے ہی حال میں آپ نے سلسلہ ارشاد و تلقین بھی جاری رکھا۔ ہزار ہا کی تعداد میں لوگ فیض یاب ہوئے۔ آپ کے حالات و کرامات۔ تصرفات ان حالات میں آنا بہت مشکل ہے۔ یہ صرف آپ کا تعارف پیش خدمت ہے۔ جو کہ نہ ہو سکے۔

بیشال واعظ خطیب مجاہد نے بروز بدھ ایچے شام ۱۳۵۷ھ۔ ۲۰ اگست ۱۹۶۱ء میں وصال فرما دیا۔

مزار مبارک ملتان میں ہے آپ کے چار صاحبزادے ہیں۔ (۱) حضرت مولانا حافظ قاری عطاء المنعم شاہ صاحب مدظلہ عالم و فاضل، صاحب درس و تدریس، خطیب و مقرر اس علاقہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ سے خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے (۲) حضرت مولانا قاری سید عطاء المحسن صاحب مدظلہ (۳) حضرت مولانا قاری عطار المحیمین مدظلہ۔ حضرت مولانا سید عطاء المؤمن مدظلہ جو مقرر و واعظ خوش بیان ہیں۔

# حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب چشتی قادری سہارنپوری دہلی کا تہم

۱۳۱۵ھ کو

ولادت باسعادت ۱۱ رمضان بوقت آربعہ رات کو حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں آبائی مکان قصبہ کاندھلہ تحصیل مظفرنگر ضلع سہارنپور یوپی میں ہوئی۔ والد بزرگوار کی طرف سے اس طرح ہے: حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب بن مولانا محمد اسماعیل بن شیخ غلام حسین بن حکیم کریم بخش بن حکیم غلام محی الدین بن مولانا محمد ساجد صاحب بن مولانا محمد فیض بن مولانا حکیم محمد شریف بن مولانا حکیم محمد اشرف بن شیخ جمال محمد شاہ بن شیخ نور محمد بن شیخ بہاؤ الدین شاہ بن مولانا شیخ محمد بن شیخ مد فاضل بن شیخ قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہم

اور والدہ ماجدہ کی طرف سے اس طرح ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ صاحبزادی تھیں۔ حضرت مولانا ولوی محمد یوسف صاحب بن حضرت حافظ محمد عبداللہ صاحب بن مولانا حکیم محمد صابر صاحب بن شیخ غلام حسن بن حکیم کریم بخش بن حکیم غلام محی الدین بن مولانا محمد ساجد صاحب بن حضرت مولانا محمد فیض صاحب جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہم آگے اوپر کے شجرہ ہے مل جاتا ہے اور حضرت شیخ محمد فاضل بن شیخ قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہما حضرت سیدنا امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے۔ آپ کے بزرگوں میں پہلے بزرگ حضرت مولانا حکیم محمد اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ شاہ جہان بادشاہ کے عہد میں تھے اور جھنجھانہ ضلع مظفرنگر میں قیام فرماتے تھے حضرت مولانا قاضی شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہما سلطان محمد تغلق کے عہد میں جب سلطان نے ۲۲ حزب ۹۵۰ھ کاندھلہ کی بنیاد رکھی تو آپ کے ہم زمانہ ایک بزرگ قاضی شیخ محمد بن مولانا کریم الدین صاحب از اولاد حضرت قاضی ضیاء الدین سنائی قدس سرہ کو قضا و خطابت اور امانت کا منصب عطا کیا تھا۔ ان کی اولاد میں حضرت مولانا محمد مدرس رحمۃ اللہ علیہ۔ ایک بہت بڑے عالم و فاضل بزرگ تھے۔ ان کی صاحبزادی خان بی بی سے مولانا عبدالقادر صاحب بن مولانا حکیم محمد شریف بن مولانا حکیم محمد اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہم نکاح ہوا۔ اور بعد میں حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شادی مشہور راجہ غلام حضرت ائمہ الرحمن بنت حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی عقیقہ صفیہ بی بی سے ہوئی۔ اور ان کے والد بزرگوار حضرت مولانا ضیاء الرحمن بن حضرت مولانا نور الحسن بن مولانا ابوالحسن ابن حضرت مولانا

مفتی الہی بخش صاحب بن مولانا شیخ الاسلام کاندھلوی میں مولانا حکیم قطب الدین بن مولانا حکیم  
بن مولانا حکیم محمد شریف بن مولانا حکیم محمد اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہم تھے۔ گویا کاندھلہ کانامی گرا  
خاندان اصل چھبھانہ ہی کا تھا۔

جب عمر مبارک ڈھائی کی تھی تو والدہ کے ہمراہ گنگوہ شریف حضرت باب الاقطاب مولانا رشید  
صاحب گنگوہی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قریباً دس سال تک گنگوہ حاضری دی اور قریباً سات سال  
عمر مبارک میں جناب ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب مظفرنگری رحمۃ اللہ علیہ سے قاعدہ بغدادی پڑھا۔ ۱۳۲۸ھ  
آپ نے گنگوہ میں قرآن مجید۔ اردو کے دینی رسائل بہشتی زیور۔ فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ ان  
نہ زیادہ تر حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ پھر سہارن پور میں حضرت مولانا  
عبداللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ ناظم مظاہر العلوم اور حضرت مولانا عبدالوہید صاحب منجلی رحمۃ اللہ  
اور آخری کتابیں حدیث و تفسیر کی اپنے والد ماجد سے پڑھیں۔ سند حدیث حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب  
سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی ۱۳۳۲ھ میں شوال ۱۳۳۲ھ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ  
علیہ سے بیعت ہوئے۔ ۸ ذیقعد ۱۳۳۲ھ میں والد صاحب کا انتقال ہو گیا۔ اس سال دوبارہ دورہ حدیث  
کیا۔ یکم محرم ۱۳۳۵ھ میں مظاہر العلوم میں مدرس ہوئے۔ آپ نے تصوف و سلوک۔ عالیہ چشتیہ صابریہ کے اشعار  
و ادراویں ساتھ ساتھ مشغول ہوتے رہے۔ پہلا حج ۱۳۳۸ھ میں حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ کیا۔ دوسرا  
۱۳۴۲ھ کو حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ مستقل مدینہ طیبہ قیام پذیر ہوئے  
آپ نے چاروں سلسلوں میں بیعت و ارشاد عام اجازت و خلافت عنایت فرمائی۔ اپنے سر سے عمامہ اتار کر  
کے سر پر بندھوایا اور مدرسہ کاشیخ الحدیث۔ نائب ناظم بنا کر واپس جانے کا حکم فرمایا۔

تیسرا حج ۱۳۸۲ھ میں کیا جو حضرت مولانا محمد یوسف امیر تبلیغی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا قاسم  
عبدالقادر صاحب اور حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب اور حضرت مولانا عبدالوہید صاحب مدظلہم و  
دیگر حضرات کے ساتھ ادا فرمایا۔ اسی سال ڈھڑیاں تشریف لائے تھے۔

چوتھا حج حضرت مولانا انعام الحسن صاحب مدظلہ کے تقاضے سے ۱۳۸۶ھ ۱۹۶۷ء میں حاضر ہوئے

الحمد للہ ۱۹۶۰ء میں پھر ۹۴ھ میں ..... مطابق اپنی سکنہ میں حاضر حرمین ہوئے اب تو مستقل  
مکا ارادہ فرما چکے ہیں۔

آپ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ رائے پوری سے بھی چاروں سلسلوں میں اور خصوصاً سلسلہ  
قادر یہ نقشبندیہ مجددیہ میں اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ  
شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی  
رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مشاہیر  
یار کرام و صوفیائے عظام و علما کرام آپ پر عنایات شفقت و محبت فرماتے تھے۔ آپ بھی دل و جان سے عاشق ہیں اللہ تعالیٰ  
نے بڑے بلند مرتبے عنایت فرمائے ہیں۔ بہت سے علما کرام و صوفیائے عظام ہندوستان کے علاوہ عرب و عجم  
میں اجازت اور خلافت سے مشرف ہو چکے ہیں جن کی فہرست بہت طویل ہے۔

## حضرت مولانا حکیم حافظ محمد اشفاق صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت جناب راؤ مراد علی خان ولد امام علی خان رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں رائے پور  
ضلع سہارنپور میں ہوئی۔ آپ اعلیٰ حضرت رائے پوری قدس سرہ کے حقیقی بھانجے ہیں اس لئے آپ کی ،  
خلیم و تربیت و پرورش اعلیٰ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ ہوئی۔ جب اعلیٰ حضرت رائے  
پوری نے اپنے فرزند حضرت الحاج مولانا حافظ عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت مولانا اللہ بخش  
صاحب بہاولنگری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دین پور بغرض تعلیم بھیجا تو آپ کو بھی وہیں بھیجا تھا۔  
جس کا مختصر ذکر پہلے اوراق میں آچکا ہے اور دورۂ حدیث کے لئے دارالعلوم دیوبند میں داخل کرایا تھا اور  
حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ اس زمانہ میں حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب  
کشمیری رحمۃ اللہ علیہ بھی دیوبند میں پڑھاتے تھے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری  
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ دیوبند حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ  
علیہ کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے میں بھی ساتھ تھا۔ دیکھا کہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ ،

ایک دوکان پر انتظار فرما رہے ہیں۔ اور فرمایا کہ ہم نے کہا کہ حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب تشریف  
رہے ہیں ہم بھی شہیدوں میں شامل ہو جائیں ذرا سی دیر یہاں آ بیٹھے ہیں۔ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ  
کو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا احترام تھا۔ فرماتے تھے کہ یہ حضرت کی فداء نوازی ہے۔ نماز کے  
وقت مولانا اشفاق احمد صاحب مصلے پر کھڑے ہو گئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اشفاق  
پچھے ہٹ آ جس کو حضرت فرمائیں گے وہی امامت کرے گا۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا  
اشفاق احمد صاحب کو ہی امام بنایا۔

غرض کہ آپ فاضل دیوبند تھے، طب پر بھی بڑا عبور تھا۔ اعلیٰ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ  
وصال سے پہلے مدرسہ کا انتظام و اہتمام آپ کے سپرد فرما دیا تھا۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبد  
صاحب رائے پوری قدس سرہ سے اجازت بیعت پائی۔ تقریباً اکتیس سال تک ذکر و اذکار دربار  
و تدیس اور انتظام و اہتمام مدرسہ میں مصروف ہوتے ہوئے آپ نے ۲۶ ذیقعد ۱۳۵۷ھ مطابق  
۳۰ اگست ۱۹۵۱ء کو وصال فرمایا۔ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعہ۔

## حضرت اقدس مولانا شاہ عبد العزیز صاحب گمٹھلوی مدظلہ، ثم رائے پوری

ولادت باسعادت ۱۲۲۳ھ ۱۹۰۵ء میں جناب چودھری تصدق حسین صاحب مرحوم و معفو  
رئیس گمٹھل تحصیل تھانیس ضلع کمرال مشرقی پنجاب میں ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ قطب الاقطاب حضرت  
شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ کی صاحبزادی تھیں۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت رحمۃ اللہ علیہ  
توجہ مبارک سے نیکی اور تقویٰ کے زیور سے آراستہ ہوئے۔ آپ کی تربیت و پرورش حضرت رحمۃ اللہ علیہ  
زیر نگرانی ہوئی۔ حفظ کلام اللہ کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہی کی حیات میں رائے پوری میں محراب سنائی اُس کے  
مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں فارسی صرف و نحو فقہ و حدیث و تفسیر تمام علوم متداولہ کی تکمیل کی۔ ۱۲۴۲ھ  
میں سند حدیث شریفہ حاصل کی

۱۔ از ملفوظات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ۔ مرتب حضرت مولانا محمد صاحب انوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے تعلیمی دور میں حضرت مولانا الحاج الحافظ خلیل احمد صاحب قدس سرہ سہارنپوری حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰ ذیقعد ۱۳۲۲ھ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ متوفی ۱۲۲ھ ۲۵ جولائی ۱۳۳۱ھ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب کیمبل پوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا عبدالغنی صاحب بارہ بنکوی تاسعہ حضرت مولانا طہر الحق صاحب دیوبندی قاری عبدالعزیز صاحب حضرت مولانا قاری عنایت اللہ صاحب حضرت منشی عزیز احمد صاحب حضرت مولانا مولوی محمد مارون صاحب نانوتوی منشی فیاض علی منشی محمد عمر سہارنپوری جیسے حضرات اساتذہ کرام ہیں سب سے پہلے۔ اس زمانہ میں سرپرستان شیخ الہند حضرت تھانوی۔ حضرت مولانا الحاج رحیم بخش صاحب پریذیڈنٹ بہاولپور۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب رامپوری۔ حضرت مولانا جمعیت علی صاحب پروفیسر کالج بہاولپور رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

حضرت مولانا الحاج سر رحیم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے

وصال کے بعد ۱۳۲۵ھ میں آپ کو سرپرستوں میں شامل کیا گیا جو قریباً ۱۳۶۲ھ تک رہے۔

اس کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ کی زیر تربیت رہے۔ مگر انتظام آپ کے سپرد رہا۔ بڑی خوش اسلوبی سے انتظام فرماتے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی توجہ اور تربیت ذکر و اذکار عبادت و ریاضت اور مجاہدہ اور تصوف و سلوک کی منازل طے فرمائیں۔ تلاوت کلام اللہ میں خاص اہتمام تھا۔ اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے اور معمولات کے بہت ہمت سے اور سختی سے پابند ہیں۔ صاحب جاہ و جلال بزرگ ہیں ۱۳۶۵ھ ۱۹۴۴ء میں تحریک پاکستان میں مسٹر جنرل کا ساتھ دیا اور جب ۱۳۶۲ھ ۱۹۴۱ء میں سرکاری طور پر انخلا ہوا تو اپنے پورے قافلہ کے ساتھ پاکستان تشریف لائے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وطن سرگودھا میں بلاک نمبر ۵ میں تشریف فرما ہوئے۔

۱۳۶۲ھ ماہ شعبان مطابق مارچ ۱۹۴۵ء از تاریخ مظاہر۔ اول نمبر پر حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی مدظلہ تھے۔ غالباً ۱۳۶۵ھ میں داخل ہوئے تھے۔



لعبہ مکان نمبر ۱۶-۵-۲ بلاک نمبر ۲۲ میں منتقل ہوئے۔ چونکہ خانہ کافی طور پر بہت بڑے صاحب جائداد اور رئیس تھے اور مشہور قصبہ چک رامداس ضلع سرگودھا میں زمین ملی تھی اور ضلع ساہیوال اور ریاست بہاولپور میں کافی زمین ملی ہے۔ ترک جائداد وطن کے بدلہ میں پاکستان کی ہر دینی و ملی و اقتصادی تحریک میں بڑے جوش و خروش سے حصہ لیتے ہیں۔ قادیانیت کے خلاف کارہائے نمایاں انجام فرمائے اور اسلامی قانون کے اہلکار کے لیے جمعیت العلماء و اسلام کے ساتھ ہیں۔ اور صدر ایوب کے مقابلہ میں فاطمہ جناح کا ساتھ دیا تھا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو خالقاہ اور مدرسہ کی آبادی کا ہمیشہ فکر رہتا تھا۔ آخری رمضان ۱۳۸۱ھ میں آپ کا تقرر رائے پور ہوا اور جانشین ہوئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو رائے پور لے جانے میں بڑی کوشش فرمائی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ سرگودھا میں کمپنی بارغ پور ہزارہا کی تعداد میں لوگوں کی نماز جنازہ کی امامت کرائی اور ڈھڑیاں شریف تشریف لائے۔ جب تدفین ہو رہی تھی۔ تو آپ مسجد کے صحن کے مشرقی سرے پر لکڑی پر تشریف فرمائے اور صبح صادق کے بعد واپس سرگودھا ہوئے۔ آپ صاحب عبادت و ریاضت اور صاحب شریعت و حقیقت بزرگ ہیں۔ ہزار ہا لوگ آپ کے نفس قدسیہ سے مشرف ہو رہے ہیں اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر گامزن ہیں۔

## حضرت مولانا مولوی فضل احمد رائے پور گجران رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت قریباً ۱۸۶۲ء میں حضرت مولانا چوہدری فتح الدین صاحب گجر مرحوم کے گھر رائے پور گجران تحصیل نکودر ضلع جالندھر میں ہوئی۔ اس زمانہ میں رائے پور گجران اور کوٹ بادل خان علمی و تعلیمی لحاظ سے خاص طور پر قابل ذکر ہیں آپ کے والد ماجد کو تعلیم دلانے کا بہت شوق تھا۔ رائے پور گجران کے اکثر اکابر کوٹ بادل خان میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ غالباً آپ نے بھی حضرت مولانا محمد صاحب فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ابتدائی تعلیم حاصل کی حضرت قدس

رائے پوری قدس سرہ ابتدا میں جب پانی پت پڑھتے رہتے آپ کے بڑے بھائی حضرت مولانا مولابخش صاحب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہم سبق رہے آپ بھی وہاں کتابیں پڑھتے اور گلابی ضلع بلند شہر اور دہلی بھی ساتھ ہی مدرسہ حسین بخش میں پڑھتے رہے۔ مزید تعلیم کے لیے مظاہر العلوم سہارنپور گئے۔ دیندھیت دیوبند میں حاصل کی اس کے بعد آپ ہا پڑھنے میرٹھ (پوپی) میں مدرسہ ہو کر رہے۔ وہیں سے حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ میرے سارے خاندان کے لوگ آپ سے وابستہ ہیں۔ میں محروم نہ رہ جاؤں میری بیعت قبول فرمائیں۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً تحریر فرمایا کہ ہم نے قبول کیا۔ کچھ ہی عرصہ کے بعد ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔ اس کے بعد اعلیٰ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ سے منسلک ہو گئے۔ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تصوف و سلوک میں مشغول رہنے لگے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ جنوری ۱۹۱۹ء کے بعد ان کے خلیفہ حضرت منشی رحمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن دیراں ضلع جالندھر سے وابستہ ہو گئے ان سے خلافت و اجازت سے بھی مشرف ہوئے۔ ہا پڑھنے کی تدریس کے زمانہ میں آپ سے حضرت مولانا فخر الدین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۰ صفر ۱۳۹۲ھ ۵ اپریل ۱۹۷۲ء سابق شیخ الحدیث دارالعلوم پڑھتے رہے تھے۔ کچھ عرصہ آپ نکودر ضلع جالندھر میں مدرسہ رہے۔ حضرت مولانا حافظ محمد صالح صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۰۸ھ ۱۸۹۰ء کے لگ بھگ مدرسہ صابریہ کی بنیاد رکھی تھی۔ جواب جامعہ رشیدیہ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء کو رائے پور آ گئے۔ اور مدرسہ صابریہ مذکور کے مستم بنائے گئے۔ آپ ہی کے تعلق اور حضرت مولانا محمد صالح صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق کی وجہ سے اعلیٰ حضرت رائے پوری قدس سرہ اکثر رائے پور گجراں تشریف لاتے تھے۔ آپ عموماً عرف اور مخدوم منطلق کے اسباق پڑھتے تھے۔ علوم ظاہری و باطنی میں بڑا عبور حاصل تھا۔ عالم اور فاضل بزرگ تھے۔ حضرت منشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ متوفی ۱۳ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ سے وابستہ ہو گئے

اور ایسے مانوس ہوئے کئی کئی مہینے حاضر خدمت رہتے بھرت رحمتہ اللہ علیہ بھی اتنا اکرام فرماتے کہ کوئی کٹراٹھانہ رکھتے۔ مجلس میں اپنے ساتھ بٹھلاتے اگر چارہ پانی پر تشریف رکھتے تو دوسرے چارہ پانی آپ کے لئے بچھائی جاتی آخر خلافت و اجازت سے بھی مشرف فرمایا۔ ۱۳۶۲ھ ۱۹۵۲ء میں آپ معمولات کے بہت پابند تھے نماز باجماعت۔ نوافل اور تہجد، اشراق و چاشت ذکر و اذکار مراقبہ و شغل میں ہمہ وقت مصروف رہتے۔ تلاوت کلام اللہ سے بہت محبت تھی۔ آپ تواضع انکساری میں بے مثل تھے۔ توکل و رضا۔ صبر و شکر۔ استقامت۔ تقویٰ و طہارت سادگی و تقویٰ اشیاء میں خاص مقام کے مالک تھے اور درس و تدریس کے ساتھ ساتھ ارشاد و تلقین میں بھی مشغول رہتے تھے۔ ساری زندگی میں تقریر نہیں فرمائی۔ جب بڑھاپہ زیادہ بڑھ گیا تو صرف عبادت ذکر و اذکار میں مشغول رہنے لگے ذکر کے وقت بڑی رقت کے ساتھ عشقہ اشعار اور دلائل غافل نہ ہو یک دم یہ دینا چھوڑ جاتا ہے۔ پڑھتے رہتے تھے۔

آپ نے ساری زندگی یاد خدا میں گذاری۔ آپ کو چک نمبر ۱۱ ایل نزد چیچہ وطنی ضلع ساہیوال میں دریائے بردی کے بدلہ میں زمین ملی ہوئی تھی تقسیم کے بعد وہیں آگئے تھے وہیں بے لوس سال بروز بدھ بوقت صبح چار بجے نماز تہجد کے بعد درجہ ۱۳۸۳ھ ۱۱ نومبر ۱۹۶۳ء میں وصال فرما مزار مبارک گورستان چک مذکورہ میں ہے۔ انہی دنوں خواب میں آپ کا مزار دیکھا گیا ایک حویلی اور برآمدے کے نیچے آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ (۱) حضرت مولانا رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت مولانا مقبول احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ دونوں عین جوانی میں وصال فرما گئے۔ آپ کے ایک پوتے مولانا الحاج عبدالرشید صاحب مدظلہ صاحبزادہ حضرت مولانا مقبول احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سب عالم و فاضل عابد و زاہد تھے اور ہیں آپ کے شاگردوں کی فہرست طویل ہے مندرجہ ذیل بزرگ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

- ۱۔ حضرت مولانا احمد دین صاحب بن حضرت مولانا مولا بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہما بھتیجے
- ۲۔ حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ رئیس الاحرار متوفی ۱۳۷۶ھ

- ۳۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ مہتمم خیر المدارس ملتان۔
- ۴۔ حضرت مولانا محمد صاحب ابوری لائیلپوری رحمۃ اللہ علیہ
- ۵۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھر رحمۃ اللہ علیہ
- ۶۔ حضرت مولانا عابد الجبار صاحب ابوری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حضرات مستفیض ہوئے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

آپ کے تیسرے بھائی حضرت مولانا خدابخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

حضرت مولانا احمد دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرزند ارجمند حضرت مولانا خدابخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۱۲۵۹ھ ۱۹۴۷ء میں ہوئی اور حضرت مولانا خدابخش صاحب فیروزپوری رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ۱۲۵۹ھ ۱۹۴۷ء کو وفات ہوئی

### حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب سلیم پوری رحمۃ اللہ علیہ

ولادت جناب پیر محمد عرف پیرا کے ہاں غالباً نانہیال میں موضع بلند تحصیل نکو در ضلع جالندھر میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم پرائمری تک موضع بلند میں پائی۔ اس کے بعد حضرت مولانا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۱ء کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کوٹ بادل خان تحصیل نکو در میں کافی عرصہ پڑھتے رہے آغاز جوانی میں ۱۳-۱۵ سال کی عمر میں دارالعلوم دیوبند متوسط اور اعلیٰ تعلیم حاصل کی جامع مسجد دیوبند میں قیام فرما رہے کھانا اہل محلہ حاضر کرتے۔ وہیں تمام علوم و فنون سے فراغت پا کر سند فضیلت حاصل کی جس پر ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۲۸ھ ۱۹۱۰ء سن و تاریخیں درج ہیں اور مدرسین کی حیثیت حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۸ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ ۱۹۲۰ء حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا گل محمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد مسؤل صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور اراکین میں

سے حضرت مولانا محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فہم حضرت مولانا احمد حسن صاحب امرودی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ رائے پوری جیسے بزرگوں کے دستخط ہیں اور ہم سبق حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بیادی رحمۃ اللہ علیہ سابق صدر مدرس اور حضرت مولانا مبارک علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نائب مستم جیسے حضرت قابل ذکر ہیں۔ آپ فرماتے تھے کہ بیت قابل اقوال حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی ہے۔ فراغت کے بعد دارالعلوم میں چھ ماہ تک مدرس رہے۔ دیوبند سے بھاگل پور مدرس ہو کر گئے۔ اسی زمانہ میں قریباً ۱۳۳۳ھ ۱۹۱۲ء میں حضرت مولانا محمد علی صاحب مونگیری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۴۶ھ نے مناظرہ قادیانیوں سے کرایا تھا جس میں چالیس علما کرام شامل ہوئے تھے۔ اور ان میں اکثریت علمائے دیوبند کی تھی مثلاً حضرت علامہ مولانا محمد انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عثمانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ وغیرہ اور قادیانیوں کی طرف سے حکیم نور الدین سرور شاہ کشمیری اور روشن علی۔ لال حسین اختر وغیرہ قادیانیوں کو شکست ہوئی اسی کے بعد حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر رحمۃ اللہ علیہ مسلمان ہوئے۔ غرض کہ بھاگل پور دو سال قیام فرمایا اس کے بعد ۱۳۳۳ھ ۱۹۱۲ء میں دھرم کوٹ تحصیل موگا ضلع فیروز پور میں کمبہ برادری کے دنیا دار لوگوں نے مدرسہ کھولا جس میں آپ کو صدر مدرس مقرر کیا گیا مدرسہ کے مہتمم جناب منشی فتح دین صاحب کمبہ مرحوم تھے اس زمانہ میں حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب دھرم کوٹی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پورسندھواں سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کنڈیاں اور حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب ملنیانوالے مدظلہ حال زراعتی فارم ساہیوال حضرت مولانا منشی رحمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے ممتاز حضرات نے علمی استفادہ فرمایا۔ دھرم کوٹ ہی سے رمضان ۱۳۴۱ھ جولائی ۱۹۲۳ء میں سفر حرمین الشریفین زادھما اللہ تعالیٰ شرفاً کو روانہ ہوئے حج و زیارت کے لیے غرض

کہ قریباً چودہ سال دہرم کوٹ سلسلہ درس و تدریس سرانجام فرمایا اس کے بعد ۱۲۴۳ھ ۱۹۲۴ء میں جگر اڈن ضلع لدھیانہ تشریف لے گئے جہاں قریباً اکیس سال ۱۲۷۶ھ ۱۹۵۷ء قیام پاکستان تک علم و عرفان کی دولت سے ہزار ہا لوگوں کو مالا مال فرمایا۔ وہاں جناب چودھری جیوا صاحب مرحوم گجر برادری کے سربراہ آپ سے پورا پورا تعاون کرتے رہے۔ تقسیم کے بعد آپ میاں چمنو تحصیل خانیوال تشریف لائے وہاں مدرسہ قائم فرمایا جہاں قریباً ۲۲ سال تک علاقہ کی دینی اور علمی ضرورتیں پوری فرماتے رہے اور ہزار ہا آپ کے شاگرد جو آپ سے مستفیض ہو کر مختلف شہروں میں تدریس و خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

**سلوک و تصوف :-** آپ بزمانہ طالب علمی دارالعلوم دیوبند سے پیدل گنگوہی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دوسرے بیعت ہونے والوں کے ساتھ چھپ کر بیعت ہوئے تھے اُس کے بعد صرف ایک دفعہ حاضری کا موقع ملا تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد حضرت مولانا حافظ صالح محمد صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی ان کی وفات کے بعد حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب فاروقی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور ان سے پہلے شائد حضرت بہاؤنگری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ اعلیٰ حضرت رائے پوری قدس سرہ سے بھی بیعت ہوئے تھے اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد سہ ماہی حضرت اقدس الحاج الحافظ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ وابستہ ہو گئے۔ اور اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے بیعت فرما لو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مولانا محمد ابراہیم صاحب جگر اڈی سے بیعت ہو جاؤ اس پر آپ نے عرض کیا کہ مجھے بیعت لینے کی اجازت نہیں۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم اجازت دیتے ہیں۔

آپ اور اہل معمولات کے بہت پابند تھے۔ ذکر و اذکار مراقبہ و شغل اور تلاوت اور نماز تہجد، نماز اشراق و چاشت و ادا بین اور درود شریف اور دیگر معمولات بڑی پابندی سے ادا فرماتے تھے۔ اور درس و تدریس کے علاوہ ارشاد و تلقین اصلاح و تبلیغ میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھے۔

آپ نماز تہجد کے لئے بیدار ہو کر استنجاء و وضو سے فارغ ہو کر چار پائی پر تشریف فرما ہوئے۔ اچانک اختلاج قلب کا شدید حملہ ہوا اور وصال فرما گئے۔ ۷ رجب بروز ۱۳۹۰ھ ۹ ستمبر ۱۹۷۰ء کو حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آٹھ سال تک لوگوں کو مستفیض فرمایا۔ نماز جنازہ حضرت مولانا عبد العزیز صاحب مدظلہ خطیب ذراعتی فارم ساہیوال نے پڑھائی۔ عام اندازے کے مطابق تقریباً پچیس ہزار حضرات نے نمازہ جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ اور آپ ہی کے قائم کردہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ کے جدید حصہ کی چار دیواری کے اندر دفن کیا گیا۔ میاں چنوں تحصیل خانیوال ضلع ملتان میں آپ کے فرزند حضرت مولانا رشید احمد صاحب مدظلہ مہتمم مدرسہ ہیں اور خادم خصوصی حضرت حافظ محمد حنیف صاحب ہیں۔ حضرت کی وفات کے گیارہ ماہ بعد بارش کی وجہ سے قبر مبارک بیٹھ گئی تھی۔ آپ کے فرزند نے آپ کے جسم اطہر کو باہر نکال کر جو بالکل صحیح سالم اور کفن بالکل سفید تھا۔ قبر کی اصلاح کر کے دوبارہ دفن کر دیا تھا اس سے ذکر کی برکات کا مشاہدہ اور اولیاء اللہ کی زندگی کا ثبوت ملتا ہے۔

۲ حضرت عثمانیہ کو مدرسہ فتحپور دہلی سے ۱۳۲۸ھ کو دیوبند بلا یا گیا۔ کبھی داؤد شریف اور کبھی مسلم شریف پڑھاتے رہے۔ حضرت شیخ الہند شوال ۱۳۳۰ھ حج کو تشریف لے گئے تو بخاری و ترمذی حضرت کشمیری بقیہ کے پڑھنے پر اور حضرت عثمانیہ کو مسلم شریف پڑھانے کی خدمت فرما گئے۔ آپ ۱۳۳۲ھ تک مسلم شریف باقاعدہ پڑھاتے رہے اور دوسری کتب بھی گیارہ سال از روئے داد ۱۳۳۲ھ ۱۹۱۳ء



## حضرت مولانا عبد العزیز صاحب رانی پوری مدظلہ

دلاوت باسعادت ۱۳۱۶ھ میں رائے پور گجراں تحصیل مہبت ضلع جالندھ میں ہوئی آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا حافظ محمد صالح صاحب رائے پوری قدس سرہ گوجر بادری سے غاندانی نسبت رکھتے تھے حضرت مولانا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن کوٹ بادل خان کے شاگرد اور قطب وقت حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ سے جملہ سلاسل میں مجاز طریقت تھے حضرت گنگوہی قدس سرہ پنجاب کے لوگوں کو فرمایا کرتے تھے کہ پنجاب کے لوگ میرے پاس کیوں آتے ہیں جب کہ ان کے پاس حافظ محمد صالح موجود ہیں محمد صالح بھی رشید احمد ہے۔ اللہ اکبر بڑا ہی اعتماد تھا۔

حضرت گنگوہی قدس سرہ کے وصال ۱۳۲۳ھ کے بعد حضرت اقدس الحاج الحافظ مولانا شاہ عبد الرحیم رائے پوری قدس سرہ سے منسلک ہو گئے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوری حضرت شیخ الہند، حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہم سے خاص تعلق تھا۔

آپ نے سفر حج حضرت الحاج الحافظ مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ کی، معیت میں کیا، اس قافلے میں حضرت مولانا فتح الدین صاحب رائے کوٹلی، والد بزرگوار حضرت مولانا محمد صاحب انوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما اور حضرت مولانا سراج الدین صاحب ہوشیار پوری رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ حضرت شیخ الہند اور حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہما کو اعلیٰ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خاص تعلق تھا، بمبئی تک ساتھ گئے تھے، اور ہر اسٹیشن پر نیچے اتر کر حضرت رائے پوری کے ڈبہ کے پاس آکر کھڑے ہو جاتے تھے بمبئی تک اسی طرح کرتے گئے غالباً ۱۳۵۶ھ، ۱۹۳۸ء میں وصال فرمایا۔

حضرت مولانا عبد العزیز صاحب اپنے والد بزرگوار اور حضرت مولانا فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ

علیہ اور دوسرے اساتذہ سے تحصیل علوم کیا۔ قریباً تمام درس نظامی مکمل کر کے دارالعلوم دیوبند میں  
 ہو کر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہ سے ترمذی شریف، اور بخاری شریف پڑھی  
 اور باقی کتابیں دوسرے اساتذہ سے پڑھ کر فراغت حاصل کی۔ کتابیں خوب یاد ہیں اور بڑا عبور ہے  
 بڑے جید عالم ہیں، اس کے بعد اپنے وطن رائے پور گجراں کے مدرسہ رشیدیہ میں درس و تدریس میں  
 مشغول ہو گئے۔ حضرت مولانا حافظ محمد صالح صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرض وصال میں حضرت  
 اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ جو کہ ان کی تیار داری کے لئے تشریف لائے  
 گئے تھے سے فرمایا میرے فرزند عبداللطیف اور عبدالعزیز کو اپنی غلامی میں لے لیں، حضرت مولانا رحمۃ اللہ  
 علیہ نے قبول فرما کر توبہ کرادی۔ چونکہ استعداد بڑی کامل تھی اور اپنے والد بزرگوار کے تربیت و فیض  
 تھے کچھ ہی عرصہ کے بعد اجازت خلافت سے شرف فرمادیا۔ اپنے شیخ کا ادب و احترام اور حصول فیض  
 کے لئے اعتقاد کامل، انقیاد کامل کی آپ سچی و صحیح تصویر ہیں۔ نام و نمود اور شہرت و جاہ طلبی نے  
 کوسوں دور ہیں اللہ تعالیٰ نے علم و عمل کے بلند سے بلند مراتب پر فائز المرام فرمایا ہے۔ اس کے باوجود  
 تواضع و سبکدوشی، منکسر المزاجی کے اوصاف سے مزین ہیں۔ آپ کے شیخ قطب الاقطاب حضرت مولانا  
 شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ ”ہم تو مولوی عبدالعزیز کے اس دنیا  
 قائل ہیں جب انہوں نے اپنے گرامی قدر صاحب جائیداد والد صاحب کی وفات کے موقع پر کہا  
 کہ والد صاحب کی ساری جائیداد اور ترکہ بہن اور بھائی کے لئے چھوڑتا ہوں میں کچھ نہ لوں گا۔“  
 غرض کہ صاحب عبادت و ریاضت، منبع قرآن و سنت، صاحب علم و عمل، سادہ زندگی  
 گزارنے والے، سادہ کھانا، سادہ پہنا ہمیشہ سے آپ کا دستور ہے تقسیم ملک کے بعد ترک وطن  
 کے چیمپ وطنی، ضلع ساہیوال سے چار میل کے فاصلہ پر چک نمبر ۱۱-۱۲ ایل میں قیام فرمایا۔ اور مدرسہ  
 صابریہ کی بنیاد رکھی جس میں گاؤں کے بچے، بچیاں ناظرہ اور حفظ قرآن اور تعلیم اسلام سے روشناس  
 صبح و شام تلاوت کلام اللہ سے فضا کو بھرتی رہتی ہے۔ دور دور تک لوگ تعلیم ظاہری و باطنی سے فائدہ  
 یاب ہو رہے ہیں۔ شیخ المشائخ، استاذ الاساتذہ، استاذ الغلام جیسے القاب سے اہل علم حضرات

آپ کو یاد کرتے ہیں۔ چند سال سے رمضان المبارک جناب الحاج نصر اللہ خاں صاحب کے ہاں کوہ نور  
فی فیصل آباد میں گزارتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ ہم غریبوں پر تادیر سلامت رکھے آمین۔

### حضرت پیر جی عبداللطیف صاحب نور اللہ مرقدہ

ولادت باسعادت غالباً ۱۳۲۸ھ میں رائے پور گجراں ضلع جالندھر میں ہوئی۔ تعلیم درپردہ اپنے  
والد بزرگوار حضرت مولانا حافظ محمد صالح صاحب کے زیر سایہ مدرسہ رشیدیہ میں پائی۔ حضرت مولانا  
عبد العزیز صاحب رائے پوری مدظلہ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ قطب الاقطاب، قطب عالم حضرت اقدس  
مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ کے خلفاء کبار سے ہیں۔ تقسیم ملک کے بعد مدرسہ،  
تجوید القرآن کی چیمپ وٹنی میں بنیاد ڈالی۔ سات قابل اساتذہ کام کر رہے ہیں جس میں شہری اور بیرونی  
طلباء سینکڑوں کی تعداد میں زور تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں اور سینکڑوں کی تعداد میں حافظ و ناظر  
خواں طلباء فارغ ہوئے ہیں۔ آپ تحریک تحفظ ختم نبوت جمعیۃ علماء اسلام، اور تحریک نظام مصطفیٰ کے سرفروشن  
مجاہد تھے۔ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں۔

”کہ قسام اذلی نے حضرت پیر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لئے عظیم دینی ماحول کا انتظام ابتداء  
ہی سے فرما دیا تھا“

والد گرامی حضرت مولانا حافظ محمد صالح صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تربیت  
اور پرورش نہایت توجہ سے فرمائی شروع کی بچپن میں آپ کو مدرسہ رشیدیہ میں داخل کرایا۔ حضرت مولانا  
فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مفتی فقیر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے آپ نے قرآن مجید اور  
فارسی، عربی، صرف و نحو، فقہ کی تعلیم حاصل کی، باطنی تربیت کے لئے آپ کو امام الادلیہ حضرت  
شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے سمیعت کرا دیا گیا تھا۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ  
نے حضرت مولانا حافظ محمد صالح صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے، حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی  
قدس سرہ، اور حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ سے تعلقات کی بنا پر بے پناہ

دلی احترام فرماتے تھے اس تعلق خاص کی وجہ سے حضرت پیر جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت پر خصوصی توجہ فرمائی اور آپ کو پیر جی کے خطاب سے نوازا تھا۔

آپ کے خلوص، لہجیت، اور درویشی، توکل علی اللہ کی وجہ سے لوگ پروانہ وار جمع ہونے شروع ہو گئے۔ آپ کے مریدین و متوسلین، عقیدت اور ارادت مندوں کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے جن کو آپ نے تصوف و سلوک کے رموز سکھائے، تعلق باللہ کے اسرار سے واقف کیا گویا آپ تعلیم ظاہری و باطنی میں دین اور دنیا کے مربی تھے۔ آپ نے بروز اتوار ۱۵ رجب المرجب ۱۳۹۶ھ مطابق ۲۴ جولائی ۱۹۷۷ء کو وصال فرمایا۔ مزار مبارک چیمپ دپنی میں احاطہ مسجد سے ملتی ہے۔

## حضرت مولانا علی احمد صاحب قریشی قادری بہاولنگری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا علی احمد بن مولانا جمال الدین بن مولانا فضل الدین بن مولانا ہدایت اللہ قریشی علمی ہاشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔ ولادت باسعادت ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء میں ہوئی آپ کے جد امجد حضرت مولانا ہدایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے عالم و فاضل بزرگ تھے آپ کے دادا حضرت مولانا فضل الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ صوفی باصفا، شیخ کامل، صاحب نسبت قویہ بزرگ تھے۔ غرض کہ آپ ایک صاحب علم و فضل، صاحب عبادت و ریاضت، اور صاحب نسبت گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم، قرآن مجید، اور فارسی، صرف و نحو، منطق، ادب، فقہ، حدیث و تفسیر، تقریباً گھری پر حاصل کی۔ اور علاقہ کے نامور اساتذہ سے بھی استفادہ فرمایا۔ شوال ۱۳۵۳ھ میں مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں دورہ حدیث کیا اور شعبان ۱۳۵۴ھ میں فارغ ہوئے۔ سب طلباء سے اول رہے، اور درج ذیل کتابیں انعام میں ملیں

بذل الجہود جلد ۵، جمع الفوائد، اشاعت اسلام، احسن القرئی، سلسلات حضرت شیخ قطب الدین احمد شاہ دلی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ، الیتامی الرشاد، انتصار الاسلام، انبساط، تحفۃ الاسلام

۱۔ از مولانا اللہ وسایا صاحب مظلمہ ہفت روزہ بولاک فیصل آباد، شعبان ۱۳۹۶ھ ۲۱ جولائی ۱۹۷۷ء۔

## حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت حضرت مولانا محمد صاحب فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں کوٹ بادل خان تحصیل بکو در ضلع جالندھر مشرقی پنجاب میں ہوئی آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیدنا امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے۔ حضرت مولانا محمد صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانی مظاہر العلوم سہارنپور کے خاص تلامذہ میں سے تھے حضرت مولانا عبدالحق صاحب حقانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم سبق رہے تھے۔ بڑی عاشقانہ و زہد طبیعت تھی۔ ابتداء میں عشق مجازی میں گرفتار ہو گئے۔ اور اس سلسلہ میں بڑی بڑی فیض برداشت کی۔

پھر جب جاذبہ توفیق الہی نے محبوب حقیقی کی طلب و عشق کی طرف متوجہ کیا۔ حضرت شیخ ارشد احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے اور منازل طے ہونے پر خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے اور حضرت گنگوہی قدس سرہ نے فرمایا۔ واعظ ہی کہتے پھر اب یہی آپ کا وظیفہ ہے۔ آپ واعظ کے لیے دیوانہ وار پھرتے تھے۔ تا قدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ فرماتے تھے کہ جب ذکر کرنے سے تو پہلے بڑے درد سے یہ شعر پڑھتے تھے

مزار بار لیشویم دہن ز مشک و گلاب      ہنوز نام تو گفتن کمال بے است ادبی  
پھر تھوڑا ذکر کرتے پھر یہ شعر پڑھتے اور خوب روتے تھے۔ نیز فرماتے بڑے عاشق تھے۔  
ت خوش الحان تھے آپ واعظ کرتے یا کوئی شعر پڑھتے۔ جو سن لیتا گرویدہ ہو جاتا۔  
دفعہ بستی سنگیاں تشریف لے گئے۔ بستی سے باہر درختوں کے سایہ میں لوگ اکٹھے تھے اور  
ما زبان کی مشہور عاشقانہ و عارفانہ مثنوی ہیر دارش شاہ سن رہے تھے۔ ان سے فرمایا  
ہیر سنائیں۔ ایسا پڑھا کہ لوگوں کے دلوں کو کھینچ لیا۔ لوگوں نے کہا دادہ موادی صاحب پھر

ہیر چھوڑ کر قرآن شریف پڑھ کر واعظ کہنا شروع کیا سب بستی کے لوگ مرید ہو گئے۔ عرض  
کہ آپ سے واعظ یا کوئی شعر سن لیتا متاثر بغیر نہیں رہتا گرویدہ ہو جاتا۔ اکثر و بیشتر بڑے بڑے  
ڈاکو چور زانی۔ فاسق و فاجر آپ کے ہاتھ پر تائب ہو کر ذاکر شافل اور مسجد گزار ہو جاتے تھے  
فرماتے تھے کہ اب یوں جی چاہتا ہے کہ نواہ الحمد بناؤں ایک اونٹ پر سوار ہو کر قرآن شریف  
پڑھ کر وعظ سناؤں اور لوگ پتھر اڑ کریں اب اس کا ذوق آ رہا ہے۔ ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۲ء  
میں وصال فرمایا مزار کوٹ بادل خان میں ہے۔

حضرت مولانا عبداللہ صاحب فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نہی بزرگ کے فرزند تھے۔ ابتدائی تعلیم  
اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کے علاقہ کے نامور اساتذہ سے پڑھتے رہے۔ بعدہ دارالعلوم  
دیوبند حاضر ہوئے۔

۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۸ء میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

متوفی ۱۳۳۹ھ سے دورہ پڑھا آپ کے ہم سبق حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبند رحمۃ اللہ  
علیہ رہے تھے۔ اس سے پہلے آپ نے حضرت مولانا غلام رسول صاحب جالندھری رحمۃ اللہ  
علیہ کے ذریعہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت کے لیے عرض کیا۔ تو  
فرمایا میرے شیخ حضرت گنگوہی سے بیعت ہو جاؤ۔ یہ واقعہ غالباً ۱۳۲۲ھ یا اوائل ۱۳۲۳ھ  
کا ہے۔ چنانچہ آپ حضرت مولانا غلام رسول صاحب اور حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب  
دارالعلوم دیوبند رحمۃ اللہ علیہما اور دیگر بزرگوں کے ہمراہ گنگوہ حاضر ہوئے۔ حضرت متقی  
صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ یہ مولوی عبداللہ آپ کے خلیفہ حضرت مولانا محمد صاحب  
رحمۃ اللہ علیہ کا لڑکا ہے۔ اس کو بیعت فرمائیں۔ فرمایا اس کو محبت تو اپنے استاذ مولوی محمود  
سے ہے۔ میں بیعت میں لے کر کیا کروں گا۔ جاؤ انہی سے بیعت ہو جاؤ تو آپ نے حضرت  
مولانا غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کلائی پکڑ لی کہ تم گواہ ہو جاؤ کہ حضرت گنگوہی نے فرمایا  
کہ اپنے استاذ سے بیعت ہو جاؤ۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا محمد صاحب

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ عرض کیا تھا۔

واپسی پر حضرت شیخ الہند کی خدمت میں عرض کیا گیا اور گواہ بھی پیش کیے۔ لیکن حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا استخارہ کرو۔ عرض کیا حضرت گنگوہی کے فرمان کے بعد بھی استخارہ کی ضرورت ہے بغرض کہ کافی اصرار کے بعد بیعت سے مشرف فرمایا۔

دورہ حدیث کے بعد حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم دیوبند میں استاذ مقرر فرمایا۔ اور کچھ دنوں کے بعد حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے استعفا دلو کر ایک رئیس کے بچوں کی تعلیم کے لئے مقرر فرمایا۔ پھر وطن آکر نکودر کے مدرسہ میں درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔

انہی دنوں حضرت مولانا احمد دین صاحب بن حضرت مولانا مولا بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہما اور حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ لیسلسلہ تعلیم حاضر ہوئے۔ اس کے بعد عشق مجازی میں گرفتار ہو گئے۔ اس میں بہت تکالیف اٹھائیں۔ آخر وہ عورت بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ آخر اس عورت نے آپ سے نکاح کر لیا۔

آپ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد۔ مرید اور خاص متعتمد تھے۔

تحریک آزادی ہند اور تحریک ریشمی رومال میں شامل تھے۔ اس تحریک کی ناکامی پر جب پکڑ ڈھکڑ شروع ہوئی تو آپ چنیوٹ کے مصافحات میں روپوش ہو گئے۔ چنانچہ تحریک ریشمی رومال کی سرکاری رپورٹ میں عبد اللہ مولوی ٹنڈا کوٹ بادل خان تحریر ہے۔ کیونکہ آپ کا ہاتھ کلانی سے کٹا ہوا تھا۔ جو عشق مجازی کا نتیجہ تھا۔ لکھا گیا ہے۔ ایک دفعہ حضرت مولانا عبد العزیز صاحب ملیسیاں والوں سے ملاقات ہوئی۔ تو ان کو منع فرمایا کسی کو نہ بتاویں۔ پھر چنیوٹ سے لاہور پہنچے اور بھائی گیٹ کے مسلم ہائی سکول میں فارسی کے استاذ مقرر ہوئے۔



حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب  
 اے پوری قدس سرہ سے منسلک ہو گئے۔ بہت گہرا تعلق پیدا ہو گیا تھا۔ حضرت اقدس قدس سرہ  
 کا یہ قاعدہ تھا کہ جس سلسلہ سے منسلک <sup>ہوتا</sup> حضرات کو اسی سلسلہ میں چلاتے تھے۔ آپ کو بھی یہی  
 فرمایا کہ ذکر و اذکار طریقہ چشتیہ صابریہ کرتے رہو جب منازل سلوک طے ہو گئیں تو خلافت اجازت  
 سے مشرف فرمایا۔

آپ ذکر باالجہر کرتے تھے اور روتے رہتے تھے۔ وجدانی حالت کا غلبہ ہو گیا تھا روتے  
 روتے دونوں رخساروں پر نالیا بن گئی تھیں۔ اور دل کے اوپر باہر سینہ پر جلنے کا نشان اور داغ  
 دیکھائی دیتا تھا۔ جب کبھی سوز میں نہایت دردناک آہ کھینچتے تو کباب کی خوشبو آتی تھی۔

اکثر حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار وجد میں آکر پڑھتے تھے۔ اور حضرت رحمۃ اللہ  
 علیہ کو بھی سناتے تھے اور پنجابی کے عشقیہ اشعار بہت سوز و گداز سے پڑھتے تھے۔ حضرت  
 رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق گویا فنا فی الشیخ کا تعلق تھا۔ اسی تعلق کا نتیجہ تھا کہ ۱۳۷۱ھ ۱۹۵۱ء  
 تک حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا قیام لاہور آپ کے مکان پر رہتا جو دہلی ہوٹل محلہ چنگڑ انارکلی میں تھا  
 اپنی قلیل تنخواہ اور مکان کی تنگی کے باوجود بڑی اولعزمی اور بڑے ذوق و شوق سے میزبانی کے  
 فرائض سرانجام دیتے تھے اور اس کو اپنی نیک بختی خیال فرماتے اور کسی طرح یہ برداشت  
 فرماتے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا قیام لاہور میں کسی دوسرے کے ہاں ہو۔ جب کبھی کوئی ایسا  
 موقع پیش آتا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر گر کر رو رو کر عرض کرتے کہ مجھے اس  
 دولت سے محروم نہ فرماویں۔

آپ ذکر و اذکار، شغل و مراقبہ اور دیگر معمولات کے آخر وقت تک پابند رہے۔ کفار  
 کا تغیر نہ ہونے دیا۔

آپ نے رمضان المبارک ۱۳۷۱ھ میں میوہسپتال وصال فرمایا۔ جنازہ حضرت  
 صوفی عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کوٹھی نمبر ۳۲ بی جیل روڈ پر لایا گیا حضرت رحمۃ اللہ

علیہ کے حکم سے بعد نماز تراویح حضرت مولانا عبد العزیز صاحب گتھلوی مدظلہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت مولانا عبد الوحید صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں۔ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کھڑا تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے تھے کہ مولانا بہت ہی مبارک آدمی تھے۔ ایسی طبیعتیں اور نسبتیں بہت ہی خال۔ خال ہوا کرتی ہیں اور اس زمانہ میں تو بالکل ہی کم ہیں مزار مبارک میانہ گورستان لاہور میں ہے۔

### حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب دھرم کوٹی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت باسعادت جناب میاں محمد بخش صاحب مرحوم و مغفور کے ہاں موضع دھرم کوٹ تحصیل زیرہ ضلع فیروزپور مشرقی پنجاب میں ہوئی آپ کے والد ماجد رائیں خاندان سے تعلق رکھنے والے تھے۔ خود بھی دیندار اور دیندار لوگوں سے خاص محبت رکھنے والے بزرگ تھے۔ چونکہ آپ والدین کے ایک ہی لاڈلے فرزند تھے۔ والد صاحب کو شوق تھا کہ ان کو قرآن مجید حفظ کرائیں گے۔ چنانچہ آپ کو مسجد میں ایک استاذ صاحب کی خدمت میں حاضر کیا گیا اس وقت عمر مبارک قریباً سات برس کی ہوگی۔ قرآن مجید کے بعد وہاں کتابوں کے درس کا انتظام کیا گیا اور حضرت مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۹۰ھ خلیفہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر صاحب قدس سرہ تشریف لائے علوم متداولہ کا درس شروع فرمایا یہ زمانہ قریباً ۱۳۲۳ھ ۱۹۱۲ء کا ہے۔ آپ نے بھی کتابیں شروع کی اور تمام کتابیں فارسی صرف و سخن فقہ و اصول حدیث و تفسیر تک پڑھیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ خود ہی اس نامور اور لائق شاگرد رشید کو لے کر دارالعلوم دیوبند حاضر ہوئے تو اس وقت عمر قریباً بارہ سال کی تھی۔ آپ فرماتے تھے میرا ہدایہ کا امتحان لیا گیا تو میری عمر ارد گرد دیکھ کر حضرت عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے اس پنجابی پر رشک آ رہا ہے کہ اتنی چھوٹی عمر کے باوجود اتنا لائق قریباً وہاں چار سال تک پڑھتے رہے ۱۳۲۹ھ میں دورہ حدیث

سے تناسب یہ ہے ۲۱ محرم ۱۳۵۰ھ ۹ جون ۱۹۳۰ء اور اس پہلے ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ ۲ ستمبر ۱۳۵۰ء

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا اور حضرت مولانا قمر الدین صاحب  
بھٹنڈر کلاں والے رحمۃ اللہ علیہ بھی استاذہ میں سے ہیں۔ اس کے بعد سنا کہ حضرت مولانا شیخ الحدیث  
محمد النور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳ صفر ۱۳۵۲ھ ۲۹ مئی ۱۹۳۲ء کی آمد ہے تو آپ  
نے داخلہ کی کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہوئے اور گھر جا کر درزی کا کام سیکھنا شروع فرمایا  
کہ دارالعلوم کی عاقری کے دوران اپنے خرچ کا متحمل ہو سکوں اور والدین پر بار نہ ہو اور ضروریات  
پوری ہوتی رہیں گے۔ لیکن حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سخت بیمار ہو گئے اسی مرض میں وصال  
فرمایا اس لیے آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے دورہ دوبارہ نہ کر سکے۔ جب کہ ۱۳۲۵ھ میں دارالعلوم  
دیوبند میں مندرجہ ذیل بزرگ اساتذہ کرام سے تھے۔

(۱) حضرت علامہ محمد النور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ صدر مدرس (۲) حضرت میاں  
سید اصغر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۵۲ھ (۳) حضرت مولانا مرتضیٰ حسن صاحب  
چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ (۴) حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۵) حضرت  
علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۵۲ھ (۶) حضرت مولانا محمد اعجاز علی صاحب  
رحمۃ اللہ علیہ (۷) حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ (۸) حضرت مولانا  
محمد رسول خان صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (۹) حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی رحمۃ اللہ  
علیہ (۱۰) حضرت مولانا عبد السمیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۱۱) حضرت مولانا محمد نبیہ الحسن صاحب  
رحمۃ اللہ علیہ جیسے حضرات رہے چکے اور موجود تھے۔

۱۳۲۶ھ میں حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ

صدر مدرس اور شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ غرض ایسے بزرگوں کے زیر تربیت علوم فروجہ کی تکمیل  
کی۔ آپ کے استاذ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب سلیم پوری رحمۃ اللہ علیہ چودہ سال تک علوم  
کے فیض سے لوگوں کو فیضیاب فرماتے رہے اس کے بعد آپ جگہ اؤں ضلع لدھیانہ تشریف  
لے گئے اور درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ جب آپ بھی تکمیل کے بعد وطن پہنچے تو ۱۳۵۵ھ

۱۹۱۲ء میں وہیں بلایا اور نائب مدرس مقرر فرمائے گئے۔ حضرت استاذ صاحب اور شاگرد میں بہت  
 تھی جو آخری دم تک قائم رہی۔ ۱۹۳۷ء تقسیم پنجاب تک وہیں رہے۔ آپ کے استاذ  
 مولانا محمد ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اول حضرت بہاولنگری رحمۃ اللہ علیہ سے منسلک  
 تھے آپ بھی حضرت بہاولنگری رحمۃ اللہ علیہ بیعت ہوئے اور ان کے وصال ۱۳۵۲ھ  
 کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے منسلک  
 ہوئے دونوں استاذ و شاگرد سلوک و تصوف سلسلہ قادریہ مجددیہ کے اسباق شروع فرمائے۔ بڑے  
 بندہ زاد اور عالم و فاضل بزرگ تھے۔ صاحب عبادت و ریاضت و مجاہدہ تھے اکثر رائے پور  
 ضرمی رہتی تھی آخر میں سلسلہ عالیہ قادریہ میں مجددیہ، نقشبندیہ، مجددیہ، سہروردیہ، چشتیہ، نظامیہ  
 برچشتیہ صابریہ میں خلافت سے مشرف ہوئے۔ تقسیم کے بعد چک نمبر ۱۲۶ ایم بی تحصیل  
 ریشاب براستہ کلور کوٹ والی ٹرک میں قیام فرمایا۔ حضرت سید منور حسین شاہ صاحب  
 بلانی مدظلہ اور ان کے خاندان وائے آپ نے منسلک ہوئے اخیر زمانے میں رقت اور  
 بذب بڑھ گیا تھا۔ آپ نے ۶ رمضان المبارک بروز بدھ ۱۳۸۳ھ ۲۲ جنوری ۱۹۶۴ء میں  
 وصال فرمایا چک نمبر ۱۲۶ ایم بی کے گورستان میں مزار مبارک ہے۔ یاد رہے کہ دھرم کوٹ  
 لوموگا ضلع فیروز پور کی طرف سے راستہ جاتا تھا۔

آپ کے فرزند ہیں بڑے حضرت مولانا حاجی عبدالرحیم صاحب مدظلہ حضرت رائے پوری  
 قدس سرہ سے بیعت ہیں دوسرے صاحبزادے حضرت الحاج الحافظ مولانا فضل الرحمن مدظلہ  
 عالم فاضل مدرس واعظ مصنف ہیں۔ سلا نوالی ضلع سرگودھا میں پڑھاتے ہیں جس دن  
 آپ کا وصال ہوا آپ کو خواب میں دیکھا گیا کہ صرف تہہ بند باندھے ہیں۔ باقی بدن بالکل ننگا  
 ہے۔ جو تا بھی نہیں پہنا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک ڈھڈیاں شریف سے واپس  
 آرہے ہیں۔ یاد رہے کہ دھرم کوٹ سے سلیم پور سدھواں بارہ کوس کے فاصلہ پر تھا۔  
 رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعہ۔

## حضرت الحاج الحافظ مولانا محمد صاحب انوری رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت ۱۳۱۹ھ مطابق مئی ۱۹۰۱ء میں حضرت مولانا فتح الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں رائے کوٹ ضلع لدھیانہ میں ہوئی۔ آپ کے جدِ امجد ارانی برادری کے نامور چوہدری صاحب جائیداد بزرگ تھے۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا فتح الدین صاحب عالم باعمل اور وقت حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کے خاص خدام میں سے تھے۔ حضرت مولانا محمد صالح صاحب رائے پوری قدس سرہ اور دوسرے پیر بھائیوں سے گہرے تعلقات تھے حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہ کے ہمراہ سفر حج اور زیارت حرمین الشریفین کی سعادت حاصل کی۔ آپ کے عمیقہ پر حضرت مولانا حافظ محمد صالح صاحب حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحب حضرت مولانا محمد صاحب کوٹ بادل خان اور ان کے فرزند حضرت مولانا عبد اللہ صاحب فاروقی رحمۃ اللہ علیہم تشریف لائے تھے۔ حضرت مولانا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نام پر آپ کا نام محمد اور برکت کی دعا فرمائی۔

اسی سال نومبر ۱۹۰۱ء میں حضرت مولانا فتح الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دریا برد زمین کے چک نمبر ۲۴۴ گ، ب ضلع فیصل آباد میں زمین ملی تھی۔ اور بچپن ہی میں آپ کی والدہ ماجدہ داغ مفقود دے گئیں۔ پانچ سال کی عمر میں قرآن عزیز ناظرہ حضرت حافظ محمد عمر صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ سے شروع کیا جو کہ اعلیٰ درجہ کے قاری اور طبیب تھے۔ نیز پرائمری مقامی سکول میں پاس کی بچھی جم میں داخل ہوئے تو والد بزرگوار نے فارسی شروع کرائی، بوستان تک گھر میں پڑھتے رہے۔ اس کے بعد مدرسہ رائے پور گجراں میں داخل کئے گئے۔ سکندر نامہ، یوسف زلیخا، جامع قواعد، احسن القول، عشق، لفظہ الہمیں، قلبوبی سبتہ مملقات، حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ میزان منشعب، ابواب الصرف، صرف میر، نحو میر، شرح مائتہ عامل، ایسا غوجی، میزان منطق، تہذیب، حضرت مولانا فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ کھانا آپ حضرت مولانا

محمد صالح صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں کھاتے تھے ماہوار خرچہ آپ کے والد بزرگوار بھیجتے رہتے تھے۔  
 اگلے سال طبیعت اچاٹ ہو گئی دو سال پڑھائی نہ ہو سکی اس کے بعد دوبارہ رائے پور گجراں حاضری ہوئی  
 اور کتابوں کو دہرایا اور مزید منیۃ المصلیٰ، کافیہ، قدوری، بھی پڑھی۔ حضرت مولانا کریم بخش صاحب،  
 رحمۃ اللہ علیہ نے امتحان لیا، بہت خوش ہوئے اور اپنے ہمراہ گلاؤٹھی ضلع بلند شہر مدرسہ فنیع العلوم لے  
 گئے وہاں کچھ حصہ کنزالدقائق، شرح تہذیب، مقامات حریری، اور کچھ حصہ جاتی کا پڑھا، وہاں بخارا لے  
 لگا۔ اس لئے گھر واپس آ گئے۔ اس کے بعد پھر رائے پور گجراں پہنچ کر کنزالدقائق، شرح وقایہ قطبی، تصدیقات  
 شرح جامی وغیرہ کی تکمیل کی۔ اس کے بعد پنجاب کے مختلف مدارس میں تحصیل علوم کرتے رہے پھر رائے پور گجراں  
 حاضر ہوئے اور مشکوٰۃ شریف حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی۔ اس کے بعد،  
 حضرت شیخ الہند مولانا الحاج الحافظ محمود الحسن صاحب دیوبندی قدس سرہ کی آمد سن کر دیوبند حاضر ہوئے  
 ۱۳۳۸ھ میں آپ نے حضرت الحاج الحافظ مولانا محمد انور صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے ترمذی شریف،  
 مسلم شریف کا کچھ حصہ، اور بخاری شریف پڑھی۔ اور حضرت مولانا محمد احمد صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ،  
 سے مسلم شریف پوری کی۔ ابوداؤد شریف حضرت مولانا سید میاں اصغر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے،  
 پڑھی۔ اور بقایا کتب کی حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تکمیل کر کے شیخ المشائخ،  
 حضرت مولانا فضل رحمن صاحب قدس سرہ گنج مراد آبادی کی سند بھی حاصل کی۔

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے اسیری مالٹا سے رہائی کے بعد دیوبند آکر فرمایا تھا کہ بخاری شریف  
 پڑھائیں گے لیکن سخت بیمار ہو گئے اور اسی بیماری میں وصال فرما گئے۔ اسی زمانہ میں حضرت مولانا مفتی  
 فقیر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کرادیا تھا سلسلہ چشتیہ صابریہ  
 کا ذکر تلقین فرمایا۔ آپ کے دورہ کے ساتھی حضرت الحاج مولانا بدر عالم صاحب مدنی قدس سرہ تھے۔  
 حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت شیخ مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہ،  
 سے وابستہ ہو گئے۔ اس کے بعد ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۹۳۸ء میں شیخ المشائخ قطب الاقطاب حضرت،  
 مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے رائے پور میں بیعت ہوئے مکتوٰۃ ہی عرصہ

کے بعد اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ حضرت اقدس نے بار بار اس کی تاکید فرمائی اور اصرار فرمایا۔ ایک مکتوب میں تحریر فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کا نام پوچھنے آئیں ان کو ضرور بتلادیا جائے۔ کہ شاید کسی اللہ کے بندے کے اخلاص سے ہمارا کام بن جائے اور بیڑا پار ہو جائے۔ یہ والا نامہ ۵ شوال ۱۳۶۷ھ کا لکھا ہوا ہے۔

اس کے بعد صفر ۱۳۶۸ھ ۱۹ نومبر ۱۹۴۸ء کے والا نامہ میں تحریر فرمایا کہ۔ مکرر عرض ہے کہ جناب کو اللہ تعالیٰ اپنے قرب کے اعلیٰ درجات نصیب فرمائے۔ اب احقر کو پاکستان جانے کا زیادہ شوق نہیں رہا کیا تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ اب آپ سے دینی سلسلہ چلائے۔ غرض کہ بہت بلند استعداد کے مالک تھے۔

آپ ابتدائے زمانہ میں سکول میں ملازم تھے ۱۳۶۳ھ ۱۹۴۴ء میں حضرت لدھیانہ شریف لائے ہوئے تھے۔ دو بجے رات آپ کو فرمایا کہ میں لپ سے بہت خوش ہوں ضیاء القلوب کا مطالعہ کیا کریں۔ اور اس کے مطابق سنت کر لیا کریں اور سکول کی ملازمت ترک کر دیں بس توکل کر کے بیٹھ جائیں۔ آپ نے اگلے روز استعفیٰ دے دیا۔ اور مدرسہ عربیہ کی بنیاد ڈالی اور تقسیم ملک کے بعد مکان نمبر ۲۳ محلہ سنت پورہ، فیصل آباد میں مدرسہ تعلیم الاسلام شروع فرمایا جس میں حفظ و ناظرہ قرآن مجید، اور عقائد و اصلاح کی کتابوں کے علاوہ درس نظامی اور حدیث شریف کی تعلیم دیتے رہے جس سے بہت سے لوگ فیض یاب ہوئے۔ تقریباً بیس سال علوم ظاہری و باطنی اور ارشاد و تلقین میں گزارتے ہوئے آپ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قربان ہو گئے۔ ۷۰ سال کی عمر پائی تاریخ وفات ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۸۹ھ ۲۲ جنوری ۱۹۷۰ء ہے مزار مبارک قبرستان گلان فیصل آباد میں ہے۔

آپ کے وصال پر حضرت شیخ مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۳ ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ مطابق ۱ اکتوبر ۱۹۷۷ء بروز سوموار، بیانات محرم ۱۳۹۷ھ میں تحریر فرماتے ہیں۔

”افسوس کہ اہل علم کے قافلے عالم آخرت کی طرف جا رہے اور دنیا ان کے انوار و برکات سے محروم ہوتی جا رہی ہے۔ مرحوم ہمارے دور کے جید عالم اور صاحب سلسلہ بزرگ تھے۔ امام العصر حضرت مولانا



محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق کی بنا پر انوری کہلاتے تھے بڑی خوبیوں کے مالک تھے بہت سے لوگ آپ کی تعلیم و تربیت سے مستفیض ہوئے۔ فرحمہ اللہ رحمۃ واسعة اللهم  
لحم نزلہ ووسع مدخلہ وابدلہ دارا خيرا من دارہ خیرا من ہلہ و تقبل حسناتہ وارفع  
رجاتہ۔ آمین یا رب العالمین۔

آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب مدظلہ، حضرت مولانا سعید الرحمن صاحب  
مدظلہ، حضرت مولانا قاری مسعود الرحمن صاحب مدظلہ، اور حضرت مولانا محمد ایوب الرحمن صاحب مدظلہ  
آپ کے بعد آپ کے مشن پر سختی سے پابند ہیں۔ آپ کے خلفائے

(۱) حضرت مولانا عبد الجلیل صاحب (۲) حضرت مولانا عبد الوحید صاحب۔

(۳) حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب (۴) حضرت مولانا سعید الرحمن صاحب۔

(۵) حضرت مولانا عبد العزیز صاحب فیض پوری (۶) حضرت صوفی نور محمد صاحب ساکن جلیانہ،  
متصل صدر شاہ پور ضلع سرگودھا وغیرہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ حضرت صوفی صاحب اس ناکارہ پر بہت  
شفقت فرماتے ہیں۔

(۷) حضرت مولانا مفتی بشیر احمد صاحب پسروری رحمۃ اللہ علیہ۔

انیمہ ۲۵۲

غیر الحیات، رپورٹ انجمن خدام کعبہ، اصلاح ترجمہ ندیریہ، تشکیل سندت بخاری وغیرہ۔ ان کے علاوہ  
برائے اچن دس گز کپڑا، دس روپے نقد وغیرہ، انعام میں ملے، آپ ایک عرصہ تک مدرسہ مخزن العلوم  
خانپور میں درس و تدریس میں مصروف رہے۔

شیخ المشائخ قطب العالم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ،  
سے بیعت ہو کر ذکر و اذکار، عبادت و ریاضت میں مشغول رہے۔ حضرت اقدس کی خدمت میں رہ کر  
ملفوظات کا ایک مجموعہ مرتب فرمایا جس سے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی مدظلہ نے سوانح  
حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ میں مدد حاصل کی۔ آپ نے بہاولنگر میں ۲۲ مئی ۱۹۶۲ء کو وصال

استفادہ از مولوی غلام احمد صاحب فزندہ مولانا علی احمد صاحب لنگری

## حضرت مولانا غلام رسول صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

آپ جالندھر شہر کے متصل ایک گاؤں کے رہنے والے تھے۔ دارالعلوم دیوبند میں آپ حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے دورہ حدیث کے ساتھی تھے اور قطب وقت حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کی خدمت اقدس میں گنگوہ شریف بھی حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حاضر ہوئے۔

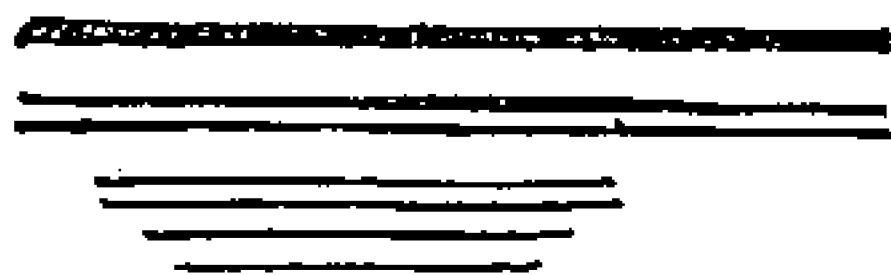
غرض کہ جالندھر کے ممتاز علماء میں سے تھے۔ آپ نے جس جگہ مسجد کی بنیاد ڈالی تھی وہ بہت ہی غیر آباد، اور بھنگیوں، چرپیوں کا سکن تھا آپ کی برکت سے اور کوشش و محنت سے دینی مرکز بن گیا قطب الاقطاب حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے بیعت ہوئے پھر خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ حضرت اقدس قدس سرہ جالندھر میں ان کی مسجد میں رونق افروز ہوتے۔ ذکر و اذکار کی مجالس گرم ہوتیں اور خوب رونق ہوتی۔ اس زمانہ میں وہ مسجد مرجع خلافت بن جاتی۔ حضرت مولانا محمد صاحب انواری رحمۃ اللہ علیہ حضرت اقدس رائے پوری نور اللہ مرقدہ کے خلفاء مجاہدین میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ مولانا غلام رسول صاحب پنجاب کے شاہ دلایت ہیں۔

تقسیم برصغیر کے بعد پاکستان تشریف لائے اور شیخوپورہ شہر میں قیام فرمایا۔ جناب سید امین گیلانی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

”جناب سعید الرحمن صاحب لدھیانوی ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول شیخوپورہ نے بتایا کہ ۱۹۴۹ء میں جب حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ پاکستان تشریف لائے تو مولانا غلام رسول صاحب جو کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء میں سے تھے ان کی استدعا، خواہش اور اصرار سے شیخوپورہ تشریف لائے تھے اور خوش قسمتی سے ہمارے ہی مکان پر قیام فرما ہوئے۔“

ماسٹر صاحب مزید فرماتے ہیں کہ اسی دوران قیام، عوام و خواص، علماء اور عقیدت مند، جوق جوق زیارت کے لئے حاضر ہوتے رہے۔ ان میں چوہدری عبد الحمید صاحب ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر شیخوپورہ، نعت رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوتے دیکھے گئے۔

آپ آخر زندگی تک شیخوپورہ میں قیام فرما رہے۔ وہیں وصال ہوا، وہیں مزار مبارک ہے جہاں شہداء و ائمہ واسعہ۔



### حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب رانی پوری مدظلہ

ولادت باسعادت تقریباً ۱۳۳۳ھ میں رائے پور گجراں تحصیل نکودر ضلع جالندھر میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ انہوں نے بزرگوں کی دسالت سے حضرت مولانا محمد صاحب فاروقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ابتدائی تعلیم، فارسی، عربی، صرف و نحو، منطق، فلسفہ، فقہ و حدیث اور تفسیر حاصل کی۔ اور دارالعلوم یوبند حاضر ہو کر دورہ حدیث حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پڑھا۔ ۱۳۲۵ھ، ۱۳۲۶ھ میں آپ کے ہم سبق حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سلسلہ چشتیہ صابریہ میں بیعت ہوئے اور ان کے وصال کے بعد حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب مہتانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فیض یاب ہوئے، پھر ان کے وصال کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس اللہ سرہ العزیز سے استفادہ باطنی کرتے رہے۔ نوٹ: حضرت مفتی فقیر اللہ صاحب موضع بہنیاں کے رہنے والے تھے۔

لے ہمارے دور کے چند علماء برحق ص ۹۹، ص ۱۰۰۔ از حضرت سید امین صاحب گیلانی مدظلہ

ابتدائی فارسی، عربی، صرف و نحو سے لے کر حدیث تک سب کتابیں بخوبی پڑھاتے تھے تقریباً تمام زندگی رائے پور گجراں میں مدرس پھر صدر مدرس رہے۔ غرض کہ علمی، دینی ماحول میں حضرت مولانا صاحب نے ہوش سنبھالا۔ ابتدائی تعلیم گھر ہی پر شروع کی۔ حفظ کلام مجید کے بعد اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ، اور حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رائے پوری وغیرہ حضرات سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اس کے بعد تمام درس نظامی مدرسہ خیر المدارس جالندھر میں حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ، (متوفی ۲۰ شعبان ۱۳۹۰ھ) کی خدمت میں حاضر ہو کر ابتدائی تعلیم سے دورہ حدیث تک کی تکمیل کی۔ خیر المدارس ۱۹ شوال ۱۳۴۹ھ مطابق ۹ مارچ ۱۹۳۱ء میں مسو عالمگیر ٹارنی بازار جالندھر میں شروع کیا گیا تھا۔ ویسے بعد میں حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی سند حدیث حاصل کی۔ فراغت تعلیم و تکمیل کے بعد خیر المدارس میں ہی مدرس ہو گئے۔ ابتدائی تعلیم فارسی، عربی، صرف و نحو، منطق و فلسفہ، اور دیگر علوم و فنون سے فقہ، حدیث و تفسیر تک بخوبی تدریس میں مشغول رہے۔ پاکستان کے بعد کچھ عرصہ فقیر والی ضلع بہاولنگر، پھر ساہیوال اور ملتان کے مختلف مدارس میں مدرس رہے۔ اپنے چھوٹے بھائی حضرت مولانا قاری لطف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد ۱۹۵۶ء میں جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں مستقل قیام فرمایا اور درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ دورہ حدیث آپ ہی پڑھاتے ہیں۔ مفتی خطیب اور واعظ ہیں۔ غرض کہ بہت ہی جامع ہستی ہیں۔ اس کا باوجود نہایت سادہ زندگی گزارتے ہیں، سادہ کھانا، سادہ لباس پہننے کے عادی ہیں۔

قطب ارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے آپ کے والد بزرگوار اور تمام گھرانہ منسک ہے۔ آپ نے تمام تصوف و سلوک کے منازل حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں طے کئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اجازتِ خیالِ الفت سے مشرف فرمایا۔

۱۷ ہفت روزہ لولاک فیصل آباد ص ۱۹، شعبان ۱۳۹۶ھ، ۵ اگست ۱۳۹۶ھ، الحافظ محمد اکبر شاہ بخاری مدظلہ

حضرت مولانا سید محمد اسحاق صاحب سنسار پوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ اصل پورتھانی ضلع مظفرنگر کے سادات خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت حافظ صاحب کے نام سے مشہور تھے۔ بہت بڑے عالم و فاضل و نامور حکیم تھے اور آپ کے تایا بھی بہت بڑے عالم و فاضل اور صاحب نسبت قوی رنگ تھے۔

آپ اسی خانوادہ کے ایک فرد تھے۔ عالم و فاضل اور فاضل دیوبند تھے۔ اور آصفیہ بہ کالج بھوپال کے فارغ شدہ تھے۔ ابتداء میں حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی دس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے بعداً غالباً ۱۹۳۲ء میں حضرت اقدس ولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سے بیعت ہوئے۔ دو تین سال کے اندر ملک کی منازل طے ہو گئیں اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔

آپ عالم و فاضل خطیب۔ حکیم اور انجمن اصلاح المسلمین کے صدر اور کئی ایک درسوں کے نگران اور ان کے امتحان لیتے۔ دنیاوی لحاظ سے بھی بہت بڑے رئیس اعظم تھے۔ لوگوں کو آپ سے ہر قسم کا فیض ملا۔ دینی اور دنیاوی ہر قسم کی امداد فرماتے آپ کے دوسرے بھائی سید محمد مشتاق صاحب مولوی فاضل، اوٹی، اوٹاواہ ہائی سکول کے عربی ٹیچر تھے۔ آپ نے قریباً ۱۳۷ھ ۱۹۵۴ء میں وصال فرمایا مزار مبارک سنسار پور میں ہے۔

اولاد: آپ کے تین صاحبزادے تھے (۱) سید مظفر حسین (۲) سید مکرم حسین (۳) سید معظم حسین سلمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کے بعد جناب سید مکرم حسین صاحب سلمہ اللہ نے ہر قسم کے مثلاً دینی اور دنیاوی لحاظ سے اور مطب و غیرہ کے مسند نشین ہیں۔

از جناب حکیم محمد یسین صاحب ولد حضرت صوفی محمد الیوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے والے نمبر وار شاگرد خاص۔

## حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب الحسنی ندوی مدظلہ

اباؤ اجداد: آپ کے اجداد میں حضرت شیخ سید قطب الدین محمد بن رشید الدین احمد بن یوسف بن علی بن حسن بن حسین بن جعفر بن قاسم بن ابو محمد عبد اللہ بن حسن الاعور الجواد کوفی بن محمد حسن سندھی المدنی بن سید عبد اللہ الاشرمدنی بن سید السادات محمد نفس النکیہ مدنی بن ابو ہاشم سید عبد اللہ المحض مدنی بن سید حسن مثنی بن سید السادات حضرت امام حسن رضی اللہ عنہم۔ ولادت ۱۲۵۸ھ ۱۸۴۲ء میں بغداد ملک عراق میں ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ شیخ المشائخ ابو محمد محی الدین سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ کی ہمیشہ تھیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار حضرت سید رشید الدین احمد قدس سرہ اور اپنے ماموں زاد بھائی حضرت سید عبد الرزاق بغدادی وکیلانی قدس سرہ کے شاگرد اور مجاز طریقت تھے۔ ان کے وصال کے بعد شیخ المشائخ شیخ عارف ابوالجناب نجم الدین کبرای خلیفہ حضرت حضرت شیخ ضیاء الدین عبد القادر سہروردی قدس سرہ سے سلسلہ سہروردیہ اور قادریہ میں مجاز طریقت ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار فتنہ تانار میں شہید کر دیئے گئے تو آپ بغداد سے غزنی ملک افغانستان تشریف لائے۔ جہاں مدت تک قیام فرما رہے۔ غالباً سلطان قطب الدین ایبک رحمۃ اللہ علیہ کے عہد حکومت میں ہندوستان تشریف لائے سلطان کے ہمراہ جہاد میں مصروف ہو گئے اور کڑھ، مانکپور، جھنورہ کے مضبوط قلعے فتح کئے۔ سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ آپ کا عقیدت مند تھا اور بہت تعظیم و تکریم سے پیش آتا تھا اور بادشاہ بہرام شاہ دہلی کے عہد میں شیخ الاسلام رہے۔ سلطان قطب الدین بلبن مرحوم بھی آپ کا عقیدت مند تھا۔ آپ نے ۳ رمضان ۶۷۷ھ ۱۲۷۸ء شہر کڑھ مانکپور ضلع الہ آباد میں وصال فرمایا وہیں مزار مبارک ہے۔

اولاد: آپ کے تین فرزند تھے حضرت سید نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بجاہ نشین و صاحب سید قوام الدین محمود و ماد سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت سید قاضی تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ نزہۃ الخواطر جلد اول حضرت مولانا حکیم سید عبد الحئی صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ ص

۲۔ نزہۃ الخواطر جلد اول اردو حصہ ۲۱۵۳ بجاہ ہدایتہ السعداء از حضرت شیخ قاضی شہاب الدین عمر دولت

آبادی قدس سرہ و طبقات ناصری قاضی عثمان رح

علیہ قاضی کٹرہ بدایوں

حضرت قاضی سید رکن الدین قدس سرہ: آپ حضرت سید نظام الدین کے فرزند اور اپنے  
 نانا حضرت قاضی سید تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بعد کٹرہ اور بعدہ بدایوں کے قاضی مقرر ہوئے ان کی اولاد  
 میں علم و عرفان کے ممتاز علماء و مشایخ ہوئے یعنی حضرت شیخ سید فضل اللہ قدس سرہ: حضرت شیخ قطب الدین  
 جو بنوری قدس سرہ کے داماد اور حضرت سید محمد تقی درویش بے ریا رحمۃ اللہ علیہ سلطان فرح سیر کے استاذ  
 اور حضرت قاضی سید محمود بن علاؤ الدین نصیر آبادی رحمۃ اللہ علیہما اور حضرت العارف سید شاہ علم اللہ بریلوی قدس سرہ  
 خلیفہ حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہ اور امام المجاہدین حضرت سید احمد بن عرفان شہید بالاکوٹی قدس  
 سرہما جیسے حضرات ہوئے ہیں۔

حضرت مولانا سید عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ: ولادت باسعادت ۱۲۱۵ھ رمضان  
 ۱۲۰۸ھ میں حضرت مولانا سید فخر الدین متوفی: ۱۲۲۶ھ بن حضرت مولانا سید عبدالحق متوفی ۱۲۰۵ھ  
 بن حضرت مولانا علی محمد صاحب بن سید اکبر شاہ بن محمد شاہ بن محمد تقی بن عبد الرحیم بن ہدایت اللہ بن اسحاق بن معظم  
 بن قاضی احمد بن قاضی محمود نصیر آبادی بن علاؤ الدین بن قطب الدین بن صدر الدین بن زین الدین بن احمد بن علی بن  
 قیام الدین بن سید صدر الدین بن حضرت قاضی سید رکن الدین کٹرہ بدایوں قدس سرہم کے ہاں ہوئی بکنیہ شاہ علم اللہ  
 میں جو رائے بریلی سے دو میل کے فاصلہ پر ہے۔

آپ کے والد حضرت مولانا فخر الدین صاحب قدس سرہ صاحب علم و عمل صاحب عبادت و ریاضت بزرگ  
 تھے صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت مولانا امام احمد بن حضرت سید عرفان قدس سرہما سے  
 بیعت تھیں۔

آپ نے صرف و نحو فقہ و اصول و تفسیر اور منقولات و معقولات لکھنؤ کے مشہور ترین اساتذہ سے پڑھیں  
 ان میں حضرت شیخ مولانا محمد نعیم صاحب فخر کنئی محلی اور حضرت مولانا شیخ فضل اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما خاص طور  
 پر قابل ذکر ہیں۔ اس کے بعد درسیات بمبھوپال کے مشہور علماء میں سے حضرت مولانا قاضی عبدالحق صاحب سے اور

ایضاً جلد اول ص



ریاضی حضرت مولانا سید احمد دیوبندی سے اور حدیث حضرت مولانا شیخ حسین بن محسن انصاری سے۔ ادب عربی حضرت مولانا شیخ محمد صاحب بن شیخ حسین صاحب اور طب حکیم عبدالعلی سے پڑھی رحمۃ اللہ علیہم ۱۲۱۱ھ میں بھوپال سے لکھنوپہنچے۔ اس وقت عمر قریباً ۲۶ سال کی تھی۔ اور وہاں کے مشہور حکماء میں سے حکیم وطیب عبدالعزیز سے قانون اور نسخہ نویسی حکیم عبدالعلی صاحب اور ان کے فرزند حکیم عبدالولی صاحب رحمۃ اللہ علیہما سے سیکھا۔ اس کے علاوہ دہلی۔ دیوبند کے اساتذہ سے استفادہ کیا اور قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ اور شیخ مولانا نذیر حسین دہلوی اور حضرت مولانا قاری عبدالرحمن صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہما سے بھی استفادہ فرمایا۔

آپ نے حضرت شیخ وقت مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مراد آباد قدس سرہ سے بیعت ہوئے ان کے وصال کے بعد اپنے خسر حضرت شیخ سید ضیاء الدین صاحب (ضیاء الغنی) خلیفہ حضرت شیخ احمد سعید صاحب مجذبی دہلوی اور ان کے برادر عزیز حضرت شیخ عبدالغنی بن ابی سعید العمری و مجددی دہلوی قدس سرہم سے خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے اور اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا سید فخر الدین صاحب قدس سرہ خلیفہ حضرت شیخ خواجہ احمد بن محمد الیسین نصیر آبادی سے بھی خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔

۸ رجب ۱۲۱۳ھ سے بلامعاوضہ مدرسہ تدوۃ العلماء لکھنؤ میں مددگار ناظم کی حیثیت سے کام شروع کیا اور جب حضرت مولانا سید محمد علی صاحب گیلانی مونگیری قدس سرہ نے ۲۳ ربیع الثانی ۱۲۱۲ھ ۹ جولائی ۱۹۰۳ء میں استعفی دیا تو آپ کو ناظم اعلیٰ بنادیا گیا ۱۲۱۳ھ میں اور ترقی ہوئی اس پہلے بھی اس عہدہ پر کام کرتے آرہے تھے بغرض کہ آپ ستودہ صفات جمال ظاہری سے آراستہ اپنے شناساؤں میں مقبول عقل و تدبر اور تحمل برداشت اور قانقہ نفس میں متمیز رواداری صلہ رحمی جو و دستا۔ احسان و کرم۔ احباب کی تعظیم و تکریم میں سبقت کرنے والے اکل حلال صدق مقال خاصہ تھا۔ دوسروں کے مصائب و آلام میں کام آتے۔ اتباع سنت میں پیش پیش اور غلو متبرک سے نفرت تھی آپ نے ۵ جمادی الاخریٰ ۱۲۱۳ھ ۲ فروری ۱۹۲۳ء میں وصال فرمایا مزار دائرہ حضرت شیخ سید شاہ علم اللہ قادری قدس سرہ۔

نزهۃ النماط جلد ۸ صفحہ ۱۹۶ سے سوانح محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مونگیری صفحہ ۱۶۱

اولاد :- (۱) حضرت مولانا سید عبدالعلی از نواسہ حضرت سید عبدالعزیز بن حضرت سید سراج الدین حسینی

واسطی رحمۃ اللہ علیہم حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ از لطف حضرت سید خیر النساء بنت حضرت مولانا شاہ ضیاء الدینی رحمۃ اللہ علیہ اور دو صاحبزادیاں :-

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ :- ولادت باسعادت غالباً جمادی الآخر ۱۳۳۳ھ

فروری ۱۹۱۳ء میں حضرت مولانا سید عبدالحی صاحب صاحب بن حضرت مولانا سید فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہما کے ہاں لکھنؤ میں ہوئی۔ ابتدائی زندگی صبر و شکر و رضا کی زندگی میسر آئی۔ حفظ قرآن مجید اور اردو کے بعد فارسی کی تعلیم والد صاحب اور دیگر اساتذہ سے حاصل کی گئی۔

آپ جب ۹ سال کی عمر کے تھے کہ آپ کے والد حضرت مولانا عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وصال

فرمایا۔ تو آپ دائرہ شاہ علم اللہ قدس سرہ منقول ہوئے۔ لیکن آپ کے بڑے بھائی حضرت مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلی

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ بغرض تعلیم لکھنؤ آ گئے۔ ۱۳۳۷ھ مطابق ۱۳۳۷ء ۱۳۳۷ھ ۱۳۳۷ھ

۱۳۳۷ھ میں ۲۵ برس وقت عمر ۱۱-۱۲ سال کی تھی۔ جناب سید نور الحسن خان صاحب برادر عزیز نواب سید صدیق

حسن صاحب خان بہادر بھوپالی مرحوم کے بنگلہ (بھوپال ہاؤس) میں قیام رہا۔ ۱۳۳۷ھ ۱۳۳۷ھ ۱۳۳۷ھ میں آپ

کے برادر حضرت مولانا سید عبدالعلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بازار جھاؤلال میں مطب شروع کیا اور حضرت مولانا

شیخ خلیل عرب صاحب بن حضرت مولانا شیخ محمد بن حضرت مولانا شیخ حسین مینی بن حضرت مولانا شیخ محسن الصاوی

حدیدہ مینی رحمۃ اللہ علیہم سے عربی کی تعلیم شروع کی ۱۳۳۷ھ ۱۳۳۷ھ میں دارالعلوم ندوہ میں داخل ہوئے اور

حضرت مولانا مسعود علی صاحب ندوی اور حضرت مولانا سید سلیمان صاحب ندوی رحمۃ اللہ علیہما متوفی ۱۴

ربیع الاول ۱۳۳۷ھ ۱۴ نومبر ۱۳۳۷ھ سے مختلف علوم و فنون کی تعلیم حاصل کی ۱۳۳۷ھ اسی سال ۱۳۳۷ھ مئی

۱۳۳۷ھ میں حضرت مولانا سید طلحہ رحمۃ اللہ علیہ ایم اے اوڈنٹیل کالج لاہور کی خدمت میں لاہور حاضر ہوئے۔ اس

وقت عمر ۱۵-۱۶ سال کی تھی جو آپ کے پھوپھا بھی تھے ان سے علمی استفادہ کیا اور انہی کی وساطت سے حضرت

۱۔ نزہۃ الخواطر جلد اول ص ۲۷ رسالہ ماہ نامہ رضوان لکھنؤ ص

۲۔ پرانے چراغ مضافہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی مدظلہ۔

مولانا احمد علی صاحب لاہوری خلیفہ حضرت اقدس مولانا خلیفہ غلام محمد صاحب قادری دین پوری قدس سرہ اور  
 حضرت مولانا سید امروٹی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر درس قرآن مجید سنا۔ اس سے پہلے حضرت لاہوری  
 رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شاگرد حضرت مولانا خواجہ عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ سے لکھنؤ میں۔ اخیر پارے کی  
 آخری سورتیں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ پر ۲۷۷ میں پڑھیں تھیں۔ اس وقت آپ کی عمر ۱۳ سال  
 سال کی تھی۔

۱۲۵۰ھ ۱۲۹۷ء ہی میں صحیح مسلم و بخاری۔ ابوداؤد و ترمذی شریف۔ بیضاوی شریف اور منطق آپ  
 نے حضرت مولانا شیخ الحدیث حیدر حسن خان بن حضرت مولانا احمد حسن خان رحمۃ اللہ علیہما متوفی ۵ اجمادی الاول  
 ۱۲۷۱ھ ۱۳۱۷ء میں پڑھیں۔ دورہ حدیث مزید حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ  
 سے ۱۲۷۲ھ ۱۳۱۸ء میں پڑھ کر تکمیل کی۔

اس سے پہلے ۱۲۷۹ھ ۱۳۲۵ء یا ۱۳۲۶ھ میں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں  
 دوبارہ حاضر ہو کر نصف سورہ بقرہ پڑھی اور ۱۲۷۲ھ ۱۳۱۸ء میں تیسری بار حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی  
 خدمت میں حاضر ہو کر حجۃ اللہ البالغہ کے درس میں شرکت کی اور بیعت کے لیے عرض کیا تو فرمایا میرے شیخ  
 مرشد و مربی حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوری حیات ہیں یہ میرا تعارفی خط لے کر حاضری دو اور ان سے  
 بیعت ہو جاؤ ۱۲۷۲ھ جون ۱۲۷۲ء میں حاضر ہوئے بیعت سے مشرف ہوئے۔ ذکر قلبی کی تلقین فرمائی  
 اس وقت حضرت دین پوری قدس سرہ کی عمر مبارک ۹۰ سال کی ہوگی۔

آپ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کی تعمیل تھی۔ میں انہی یعنی حضرت  
 لاہوری قدس سرہ کو اپنا شیخ و مرشد و مربی سمجھتا تھا چوتھی بار حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں  
 رمضان ۱۲۷۲ھ و ستمبر ۱۲۷۲ء میں حاضر ہوئے دورہ قرآن مجید میں شامل ہوئے۔ اوائل ذیقعد ۱۲۷۲ھ  
 مارچ ۱۲۷۳ء میں فارغ ہوئے اور ۱۵ ذیقعد ۱۲۷۳ھ ۱۲۷۳ء میں ۱۲۷۳ھ کو جلسہ ہوا جس میں حضرت مولانا

۱۔ پرانے چراغ ص ۱۳

۲۔ پرانے چراغ ص ۱۸۳

حسین احمد صاحب مدنی حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری حضرت مولانا علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی  
قدس سرہم نے شمولیت فرمائی اور دورہ کی سند ملی جس پر ان حضرات کے دستخط ہیں۔  
۱۳۵۲ھ یکم اگست ۱۹۳۴ء کو بحیثیت استاد تفسیر و ادب تقرر ہوا۔ ۱۳۵۷ھ ۳۸ جمادی الثانی ۱۹۳۷ء  
حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ متوفی، ۱۳۶۲ھ ۱۹ جولائی ۱۹۴۳ء کی  
زیارت و صحبت لکھنؤ میں حاصل کی۔

۱۳۵۷ھ ۱۹۲۸ء سے حضرت مدنی قدس سرہ سے تعلق تھا۔ حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمۃ  
اللہ علیہ متوفی ۱۳۷۶ھ ۱۹۵۶ء کی زیارت طالب علمی کے زمانہ میں کی تھی۔ ۱۳۵۹ھ ۱۹۴۰ء میں  
حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی قدس سرہ متوفی ۱۳۶۲ھ ۲۵ جولائی ۱۹۴۳ء کی  
خدمت میں پہلی بار دہلی حاضر ہوئے یہ آپ کی زندگی کا دوسرا دور شروع ہوا۔ یہ گویا ایک نئی دنیا کی  
دریافت تھی اور ایک نئی شخصیت اور حقیقت کا انکشاف پر جوش تبلیغی کام شروع کیا۔  
آپ کی دعوت پر حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ ۲۲ رجب ۱۳۶۲ھ ۲۵ جولائی  
۱۹۴۳ء کو دائرہ شاہ علم رائے بریلی تشریف لے گئے تھے۔ اس کے بعد تعلق ٹرہٹار ہا حضرت رحمۃ  
اللہ علیہ کے وصال کے بعد ان کے جانشین حضرت اقدس محمد یوسف صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ  
سے منسلک ہو گئے اس سلسلہ میں کئی تبلیغی سفر کئے۔

اندرون اور بیرون ملک جو کہ زندگی کا مقصد حیات ہے جس کی تفصیل سینکڑوں اوراق میں بھی مشکل  
آ سکتی ہے۔ ۱۳۵۸ھ دسمبر ۱۹۳۹ء تک تبلیغی سفر میں دہلی اور پھر سہارنپور آئے۔ اس کے بعد گلزار  
رحیمی رائے پور میں حاضری دی۔ آپ کے ہمسفر حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ بھی تھے  
اس حاضری میں آپ بے حد متاثر ہوئے لیکن بیعت رائے بریلی میں ہوئے، جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ  
اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ، اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب دہلوی،  
رحمۃ اللہ علیہ امیر تبلیغی جماعت، حضرت مولانا پیر ہاشم جان صاحب مجددی، حضرت مولانا انتظام الحسن

لے ۱۳۵۸ھ پرانے چراغ ص ۱۵۱ سوانح حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ

صاحب کا نڈھلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے علما و مشائخ کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ تشریف لے گئے ،  
 تھے ۱۳۶۵ھ ، ۱۹۴۶ء میں راتے بریلی ایک شب دروز قیام فرما رہے . حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر  
 و اذکار کی تلقین فرمائی . اس کے بعد علمی ، تصنیفی ، اور تبلیغی مشاغل کے ساتھ ساتھ ذکر و اذکار اشغال  
 و مراقبہ بھی پابندی سے کرنے شروع کئے . کچھ ہی عرصہ کے بعد آپ کو اجازت و خلافت سے مشرف  
 فرمایا . حضرت سیدنا امیر المؤمنین سید احمد شہید بریلوی قدس سرہ سے نسبت خانہ دانی کی وجہ سے  
 اور آپ کی تحریر و تصانیف ، خدمات دینی و ملی ، اور اخلاص و محبت کی وجہ سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ  
 آپ کی ہیبت و دلدادگی ، اور حوصلہ افزائی فرماتے تھے . رد قادیانیت پر ایک کتاب ”قادیانیت“  
 آپ سے تصنیف کرائی .

حج . آپ پہلی مرتبہ ۱۳۶۶ھ ۱۹۴۷ء میں حرمین الشریفین حاضر ہوئے اور والدہ ماجدہ کو بھی  
 ہمراہ لے گئے تھے . دوسرا حج آپ نے قطب وقت پیر و مرشد حضرت راتے پوری قدس سرہ کی  
 معیت میں ۱۳۶۹ھ ۱۹۵۰ء میں کیا . اس کے بعد کئی بار حاضری حرمین الشریفین کی نصیب ہوئی  
 کیونکہ آپ کی دینی ، اسلامی ، اصلاحی ، تبلیغ و دعوت و ارشاد ملیں خدمات اور عالم و فاضل باعمل  
 ہونے کی وجہ سے عرب و عجم میں عالمگیر شخصیت کے حامل ہو گئے . اور علماء و صلحاء آپ سے متعارف  
 ہو گئے تو رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ نے اپنی مجلس تاسیس کا رکن پہلے دن سے ہی منتخب کر لیا . تو  
 اس کے بعد ہر سال حاضری حرمین الشریفین نصیب ہوتی ہے . بہر حال آپ عالم و فاضل باعمل ، جامع  
 شریعت و طریقت بزرگ ہیں اور صاحب تصانیف کثیرہ جن کی فہرست بہت طویل ہے مندرجہ ذیل  
 تصانیف خاص طور پر قابل ذکر ہیں .

- (۱) سیرت سید احمد شہید دو جلد . (۲) حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہ اور ان کی دینی  
 دعوت . (۳) تاریخ دعوت و عزیمت ۳ جلد . (۴) تذکرہ حضرت شاہ فضل رحمن صاحب رحمہ .  
 (۵) انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر . (۶) اسلام اور مغربیت کی کشمکش .  
 (۷) پرانے چراغ . (۸) اپنے والد بزرگوار کی سوانح یعنی سوانح حضرت مولانا سید عبدالحی صاحب رحمہ .  
 (۹) قادیانیت . (۱۰) سوانح حضرت مولانا عبد القادر صاحب راتے پوری قدس سرہ العزیز

## حضرت مولانا محمد منظور صاحب نغمانی سبھلی ثم لکھنوی مدظلہ

ولادت باسعادت ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء میں حضرت صوفی احمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں سبھلی ضلع مراد آباد میں ہوئی آپ حضرت سیدنا نعمان بن ثابت ابو حنیفہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں آپ کے والد بزرگوار تھوڑی سی زمین کی کاشت سے گذر اوقات کرتے تھے لیکن صلہ رحمی سخاوت اور صاحب حاجت کی خدمت کے لیے مزید غلہ خرید لیتے تھے اس سلسلہ میں ان کا پایہ بہت بلند تھا جس سے کبھی کبھی مقروض بھی ہو جاتے۔

نماز باجماعت کا بہت اہتمام فرماتے تھے اور ساتھ ہی ساتھ نوافل کثرت سے پڑھتے۔ ذکر و اذکار تسبیحات اور دوسرے معمولات میں استقامت اور ہمدارت۔ تصوف و سلوک میں کسی حد تک کوشاں رہتے تھے۔ علما و مشائخ صوفیا سے عقیدت و محبت میں بھی کمال حاصل تھا۔

خود معمولی اردو۔ فارسی جانتے تھے لیکن دینی جذبہ کی وجہ سے چاہتے کہ اولاد اور اولاد میں سے کی اولاد کوئی غیر عالم نہ رہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کم و بیش سات آٹھ عالم فاضل دیوبند ہیں۔ آپ نے ۵ رمضان عشرائے کے بعد ۱۳۶۷ھ اگست ۱۹۴۸ء بمقام اشرفی سال وصال فرمایا اور منگل کے روز دفن کیا گیا۔ مزار سبھلی میں ہے۔

غرض کہ انہی بزرگ کے آپ فرزند ہیں۔ ابتدائی تعلیم قرآن مجید اور اردو فارسی کی تحصیل کے بعد شہر کے مختلف مدرسوں اور مختلف اساتذہ سے صرف و نحو پڑھتے رہے آخر ۱۳۳۷ھ مطابق ۱۹۱۹ء میں مدرسۃ الشریعہ میں صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ توفی ۱۳۹۰ھ سے شروع کیں ان کی حکمت عملی سے تعلیم میں لگن اور تعلیم کی گاڑی چل پڑی۔ اس زمانہ میں مہتمم مدرسہ حضرت منشی حمید الدین صاحب مرید حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ تھے۔

دوسرے سال شوال ۱۳۷۸ھ میں استاذی حضرت مولانا کریم بخش صاحب سبھلی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھ دہلی مدرسہ عبدالرب میں لے گئے پہلے ہی روز حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب

دیوبندی قدس سرہ اور حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت مولانا عزیز گل صاحب مدظلہ سرحدی کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور وہاں منطق و فلسفہ کی کتابیں حضرت مولانا کریم بخش صاحب سنبھلی موصوف رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں جو معقولات میں خیر آبادی سلسلہ کے شاگرد تھے۔ اس کے بعد شوال ۱۳۳۲ھ میں دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ جو بیعت حضرت اقدس شاد عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ سے تھے۔ ان سے شرح اشارات طوسی اور مشکوٰۃ المصابیح کتاب البیان تک پڑھی باقی مشکوٰۃ شریف حضرت مولانا سراج احمد صاحب رشیدی رحمۃ اللہ علیہ سے اور حضرت مولانا اعجاز علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے سال ہدایہ آخرین سببہ معلقہ اور دوسرے سال تفسیر بیضاوی سورہ لقہ اور شمائل ترمذی سبقتا پڑھی اور باقی دورہ کی کتابیں حضرت شیخ مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے تکمیل کی۔ اسی سال ۱۳۳۵ھ میں حضرت شیخ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ڈابھیل تشریف لے گئے تھے اور اگلے سال شوال ۱۳۳۵ھ میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم میں تشریف لائے تھے۔ آپ کے دورہ کے ساتھی حضرت مولانا محمد بن موسیٰ میاں سوئی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ تعلیم کی تحصیل و تکمیل کے بعد مدرسہ اسلامیہ چلہ امروہہ میں تین سال مدرس رہے۔

اس زمانہ میں بدعتوں سے سخت متنفر تھے پنجاب اور ہندوستان میں کئی ایک مناظرے کئے۔ اسی سلسلہ میں بریلی سے ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۹۳۲ء سے رسالہ الفرقان نکالنا شروع کیا۔

اور سیاسی طور پر جمعیتہ العلماء ہند سے منسلک رہے کافی عرصہ کارہائے نمایاں سرانجام دیتے رہے۔ آخر میں ایک نیم دینی سفر میں حضرت مولانا علی میاں مدظلہ اور حاجی عبدالواحد صاحب ایم اے ۱۳۵۸ھ و ستمبر ۱۹۳۹ء رائے پور گلزار رحیمی میں حاضری دی۔ دو تین دن قیام رہا اس کے بعد دوبارہ ۱۳۵۸ھ و آخری ۴۲ھ کے ادل کو حاضر ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں: چند دن ایسی جگہ رہنے کی ضرورت محسوس کی جہاں دلو وماغ افکار و مکروہات سے محفوظ رہیں اور قلب کو کچھ سکون و اطمینان حاصل ہو۔ آپ تحریر فرماتے

۱۔ الفرقان و قیات نمبر ۶۸

۲۔ الفرقان و قیات نمبر ۶۸ ۳۔ ایضاً ص ۱۳۲ ۴۔ ص ۱۳۲



ہیں کہ غالباً پہلے ہی دن میں نے ایک لمبا چوڑا سوال عرض کیا۔ اس کے جواب میں فرمایا۔  
 مولوی صاحب۔ یہ پچارے جو یہاں میرے پاس آتے ہیں یہ کسی اور کام کے نہیں ہوتے۔ بس  
 اسی کام کے ہوتے ہیں اور اسی کے واسطے آتے ہیں۔ اس لئے میں ان کو یہ ہی بتا دیتا ہوں۔ آپ  
 جو کام کرتے ہیں۔ (یعنی تحریر و تقریر سے دین کی خدمت) یہ بہت بڑا کام ہے۔ آپ تو یہی کرتے رہیں اور  
 اس چکر میں نہ پڑیں۔

دوسرے روز بعد مغرب وہی سوال عرض کیا تو آپ نے میری بات کو نظر انداز فرما کر دوسری گفتگو شروع  
 فرمادی۔ رات نیند دیر تک نہیں آئی اسی سوچ بے چار میں کافی رات گزر گئی۔ صبح نماز فجر کے بعد آپ حسب  
 معمول سیر پر تشریف لے گئے۔ اُس دن یہ عاجز بھی ساتھ ہویا اور رات کے اپنے ذہنی بحث و مباحثہ وغیرہ  
 عرض کیا تو فرمایا۔

مولوی صاحب۔ آپ کو یہی تو شبہ ہے کہ یہ چیزیں بدعت ہیں۔ پھر فرمایا کہ اگر دین میں کوئی چیز مقصود  
 اور مامور بہ ہو اور اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حاصل کرنا ضروری قرار دیا ہو۔ لیکن کسی وقت  
 زمانہ کے حالات بدل جانے سے وہ اُس طریقے سے حاصل نہ کی جاسکتی ہو جس طریقے سے رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے زمانہ میں حاصل ہو جایا کرتی تھی۔ بلکہ اُس کے  
 واسطے کوئی اور طریقہ استعمال کرنے کی ضرورت پڑ جائے۔ تو کیا اس نئے طریقے کے استعمال کو بھی آپ دین  
 میں اضافہ اور بدعت کہیں گے۔

مثلاً دین کا سیکھنا۔ سکھانا ضروری ہے اور دین میں اس کا نہایت تاکید ہی حکم ہے اور جانتے ہیں کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے زمانہ میں اس کے لئے صرف صحبت کافی  
 ہو جاتی تھی۔ تعلیم کے لیے کوئی مستقل انتظام نہیں تھا۔ نہ مدرسے تھے نہ کتابیں تھیں۔ لیکن بعد میں ایسے  
 حالات ہو گئے کہ صحبت اس مقصد کے لیے کافی نہیں رہی۔ بلکہ کتابوں کی اور پھر مدرسوں کی بھی ضرورت  
 پڑ گئی تو اللہ کے بندوں نے کتابیں لکھیں۔ اور مدرسے قائم اور اس کے بعد سے دین کے تعلیم و تعلم کا سارا

سلسلہ اسی سے چلا اور اب تک اسی سے قائم ہے۔ تو کیا تعلیم و تعلم کے طریقے میں اس تبدیلی کو بھی دین میں اضافہ اور بدعت کہا جائے گا۔ میرے جواب کے بعد اور فرمایا بس سلوک کے جن اعمال و اشغال پر آپ کو بدعت ہونے کا شبہ ہے۔ اُن سب کی نوعیت بھی یہی ہے، ان میں سے کوئی چیز بھی مقصد سمجھ کر نہیں کی جاتی۔ بلکہ یہ سب نفس کے تزکیہ اور تخلیہ کے لئے کیا کرایا جاتا ہے۔ جو دین میں مقصود ہے اور مامور بہ ہے۔ مثلاً یوں سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور ہر وقت اُس کا اور اُس کی رضا کا دھیان۔ فکر رہنا۔ اور اس کی طرف سے کسی وقت بھی غافل نہ ہونا یہ کیفیات دین میں مطلوب ہیں۔ اور قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے بغیر ایمان اور اسلام کامل ہی نہیں ہوتا۔

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دین کی تعلیم و تربیت کی طرح یہ ایمانی کیفیات بھی آپ کی صحبت ہی سے حاصل ہو جاتی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ کے فیضانِ صحبت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی صحبتوں میں بھی یہ تاثیر تھی۔ لیکن بعد میں ماحول کے زیادہ بگڑ جانے اور استعدادوں کے ناقص ہونے کی وجہ سے اس مقصد کے لئے کاملین کی صحبت بھی کافی نہیں رہی۔ تو دین کے اس شعبہ کے اماموں نے ان کیفیات کے حاصل کرانے کے لئے صحبت کے ساتھ ذکر و فکر کی کثرت کا اضافہ اور فطری تجربہ سے یہ تجویز صحیح ثابت ہوئی۔

اسی طرح بعض مشائخ نے اپنے زمانہ کے لوگوں کے احوال کا تجربہ کر کے اُن کے نفس کو توڑنے اور شہوات کو مغلوب کرنے اور طبیعت میں لینت پیدا کرنے کے لئے اُن کے واسطے خاص خاص قسم کی ریاضتیں اور مجاہدے تجویز کئے۔ اسی طرح ذکر کی تاثیر بڑھانے کے لئے اور طبیعت میں رقت اور یکسوئی پیدا کرنے کے لئے قرب کا طریقہ نکالا گیا ہے۔ تو ان میں سے کسی چیز کو بھی مقصود اور مامور بہ نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ یہ سب کچھ علاج اور تدبیر کے طور پر کیا جاتا ہے۔ اور اسی لئے مقصد حاصل ہونے کے بعد یہ سب چیزیں چھڑ دی جاتی ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ائمہ طریق اپنے اپنے زمانہ کے حالات اور اپنے تجربوں کے مطابق ان چیزوں میں رد و بدل اور کمی بیشی بھی کرتے رہے ہیں۔ اور اب بھی کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ ایک ہی شیخ کبھی کبھی مختلف طالبوں کے لئے ان کے خاص حالات اور ان کی استعداد کے مطابق الگ الگ اعمال و اشغال

تجویز کر دیتا ہے۔ اور بعض ایسی ہی اعلیٰ استعداد والے بھی ہوتے ہیں جنہیں اس طرح کا کوئی ذکر شغل کرانے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو یوں ہی نصیب فرما دیتا ہے۔ اس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ان سب چیزوں کو صرف علاج اور تدبیر کے طور پر ضرورتاً کیا کرایا جاتا ہے۔

اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ اگر یہ ذکر شغل ان مقصد کے لیے کیا جاتا ہے اور اس کے ذریعہ یہ چیزیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ تو پھر میں بھی اس کا محتاج ہوں لیکن میں زیادہ وقت نہیں دے سکتا۔ کیونکہ دین کے جن دوسرے کاموں سے کچھ تعلق کر رکھا ہے اُن کو بھی میں چھوڑنا نہیں چاہتا۔ اور فرمایا مولوی صاحب۔ تصوف

دین کے کام چھوڑنے کے لیے نہیں ہے۔ بلکہ اس سے تو دین کے کاموں میں قوت آتی ہے اور جان پڑتی ہے۔ لیکن کیا عرض کیا جائے۔ اللہ کی مشیت ہے جن کو اللہ نے دین کے کاموں کے قابل بنایا وہ اب ادھر توجہ ہی نہیں کرتے حالانکہ اگر تھوڑی سی توجہ وہ ادھر دے دیں تو دیکھیں کہ ان کے کاموں میں کتنی قوت آتی ہے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (حضرت) باوا صاحب نے اور بعد میں حضرت مجدد صاحب حضرت شاہ

صاحب اور حضرت سید احمد شہد صاحب رحمۃ اللہ علیہم نے ہمارے اس ملک میں دین کی جو خدمتیں انجام دیں اور جو کچھ کر دیکھا یا اُس میں اُن کے اخلاص اور قلب کی اُس طاقت کو خاص دخل تھا جو تصوف کے راستہ سے پیدا کی گئی تھی۔ لیکن اب صورت یہ ہے کہ اس طرف صرف وہی بیچارے آتے ہیں جو بس اللہ اللہ کرنے کے کام کے ہی ہوتے ہیں یہ تو آپ بھی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں استعدادیں مختلف رکھی ہیں۔ ناقص استعداد کا آدمی اعلیٰ استعداد والوں کا کام نہیں کر سکتا۔ غرض کہ اس سے بھی زیادہ وضاحت سے آپ نے گفتگو فرمائی۔ ان ارشادات سے آپ ایسے متاثر ہوئے کہ ہمیشہ کے لیے غلامی اختیار کر لی۔

آپ نے دوسرے دینی کاموں۔ مثلاً درس و تدریس۔ اصلاح و تبلیغ تحریر و تقریر کے ساتھ ذکر و اذکار اور مراقبہ و محاسبہ بھی شروع فرمادیا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ حرمین الشریفین کی حاضری سے کئی بار بلکہ ہر سال حاضری نصیب فرماتے ہیں۔

پہلی حاضری سلسلہ ۱۳ھ اور ۱۵ھ میں نصیب ہوئی۔ اور وقت کے بہت بڑے داعی اسلام اور عالم گیر دعوت اسلام کے بانی کی خدمت میں حاضری اور ان کے اس دینی کام میں کام کرنے کی بھی سعادت نصیب فرمائی۔

آپ صاحب تصنیف بھی ہیں۔ درج ذیل کتابیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

تصوف کیا ہے۔

معارف الحدیث ۳ جلد

برکات رمضان

کلمہ طیب کی حقیقت

دین و شریعت

اسلام کیا ہے۔

تذکرہ مجد الف ثانی (قدس سرہ)

نماز کی حقیقت

قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ آپ حج کیسے کریں

آسان حج

اسلام و کفر کے حدود اور قادیانیت

ملفوظات حضرت مولانا محمد

قرآن آپ سے کیا کہتا ہے۔

شاہ اسماعیل شہید اور معاندین کے الزام

الیا س صاحب دہلوی قدس سرہ

دیگر وغیرہ کتابیں تحریر فرما کر خدمت دینی و ملی میں کارہا نمایاں سرانجام فرمائے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو تادیر سلامت باکرامت رکھے اس وقت عمر مبارک قمری حساب سے ۷۷ سال

اور شمسی حساب سے ۷۲ سال ہے۔

مسل ۹ ماہ بیماری کے بعد اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی کافی حد تک آرام ہے۔ آپ اپنی ضرورتوں

کے لئے کسی قدر تکلیف اور تکلف سے چل لیتے ہیں۔ نماز بیٹھ کر ادا کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عاجلہ نصیب فرمائے۔

الفرقان اپریل مئی جون ستمبر ۱۴۱۱ قلم خود

## حضرت صوفی عبدالرحمن صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ پہلے اعلیٰ حضرت رائے پوری قدس سرہ سے بیعت ہوئے تھے جب اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا سال ہو گیا تو حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے وابستہ ہو گئے۔ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی لدھیانہ میں تشریف آوری ہوئی تو حاضر باش رہتے، آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے عاشق زار تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت عطا فرمائی۔ آپ ذاکر و شاغل، نہایت غریب الطبع، منکسر المزاج تھے۔ تقسیم ملک کے بعد فیصل آباد تشریف لے آئے اور پیلینز کالونی نمبر ۲ میں مقیم ہو گئے۔ گزر اوقات کے لئے درزی کا کام کرتے تھے آپ نے غالباً، ۱۳۹۱ھ ۱۹۷۹ء میں وصال فرمایا ایک صاحبزادے عطار الرحمن صاحب ہیں۔ رحمۃ اللہ واسقہ۔

## حضرت مولانا سید فخر الحسن صاحب مراد آبادی مدظلہ

آپ مراد آباد یوپی کے سادات گھرانہ کے چہم و چراغ ہیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم سے انتہائی تعلیم تک تحصیل کر کے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا دورہ حدیث دارالعلوم کے ممتاز اساتذہ سے پڑھا ۱۳۶۱ھ ۱۹۴۲ء میں آپ مدرسہ فتحپوری دہلی میں بھی استاذ رہے۔ بعدہ دارالعلوم کے مدرس مقرر ہوئے مختلف علوم و فنون پڑھاتے رہے۔ اب حدیث کے ممتاز اساتذہ سے ہیں۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے بیعت ہوئے۔ اخیر زمانہ حیات میں حضرت اقدس قدس سرہ نے اجازت فرمائی۔ حضرت مولانا محمد صاحب النوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

”مولوی فخر الحسن صاحب استاذ دارالعلوم دیوبند ہیں۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیادی رحمۃ اللہ علیہ صدر مدرس دارالعلوم دیوبند کی سفارش سے اجازت عطا فرمائی اور فرمایا دو ہزار بار نفی اشبات جہر کے ساتھ بلا ناغہ جاری رکھیں۔ آپ بہت بڑے عالم ہونے کے باوجود منکسر المزاج بزرگ ہیں اللہ تعالیٰ تادیر آپ کا سایہ و فیض جاری رکھے۔ آمین

## حضرت میاں منظور محمد صاحب مدظلہ

حضرت میاں منظور محمد صاحب بن میاں غلام رسول صاحب . وطن سلیم پورہ ضلع لدھیانہ ہے  
آپ کی تعلیم ایم اے تک ہے . ضروری دینی تعلیم بھی حاصل کی ، وسیع مطالعہ رکھتے ہیں . حضرت مولانا ،  
عبد العزیز صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ : ” حضرت غشی رحمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ،  
حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک سفر رائے پور گجراں سے شروع ہوا بندہ اس سفر میں ساتھ تھا اس سفر میں  
بہت سے لوگ بیعت ہوئے چنانچہ ماسٹر منظور محمد صاحب کو اسی سفر میں تہاڑہ اور لودھی وال کے درمیان  
ایک جگہ بیعت فرمایا “

حضرت مولانا محمد صاحب انوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں . میری ترغیب دینے اور بار بار  
اصرار کرنے سے حضرت اقدس قدس سرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور لودھی وال کے قبرستان میں حضرت شمس  
سے بیعت کا اتفاق ہوا ، کئی سال احتقر سے بھی ملتے رہے ذکر و شغل کے متعلق پوچھتے رہے . خوب ذکر  
کیا ، اکثر رقت طاری رہتی تھی . باہر جنگل میں نکل جاتے یا گھر میں ہی دروازہ بند کر کے روتے رہتے تھے  
اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل فرمایا سکول میں ماسٹر تھے پھر ماچھی واڑہ تبدیل کر دیئے گئے . احتقر کچھ دنوں سمرالہ  
ضلع لدھیانہ میں آگیا تھا . جمعہ کی نماز کئی ساتھیوں کے ہمراہ میرے ساتھ پڑھتے . ایک دفعہ حضرت  
رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ مجھے رقت بہت رہتی ہے . حضرت رحمۃ اللہ علیہ ان دنوں مسوی  
پہاڑ پر قیام فرماتے تھے . جواب لکھوایا کہ مبارک ہو کہ یہ سب آثار ذکر میں سے ہیں . بہر حال آپ حضرت  
رحمۃ اللہ علیہ سے مجاز ہیں “

تقسیم ملک کے بعد تانڈلیاں والا ضلع فیصل آباد میں تقرر ہوا پھر گوجرہ میں تبادلہ ہو گیا .

۱۔ مکتوب حضرت مولانا عبد العزیز صاحب راسپوری مدظلہ ، . سوانح حضرت مولانا عبد القادر راسپوری ص ۱۲۷

۲۔ حضرت اقدس راسپوری نور اللہ مرقدہ کے خلفاء و مجازین ص ۱۷

آپ خود تحریر فرماتے ہیں: "میں پچیس مرتبہ خالقہ شریف میں حاضر ہوا، زیادہ سے زیادہ ایک مرتبہ ۳ دن حاضر رہا۔" حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے ارشادات تحریر فرمائے ہیں جو سوانح حضرت رس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ میں ص ۳۳ تا ص ۳۳۲ میں اکثر و بیشتر درج ہیں۔ آپ صاحب تصنیف بھی، میں چھوٹے چھوٹے رسالے بغرض اصلاح و تبلیغ طبع کرا کے تقسیم فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے فیض کو ابد الابد تک جاری رکھے۔ آمین۔

شوق زیارت حرمین الشریفین میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ حاضر ہوتے اور کئی سال جدہ شریف تقیم رہے وہاں مدرسہ میں ملازم رہتے چھٹی کے دنوں میں مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ حاضر ہوتے رہتے۔

### حضرت مولانا عبد العزیز صاحب مدظلہ

ابن جناب صوفی محمد دین صاحب علیا، ضلع جالندھر کے رہنے والے ہیں۔ حضرت مولانا عبد العزیز صاحب رائے پوری مدظلہ، حضرت مولانا فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا نسی فقیر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے حضرات کے طالب علمی کے ساتھی اور رفیق درس ہیں۔ درہن نظامی، فراغت کے بعد حضرت غشی رحمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور ان کی زیر تربیت تزکیہ منیہ کی تکمیل کی۔ حضرت غشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کمال شفقت و محبت سے اجازت فرمائی۔ حضرت غشی رحمت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے منسلک ہو گئے۔ انہوں نے بھی اجازت سے مشرف فرمایا۔

آپ بڑے عالم و فاضل، خطیب، داعی، مقرر دل پذیر، بزرگ ہیں۔ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ کے خاص مخلصین مجازین میں سے ہیں۔ صاحب عبادت و ریاضت، تتبع قرآن و سنت، صاحب علم و عمل، سادہ زندگی گزارنے والے، سادہ کھانا، سادہ پہنا، اور سادہ رہنا، آپ کا، شیوہ ہے۔ تقسیم ملک کے بعد شہر ساہیوال شریف لائے اور زراعتی فارم ساہیوال کی مسجد کے خطیب مقرر ہوئے۔ اور جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے خصوصی سرپرستوں میں سے ہیں۔ آپ کے فرزند ارجمند حضرت



مولانا مقبول احمد صاحب فاضل دیوبند جامعہ رشیدیہ کے اساتذہ سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا شا  
ناہ سلامت باکرامت رکھے۔ آمین۔

## حضرت سید مسعود علی صاحب آزاد کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت ۱۳۱۴ھ ۱۸۹۸ء میں حضرت حکیم سید محمود علی کاظمی رحمۃ اللہ  
علیہ کے ہاں محلہ قاضی پور تحصیل فتح پور ضلع بارہ بنکی (یوپی انڈیا) میں ہوئی۔ آپ حضرت سیدنا  
امام موسیٰ کاظم حسینی رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد سے ہیں۔ آپ نے ناظرہ قرآن مجید اور اردو  
فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کو جوانی میں شعر و اشعار کا ذوق پیدا ہوا۔ آزاد تخلص کرتے تھے  
اس زمانہ میں بڑے بڑے رئیسوں اور نوابوں کی مجلس رہی آخر ۳۳ سال کی عمر میں زندگی نے پلٹ  
کھایا بخت اچھے تھے۔ ۱۹۲۱ء میں حضرت مولانا الحاج الحافظ محمد الیاس صاحب دہلوی رحمۃ اللہ  
علیہ لکھنؤ تشریف لے گئے تو ان کی دینی دعوت سے ایسے متاثر ہوئے اور جذبہ کرام میں لگے  
گئے۔ لیکن پیری و مرید اور بیعت وغیرہ کے قائل نہیں تھے۔ آپ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ  
کو بہت بڑا بزرگ اور مصلح تو مانتے تھے۔ مگر جب بیعت کا سلسلہ دیکھتے تو یہ آپ کو پسند نہ  
تھا۔ لیکن ان کی زبانی حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ کی تعریفیں سن سن کر بہت عقیدت  
پیدا ہو گئی اور زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ جمادی الاول ۱۳۶۰ھ مارچ ۱۹۳۸ء میں حضرت رحمۃ اللہ  
علیہ لکھنؤ تشریف لے گئے۔ تو آپ بھی امیر جماعت تھے اور جماعت کے سامنے آپ نے مطالبہ  
کیا مجھے اجازت دی جائے تاکہ میں تین دن حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر  
ہوں۔ چنانچہ مشورہ میں طے پایا کہ جماعت اپنا کام کرے اور وقتاً فوقتاً حضرت رحمۃ اللہ علیہ  
خدمت میں حاضر ہوتی رہے اور آپ کو اجازت مل گئی کہ آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت  
میں تین روز حاضر رہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا قیام حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ کے  
مکان پر تھا۔ بجلی نہ ہونے کی وجہ سے آپ پنکھا ہلاتے کی خدمت پر مامور ہوئے۔ جب حضرت  
رحمۃ اللہ علیہ سحری کے نوافل وغیرہ سے حسب معمول فارغ ہوئے اور آپ کی طرف منہ پھرنے لگے

تو آپ پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ایسا جلال اور رعب و ہیبت طاری ہوئی اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نہیں ہیں۔ بلکہ شیر بیٹھا ہے اور مجھے لگنا چاہتا ہے آپ ڈر گئے اور ہاتھ سے گر گیا اور پسینہ پسینہ ہو گئے اسی وقت دل میں بیعت کا تقاضا پیدا ہوا لیکن ہمت نہ کہ عرض کریں اور بھاگ کر علی میاں صاحب اور مولانا محمد منظور صاحب سے جا کر کہا کہ مجھے بت کرادو چنانچہ ان کے عرض کرنے پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت فرمایا۔ اس کے بعد ماہ بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت شیخ بیٹھے ان سے مشورہ لے لو۔ اور کچھ ہی عرصہ کے بعد سب چھوڑ چھاڑ کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ آستانہ بہرائچ میں مستقل حاضری اختیار کی اور سلسلہ عالیہ قادریہ مجددیہ کا سلوک شروع کیا۔ اور پانچ سال تک حاضری رہے اور کئی ایک خاتقاہ شریف کے کام آپ کے سپرد رہے خصوصاً کھلانے اور معذوری کے زمانہ میں امام صلوٰۃ ہوئے اور اردو کی کئی کتابیں حضرت اقدس قدس جلس مبارک میں سناتے تھے بعض حضریں تقریباً ساتھ ہی رہتے۔ حضرت اقدس ..... رحمۃ اللہ علیہ کے وصال ۱۴ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ اور ۱۱ اگست ۱۹۶۲ء کے بعد حضرت مولانا الحاج الحافظ شاہ عبدالعزیز صاحب مدظلہ کی خدمت میں رہے بعد ازاں ڈی۔ ایم ٹیکسٹائل اولپنڈی اور گرمیوں میں کوہ مری اور سردیوں میں سلطان فونڈری بادامی باغ لاہور میں اکثر مفرار رہتے ارشاد و تلقین اور تہذیب و وعظ میں بہت مہارت تھی عملیات و تعویذات میں کافی دہانت رکھتے تھے۔ بہت لوگوں کو نانذہ پہنچا ہے۔ ساری زندگی میں ایک ہی نکاح فرمایا۔ ۱۳۸۲ھ میں اہلیہ صاحبہ رضائے الہی فوت ہو گئیں تھیں دوبارہ نکاح نہیں فرمایا۔ آپ کے والد بزرگوار کے عجیب و غریب حالات مشہور تھے۔ حضرت اقدس رائے کی قدس سرہ ذکر کی اہمیت اور ذکر کے برکات کے سلسلہ میں خاص ملنے والوں کو خاص

س ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۸۲ھ ۱۲ اپریل از سوانح صفحہ ۱۶۶

طور پر آپ سے عام مجلس میں سنوایا کرتے تھے کہ آپ فرماتے تھے عمر مبارک کے آخری دنوں میں فتح پور تبلیغی جماعت گئی تو میں نے ان سے وقت لگانے کا وعدہ کر لیا۔ جب گھر حاضر ہوا تو والد صاحب فرمایا کہ تو نے جماعت کو وقت دیا ہے اور میں بیمار ہوں تو میں نے عرض کیا کہ میں اس وقت عذر کر دیتا ہوں کہ کسی اور وقت میں وقت لگا دوں گا۔ تو فرمایا کہ اس طرح ٹھیک نہیں جب میں جماعت کے ساتھ جانے لگا تو فرمایا کہ جب کہیں کبوتروں کا جھنڈ ملے اور تمہارے قریب بھی آجاوے تو اس وقت میری وفات کا وقت ہوگا۔ اور ان کبوتروں میں بھی ہوں گا۔ میں جماعت کے ساتھ بستی نظام الدین دہلی چلا آیا۔ وہاں سے شہر دہلی میں جماعت کے ساتھ جانا پڑا۔ ایک دن نماز عصر کے بعد جماعت گشت پر چلی گئی تھیں اور امیر جماعت مسجد چاندنی چوک میں رہ گئے امیر جماعت (حضرت مولانا) صاحب (مدظلہ) تھے۔ معاً ایک جھنڈ کبوتروں کا آیا اور میرے بالکل قریب آگیا میں نے امیر صاحب سے عرض کیا کہ میرے والد بزرگوار کا انتقال ہو گیا اور سارا واقعہ نقل کیا۔ جب تیسرے روز ہم نظام الدین واپس آئے تو وہاں بھائی صاحب کا خط ملا جس میں وہی تاریخ و وقت تحریر تھا۔ میں نے امیر صاحب کو خط دیکھ لایا تو بھائی ملتے نہیں تھے۔ گویا اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے مرنے کے بعد یہ زندگی حاصل فرما لیتے ہیں ایک دفعہ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آزاد صاحب آپ یہ عرض کرتے کہ کبوتروں آگے آکر مصافحہ و معانقہ اور پیار ہی لیتے۔

بہر حال حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ یہ واقعہ ذکر کے برکات اور ذکر کے مطالبہ میں فرماتے تھے۔

آپ کو خواب کی تعبیر کا خاص ملکہ اللہ تعالیٰ نے نصیب فرمایا تھا۔ بہت لمبے انداز سے تعبیر بیان فرماتے تھے۔

آپ کو آخری زمانہ میں فالج کی تکلیف ہو گئی تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے

اشفاق بخشی۔ لیکن اس بیماری کے دوران بھی اور ادو وظائف اور معمولات کے بہت پابند رہے۔

وصال بھی عجیب ہوا رات بالکل ٹھیک رہے صبح ساڑھے چار بجے سے پہلے ایک دفعہ نماز کے بارے میں دریافت فرمایا تھوڑی دیر کے بعد دیکھا تو حال فرما چکے ہیں۔

یہ حادثہ بروز ہفتہ صبح ساڑھے چار بجے ۲ جمادی الاول ۱۳۹۴ھ ۲۵ مئی ۱۹۷۵ء کو پیش آیا شام ۵ بجے نمازہ ادا کی گئی ماڈل ٹاؤن لاہور کے قبرستان میں دفن ہو گئے۔ رحمۃ اللہ واسعہ آپ کے ایک بھائی جناب سید منظور علی شاہ صاحب

### حضرت مولانا محمد سعید احمد صاحب مدظلہ حصاروی ثم ڈونگوی

آپ ضلع حصار مشرقی پنجاب کے اچھے خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ نے رائے پور گجراں کے مدرسہ رشیدیہ میں حضرت مولانا فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا مفتی فقیہ اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رائے پوری مدظلہ جیسے اکابر علما و فضلاء کی خدمت میں حاضر ہو کر علم حاصل کیا اور کچھ عرصہ مظاہر العلوم سہارنپور میں بھی تعلیم حاصل کی اور دارالعلوم دیوبند حاضر ہو کر تکمیل کی۔ حضرات رائے پور گجراں کی وساطت سے گلزار رحیمی رائے پور میں قطب الاقطاب حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ منازل سلوک کے طے ہونے کے بعد غالباً ۱۱ھ ۱۲ ستمبر ۱۹۵۲ء میں اجازت سے سرفراز کیے گئے۔

تقسیم برصغیر کے بعد قصبہ ڈونگہ بونگہ ضلع بہاولنگر میں قیام پذیر ہو گئے وہاں مدرسہ عربیہ رحیمیہ قائم فرمایا جو آپ کے انتہام میں بخوبی چل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تادیر سلامت باکرامت رکھے۔ آمین

## حضرت مولانا نعیم الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت قریباً ۱۳۳۹ھ میں رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب بن حضرت حافظ مولانا محمد زکریا صاحب بن مولانا شاہ محمد بن مولانا عبدالقادر بن مولانا محمد وارث بن حضرت خلیفہ جان محمد صاحب جالندھریؒ کے ہاں لدھیانہ میں ہوئی۔ حفظ قرآن پاک مدرسہ ام المدارس میں کیا۔ زمانہ میں حضرت مولانا قاری نور محمد صاحب لدھیانوی خلیفہ شیخ الوقت حضرت حاجی شاہ عبد الرحیم صاحب قادری سہارنپوری قدس سرہا بانی ام المدارس زندہ تھے۔ اس کے بعد شہر کے مختلف مدارس میں فارسی کی کتابیں اور عربی کی ابتدائی کتابیں کافیہ، قدوری تک تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد ۱۳۵۵ھ میں مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں داخل ہوئے۔ شرح وقایہ، تعلیم المعلم حضرت مولانا امیر احمد صاحب کاندھلوی سے۔ مختصر المعانی اور کنز الدقائق حضرت مولانا جمیل احمد تھانویؒ سے، ہدایہ اولین حضرت مولانا محمد زکریا صاحب قدوسی سے، مشکوٰۃ شریف حضرت مولانا منظور احمد خاں صاحب سے، اور جلالین شریف حضرت مولانا قاری سعید احمد صاحب سے پڑھی۔

بخاری شریف جلد اول، اور ابوداؤد شریف کامل حضرت مولانا شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم سے، بخاری شریف جلد ثانی حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب سے، ترمذی شریف، اور طحاوی شریف حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب کامل پوری رحمۃ اللہ علیہ سے، مسلم شریف حضرت مولانا منظور احمد خاں صاحب سے، نسائی شریف، اور ابن ماجہ حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب خلیفہ حضرت تھانوی قدس سرہ العزیز سے پڑھیں۔ فراغت شعبان ۱۳۶۰ھ میں ہوئی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے اس کے بعد مدرسہ انوریہ لدھیانہ، اور مدرسہ خیر المدارس جالندھریں یکے بعد دیگرے مدرس رہے، تقیہ ملک ۶۶ھ، ۶۷ھ کے بعد پاکستان آگئے اور ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع فیصل آباد، اور بہاولپور میں رہے۔ دہلی اور رائے پور میں بھی کچھ عرصہ قیام کیا۔ ۶۹ھ، ۷۰ھ میں مسجد مدرسہ والی خالصہ کالج فیصل آباد میں قیام کیا۔

پذیر ہوئے اور مدرسہ تجوید القرآن کی بنیاد رکھی۔ مسجد و مدرسہ کے نظام اور خطابت کے ساتھ ساتھ درس تفسیر قرآن شروع فرمایا۔

آپ شعر و اشعار سے بھی ذوق رکھتے تھے۔ چنانچہ عربی، اردو، اور پنجابی میں کئی قصائد، غزلیں، اور نظمیں لکھی تھیں۔ ارشاد و تلقین، درس و تدریس، وعظ و نصیحت کے ذریعہ اصلاح و ارشاد میں مصروف سینکڑوں طلباء رضی یا ب ہو کر دین کی خدمت میں مصروف ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم و عمل وراثۃً نصیب فرمایا حضرت اقدس رائے پوریؒ سے آپ کو اجازت حاصل تھی آپ نے زندگی اسی پر خیر فرمادی۔ آپ نے بروز ہفتہ ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۷۴ء میں وصال فرمایا اور مدرسے میں مدفون ہوئے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً۔

### حضرت حکیم صوفی شیر محمد صاحب قادری مدظلہ

آپ قطب الاقطاب حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ کے خاص مریدین متشرین متوسلین متبیین سے ہیں۔ اصل وطن جالندھر مشرقی پنجاب ہے۔ پاکستانت بنت بار جھنگ شہر میں جنم ہوا۔ حضرت مولانا محمد صاحب الودبیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ صوفی صاحب لاہور۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں .... حاضر ہوئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ حسب معمول صبح باہر ٹہلنے تشریف لے گئے۔ راستہ میں حضرت اقدس قدس سرہ نے فرمایا صوفی جی کچھ کہتے بھی ہو کہ نرے بیٹہ ہی مو۔ صوفی جی نے عرض کیا۔ ذکر کیا کرتا ہوں اور مولانا محمد صاحب لاہورؒ سے ملتا رہتا ہوں۔ یہ بھی مجھ پر شفقت فرماتے ہیں۔ آگے تحریر فرماتے ہیں کہ پھر حضرت اقدس قدس سرہ نے لاہور میں کئی سال ہوئے اجازت عطا فرمائی۔ الحمد للہ

جھنگ شہر میں آپ نے ایک مدرسہ بچوں کے لیے بنا رکھا ہے جہاں حفظ و ناظرہ قرآن مجید اور اردو پڑھائی لکھائی سکھائی جاتی ہے۔ اور بچوں کے لئے علیحدہ انتظام فرمایا وہاں استانیات تعلیم دیتی ہیں آپ اس مدرسہ کے نگران اور مہتمم و ناظم ہیں اور خود گذراوقات کے لیے اسطود و اخانہ میں مطلب فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو تادیر سلامت باکرامت رکھے تاکہ لوگ ظاہری باطنی فیوض و برکات سے مستفیض ہوں۔

حضرت اقدس رائے پوری نور اللہ مرقدہ کے خلفاء و مجازین صلا

## حضرت مولانا مولوی الحاج عبدالجلیل صاحب قادری منظر

ولادت باسعادت بروز سوموار شوال ۱۳۳۹ھ ۱۸ اگست ۱۹۲۰ء کو حضرت مولانا حافظ

محمد خلیل صاحب بن حضرت حافظ احمد صاحب بن حضرت مولانا محمد اکرم صاحب تلہ گنگوی بن حضرت مولانا حافظ عبدالرحیم صاحب بن حضرت مولانا نور محمد بن حضرت مولانا محمد خالق (عبدالخالق) رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں ڈھڈیاں ڈاکخانہ جھادریاں تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا میں ہوئی آپ نے قرآن مجید گھر ہی میں پڑھا اس کے بعد پانچ جماعت سداکبویں پاس کی ہیں چھٹی اور ساتویں جماعت پرائیویٹ طور پر اپنے ماموں صاحب کے پاس سداہی میں پڑھتے رہے اور آٹھویں کا امتحان لاہور میں حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر دیا اس کے بعد اس تعلیم سے طبیعت متغیر ہو گئی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ نے حضرت مستری احمد دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا جلیل کو لاہور سے رائے پور گجران چھوڑ آؤ وہاں آپ حضرت مولانا فضل احمد صاحب حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما اور حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رائے پوری منظر جیسے حضرات کی خدمت میں چھ سال رہ کر تمام علوم اور فنون کی تحصیل کرتے رہے اور حفظ کلام اللہ بھی کرتے رہے دورہ حدیث مدرسہ نظام العلوم سہارنپور میں پڑھا ۱۳۶۰ھ میں فارغ ہوئے آپ کے دورہ کے ساتھی حضرت مولانا انیس الرحمن صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ تھے یہ تمام زمانہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں گذرا حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے رائے پور والے حضرات سے اور سہارنپور کے حضرات سے فرمایا کہ ان سے عام طلباء جیسا سلوک روا رکھا جائے اور کوئی تخصیص نہ ہو۔

اس کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رائے پور حاضر ہوئے بیعت سے مشرف ہو کر ذکر و اذکار عبادت و ریاضت میں مصروف ہو گئے تقریباً پانچ سال



سفر و حضر میں حاضر رہے۔ غالباً ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۷ء میں وطن واپسی پر اجازت سے مشرف فرمایا اس کے بعد دوبارہ ۱۳۷۴ھ ۱۹۵۳ء میں خلافت اور اجازت سے مشرف فرمایا۔ انہیں دنوں کسی نے خواب میں دیکھا کہ آپ اور حضرت مولانا عبد الوحید صاحب مدظلہ رائے پور سے واپس آرہے ہیں اور سبز رنگ کے سویٹر پہنے ہوئے جھاریاں کے بازار سے گزر رہے ہیں کوئی کہہ رہا ہے کہ یہ سویٹر خلافت کے ملے ہیں اور واقعی ہفتہ کے اندر یا ہر آپ کی ملاقات اس آدمی سے ہوئی تھی۔

۴ اربع الاول ۱۳۸۲ھ مطابق ۶ اگست بروز جمعرات حضرت اقدس قدس سرہ کا وصال لاہور میں ہوا تو آپ لاہور سے تالپوت شریف ڈھڈیاں لائے۔ نظام الادقات - سحری اڑھائی تین بجے سے نوافل تہجد اور ذکر و اذکار میں مشغول ہوتے ہیں نماز صبح تک یہی سلسلہ رہتا ہے۔ نماز باجماعت ادا کر کے اور ادو وظائف سے فارغ ہو کر گھر تشریف لے جاتے ہیں جلدی ہی واپس آکر نماز اشراق پڑھ کر ذکر و اذکار میں مشغول ہو جاتے۔ اس کے بعد کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ڈاک وغیرہ لکھتے ہیں۔ ساڑھے دس بجے کھانے سے فارغ ہو کر قیلولہ فرماتے ہیں۔ ایک یا ڈیڑھ بجے اٹھ کر غسل فرما کر سنت نوافل پڑھ کر تلاوت کرتے ہیں۔ نماز باجماعت ادا کر کے بقایا اور ادو وظائف سے فارغ ہو کر گھر تشریف لے جاتے ہیں۔

والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد تعویذات اور جھاڑ پھونک کے لیے وقت مقرر فرمایا ہوا ہے۔ اس وقت ٹھہرتے ہوئے۔ ذکر و اذکار میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ پہلے عصر کے بعد سیر کو تشریف لے جاتے تھے۔ نماز عصر باجماعت ادا کر کے سیر پر یا گھر تشریف لے جاتے ہیں۔ نماز مغرب باجماعت ادا کر کے نوافل میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ فارغ ہو کر گھر تشریف لے جاتے ہیں۔ اذان سے پہلے تشریف لاتے ہیں۔ نماز باجماعت ادا کر کے جلدی سونے کی کوشش فرماتے ہیں۔

اتباع سنت اور مسنون دعائیں پڑھنے کا خاص اہتمام فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آنجناب

کو تادیر سلامت باد کرامت رکھتے تاکہ دنیا زیادہ سے زیادہ فیض حاصل کرے اس حقیر پر  
بہت مہربان ہیں۔

### حضرت مولانا الحاج الحافظ عبد الوحید صاحب مدظلہ

ولادت باسعادت ۱۳۳۱ھ ۱۹۱۳ء میں حضرت مولانا محمد صادق صاحب بن حضرت  
مولانا حاجی احمد صاحب بن حضرت مولانا محمد احسن صاحب بن حضرت مولانا محمد اکرم صاحب تلنگوی  
رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں دھڑیاں شریف ڈاکخانہ جھادریاں میں ہوئی آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ  
کے چچا زاد بھائی کے پوتے ہیں اور حقیقی بھائی ہیں۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا محمد  
صادق صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت اقدس الحاج الحافظ شاہ عبد الرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ  
سے مجاز تھے۔ آپ کے ایک مرید تاحال تحریر زندہ ہیں۔ آپ نے پانچ جماعت سداکبویں  
پاس کیں۔ اس کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں مختلف مدارس میں حفظ شروع کیا۔  
ابتدا ہی سے اکثر بیمار رہتے تھے۔ اس لئے تعلیم میں حاصل کرنے میں وقت رہی۔ ایک  
سال حضرت حافظ محمد اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بہت تحصیل سہارنپور پڑھتے  
رہے۔ اس کے بعد رائے پور حفظ کی تکمیل کی لیکن کوئی خاص حفظ نہیں تھا۔ ایک بار حضرت مولانا  
عبد الغفر بن صاحب رائے پوری مدظلہ نے نوافل میں سنا کہ حضرت آگے آگے پڑھتے جاتے تھے  
آپ پیچھے... پیچھے پڑھتے جاتے تھے۔ بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے محنت ہوئی  
تب پختہ ہوا۔ اس کے بعد رائے پور گجراں کے مدرسہ میں داخل کئے گئے۔ دو سال حاضر رہے  
کر تین سال کی کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد ایک سال خیر المدارس شہر جالندھر میں داخل ہوئے  
حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب رائے پوری مدظلہ  
حال شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ ساہیوال سے پڑھتے رہے۔ اس کے بعد مدرسہ نظام العلوم  
سہارنپور میں داخل ہوئے۔ دوران سال بیمار ہو گئے۔ دوسرے سال دہلی علاج کے لیے

جانا ہوا تو وہاں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مشکوٰۃ شریف پڑھی چونکہ بار بار بیماری اتنی سخت ہوتی کہ جو زندگی سے ناامید کر دیتی تھی۔ اسی وجہ سے اکثر منطق و فلسفہ وغیرہ کی کتابیں رہ گئیں تھیں۔

اس کے بعد رائے پور اکثر عارضی رہی اپنے ماموں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ کی خدمت میں ذکر و اذکار، عبادت و ریاضت مجاہدہ میں مشغول رہے۔ تلاوت کلام اللہ میں زیادہ مشغول رہتے۔

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تقسیم ملک کے بعد وطن واپسی کے موقع پر اجازت اور خلافت سے مشرف فرمایا۔ اس کے بعد کئی بار تقریراً اور تحریراً اجازت فرماتے رہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے وقت حاضر تھے۔ انہی دنوں مدرسہ عربیہ قادریہ کی بنیاد رکھی۔ ۱۳۸۲ھ میں اب تک نہایت کامیابی سے چل رہا ہے۔ اس وقت تین قاری صاحبان حفظ و تجوید میں مشغول ہیں۔ ۱۰۰، ۹۰۰ سے زائد طلباء فیض یاب ہو رہے ہیں۔ اس سال شعبہ ..... تجوید و قرأت پر زیادہ توجہ فرما رہے ہیں۔ (۹۸۵ھ - ۱۳۸۷ھ)

آپ صاحب عبادت و ریاضت مجاہدہ بزرگ ہیں۔ ہمہ وقت اسی پڑھنے، پڑھانے اور سماعت فرمانے میں مصروف رہتے ہیں۔ آپ تلاوت کلام اللہ بہت زیادہ فرماتے ہیں۔ پہلے زمانہ میں قریباً ۸۰ سے بیس بلکہ اس سے بھی زائد پارے تلاوت فرماتے تھے۔ :-  
اس زمانہ میں آپ جیسے حضرات بہت غنیمت ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ

### حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب مدظلہ

ولادت باسعادت جناب میاں امام الدین صاحب بن جناب سعید اللہ صاحب بن حضرت مولانا کلیم اللہ خلیفہ حضرت غوث زمان مولانا حافظ اخوند عبد الغفور صاحب سواتی قدس سرہم کے ہاں تقام و حدیث تحصیل شاہ پور میں ہوئی حضرت میاں امام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحب علم اور بہت خوش الحان

تھے حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ کے تاپا کے پوتے تھے آپس میں بڑی محبت تھی حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ ان سے کبھی کبھی نصوت و سلوک کی مشہور پنجابی زبان کی مشنوی سیف الملوک مصنفہ حضرت میاں محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سنا کرتے تھے۔

انہوں نے ایک دوست سے عہد کر رکھا تھا کہ جو پہلے فوت ہو تو زندہ دوست سو بار قرآن مجید تمام پڑھ کر ایصال ثواب کرے چنانچہ ان کے وہ دوست فوت ہو گئے تو انہوں نے وہ عہد پورا کیا حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب مدظلہ انہی کے فرزند ہیں۔

حفظ کلام اللہ اور علوم مروجہ حضرت اقدس قدس سرہ کی زیر نگرانی تعلیم و تربیت حاصل کی۔ مدرسہ مظاہر العلوم میں حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی زیر نگرانی رہے، کھانا حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم ہی کے ہاں کھاتے تھے۔ آپ کے ہم درس حضرت مولانا محمد یوسف صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ امیر تبلیغی جماعت تھے۔ اس کے بعد حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ کی خدمت میں رائے پوری میں حاضر رہ کر منازل سلوک طے کیے اور اجازت سے مشرف ہوئے۔

آج کل چک نمبر ۴۴ ڈاکخانہ ٹنگراہیں دریا خاں سے جانب مشرق کیراڑی نالہ کی پل سے قریب ایک میل کے فاصلہ پر آباد ہیں اور نمبر دار ہیں اور کتاب و سنت کی پابندی اور ذکر و اذکار میں مشغول رہتے ہیں مدظلہ العالیہ

### حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت منشی رحمت علی صاحب کے فرزند ارجمند ہیں۔ رائے پور گجران اور دوسرے مدارس میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۰ شعبان ۱۳۴۷ھ مارچ ۱۹۲۹ء میں مظاہر العلوم سے فارغ التحصیل ہوئے اپنے والد بزرگوار کے علاوہ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ کی خدمت میں حاضر رہ کر منازل سلوک طے کئے آخر اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔

صاحب علم و عمل اور علم و فضل بزرگ تھے۔ صاحب عبادت و ریاضت۔ صاحب اوقات بزرگ تھے آپ نے وصال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (۸۱ھ - ۶۱۰ھ میں)

## حضرت مولانا الحاج محمد انوار الحسن صاحب کاندھلوی مدظلہ

ولادت باسعادت حضرت مولانا محمد رفیع الحسن صاحب بن حضرت الحاج الحافظ مولانا ضیاء الحسن

صاحب رحمۃ اللہ علیہا کے ہاں کاندھلہ ضلع مظفر گڑھ میں ہوئی۔

آپ کے اجداد میں حضرت مولانا شیخ الاسلام بن حضرت مولانا حکیم قطب الدین بن حکیم عبدالقادر صاحب بن حکیم محمد شریف بن حضرت مولانا حکیم محمد شرف جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہم تھے۔ بڑے عالم و فاضل بزرگ تھے ان کے فرزند حضرت مولانا مفتی الہی بخش رحمۃ اللہ علیہ (المولد ۱۱۶۲ھ المتوفی ۱۲۴۵ھ) حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی قدس سرہ کے ممتاز شاگرد اور مریدین میں سے تھے اور امام المجاہدین حضرت مولانا سید احمد شہید قدس سرہ کے خلفائے میں سے تھے۔

حضرت مولانا مفتی الہی بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند مولانا ابوالحسن ان کے سچے جانشین تھے انہوں نے ۲۱ جمادی الاول ۱۲۶۹ھ میں وصال پایا۔

آپ کے دادا حضرت مولانا ضیاء الحسن عرف محمد صادق بن حضرت مولانا نور الحسن (المتوفی ۱۲۸۵ھ) بن حضرت مولانا ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہم کو علم تفسیر و حدیث اور فقہ میں دستگاہ تھی، انہوں نے بعض کتابوں کے حاشیے لکھے مولانا ضیاء الحسن صاحب کی شادی حضرت مولانا مظفر الحسن کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی رابعہ صفت صاحبزادی بی امنہ الرحمن سے ہوئی جن کے معمولات حسب ذیل تھے۔

ورد و شریف ۵ ہزار۔ اسم ذات (اللہ) ۵ ہزار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱۹ سو بار۔ یا مغنی گیا رہ سو بار نفی اثبات بارہ سو بار یا حی یا قیوم ۲ سو بار۔ حبیب اللہ و نعم الوکیل ۵ سو بار۔ سبحان اللہ ایک سو بار۔ الحمد للہ دو سو بار۔ اللہ اکبر دو سو بار۔ استغفار ۵ سو بار۔ و افوض اموی الی اللہ ان اللہ یسیر بالعباد ایک سو بار۔ حسبنا اللہ و نعم الوکیل ایک سو بار۔ رب انی مغلوب فاقصر ایک سو بار۔ رب انی مسنی الضر وانت الرحیم ایک سو بار۔

لے حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۳۴ تا ۳۹

لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین ایک سو بار ایک منزل تلاوت قرآن مجید روزانہ کا معمول تھا۔  
حضرت مولانا ضیاء الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۱۵ھ میں وصال فرمایا۔

مولانا افتخار الحسن صاحب کے والد ماجد حضرت مولانا رفوف الحسن صاحب قطب وقت حضرت  
اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ سے بیعت تھے اور ہم صفت موصوف تھے ۱۳۶۷ھ  
میں وصال فرمایا۔

حضرت مولانا افتخار الحسن صاحب مدظلہ کی ولادت قصبہ کاندھلہ ضلع مظفرنگر میں ہوئی قرآن  
شریف مدرسہ حضرت حافظ منگتو رحمۃ اللہ علیہ میں کاندھلہ ہی میں پڑھا۔ ابتدائی عربی شرح جامی تک مدرسہ  
مراد پور مظفرنگر میں پڑھی اس کے بعد ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۹ء میں مدرسہ مظاہر العلوم میں داخلہ  
لیا۔ بخاری شریف نصف اول اور ابوداؤد حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم سے اور نصف  
ثانی حضرت مولانا عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ سے۔ ترمذی شریف طحاوی شریف و شمائل ترمذی حضرت  
مولانا عبدالرحمن صاحب کیمیل پوری رحمۃ اللہ علیہ سے مسلم شریف موطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت  
الحاج مولانا شاہ محمد اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے۔ نسائی ابن ماجہ۔ موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ  
حضرت مولانا عبدالشکور صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فسکوۃ شریف ہدایہ اولین حضرت الحاج قاری سعید احمد  
صاحب مدظلہ سے پڑھی اور ۱۳۶۲ھ میں فارغ التحصیل ہوئے۔ خاتقاہ گلزار رحیمی رائے پور سے اجازت  
سے متعلق آ رہا تھا آپ بھی گلزار رحیمی پور حاضر ہو کر قطب الاقطاب حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب  
رائے پوری قدس سرہ سے بیعت سے مشرف ہو کر منازل سلوک سلسلہ عالیہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ  
طے کیے اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ جامع مسجد کاندھلہ میں خطابت و امامت اور وعظ و  
ارشاد و قنادی درس و تدریس اور تصنیف میں مصروف ہوئے۔ صاحب عبارت و ریاضت اور مجاہدہ  
ذکر و اذکار اور ارشاد و تلقین میں ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں آپ کی تصانیف میں تفسیر اور سیرۃ  
غیر و بشر صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ و بارک۔ علم قابل ذکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ تادیر سلامت باکرامت  
رکھے۔ آمین۔ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۳۲ بحوالہ تذکرۃ الخلیل

## حضرت مولانا حافظ عبدالرشید صاحب رائے پوری مدظلہ

آپ حضرت ملاجی عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں جو اعلیٰ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ کے خادم تھے اور لٹری رد مال تحریک میں ان کے رازدار مخلص کارکن تھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہر وقت آرام کی فکر میں رہتے تھے۔

حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ فرماتے تھے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا بنگلہ بس ایک چھپر مختار بارش میں خوب ٹپکتا تھا ایک دفعہ ساری رات بارش ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت کو بڑی تکلیف ہوئی۔ رات بھر آرام نہ فرما سکے۔ فرمایا ہاں ایسا مت کہو یہ تو عین راحت ہے۔ تکلیف کیسی یہ تو ناشکری کا کلمہ ہے۔ تو خوب ذائقہ آیا۔ پھر ایک دفعہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سفر پر تشریف لے گئے تو حاجی عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کوٹھی بنوا دی تھی۔ حاجی عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سمدھی بھی تھے۔

غرض کہ بچپن ہی سے خاتقا ہی ماحول میں آپ کی پرورش اور گلزار رحیمی ہی میں حفظ کلام اللہ کیا۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ کے دستِ حق پرستِ محبوبیت ہوتے ذکر و اذکار میں مشغول رہتے تھے حضرت اقدس قدس سرہ نے انہیں اجازت فرمائی۔ حافظ صاحب تقسیم ملک کے زمانہ میں رائے پور کے گرد و نواح کے دیہاتوں میں جا جا کر مسلمانوں کو ایمان پر ثابت قدمی کی تلقین و تبلیغ کرتے رہے جس کے خاطر خواہ نتائج نکلے۔ اس علاقہ کی ایک بڑی تعداد ان کے ماتھے پر بیعت ہوئی۔ آپ کا وطن و مسکن رائے پور ہی ہے۔

## حضرت مولانا عبدالمنان صاحب رائے پوری مدظلہ حال مقیم راولپنڈی

حضرت مولانا عبدالمنان صاحب مدظلہ، ولادت باسعادت قریباً ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۹۱۵ء میں حضرت مولانا عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں موضع جہو کے تحصیل حافظ آباد ضلع گجرانوالہ میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار اور رشتہ دار مسلک اہل حدیث رکھتے ہیں۔ آپ نے چھ جماعت



پرائمری وغیرہ گھری میں پاس کیں اور کچھ قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ کے والد بزرگوار سوڈا کینی کھیوڑہ تحصیل پنڈدادنخان میں ہیڈ کلرک کے عہدہ پر فائز تھے جو تقریباً چالیس برس ملازمت کا سلسلہ جاری رہا۔ آپ چھٹیوں میں والد بزرگوار کے پاس کھیوڑہ جاتے تھے۔ حضرت مولانا محمد صادق صاحب خلیفہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ بھی وہاں خطیب اور درس و تدریس میں مصروف رہتے تھے۔ جو حضرت مولانا عبدالوحید صاحب مدظلہ کے والد بزرگوار تھے۔

غرض کہ ان کی تاثیر صحبت سے غیر مقلد بنی سے تائب ہوئے۔ اور مظاہر العلوم سہارنپور میں ۱۳۴۹ھ مطابق ۱۹۳۲ء میں داخل ہو کر دس سال کے عرصہ میں تمام علوم و فنون کی تحصیل کی اور شعبان ۱۳۵۹ھ میں فارغ التحصیل ہوئے۔

دوران تحصیل ایک حادثہ یہ پیش آیا کہ اسباق سے فراغت کے بعد باہر پھرنے جا رہے تھے کہ ایک سادھو کی توجہ سے غلط اثرات ظاہر ہوئے۔ آپ تعلیم اور اسلام سے دل برداشتہ ہو گئے۔ حضرت شیخ مولانا محمد ذکریا صاحب مدظلہ نے آپ کو رائے پور بھیجا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے وہ اثرات ختم ہو گئے۔ بہر حال آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور خانقاہ گلزار رحیمیہ سے متعارف تھے۔ اور آنا جانا ہوتا تھا۔ رائے پور حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ چونکہ والد بزرگوار ناراض تھے۔ اس لئے کم ہی گھر آنا جانا ہوتا تھا۔ دوران تعلیم والد بزرگوار نے کچھ عرصہ تک خیرہ بھیجتے رہے اور بعدہ لکھا کہ اگر تو اہل حدیث مسلک اختیار کرتا ہے۔ تب تو ہم تمہاری ہر قسم کی مدد کریں گے۔ ورنہ نہیں۔

کچھ عرصہ کے بعد مستقل حاضری کی نیت کر لی۔ قریباً بائیس سال حاضر رہے۔ ذکر و اذکار شغل و مراقبہ اور تلاوت کلام اللہ کے علاوہ خانقاہ کی ہر قسم کی خدمت کرتے رہے آخر میں خاص معتمد ہو گئے۔ اور خصوصی خدمات آپ کے سپرد ہوئیں۔

جب تقسیم ملک کے بعد پاکستانی حضرات واپس پاکستان ہونے لگے تو حضرت رحمۃ اللہ

علیہ نے فرمایا کہ یہ سب چار سب ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے آپ نے عرض کیا کہ میں تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا تو فرمایا بس چپ رہیں پھر نہ بولیں۔

صاحب عبادت و ریاضت اور صاحب اوقات بزرگ ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت شیخ مولانا محمد ذکریا صاحب دامت برکاتہم کے علاوہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب مجددی رام پوری رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یاب ہوئے۔

آج کل راولپنڈی میں ڈی ایم ٹیکسٹائل ملز میں قیام فرما ہیں یہ آپ کا تعارف نامکمل ہے۔

### حضرت صفوی چوہدری عبدالخالق صاحب جالندھری مدظلہ

آپ موضع کریانم ضلع جالندھر کے رہنے والے ہیں، اور راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ پہلے حضرت منشی رحمت علی صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ قطب وقت حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ سے بیعت ہوئے۔ ان کے وصال کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے منسلک ہو گئے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت سے مشرف فرمایا۔ آپ نہایت ہی مسکین طبع ہیں فروتنی و خاکساری آپ کا طرہ امتیاز ہے اخفاء حال آپ کی خاص خصوصیت ہے۔ تقسیم ملک کے بعد شہر ملتان تشریف لائے اور چوک کچہری دارڈ نمبر ۹ میں قیام فرما ہوئے۔ آپ کے دو صاحبزادے مولوی محمد سلیم صاحب اور ڈاکٹر محمد منیر صاحب حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کا تعلق رکھتے ہیں۔ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

## حضرت ڈاکٹر محمد امیر صاحب گورداس پوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ ضلع گورداس پور مشرقی پنجاب کے رہنے والے تھے۔ اچھے تعلیم یافتہ ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کر کے ڈیرہ دون میں ہسپتال حیوانات میں انچارج متعین ہوئے۔ ابتدائی سے بزرگوں کی زیارت اور حاضر ہو کر ان کی صحبت سے مستفیض ہوئے، آپ کا شیوہ تھا۔

ابتدا میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دام فریب میں آ گئے۔ اور اس سے بیعت ہو گئے۔ اس کے بعد ایک دفعہ ڈیرہ دون میں ایک بزرگ جو پیر صاحب کابلی کے نام سے مشہور تھے۔ تشریف لائے۔ حسب دستور آپ بھی حاضر ہوئے اور ان سے کوئی وظیفہ پڑھنے کے لیے عرض کیا۔ تو انہوں نے فرمایا اپنے پیر سے وظیفہ دریافت کرو۔ پھر پیر صاحب نے فرمایا تمہارا پیر و مرشد کون ہے؟ آپ نے عرض کیا کہ مرزا غلام احمد معاً انہوں نے فرمایا کہ اوہ وہ تو کافر ہے۔ تم اس سے بچو۔ آپ ان الفاظ کے سننے سے بہت گھبرائے اور متفکر ہوئے کہ حضرت نے میرے پیر کو کافر کہا ہے اور مجھے بچنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ آخر اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی قادیانیت سے توبہ تائب ہوئے۔ حضرت پیر صاحب کابلیؒ کے بیعت ہو گئے۔ اور ذکر و اذکار کی تلقین حاصل کی۔ حضرت پیر صاحب کابلی رحمۃ اللہ علیہ نے کوہاٹ شہر میں وصال فرمایا وہیں مزار ہے۔ پیر صاحب کابلیؒ کے وصال کے بعد حضرت اقدس مولانا عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے وابستہ ہو گئے۔ حضرت میر گوہر علی صاحب کی وساطت سے ذکر و اذکار خوب کرتے رہے جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ ڈیرہ دون تشریف لے جاتے تو آپ ہر شب خدمت میں حاضر رہتے ایک عرصہ کے بعد اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔

تقسیم ملک کے بعد لاہور تشریف لے لائے۔ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لاتے تو حاضر خدمت رہتے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا وصال کے دن حاضر تھے۔ اس کے بعد اپنے سابق پیر حضرت پیر صاحب کابلی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں جا کر مقیم ہو گئے۔ اور وہیں وصال فرمایا۔ بروز بدھ ۱۳ رمضان ۱۳۸۸ھ (۸۸) تاریخ وفات ہے۔ وہیں مزار ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ واسعہ (شہر کوہاٹ کے مشہور گورستان میں)

## حضرت مولانا قاری محمد شبیر صاحب لکھنؤی ثم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ ضلع بارہ بنکی کے رہنے والے تھے آپ کے والد بزرگوار مرحوم لکھنؤ کے مشہور عطر کے کارخانہ، "اصغر علی، محمد علی" میں ملازم تھے ماشاء اللہ آپ کے گھر کا گزارہ اچھا خاصا متوسط درجہ کا تھا لیکن انہوں نے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے بیعت ہونے کے بعد خانقاہ گلزار رحیمی رائے پور میں ہی مستقل قیام کر لیا تھا۔ اور پوری زندگی مثالی زہد و توکل اور انتہائی صبر و مجاہدہ کے ساتھ گزارتے ہوئے بہت باؤس بہار پور میں رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں وصال فرمایا۔ خانقاہ کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعہ۔

## حضرت مولانا حاجی حافظ عبدالحمیم صاحب انبالوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور ضلع انبالہ کے رہنے والے تھے۔ ابتدائی تعلیم غالباً حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ کے قائم فرمائے ہوئے مدرسہ گلزار رحیمی رائے پور میں حاصل کی۔ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادے حضرت الحاج مولانا حافظ عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا حافظ محمد اشفاق احمد صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے خلیفہ حضرت مولانا اللہ بخش صاحب بہاولنگری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بغرض تعلیم بہاول نگر بھیجا۔ تو آپ بھی ان کی ہمراہی میں دین پور حاضر ہوئے۔ دوران تعلیم حضرت بہاول نگری رحمۃ اللہ علیہ سے لیے مانوس ہوئے کہ ان سے بیعت ہو کر ذکر و اذکار میں مشغول ہو گئے۔ بعدہ حضرت بہاولنگری رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت فرمائی۔

ان کے وصال کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے منسلک ہو گئے۔ انہوں نے بھی اجازت سے مشرف فرمایا۔ تقسیم ملک کے بعد آپ کلور کوٹ تحصیل بھکر ضلع میانوالی

میں مقیم ہوئے۔ وہاں بچوں کی تعلیم کے لیے مدرسہ قائم فرمایا۔

آپ حج و زیارت مدینہ منورہ سے بھی مشرف ہوئے۔ آپ نے شب و شبینہ بوقت سحر تاریخ ۱۰ صفر ۱۳۸۱ھ ۲۳ جولائی ۱۹۶۱ء کو وصال فرمایا۔ مزار مبارک کلور کوٹ میں ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ واسعۃ

آپ کے ایک شاگرد و مرید حضرت مولانا امیر عبداللہ شاہ صاحب ساکن علیسی خیل نے آپ کے وصال پر ایک پُرورد مرثیہ تحریر فرمایا

آپ کے کئی فرزند ہیں جن میں سب سے بڑے فرزند حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ مدرسہ کے منتظم اور جمعیتہ العمار اسلام سے وابستہ ہیں۔

### حضرت مولانا جمیل احمد صاحب میواتی مدظلہ

آپ کا اصل وطن میوات ہے۔ آپ کے والد بزرگوار دہلی میں خوشنویسی کرتے تھے۔ آپ نے پرائمری، میٹرک وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ اپنے والد بزرگوار سے خوشنوی حاصل کی۔ تقسیم ملک کے بعد غوطہ فتح گڑ ضلع سیالکوٹ میں سکونت پذیر ہوئے۔ دینی تعلیم کے اساتذہ میں حضرت حاجی قاری ابو مسلم محمد ابراہیم صاحب میواتی ناٹولوی مدظلہ ہیں۔ حال ساکن جمشید روڈ سٹاپ سٹا نیوٹاون کراچی۔ سلوک و تصوف کے لئے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی لاہور تشریف آوری پر اکثر حاضر رہتے۔ اخیر زمانہ میں حضرت مولانا علیہ نے اجازت سے مشرف فرمایا۔ آپ اچھے خاصے واعظ بھی ہیں۔ تصوف و سلوک کی کتابوں کے مطالعہ اور اکثر و بیشتر تبلیغی و اصلاحی سفر فرماتے رہتے ہیں۔ سلمہ اللہ تعالیٰ

### حضرت مولانا مولوی محمد کبیری صاحب بہاولنگر مدظلہ

ابا و اجداد :- آپ کے جد امجد حضرت شیخ مولانا اللہ بخش صاحب بہاولنگر می خلیفہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہما اود والد بزرگوار حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب قدس سرہ عالم باعمل اور عالم و فاضل بزرگوار تھے۔ اپنے والد بزرگوار کے علاوہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے مجاز طریقت تھے۔

اور مدرسہ عربیہ رحیمیہ دین پور کے مہتمم تھے بڑی باکمال شخصیت کے مالک تھے۔ وفات ۱۴ ربيع الاول ۱۳۹۰ھ میں ہوئی اول اول انہی سے شجرہ طریقت ملا تھا۔ حضرت مولانا محمد یحیی صاحب مدظلہ انہیں کے فرزند ارجمند ہیں۔ دین پور کے علاوہ خیر پور ٹامیوالی اور خیر اللہ سہلستان میں بھی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اسی زمانہ ۱۳۷۱ھ ۱۹۵۲ء میں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ نور تھ تحصیل عارف والا میں تشریف لے گئے ہیں۔ طے ہوا کہ دورہ مظاہر العلوم سہارنپور میں پڑھنا چاہیے اور فرمایا خروج سے نہ جھجکیں اس کا ذمہ دار میں ہوں

آپ کے نانا حضرت حافظ محمد رمضان صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے اور ان کا ۱۵۔ ۱۶ ذی الحجہ کو انتقال ہو گیا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون آخر یکم محرم ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۹۵۳ء کو مظاہر العلوم سہارنپور حاضر ہو کر داخلہ لیا۔ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ ۸۰۷ شوال ۱۳۷۲ھ ۱۹۵۳ء کو پاکستان سے ہندوستان واپس پہنچے۔ آپ بھی دورہ سے فارغ ہو کر رائے پور حاضر ہوئے فرمایا رخصتوں میں حضرت شیخ کے پاس کیا پڑھتے رہے۔ عرض کیا کہ ۴ ہزار نفی اثبات اور ۸ ہزار اسم ذات پڑھا کرتا تھا۔ فرمایا اوتھاری اور فرمایا میں اس وقت آپ کو وہ معمولات بتلاتا ہوں جو کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تمہارے دادا بزرگوار کو فرمائے تھے۔ یعنی نفی اثبات گیارہ سو بار اللہ اللہ ۴ ہزار بار مع دو مراقبہ کے بڑی محبت فرمائی آپ ذکر و اذکار میں ہمہ تن مشغول ہو گئے۔

ایک دفعہ فرمایا کہ برخوردار گھبراؤ نہیں انشاء اللہ تکمیل تو ہو جائے گی پھر اسماۃ الحسنیٰ کی اجازت فرمائی اور فرمایا اسم بیہ تمہار کا چلہ کیا جاتا ہے اس سے اخلاق اچھے ہو جاتے ہیں۔ آپ نے اس کا چلہ شروع کر دیا جس سے ذہن میں بے نیازی اور دقت اور وجد انکساری کی کیفیت آنی شروع ہوئی اور اتنا غلبہ ہوا کہ لوگ حیران ہو گئے اور سمجھنے لگے کہ یہ دیوانہ ہو گیا ہے۔ اس کیفیت کا عرینہ لکھا تو تحریر فرمایا کہ برخوردار تم ذکر و اذکار شاکر و جس سے دماغ میں خشکی نہ پیدا ہو اور یا تمہار کا چلہ کیوں

م شروع کیا ویسے ہی اخلاق درست کرنے کی سعی کرو۔ کچھ مقوی اور مرطب دماغ اشیاء ضرور استعمال کرو اور دعائیں تحریر فرمائیں۔

یہ والا نامہ ۱۳۵۵ھ نومبر ۱۵۵۷ء کا لکھا ہوا ہے۔ اس کے بعد حاضری ہوئی حالات دریافت فرمائے سن کر فرمایا الحمد للہ حالات بہت مبارک ہیں یہی کیفیت تمہارے دادا بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ پر بھی وارد ہوئے۔ کچھ مہینے رہی تھی تو بعد میں ان سے ہٹ گئی۔ اب تم بھی ایسا نہ کرنا۔ اس وقت ایسا معلوم ہوا کہ گویا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے آئی تھی اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے منع فرمانے سے ہٹ گئی چار مہینے حاضری رہی وطن واپس ہونے سے تین چار روز قبل صبح کے وقت یاد فرمایا۔ حالات دریافت فرما کر فرمایا الحمد للہ بخوردار خدا کا شکر کرو باقی میری طرف سے تو اجازت ہے۔ سلسلہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سروردیہ میں اور بار بار ذکر کی پابندی کی تاکید فرماتا تھے۔ ایک دفعہ فرمایا تمہارے دادا بزرگوار بھی آخر عمر تک ذکر و فکر میں مرے تھے تم بھی اس راہ میں جان دے دینا اور فرمایا تمہارے دادا جان چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے مراقب رہتے۔ دیکھو ذکر اذکار مرتے دم تک نہیں چھوڑنا اور ہمت کے ساتھ لگے رہنا۔ چونکہ یہ نعمت اور نسبت اللہ کے نام کی برکت سے حاصل ہوئی ہے تو اللہ کے نام کو نہ چھوڑنا۔

غرض کہ آپ صاحب علم و عمل اور علم و فضل ہیں اور درس و تدریس مدرسہ کے اہتمام کے ساتھ ساتھ صاحب عبادت و ریاضت اور مجاہدہ اور صاحب اوقات بزرگ ہیں۔ صاحب ارشاد و تلقین ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تادیر سلامت باکرامت رکھے۔ آمین۔

### حضرت خان محمد یوسف خاں صاحب مدظلہ

ولادت ۱۲۹۱ھ میں بمقام نور ارتھ تحصیل ضلع ساہیوال میں ہوئی آپ کے والد بزرگوار بہت بڑے زمیندار تھے ابتداء ہی سے اللہ تعالیٰ نے شرافت طبعی عنایت فرمائی تھی۔ بزرگوں کا ادب اور ان کی خدمت میں حاضری دینا طبیعت ثانیہ تھی آپ کے حضرت صاحبزادہ مولانا عبدالرحمن صاحب

بہا و نگری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دوستانہ تعلقات تھے انہی کی معیت میں حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت سے مشرف ہوئے ذکر و اذکار میں مشغول ہو گئے۔ باوجودیکہ آپ ایک بہت بڑے زمیندار اور رئیس کے رٹ کے تھے لیکن اوراد و وظائف میں فرق نہیں آنے دیتے تھے۔ طبیعت سادہ فقیرانہ اور خدا طلبی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ ان ہی اداؤں کی وجہ سے حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ ان سے بڑی شفقت اور محبت فرماتے تھے کئی مرتبہ نورارتھ میں ان کے ہاں تشریف لے جاتے تھے اور کئی کئی دن قیام فرماتے۔ علاقہ کے لوگ جوق در جوق حضرت اقدس قدس سرہ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوتے۔ خان محمد یوسف علی صاحب کی یکسوئی اور فائز کو دیکھ کر حضرت اقدس قدس سرہ نے اجازت طریقی عطا فرمائی۔ خان صاحب مدظلہ نورارتھ میں، خلق خدا کی خدمت میں ہمہ تن مشغول رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو تادیر سلامت باکرامت رکھے آمین۔

### حضرت سید نور حسین صاحب نقیہ الحسنی مدظلہ

ولادت باسعادت ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۹۳۳ء کو بمقام گھوڑیالہ ضلع سیالکوٹ میں ہوئی۔ نسب یہ ہے: سید نقیہ الحسنی بن حضرت سید محمد اشرف علی صاحب بن سید بدھن شاہ بن سید محمد شاہ بن سید محمد سلیم بن سید محمد صالح الحسنی بن سید شاہ عبدالکریم بن سید محمد حسینی بن حضرت سید شاہ حفیظ اللہ گلبرگوی بن حضرت شاہ اسد اللہ بن سید عبداللہ بن سید صوفی حسینی بن سید احمد حسینی بن شاہ من اللہ بیدری بن سید محمد اصغر حسینی بن قطب الاقطاب حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز بندہ نواز قدس سرہ دہلوی ثم گلبرگوی رامتونی ۸۲۵ھ آپ کے جد امجد حضرت خواجہ سید محمد حسینی گیسو دراز گلبرگوی قدس سرہ العزیز حضرت خواجہ نسیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہ کے خلیفہ یا منظم تھے ان کا سلسلہ برصغیر میں بفضلہ تعالیٰ جاری و ساری ہے۔



آپ کے اجداد میں شاہ حفیظ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تشریف لائے اور ۱۱۳۲ھ میں پنجاب میں سکونت پذیر ہوئے۔ گویا آپ مشہور و معروف سادات کے خانوادہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے والد ماجد حضرت سید محمد اشرف علی صاحب مدظلہ قرآن پاک کے بہترین خطاط ہیں۔ خطاطی آپ نے ورثہ میں پائی ہے۔ ۱۳۵۰ھ/۱۹۵۱ء سے لاہور میں مقیم ہیں۔ ۱۳۵۰ھ/۱۹۵۱ء میں لاہور ہی میں حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل ہوا حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کمال مہربانی شامل حال ہوئی۔ اجازت سے مشرف فرمایا۔ گلزارِ رحیمی رائے پور میں بھی تین ماہ حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں حاضری نصیب ہوئی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بے پناہ محبت دل میں ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر ایک وردانگیر مرثیہ لکھا جس کا مطلع یہ ہے۔

اے غمِ جاناں اے غمِ جانم : دل ہے پرخوں آنکھیں پر غم

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ان کے شجراتِ طریقت، "وسیلۃ السادات فی مجموع التجر" کے نام سے مرتب کر کے شائع کیے اب اعلیٰ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہا کے وصال پر علماء دیوبند اور دیگر عقیدت مندوں کے لکھے ہوئے مرثیے مرتب کر کے "شعر الفراق" کے نام سے شائع کر رہے ہیں۔

خطاطی ذریعہ معاش و روزگار ہے۔ "نفائسِ القلم" کے نام سے خطاطی کے نمونے بھی شائع ہو چکے ہیں۔ تصنیف و تالیف کا اچھا ذوق ہے۔ شاعری سے بھی مناسبت ہے۔ کلام بھپتا رہتا ہے اپنے جذبات کے۔ حضرت خواجہ گیسو دراز قدس سرہ کی سوانح "سیر محمدی" کی تلخیص کر کے اردو میں ترجمہ کیا ہے جو ہفتہ وار چٹان لاہور میں بالاقساط پھپ چکا ہے۔ مشائخ قادریہ مجددیہ غفریہ رحیمیہ کے اصل محرک و مرتب بھی آپ ہی ہیں۔ کریم پارک راوی روڈ لاہور میں رہائش ہے۔ جامعہ مدنیہ میں نشست رہتی ہے آپ کا وجود با جو دہر مکتب فکر حضرات کے لیے غنیمت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تادیر سلامت باکرامت رکھے۔

## حضرت مولانا قاضی عبدالقادر صاحب مدظلہ

اباؤ اجداد آپ کے اجداد سے حضرت مولانا شیخ عبدالرحمن بن حضرت شیخ مولانا محمد صالح صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب بیس واسطوں سے حضرت سیدنا عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ کے اجداد سے کوئی بزرگ عرب شریف سے بغرض جہاد خراسان تشریف لائے اس کے بعد ان کی اولاد سے کوئی بزرگ ابو مسلم خراسانی کے ظلم و ستم کی وجہ سے خراسان سے سندھ وارد ہوئے۔

حضرت شیخ عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ آٹھویں صدی ہجری میں انقلاب و عواطف زمانہ کی وجہ سے سندھ سے پنجاب تشریف لائے آپ کی حقانیت و للہیت اور تبلیغ و دعوت و ارشاد سے بہت سے اہل ہندو مشرف باسلام ہوئے۔

حضرت مولانا مولوی محمد ہاشم صاحب بن حضرت مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اوائل گیارہویں صدی ہجری میں موضع بگہ ڈاکخانہ للہ تحصیل پنڈدادنخان ضلع جہلم میں قیام فرما ہوئے ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ حضرت مولانا محمد ہاشم بن حضرت مولانا محمد عبداللہ بن عطاء اللہ بن شیخ لال

اول بن شیخ شہباز بن شیخ کبیر بن شیخ احمد یار بن شیخ رسالت بن شیخ کرم علی بن شیخ جلال الدین بن میاں حسن بن میاں باقر حسین بن محمد باقر بن گل محمد بن حضرت شیخ عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ قمری و فخری

حضرت مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کے تین فرزند تھے (۱) حضرت مولانا محمد یوسف صاحب

رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۹۱ھ، مورث اعلیٰ بگہی خاندان (۲) حضرت مولانا محمد صالح صاحب

رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت مولانا محمد اکرم صاحب رحمۃ اللہ علیہ مورث اعلیٰ خاندان حضرت مولانا

قاضی عطاء محمد صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ساکن تلی تحصیل خوشاب۔

حضرت مولانا محمد صالح صاحب رحمۃ اللہ علیہ بگہ سے چک میاں موسیٰ داخلی جہادریاں

تشریف لائے اس وقت جہادریاں کھجڑاں بتا رہے تھے پھر آپ چک موسیٰ سے جہادریاں تشریف

لائے۔ مہر محمد صادق صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کی ہر قسم کی خدمت بقفس نفیس کرتے تھے۔  
حضرت مولانا حافظ محمد جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ بڑے عالم و فاضل صاحب نسبت بزرگ  
تھے۔ ان کے پانچ فرزند صاحب اولاد ہوئے۔

۱۔ حضرت مولانا محمد افضل صاحب ۲۔ حضرت مولانا محمد اکمل صاحب

۳۔ حضرت مولانا محمد اجل صاحب ۴۔ حضرت مولانا محمد احسن صاحب

۵۔ حضرت مولانا محمد محسن صاحب رحمۃ اللہ علیہم

حضرت مولانا محمد اکمل صاحب بن حضرت شیخ مولانا حافظ جمال الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
کے دو فرزند تھے۔ حضرت مولانا محمد اکبر صاحب اور حضرت مولانا نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہما

حضرت مولانا محمد اکبر رحمۃ اللہ علیہما کی اولاد میں حضرت مولانا محمد خلیل صاحب بن حضرت مولانا قائم الدین

صاحب بن حضرت مولانا محمد علی صاحب بن حضرت مولانا محمد اکبر صاحب رحمۃ اللہ علیہم تمام حضرات

صاحب علم و فضل اور صاحب نسبت بزرگ تھے۔ خاص طور پر حضرت مولانا قائم الدین صاحب

رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ امام محمد رضا نوانوی زکوڑی قدس سرہ ساکن زکوڑی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

خلیفہ حضرت قطب برحق شاہ غلام محمد صاحب المعروف حضرت جی صاحب مجددی پشاور قدس سرہ

متوفی یکم شوال ۱۳۵۵ھ ان کا مزار باغ نواب اسد اللہ خان بیرون بجوڑی دروازہ پشاور میں ہے

ان کے فرزند حضرت مولانا محمد خلیل صاحب قدس سرہ نقشبندی اور ادیسی قادری سلسلہ

میں مجاز طریقت تھے اور صاحب درس و تدریس حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے

پوری قدس سرہ کے اساتذہ کرام میں سے تھے۔ ان کا وصال ۱۳۲۹ھ ۱۹۱۱ء میں ہوا ان کے

فرزند حضرت مولانا محمد رفیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ

کے شاگردوں میں سے تھے تقریباً ساٹھ سال درس و تدریس ارشاد و تلقین میں معروف رہے

ان کا وصال ۲ شوال ۱۳۵۵ھ ۵ دسمبر ۱۹۳۷ء میں ہوا۔

## حضرت مولانا قاضی عبدالقادر صاحب کی ولادت

ولادت باسعادت ۱۳۲۴ھ جولائی ۱۹۱۶ء میں حضرت قاضی نور الدین صاحب بن حضرت قاضی غلام محمود صاحب بن حضرت قاضی ناصر الدین صاحب بن حضرت شیخ عبداللہ صاحب بن حضرت قاضی نور احمد صاحب بن حضرت مولانا محمد اکمل صاحب رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں ہوئی۔ آپ کے اجداد میں بڑے بڑے عالم و فاضل صاحب نسبت بزرگ گذرے ہیں۔ آپ کی والدہ محترمہ حضرت عقیفہ صاحبہ زادی رحمۃ اللہ علیہا بنت حضرت مولانا قاضی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰ رمضان ۱۳۱۶ھ ان کے شاگرد فقیر غلام حسین گجراتی مرحوم فرماتے ہیں۔

۱۶

قاضی غلام محمد صاحب دسویں ماہ رمضان ۱۹۱۶ء میں تیراں سو۔ سولان ہجری کی تا کوئچ جہانوں ان کے والد بزرگوار حضرت مولانا قاضی رکن الدین۔ رکن عالم بن حضرت مولانا شیخ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہما تھے۔ ابتدائی تعلیم آپ نے مقامی حفاظ سے شروع کی۔ جن میں حضرت حافظ قائم الدین صاحب مرحوم اور دیگر اساتذہ سے پڑھتے رہے بعد حضرت مولانا قاضی عطاء محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت مولانا غلام مرتضیٰ صاحب نقشبندی میر بلوی قدس سرہ کی خدمت میں موضع علی تحصیل خوشاب فرمے آئے گھر آپ کی پھوپھی تھیں۔ وہاں ناظرہ قرآن مجید پڑھا پھر جہادریاں میں پرائمری پاس کی تقریباً ۱۹۲۵ء سے ۱۹۲۸ء تک۔ چونکہ مڈل میں آگے انگریزی پڑھانی جاتی تھی۔ اس لئے حضرت مولانا محمد رفیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان کو لوٹر مڈل سکول ڈھکوان داخل کراؤ۔ چنانچہ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷

اسی زمانہ میں ۲ شوال ۱۳۵۵ھ دسمبر ۱۹۳۷ء میں حضرت مولانا محمد رفیق صاحب قدس سرہ کا وصال ہو گیا۔ وصال سے پہلے بڑی نظر شفقت اور مہربانی سے اپنے سلسلہ نقشبندیہ وغیرہ کی اجازت خلافت سے مشرف فرمایا اور وہ خرقہ جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد کو زکوڑی شریف کے بزرگوں سے ملا تھا آپ کو عنایت فرمایا۔

اس کے بعد آپ نے ۱۳۵۷ھ ۱۹۳۹ء میں مدرسہ امینیہ دہلی میں حضرت مولانا مفتی کفایت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا خدابخش صاحب بھیروں رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا۔ دوران تعلیم آپ بیمار ہو گئے تھے۔ اسی زمانہ میں آپ حضرت مولانا محمد ایاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور ان کے کام سے متاثر ہوئے۔

تعلیم کے ساتھیوں میں حضرت مولانا قاضی محمد رضا صاحب ساکن تلی۔ حضرت مولانا محمد صاحب ساکن کوٹ کھیو ڈاکخانہ جھادریاں اور حضرت مولانا صاحبزادہ محمد اکرم صاحب ساکن لہہ حال کھیو ڈاکخانہ۔ حضرت مولانا حافظ اللہ داد صاحب ولد میاں زمان خان رحمۃ اللہ علیہما ساکن جھادریاں وغیرہ حضرات۔ دوران تعلیم مجلس احرار اسلام سے تعلق رہا تھا جو ۱۹۴۱ء تک رہا۔ اسی زمانہ میں حضرت حاجہ صوفی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن کھیو ڈاکخانہ حضرت شیخ مولانا محمد قاسم صاحب موڑھوی قدس سرہ سے منسلک ہو گئے اور انہیں کے ذریعہ حضرت باوا جی صاحب موڑھوی قدس سرہ کی خدمت میں موڑھوی شریف حاضر ہوئے۔ اول حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ عرصہ بعد حضرت باوا جی صاحب قدس سرہ موڑھوی نے خلافت سے مشرف فرمایا۔ ان کے وصال شب اتوار۔ ایک ۱۹ ذیقعد ۱۳۶۲ھ ۲۰ نومبر ۱۹۴۳ء مگر بکری کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے منسلک ہو گئے۔ بس دو ہی کام تھے ایک اوقات کی پابندی دوسرے اللہ کے راستہ میں نکلنا۔ حضرت اقدس قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ ایک دفعہ دہلی سے پشاور تک پیدل جماعت کے ہمراہ چلے لگایا تھا اور زندگی وقف کر رکھی ہے جیسے لوگ کبھی کبھی سفر پر جاتے ہیں آپ اس کے برعکس خال۔ خال گھر تشریف لاتے ہیں اور ہمیشہ سفر پر ہی رہتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب دہلوی

رحمۃ اللہ علیہ کو آپ پر بہت اعتماد تھا۔ آپ کی کارکردگی، خوش اسلوبی سے کاموں کی تربیت دینا۔ آپ کا حصہ ہے۔ حضرت الحاج قزلباشی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ امیر جماعت پاکستان تھے لیکن بڑے سے اہم کام آپ کی زیر سرپرستی میں سہرا انجام دیئے جاتے ہیں۔ مثلاً لنگر، عمارت اور دوسرے اہم کام آپ ہی کے نظام کے ماتحت ہیں۔ رمضان ۱۳۷۸ھ ۱۹۵۸ء میں حضرت اقدس رائے بریلوی قدس سرہ نے اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا اور عام مجلس میں جس میں بڑے بڑے اکابر حاضر تھے۔ حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا ہمارے قاضی صاحب پہلے قاضی تھے اب پیر بھی ہو گئے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال ۱۴ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ کے بعد حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد ذکریا صاحب دامت برکاتہم سے منسلک ہو گئے ہیں۔ اور حضرت شیخ دامت برکاتہم نے خلافت اجازت سے مشرف فرمایا ہے۔ حضرت دامت برکاتہم کو آپ پر بہت اعتماد ہے اکثر ہم سفر رہتے ہیں۔ کئی سالوں سے ہر سال حج پر حاضر حرمین الشریفین ہوتے ہیں اور حج کے تین چار ماہ بعد تک حضرت دامت برکاتہم کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں۔ بلینی کام کے ساتھ ساتھ ارشاد و تلقین کا کام بھی جاری ہے۔ حلقہ بہت وسیع ہے۔ پاکستان اور بیرون پاکستان کے لوگ فیض یاب ہو رہے ہیں۔ مثلاً سرگودھا، فیصل آباد، لاہور، گجرات، شینو پورہ، جھنگ، ملتان، بہاول پور، مظفر گڑھ، میانوالی، جہلم، راولپنڈی، کیمبل پور، سرحد، سندھ، کراچی وغیرہ وغیرہ سب جگہ حلقہ موجود ہے۔ فقط واللہ اعلم

آپ کے ہی فرزند حضرت مولانا قاضی محمود الحسن صاحب سلمہ ہیں عالم و فاضل درس و تدریس میں خوب اچھا ملکہ رکھتے ہیں اور حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم سے حرمین الشریفین کی حاضری ۱۳۹۰ھ ۱۹۷۰ء میں بیعت سے مشرف ہوئے اور تقریباً ۹۵ھ میں مجاز طریقت ہوئے۔ غالباً دوبارہ حرمین الشریفین کی حاضری کے موقع پر سلمہ

اللہ تعالیٰ

## حضرت مولانا سید نیاز احمد شاہ صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کے اجداد سے ایک بزرگ حضرت سید علی بغدادی گیلانی رحمۃ اللہ علیہ برصغیر میں تشریف لائے اور اُچ ضلع بہاول پور میں مقیم ہوئے وہاں سے ضلع جالندھر موضع کھوجہ سیدان میں سکونت پذیر ہوئے۔ انہی کی اولاد سے کوئی بزرگ نواں شہر ضلع جالندھر میں وارد ہوئے۔ حضرت مولانا سید نیاز احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی مشہور سادات کے خاندان سے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت رحمۃ علی شاہ چشتیہ سلسلہ میں مجاز تھے اور اپنے علاقہ کے مشہور معروف پیر تھے۔ والد بزرگوار نے حضرت الحاج مولانا محمد ابراہیم سلیم پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جگہاؤں حاضر کیا۔ وہاں تحصیل علوم کے بعد لدھیانہ شہر کے دوسرے مدارس میں تعلیم حاصل کی۔ سند حدیث الحاج الحافظ شیخ الاسلام حضرت سید حسین احمد صاحب دہلی قدس سرہ سے دیوبند میں حاصل کی۔ اور سیاسی طور پر جمیعتہ العلماء ہند میں شمولیت اختیار کی اور جنگ آزادی کے ایک نڈر سپاہی کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے بیعت ہوئے اور تعلیم و تربیت کے بعد اجازت سے مشرف ہوئے۔

تقسیم ملک کے بعد پاکستان تشریف لائے اور سلا نوالی ضلع سرگودھا میں قیام فرما ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں تحریک تحفظ ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتیں اٹھائیں اس کے بعد اسی سال تلبہ ضلع ملتان میں قیام پذیر ہوئے۔ وہاں جامعہ قادریہ۔ عید گاہ قادریہ اور بچپوں کا تعلیمی مدرسہ اور سکول کھولے اور ساتھ ہی ساتھ جمیعتہ علماء اسلام پاکستان میں شمولیت اختیار فرمائی اور عملی جہاد میں شامل رہے۔ آپ جمیعتہ علماء اسلام ملتان کے صدر اور کل جمیعتہ علماء اسلام پاکستان کے سیکری جنرل کی حیثیت سے کام کرتے رہے اور ساتھ ہی ساتھ تعلیم و تدریس اور ارشاد و تلقین جیسے اہم فریضے بھی ادا فرماتے رہے۔

آخر آپ نے تحریک نظام اسلامی اور نظام مصطفیٰ کے زمانہ میں بروز منگل ۲۷ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ کو وصال فرما گئے مزار مبارک تلبہ ضلع ملتان میں ہے۔ آپ کے پس ماندگان میں سید مشتاق احمد گیلانی اور سید منور احمد شاہ گیلانی ہیں۔

## حضرت قاری محمد اسحاق صاحب مدظلہ

دلات باسعادت سے مطابق ۱۲۵۱ھ میں جناب محمد اسماعیل صاحب ولد  
 احمد صاحب قوم راجپوت کے ہاں۔ تنہا میں قصبہ ہجر النوالہ کلاں تحصیل فتح آباد ضلع حصار میں  
 دینی آپ کے والد بزرگوار محلہ عالی متصل جی ٹی روڈ جالندھر کے رہنے والے تھے۔ ابتداء  
 میں گھری میں سات سال کی عمر میں اپنے چچا زاد بھائی اسلام الدین صاحب سے ناطہ  
 قرآن مجید پڑھا حفظ کلام اللہ جناب قاری محمد اسماعیل صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ موضع ڈسکہ  
 ہاسٹوں ریاست پٹیالہ کی خدمت میں رہ کر کیا۔ جناب قاری صاحب محی الاسلام عثمانی پانی پتی  
 رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے تھے۔ ابتدائی تعلیم رائے پور گجران میں۔ فارسی، فقہ، حضرت مولانا  
 مفتی فقیر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے صرف نحو منطق حضرت مولانا فضل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
 سے اور حضرت مولانا عبد العزیز صاحب رائے پوری مدظلہ سے تحصیل کرتے رہے۔ اس کے بعد  
 خیر المدارس جالندھر میں کنز الہ قائلق سے لے کر اخیر مشکوٰۃ شریف تک حضرت مولانا عبد اللہ صاحب  
 رائے پوری مدظلہ حال شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ ساہیوال سے اور حضرت مولانا خیر محمد صاحب  
 سے اور حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہما سے تحصیل کی اور حضرت مولانا عبد الرحمن  
 صاحب مدظلہ حال شیخ الحدیث تعلیم القرآن راولپنڈی فلسفہ اور منطق پڑھی اور کچھ تھوڑا سا عرصہ  
 منچن آباد ریاست بہاولپور میں حضرت مولانا محمد صالح صاحب مدظلہ چشتیانوالے سے اور حضرت  
 مولانا غلام مصطفیٰ ملتانی مدظلہ سے میر قصبی، ہدایہ اولیں، نور الایضاح، جامی، مختصر معانی وغیرہ پڑھی۔  
 ۱۹۲۱ء میں مدرسہ فتحپوری دہلی میں حاضر ہو کر دورہ میں شمولیت کی اساتذہ میں حضرت  
 مولانا سلطان محمود صاحب کٹیا شیناں رحمۃ اللہ علیہ سے ترمذی اور بخاری شریف پڑھی اور ترجمہ  
 قرآن شریف پڑھا اور حضرت مولانا محمد شریف اللہ صاحب مدظلہ حال شیخ الحدیث جامعہ مدینہ سے  
 مسلم شریف پڑھی اور حضرت مولانا اشفاق الرحمن صاحب کاندھلوی مدظلہ حال شیخ الحدیث



ٹنڈوالڈیار سے ابوداؤد شریف پڑھی اور حضرت مولانا سجاد حسین صاحب لکھنوی مدظلہ سے انسانی باہن  
ماجہ وغیرہ وغیرہ پڑھی۔ ۱۹۴۲ء میں تحصیل و تکمیل سے فراغت حاصل کی۔ ترجمہ حضرت مولانا  
خیر محمد صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھاتھا۔

دورہ کے بعد حضرت مولانا فخر الحسن صاحب مدظلہ نے مولوی فاضل میں آپکا نام لکھ دیا۔  
آپ واپس گھر آ گئے اور رائے پور گجران اپنے اساتذہ سے ملنے گئے تو حضرت مولانا خیر محمد صاحب  
رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبد اللہ صاحب رائے پوری اور حضرت مولانا عبد العزیز صاحب رائے  
پوری مدظلہ نے مشورۃ فرمایا کہ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ سے بیعت ہو جا بہت اصرار  
فرمایا حتیٰ کہ رائے پور سے آپ کے ہمراہ حضرت مولانا عبد العزیز صاحب رائے پوری مدظلہ  
کلاں پور تک تشریف لائے یہی اصرار فرماتے رہے۔ اس سے پہلے بھی سنگم میں مشکوٰۃ شریف  
کے پڑھنے کے زمانہ میں بھی اصرار فرماتے رہے۔ سنگم میں بھی حضرت مولانا عبد العزیز صاحب  
مدظلہ اصرار فرماتے رہے اور ذکر واذکار، نماز تہجد کی عملاً تربیت فرمائی اور ہر قسم کی منہیات سے  
بچنے کی تلقین فرماتے رہے۔

غرض کہ مندرجہ بالا حضرات کے بار بار اصرار کے بعد ۱۳۳۶ھ میں بیعت ہوئے اور حضرت  
اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ نے فرمایا چڑیاں پھنستی رہی ہیں باز آج ہی پھنسا  
ہے۔ ذکر نفی اثبات گیارہ تسبیح اور اسم ذات چار ہزار بار کیا کرو اور ساتھ ہی ساتھ مراقبات اور  
اشغالات فرماتے رہے۔ ۱۹۵۷ء میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ حضرت صوفی عبدالحمید خان صاحب  
رحمۃ اللہ علیہ کی کوٹھی پر تشریف فرماتے تھے تو دو آدمی بیعت کے لیے حاضر ہوئے۔ حضرت  
مولانا محمد کچی صاحب بہاولنگر مدظلہ اور دیگر دوستوں کو اٹھاکر فرمایا ان کو بیعت کر لو آپ نے معذرت  
کی کہ میں نااہل ہوں فرمایا میں بھی نااہل اور حضرت عالی رحمۃ اللہ علیہ بھی نااہل پھر کام کیسے چلے اور آپ  
سے بیعت کر دیا اب تو ماشاء اللہ کئی حضرات وابستہ ہو چکے ہیں۔ حضرت اقدس قدس سرہ کے  
وصال کے بعد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مدظلہ سرگودھوی سے وابستہ ہیں۔

آپ تحصیل علوم کے بعد آپ کے مکان کے قریب خیر المدارس کی ایک شاخ میں ۱۳۳۲ھ تک پڑھتے رہے تقسیم کے بعد لاہور پہنچے وہاں نسبت روڈ پر مسجد نور کی بنیاد ڈالی ۱۳۳۵ھ میں مدرسہ عربیہ فاروقیہ مکمل ہوا آپ کے سپرد کیا گیا ۱۳۳۶ھ تک جن وجوہ کام تے رہے۔ اس کے بعد مسجد مدنی محلہ کال گڑھ راولپنڈی میں مدرسہ تعلیم القرآن کی بنیاد ڈالی — ۱۳۳۸ھ میں حرمین شریفین حاضر ہوئے زیارت مدینہ منورہ اور حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے ۱۳۳۹ھ میں مکان گلی نمبر ۱۶ محلہ فاروق آباد متصل جامع حبیبیہ مسجد فیصل آباد میں قیام فرمایا۔

اس وقت عمر ۵۲ یا ۵۳ سال کی ہوگی۔

آج مورخہ ۳ شوال بروز سوموار یہ تمام بیان تحریر کر دیا آخر میں آپ نے اپنے دستخط تحریر فرمائے۔

### حضرت مولانا حکیم مخدوم عبدالغفور صاحب مدظلہ

آبا واجداد آپ کے آبا واجداد شیخ المشائخ حضرت شیخ قطب عالم بہاؤ الدین زکریا ملتانی قدس سرہ متونی ۶۶۶ھ سے نسبی اور روحانی نسبت رکھتے ہیں۔ ان میں سے پہلے بزرگ حضرت شیخ مخدوم برہان الدین قدس سرہ ہیں۔ جو حضرت شیخ مخدوم جن قدس سرہ کے مرید خلیفہ تھے اس علاقہ میں تشریف لائے تھے۔ ان کا سلسلہ مشائخ طریقت اس طرح پر ہے۔ حضرت شیخ مخدوم جن مرید حضرت شیخ میلون یہ مرید حضرت شیخ حسام الدین ملتانی قدس سرہم۔ یہ مرید حضرت شیخ سید شاہ عالم کے یہ مرید شیخ سید برہان الدین قطب کے یہ مرید سید نام الدین کے یہ مرید سید جلال مخدوم جہانیاں جہانگشت کے یہ مرید رکن العالم ابوالفتح کے یہ مرید حضرت شیخ صدر الدین عارف ملتانی قدس سرہم کے کئی شجروں میں حضرت شیخ حسام الدین ثانی قدس سرہ سے آگے چار اسناد گرامی درج نہیں بلکہ انہیں براہ راست حضرت شیخ صدر الدین عارف سے درج ہے۔ اس پر یہ لکھا ہے۔ بہر حال حضرت شیخ مخدوم برہان الدین قدس سرہ کا مزار موضع کھرجہ والی متصل لنگر مخدوم

لے بخاریہ والی ضلع ساہیوال

میں ہے۔ ان کے بعد ان کے فرزند حضرت شیخ مخدوم طیب قدس سرہ سجادہ نشین ہوئے  
 ہر دو حضرات کا مزار بھی موضع کھوجہ والی میں ہے ان کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت شیخ مخدوم  
 عبدالکریم صاحب قدس سرہ سجادہ نشین ہوئے۔ ان کے خلفاء میں حضرت شیخ حافظ محمد اسماعیل  
 صاحب المعروف میاں وڈا صاحب سروردی قدس سرہ حضرت مولانا مولوی تیمور لاہوری قدس سرہ  
 جیسے حضرات تھے یہ مخدوم حضرات کا مشہور و معروف خاندان ہے ان کی اولاد موضع لنگر مخدوم  
 موضع جلعہ مخدوم اور کچی گاؤں میں آباد ہے۔

اس خاندان کے چشم و چراغ حضرت مولانا صاحب مدظلہ ہیں آپ کے نہال  
 ایک مشہور و معروف بزرگ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب فرزند ارجمند حضرت مولانا مولوی فضل الدین  
 صاحب چشتی خلیفہ شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ شمس الدین صاحب چشتی سیالوی قدس سرہ کے  
 خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جو موضع چاچہ ڈاکخانہ بیرل تھانہ جھادیاں کے رہنے والے تھے  
 حضرت مولانا حکیم مخدوم عبدالغفور صاحب مدظلہ ابن جناب سلطان محمود صاحب حرم

ولادت باسعادت موضع جلعہ مخدوم ڈاکخانہ خاص تحصیل بھکوال ضلع سرگودھا میں ہوئی  
 قرآن کریم مولوی شیر عالم مرحوم سے گھری میں پڑھا۔

۱۹۲۲ء میں مدرسہ چوکی بھاگٹا نوالہ میں پرائمری وغیرہ پڑھی اس کے بعد صرف و نحو معاد  
 اصول اپنے مدرسہ تعلیم القرآن جلعہ مخدوم میں حضرت مولانا مولوی مظفر حسین صاحب سے تحصیل  
 کرتے رہے جو چکوال ضلع جلم کے رہنے والے تھے۔ اس کے بعد منطق و فلسفہ حضرت  
 مولانا مولوی ولی اللہ صاحب سے چک نمبر متصل کوٹ مومن کی خدمت میں رہ کر پڑھا۔  
 اس کے بعد حضرت مولانا صاحبزادہ قاری محمد یعقوب صاحب بن اعلیٰ حضرت محمد سراج الدین  
 صاحب قدس سرہ کی خدمت میں موضع نور خانیوالا متصل چکراہ اس رہ کر تفسیر اور فقہ  
 تکمیل ۱۹۲۵ء پھر دورہ حدیث ۱۹۲۹ء میں مدرسہ امینیہ دہلی میں حضرت مولانا مفتی کفایت  
 صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا اور ۱۹۲۵ء میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب

راپچی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے اور ذکر و اذکار بھی ساتھ ساتھ جاری رکھا اور ۱۹۳۵ء میں ذکر و اذکار کی اجازت عنایت ہوئی۔ آپ نے حکمت حضرت مولانا عبد الرسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر رہ کر موضوع بکھر بار تحصیل شاہ پور میں تکمیل کی آپ صاحب درس و تدریس، امام و خطیب مفتی ہیں علاقہ میں کافی سے زیادہ اثر رسوخ ہے۔ زمانہ حال میں ایسے حضرات سے فیض یاب ہونا غنیمت ہے ذکر و اذکار کی مجالس قائم فرماتے ہیں۔

آپ نے والا نامہ میں یہ دستخط تحریر فرمائے ہیں: الداعی مخدوم محمد عبدالغفور بن مخدوم سلطان محمود ساکن جلدہ مخدوم براستہ بھاگنا نوالہ تحصیل بھلولال ضلع سرگودھا ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ ۹ دسمبر ۱۹۷۶ء

### حضرت مولانا صاحبزادہ محمد اکرم صاحب الہی مدظلہ

آپ کے اجداد میں سلطان التارکین حضرت خواجہ فیض بخش صاحب نقشبندی چشتی نظامی قدس سرہ بہت بڑے کامل ولی اللہ گزرے ہیں، ان کا سلسلہ نسب یہ ہے: حضرت مولانا حافظ خواجہ فیض بخش بن عبدالحفیظ بن محمد اعظم بن حضرت مولانا کلیم اللہ بن اللہ داد بن نور محمد بن محمد اسکھیل بن محمد دین بن علاؤ الدین بن نصر بن صید بن عبداللہ بن خضر بن مینو بن کالا بن شیدہا بن جہین بن محمد مقیم بن واگھرا بن اللہ بانی قصبہ للہ تسمی انصاری رحمۃ اللہ علیہم۔

ولادت باسعادت حضرت شیخ مولانا خواجہ فیض بخش قدس سرہ کی ۱۲۲۰ھ میں ہوئی، خاندانی بزرگوں کے علاوہ گجرات کا ٹھیا دار کے علما و مشائخ سے تمام علوم متداولہ کی تحصیل کی سند حدیث حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی قدس سرہ سے حاصل کی، اول آپ نے حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب قصوری قدس سرہ متوفی ۱۲۷۰ھ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں خلافت پائی اس کے بعد حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان صاحب تونسوی قدس سرہ سے چشتیہ نظامی سلسلہ میں مجاز طریقت ہوئے، صاحب عبارت و ریاضت مجاہدہ اور صاحب سلسلہ بزرگ تھے۔

۱۶ ذی قعدہ ۱۲۸۲ھ اپریل ۱۸۶۶ء میں وصال فرمایا مزار مبارک اللہ میں ہے آپ کے صاحبزادے  
حضرت خواجہ حافظ ناصر الدین صاحب چشتی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۵ء) حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب  
توسوی قدس سرہ (متوفی ۱۳۱۹ھ) سے مجاز طریقت تھے ان کے فرزند حضرت مولانا خواجہ فضل حسین صاحب  
رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۹۷ھ/۱۹۳۱ء) بھی حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب قدس سرہ کے مجاز تھے۔

حضرت مولانا محمد اکرم صاحب مدظلہ مولانا خواجہ فضل حسین صاحب کے فرزند ارجمند ہیں قرآن مجید الد  
بزرگوار سے حفظ کیا۔ پھر اس وقت کی عظیم شخصیت استاذ العلماء و فضلا حضرت مولانا محمد رفیق صاحب فرزند  
ارجمند حضرت مولانا محمد خلیل صاحب بھرپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ۳۱ یا ۳۲ اپریل ۱۹۳۲ء میں حجاب دریاں  
حاضر ہو کر تمام علوم متداولہ حاصل کیے۔ حضرت مولانا قاضی عبدالقادر صاحب مدظلہ حضرت مولانا مولوی  
محمد سرور صاحب مدظلہ حضرت مولانا حافظ اللہ داد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا قاضی محمد رضا  
صاحب مدظلہ خلیفہ حضرت مولانا صاحبزادہ محمد عمر صاحب نقشبندی بیکلوی قدس سرہ وغیرہ حضرات  
آپ کے ہمدرد تھے اور انہی کے ہمراہ بھیرہ مدرسہ عزیز یہ بگویہ جامع مسجد بھیرہ میں بھی نثر تعلیم حاصل کرتے رہے  
جب حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب مدظلہ دارالعلوم عزیز یہ سے گجرات تشریف لے گئے  
تو آپ بھی دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ گجرات تشریف لے گئے۔ وہاں ان سے منطق و احکام کی کتابیں پڑھتے  
رہے اس کے بعد ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء میں مدرسہ امینیہ دہلی میں دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ داخل ہوئے۔ حضرت  
مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۶۲ھ) اور حضرت مولانا خدابخش صاحب بھیروی  
رحمۃ اللہ علیہ سے دورہ حدیث پڑھا۔ اس کے بعد دہلی سے رائے پور حاضر ہو کر قطب الاقطاب و قطب  
حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے بیعت سے مشرف ہوئے، ماہ رجب  
۱۳۶۶ھ مئی ۱۹۴۷ء میں چار ماہ حاضر رہ کر ذکر و اذکار اور منازل سلوک طے کیے اس زمانہ میں بہت بڑا قافلہ  
پنجاب سے حاضر ہوا تھا اور حضرت مولانا حافظ محمد سرور صاحب مدظلہ کوٹ کمبہ تحصیل شاہ پور حضرت مولانا  
حافظ اللہ داد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا قاضی عبدالماک صاحب برادر عزیز حضرت مولانا  
قاضی عبدالقادر صاحب مدظلہ قاضی عبدالخالق صاحب مدظلہ حضرت مولانا غلام محمد صاحب تور خانوی

مدظلہ حضرت صوفی محمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ رجناب حکیم محمد سلیمان صاحب اور دیگر حضرات ساکنان  
بھادوریاں بھی حاضر تھے رجب اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت سے مشرت فرمایا۔  
دوران تعلیم اور بھادوریاں کے قیام کے زمانہ میں سیاسی طور پر مجلس احرار سے وابستہ ہو گئے تقسیم  
ملک کے بعد جب قادیانی مسلمانوں اور پاکستان سے بغاوت کے منصوبے تیار کر رہے تھے تو تحریک ختم  
نبوت ۵۳ء میں بھڑلور حصہ لیا اور قید و بند میں رہے۔ ۲۸ء ۲۹ء میں جامع مسجد کھیڑہ کی خطابت سنبھالی  
وخط و نصیحت اصلاح و تبلیغ میں مصروف ہو گئے۔

سیاسی طور پر نظام اسلامی کی ترویج کے لیے جمعیتہ علماء اسلام سے وابستہ ہیں اور تحریک ختم نبوت  
۵۷ء کو جیل میں رہے۔ ۷۷ء کے الیکشن میں جمعیت علماء اسلام کی طرف سے قومی اسمبلی کے لیے کھڑے  
ہوئے، ۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں بھڑلور حصہ لیا اور کئی ماہ قید رہے۔ اب بھی جامع مسجد کھیڑہ  
تحصیل پنڈ دادنخاں ضلع جہلم میں خطیب ہیں۔ آپ کے دو فرزند ہیں رجناب حافظ محمد احمد صاحب اور  
صاحبزادہ محمد ارشد صاحب۔ سلمہ اللہ تعالیٰ

### حضرت مولانا صاحبزادہ محمد حسین صاحب اللہی مدظلہ

ولادت ۱۲۹ھ/۱۹۳۱ء میں حضرت مولانا خواجہ نظام الدین صاحب چشتی نظامی بن حضرت مولانا  
خواجہ قاضی حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں لکھنؤ تحصیل پنڈ دادنخاں ضلع جہلم میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم پری  
اور مڈل پاس کرنے کے بعد، ۶۷ھ مطابق ۱۹۴۷ء میں مہاگٹا نوالہ تحصیل و ضلع سرگودھا میں انٹرنس پاس  
کر کے ضلع کچہری جہلم میں ملازم ہو گئے۔ اسی دوران قطب وقت حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب  
رائے پوری قدس سرہ سے بیعت ہوئے۔ ۴۷ھ مطابق ۵۵ء میں ملازمت ترک کر کے رائے پور حاضر ہوئے  
اور منازل سلوک طے کیے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کمال مہربانی سے اجازت سے مشرت فرمایا اور اپنی تعلیم و علوم  
کی تکمیل کا حکم فرمایا وہیں رائے پوری میں حضرت مولانا عبداللہ صاحب دھرمکوٹی رحمۃ اللہ علیہ سے عربی  
ادب، فقہ اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی مدظلہ سے انشا پر داری اور حضرت مولانا انیس الرحمن

صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ سے تفسیر جلالین پڑھی۔ اس کے بعد ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۶ء میں فاضل فارک پاس کر کے محکمہ تعلیم میں ملازمت اختیار کی۔ ۵۸ء میں بی اے پاس کیا اور ۶۲ء میں پنجاب یونیورسٹی میں درجہ اول میں ایم اے پاس کیا اسی سال حضرت مولانا عبداللہ صاحب تلمیذ حضرت اقدس مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری قدس سرہ کی خدمت میں بمقام خوشاب ضلع سرگودھا حاضر ہو کر بخاری شریف تفسیر ابن کثیر مدہایہ مشکوٰۃ شریف پڑھ کر سند حدیث لی۔ ۶۵ء میں ایم اے اردو کیا اس کے بعد اپنے اسٹاڈنٹ ڈاکٹر راجہ غلام سرور صاحب کی وساطت سے کراچی یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کا کورس کیا اس کے بعد اپنے اسٹاڈنٹ ڈاکٹر غلام سرور صاحب کے قائم کردہ کالج آر لے کالس تحصیل چکوال میں بطور پرنسپل کام کرتے رہے۔

اب تالیف و تصانیف کے ساتھ ساتھ اپنے قائم کردہ مطبع میں کام کرتے ہیں، بمقام چوہان ڈھوکہ کرم خاں گجر خاں ضلع راولپنڈی میں مقیم ہیں۔

### حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب رائے پور مدظلہ

آپ ایک معزز سکھ زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ پرانے نام بلو نیر سنگھ تھا۔ موضع جٹاں ضلع سنگرور ریاست پٹیالہ کے رہنے والے۔ تعلیم فریدکوٹ میں حاصل کی۔ وہیں حضرت مولانا محمد علی صاحب نرہر شریف ریاست جے پور کی تلقین سے مسلمان ہوئے۔ ۱۹۲۳ء میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ سے بیعت ہوئے اور آنا جانا رہا۔

ماہ رمضان ۱۳۲۵ھ ۱۹۲۵ء میں رائے پور مستقل حاضری اختیار کی۔ ذکر واذکار خوب شہود سے کرتے رہے۔ ۱۳۵۶ھ ۱۳۸۰ء حزب الانصار کے نام سے ایک سیاسی تبلیغی جماعت قائم کی جس کی سرپرستی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے قبول فرمائی اور سرپرست کی حیثیت سے نام کے اعلان کی اجازت دی۔

حضرت اقدس قدس سرہ نو مسلموں سے بڑا خصوصی تعلق رکھتے تھے اور ان پر اولاد کی سی شفقت فرماتے تھے۔ ایسے ہی آپ سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ معاملہ فرماتے تھے۔ اور آپ کو خصوصیت اعتماد اور تقرب حاصل تھا۔ اور حضرت مولانا اشفاق احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ کو مدرسہ کامتوی مقرر فرمایا۔ صاحب بغرض تبلیغ آپ سے تعویذات و عملیات بھی کراتے تھے۔ آپ کے ایک فرزند صاحبزادہ حکیم محبا الرحمن

## باب سوم

### حضرت مولانا محمد میر بازرخان قادری سہارنپوری قدس سرہ

ولادت باسعادت، ۱۲ جمادی الثانی ۱۲۵۵ھ میں جناب گرامی القذہ نامدار خان راجپوت مرحوم کے  
 ہوئی۔ جناب نامدار خان موضع بھوج پور ضلع مظفرنگر کے راجپوت برادری کے فرد تھے۔ ابتدا ہی سے آپ کو  
 دین اور دیندار حضرات کی طرف رغبت تھی۔ ابتدائی تعلیم گھر ہی میں شروع کی۔ مزید تعلیم کے لئے حضرت مولانا  
 شیخ محمد فاروقی خلیفہ حضرت شیخ نور محمد چھنچھانوی قدس سرہ ہامتونی ۱۲۹۶ھ کی خدمت میں تقاضا بھون  
 حاضر ہو کر مزید تعلیم حاصل کرتے رہے۔ بعدہ جب ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ ۱۸۶۶ء کو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر علی  
 قدس سرہ متوفی ۱۳۱۴ھ کے ارشاد سے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی گئی۔ جس کے سرپرست حضرت مولانا  
 رشید احمد صاحب پشتی صابری گنگوہی قدس سرہ متوفی ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء اور حضرت حاجی عابد حسین صاحب  
 رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۳۱ھ ۱۹۱۳ء اور مہتمم حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی خلیفہ حضرت  
 مولانا شاہ عبدالغنی محدث مجددی مہاجر مدنی قدس سرہ متوفی اور صدر مدرس حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب  
 نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۳۲ھ اور حضرت مولانا محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید  
 احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور درس حدیث خود حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی  
 ۱۳۹۹ھ ۱۸۸۹ء بانی دارالعلوم دیتے تھے۔ ایسے شفیق اسنادوں اور بزرگوں کے سایہ میں تحصیل علوم میں  
 مشغول رہے اور علوم میں قابلیت و عبور کی وجہ سے کچھ اسباق پڑھانے رہے اور مدرس کی حیثیت سے  
 کام کرتے رہے۔ قریباً چار سال کے بعد ۱۳۸۲ھ تک چھوٹی بڑی کتابیں پڑھیں اور پڑھائیں۔ بعدہ مظاہر العلوم  
 سہارنپور میں حضرت مولانا محمد منظر صاحب بن شیخ لطف علی بن حافظ غلام حسن بن غلام اشرف رحمۃ اللہ علیہ  
 اور حضرت مولانا احمد علی بن لطف اللہ محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ ہامتونی ۱۳۹۵ھ جبکہ حضرت مولانا



سعادت علی خاں رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۹۳ھ منتظم حبیبہ مشایخ کے زیر سایہ تکمیل علوم کی اور حضرت مولانا محمد منظر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی غیر موجودگی میں نائب صدر مدرس اور درس حدیث دیتے تھے۔ غرض کہ آپ حافظ عالم باعمل، فارسی، صرف نحو، فقہ، حدیث و تفسیر میں بڑا عبور تھا۔ تحصیل علوم کے زمانہ میں بادرالام دیوبند کی فراغت کے بعد ۱۲۸۲ھ میں خلاصۃ الاولیاء - زبدۃ الاتقیاء و اخبار محرم اسرار حقیقت و تشریف احادیث، ہدم انوار و حدیث الحاج حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب قادری سرساوی سہارنپوری قدس متوفی ۱۳۰۳ھ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے اور درس و تدریس کے ساتھ عبادت و ریاضت، مجاہد و محاسبہ نفس، ذکر و اذکار، تصوف و سلوک سلسلہ قادریہ نقش بندہ مجددیہ میں مشغول ہو کچھ ہی عرصہ کے بعد خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ بلکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو آپ پر بہت اعتنا تھا اور خود لوگوں کو آپ کی طرف متوجہ فرماتے کہ ان سے بیعت ہو جاؤ۔ اور جب کسی کو خلافت و اجازت طریقہ عالیہ میں اجازت فرماتے تو آپ کی مہر ۱۲۸۶ھ بھی چسپاں کر داتے۔

آپ خلیفہ اول اور منتظم خانقاہ تھے اور واعظ، خطیب، مفتی اور قاضی اور مجاہد صغیر و کبیر تھے آپ یوپی - اور پنجاب کے علاقوں میں دورے کرتے جس میں ارشاد و تلقین اور دعوت الی اللہ غرض ہوتی تھی چنانچہ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب جلال آبادی ثم کرنالوی قدس سرہ تحریر فرماتے تھے کہ آپ ایک دفعہ کرنال تشریف لائے وہاں دو ماہ قیام فرمایا۔ آپ کے قدم مہمنت لزوم سے عجیب و غریب معاملات کرا منوں کا ظہور ہوا۔ گویا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک آفتاب ہدایت بزرگی اور جلال کے ساتھ افق سے طلوع ہوا۔ اور شرک و بدعات کی تاریکی اس شہر سے ختم ہوئی۔ جو درویشوں کے مدعی خلافت شرع تھے ان کے سر شرمندگی سے گریبانوں میں جا گھسے اور جو لوگ کمالات درویشی کے منکارتھے ان کے منہ پر انفقہ قحری سے کی حجت بیبہ نے طمانچہ مارے اور صد ہا لوگ گناہوں سے تائب ہوئے اور انہوں نے سنت نبویؐ پر پیرا ہونے کا پختہ عزم کر لیا۔ یہ سفر آخر ذیقعد ۱۳۹۲ھ میں فرمایا۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر اس آئینہ شریف و کلیدیہ منکم املہ یدعون الی البخرا لبح کے مصداق تھے۔ آپ کو ایک دفعہ اس لفظ سے کہ خواہش جنت کا ہر شخص مدعی ہے اور طالب دیدار الہی ہر شے ہے۔

کچھ تردد لاحق ہوا کہ دیدار الہی کی خواہش ہر شے کو ہونے کے کیا معنی ہیں اسی فکر میں استغراق ہو گیا اس میں آپ پر منکشف ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہر شے کو ہے۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا بِسَبْحٍ مَّحْمُودٍ یعنی ہر شے اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے۔

آپ نے حضرت مولانا عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو وصیت فرمائی کہ قیامت قریب ہے اور شیطان بطور امتحان تمہارے سامنے چند مسائل پیش کرے گا۔ تمہیں چاہیئے کہ ایسے مسائل سے پرہیز کریں جو اختلافی ہوں۔ اور جن پر سب آئمہ کا اتفاق ہو۔ ان کے مطابق جواب دو۔ چنانچہ وضو کے مسائل میں کہو کہ میں دہ، در، دہ پانی سے وضو کرتا ہوں اور وہ بالاتفاق پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے۔ اس میں اختلاف بہت کم ہے۔

آپ صبح کے وقت مجلس توجہ قائم فرماتے ہیں یتیم خانقاہ اور مہانوں کو اس میں حاضر ہونا ضروری تھا۔ آپ عوارف المعارف کا درس بھی دیتے تھے۔ چنانچہ حضرت کرنا لوی رحمۃ اللہ علیہ نے عوارف المعارف آپ ہی سے پڑھی تھی۔

آپ حج بیت اللہ اور زیارت حرمین الشریفین زادہما اللہ تعالیٰ... کو اس غیثم الشان قافلہ کے ساتھ حاضر ہوئے جس میں حضرت قطب الزمان مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ اور آپ کے شفیق استاد حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا حجت الاسلام محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابر شامل تھے۔ اسی میں آپ کے خلیفہ حضرت حاجی میاں محمد اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۴۷ھ بھی ساتھ تھے۔ یہ حج ۱۲۹۴ھ میں کیا تھا۔

آپ صاحب کشف و کرامات اور صاحب نصرت بزرگ تھے۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب کرنا لوی رحمۃ اللہ علیہ نے رہنمائے طریقت میں تحریر فرمایا ہے کہ آپ نے ایک دفعہ ۲۳ ذی الحجہ

۱۲۹۱ھ کی رات کو تہجد کے وقت توجہ فرمائی۔ تو مولوی محمد منیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خواب دیکھا۔ کہ میں خود اور حضرت مولانا محمد عبداللہ اور حمد اللہ خان رحمۃ اللہ علیہما اور دوسرے چند لوگوں کو آپ کی خدمت میں حاضر دیکھا۔ اور ہر ایک اپنی ہمت اور حوصلہ کے مطابق ذکر کر رہا ہے۔ اور جب صبح

یہ حضرات حاضر ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ رات تم لوگوں کو کوئی بات معلوم ہوئی۔ ہم نے تمہیں اور ی عبداللہ صاحب اور حمد اللہ خان کو خصوصیت کے ساتھ بلایا تھا۔ غرض کہ یہ آپ کا تصرف تھا جو دیکھا تھا۔ صحیح پایا۔ آپ کے کشف و کرامات بہت مشہور تھے۔

آپ کو اپنے پیر بھائی بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور درج ذیل انقاب سے یاد فرماتے تھے۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب کرنا لوی رحمۃ اللہ علیہ، تعلیمات رحیمیہ، اور رہنمائے طریقت میں تخریر فرماتے ہیں۔ منبع علوم یزدانی، واقف اسرار ربانی، رہنمائے سادکاں طریقت و حقیقت، پیشوائے عارنان حقیقت، حضرت مرشدی و مولائی، اور حضرت مولانا مولوی نور محمد صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، مصنف قاعدہ نورانی تخریر فرماتے ہیں۔ قدوة الادبیا، زبدۃ العلماء، محمدی دانسادی وغیرہ وغیرہ انقاب سے یاد فرماتے تھے۔

آپ اپنے پیر و مرشد اور مشائخ کرام اور استادوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جہاد جنگ آزادی میں برابر شریک تھے اور انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے میں کوشاں رہے۔ حضرت مولانا شاہ محمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک فتویٰ فخرۃ الابرار کے نام سے ملک دشمن اور جاسوس اور انگریز کے مہمتمو افراد کے خلاف نکالا اور جنگ آزادی کی تحریک میں شامل ہونے کے لئے ترغیب تھی اس میں بھی آپ برابر شریک تھے۔ آپ کے دستخط موجود ہیں۔ (اندیش الارصاد ص ۳۶)

آپ کو پابندی شریعت مطہرہ کا اس قدر غلبہ تھا کہ مرض وصال بلکہ عین نزاع کے وقت تک سنت اور نوافل کھڑے ہو کر پڑھتے رہے۔ آپ صبح کی نماز کے بعد کلمہ سوم تمام سو بار پڑھا کرتے تھے۔ آپ کا ہمیشہ معمول تھا اور مرتے دم تک ذکر و اذکار، عبادت و ریاضات اور تلقین ارشاد میں مشغول رہے۔ اپنے پیر و روشن ضمیر کے سچے جانشین تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے لے کر تا وصال خود، اور دوستوں اور مہمانوں کی ہر قسم کی خدمت فرماتے رہے۔

آپ نے ۹ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک اپنے پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے پاس ہے۔

**اولاد** آپ کے دو صاحبزادے تھے (۱) حضرت مولانا عبد الحمید خان رحمۃ اللہ علیہ ان کی بیوہ صاحبہ ۱۹۶۹ء تک محلہ بازداراں سہارنپور میں سکونت پذیرہ تھیں۔ ان کی ایک لڑکی بھی تھی۔

(۲) حضرت مولانا عبد الحمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے صاحبزادے تھے۔

(۳) ایک صاحبزادی تھی جن کے فرزند جناب مکرم و محترم امان اللہ خان مدظلہ، بر مکان مولوی رزاعہ خان صاحب محلہ چوک بازداراں سہارنپور میں قیام فرماتے تھے۔

خلفائے حضرات میں دروڑوں صاحبزادے شامل ہیں۔

(۱) حضرت حاجی شاہ دلی محمد صاحب عرف خلیفہ صاحب ریڑھی محی الدین پور ضلع سہارنپور متونی  
نمبر ۱۵۶ء ان کے سجادہ نشین برادر زادہ حافظ بشیر احمد صاحب ہیں۔

(۲) حضرت حاجی میاں محمد اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ متونی ۱۱ رجب ۱۳۴۶ء بوڑھی تحصیل جگادھری  
انبالہ، آج کل سجادہ نشین الحاج عبدالکریم صاحب ہیں۔

(۳) حضرت حاجی کریم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ مزار بنی پور تحصیل جگادھری، قوم کے گورہ تھے۔

(۴) حضرت حاجی صوفی اسلام الدین صاحب رہنکی شہر رننگ پنجاب ساکن مہم تحصیل گوبانہ۔

(۵) حضرت حاجی مولانا نصیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مصطفیٰ آبادی تحصیل و ضلع انبالہ۔

(۶) حضرت الحاج مولوی عبدالرحمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ، کھارون تحصیل و ضلع انبالہ،

ایس خاندان سے تھے۔

(۷) حضرت حاجی محبوب علی خان رحمۃ اللہ علیہ بھوانی ضلع حصار۔

(۸) حضرت حاجی منشی عبداللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ بوڑھی تحصیل جگادھری۔

(۹) حضرت حاجی حکیم ارجمند صاحب فرزند جناب نجیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مصطفیٰ آباد

تحصیل جگادھری۔ (۱۰) حضرت حاجی صوفی احمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہم تحصیل گوبانہ ضلع رننگ۔ وغیرہ

جیسے سیکڑوں بزرگ فیض یاب ہوئے۔ (۱۱) حضرت پیر محمد باقر علی شاہ صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ ساڈھو روی

بلاک نمبر خانیوال۔ ان جیسے بیسیوں حضرات مستفیض ہو کر خلافت سے شرف ہوئے۔

## حضرت حاجی محمد اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ بوڑیہ تحصیل جگادھری ضلع انبالہ، مغربی پنجاب کے رہنے والے انصاری قوم سے تھے۔ غالباً حافظ قرآن مجید تھے، پہلوانی کاشتق تھا، علاقہ کے نامور پہلوانوں میں سے تھے، ایک دفعہ حضرت مولانا محمد امیر باز خان بن محمد نامدار خان صاحب متوفی ۱۳۲۲ھ خلیفہ اعلیٰ حضرت الحاج شاد صاحب سہارنپوری قدس سرہ متوفی ۱۳۳۳ھ بوڑیہ تشریف لائے اور حسب معمول وعظ فرمایا۔ آپ نے بیوی صاحبہ نے آپ سے کہا کہ جاؤ تم بھی مسجد میں کیا نہیں مسجد میں جانا جائز نہیں۔ آپ نے بیوی فرمایا۔ چلم میں تمباکو ڈال میں مسجد میں جانا ہوں۔ انہوں نے تمباکو ڈالا، آپ حقہ پیتے ہوئے مسجد کی طرف چل پڑے، مسجد کے باہر بیٹھ کر حقہ پینے لگے، واعظ ہو رہا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد دعا اختتام پذیر ہوا۔

آپ فرمانے لگے، مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے روٹی نہیں کھائی بھوکے ہیں گھر جا کر بیوی سے فرمایا۔ کھانا پکا دے معلوم ہوتا ہے۔ مولوی صاحب بھوکے ہیں۔ انہوں نے کبیر پکائی اور ایک پیالہ میں ڈال کر دی، آپ کبیر کا پیالہ لے کر مسجد میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی کبیر حاضر ہے، نوش فرمائیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کبیر تناول فرمائی، آپ کی یہ ادا گھر کر گئی، بیاختہ آپ کے حق میں دعا فرمائی، آپ گھر تشریف لے گئے، رات کو اور دوست بھائی اکٹھے ہوئے، باتوں باتوں میں یہ بات چل پڑی کہ یار مولوی صاحب بہت نیک اور بزرگ معلوم ہوتے تھے۔ ایک نے کہا کہ مولوی صاحب بیعت ہو جانا چاہیے یہ طے پایا کہ صبح ہی سہارنپور جا کر بیعت ہونا صبح چاروں اکٹھے ہوئے غالباً دو، دو پیسے ملا کر دو آنے کی شکر

یہی جو تقریباً پانچ سیر کے قریب تھی کہ یہ ہدیہ پیش کریں گے۔

سہارنپور حضرت اقدس الحاج شاہ عبدالرحیم قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شکرِ ان کی خدمت کی حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے شکر کے دو حصے فرمائے، فرمایا یہ میرا حصہ ہے یہ مولوی صاحب کا اور فرمایا شکر تو میں نے تقسیم کر لی۔ اب تم مشورہ کرو دو آدمی ہم سے بت ہوں گے۔ اور دو مولوی صاحب سے، چنانچہ وہاں سے علیحدہ ہو کر گئے۔ ان میں دو ہدیہ تھے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت کے ہوتے ہوئے ہم مولوی صاحب سے بیعت کیوں ہوں۔ ہم حضرت قدس سرہ سے بیعت ہوں گے۔ حاضر ہوئے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا پورہ ہوا۔ آپ نے عرض کیا کہ حضرت یہ چودہری حضرات تو آپ سے بیعت ہوں گے۔

میں اور (حضرت منشی عبداللطیف صاحب ساکن بوڑیہ رحمۃ اللہ علیہ دونوں حضرت مولانا امیر باز خان رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہونگے۔ بوڑیہ سے سہارنپور اکیس کوس کے فاصلے پر۔ ہمیشہ پیدل سفر کر کے حاضر ہوتے تھے۔

ایک دفعہ آپ .... اعلیٰ حضرت الحاج شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہ کو دوبارہ سے تھے۔ حضرت قدس سرہ نے بہت دعائیں دیں۔ تصون و سلوک کی منزلیں طے کرنے کے بعد اجازت و لافٹ سے مشرف ہوئے، آپ ذکر و اذکار، مراقبہ و محاسبہ پر اخیر عمر مبارک تک نہایت مستعدی و رہمت سے کار بند رہے۔ اور اوآبین ہمیشہ بیس رکعت اخیر وقت تک پڑھتے تھے۔ ایک وسیع عریض جگہ مدرسہ بنا رکھا تھا۔ قرآن مجید پڑھاتے تھے۔ اور ساتھ ہی ساتھ کپڑا بننے کا کام تھا جو فروخت کر کے گذراوقات فرماتے تھے۔

ایک دفعہ اوآبین سے فارغ ہوئے ریچھا کہ ایک مسافر بیٹھا ہے اس سے کھانا دریافت فرمایا تو اس نے کہا کہ کھانا ہے۔ جب جانے لگے تو مسافر نے کہا کہ میرا کھانا آپ نہ لائیں کیوں کہ میں گوشت کے ساتھ روٹی کھاتا ہوں، فرمایا بہت اچھا، گھر گئے تو معلوم ہوا کہ گوشت نہیں پھر قصابوں کے ہاں تشریف لے گئے گوشت دریافت فرمایا لیکن کہیں سے بھی گوشت نہ ملا۔ گھر

میں ایک بکری دودھ دینے والی رکھی ہوئی تھی اسے ہی ذبح فرما کر اور گوشت پکوا کر مسافر کو کھانے پیش کیا۔ پھر اذان دی اور عشاء کی نماز ادا فرمائی، بقیہ گوشت کچھ گھر میں رکھا اور باقی خانقاہ رحیمیہ سہارنپور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر کیا۔

آپ بڑے مستجاب الدعوات تھے جس کام کے لئے ہاتھ مبارک اٹھاتے وہ ہو جاتا۔ اور کاموں کے لئے دعا سے انکار فرماتے وہ کام نہیں ہوتے۔

حضرت مولانا سید عبدالسلام شاہ صاحب مدظلہ جو آپ کی خدمت میں کافی عرصہ گزرے ہوئے ہیں، آپ کے بہت اعلیٰ اور ارفع حالات و کمالات بیان فرماتے ہیں۔ کہ آپ اور بات محسوس فرمالتے تھے۔

کشف و کرامات اور مستجاب الدعوات کے اتنے واقعات بیان فرماتے ہیں۔ کہ ایک مستفیض سینکڑوں صفحات کی کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ چھ کوس کے فاصلہ پر کسی کو گیا ہوا تھا رمضان المبارک کا ہینہ تھا۔ میں آپ کو افطاری کے لئے دودھ پیش کرتا تھا راستہ میں ایک سیکھ ملا جس نے شراب پی ہوئی تھی مجھے معلوم نہیں تھا اس نے مجھے سلام دیا۔ میں آگے بڑھ کر ہاتھ ملا لیا جلدی جلدی چھ کوس کا فاصلہ طے کر کے گھر سے دودھ لا کر مسجد پہنچا۔ آپ نے پانی سے افطاری فرما کر اذان شروع فرمادی۔ کیوں کہ میں ایک دو منٹ دیر سے اذان کے بعد دودھ پیش خدمت کیا تو فرمایا دوسرے ہاتھ سے پکڑاؤ میں نے بائیں ہاتھ سے پیش کیا تو فرمایا دائیں ہاتھ سے، پھر بائیں ہاتھ سے طلب فرمایا اسی طرح تین چار دفعہ فرمایا۔ پھر فرمایا ہی پی لے، میں سوچ میں پڑ گیا کیا بات ہوئی۔

آخر میں معلوم ہوا کہ سنگھ سے ہاتھ ملایا تھا۔ اس سے پوچھنا چاہیے۔ دوسرے دن صبح سے دریافت کیا تو اس نے کہا میں نے تو تجھ سے نہ بانی سلام پر اکتفا کیا تھا۔ تو نے خود ہی آگے کر ہاتھ ملا لیا۔ میں نے شراب پی ہوئی تھی۔

آپ زیارت حرمین الشریفین زادہما اللہ تعالیٰ تشریفہا کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

عظیم الشان قافلہ کے ہمراہ جس میں آپ کے پیروں پر شہد حضرت مولانا محمد امیر باز خانؒ اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۲۲ھ اور قطب الزمان حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۲۳ھ جیسے اکابر اولیاء اللہ اور علماء و صلحا حضرات شامل تھے۔ یہ ۱۲۹۲ھ کا واقعہ ہے۔ اس وقت مکہ معظمہ میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی تدس سرہ متوفی ۱۳۱۱ھ بھی موجود تھے۔ بہر حال آپ کے پاس مدینہ شریف حاضری کے لئے خرچ نہ تھا۔ کچھ لوگ اسی وجہ سے مکہ معظمہ سے واپس ہو رہے تھے۔ تو آپ کو بھی حضرتؒ نے فرمایا کہ اس قافلہ کے ساتھ وطن واپس چلے جا۔ مدینہ منورہ کی زیارت سے محرومی اور کم ہمتی بے چارگی اور خرچ کی وجہ سے ایک ہوک سی اٹھی رفت طاری ہوئی روزا شروع فرمایا اور بے دربی و بے چارگی سے قافلہ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ ٹھوڑی دیر کے بعد ایک اہل خیر نے ایک اشرفی حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کی کہ اپنے ساتھیوں میں جن کے پاس خرچ کم ہو اس کو غایت فرما دیجئے۔

حضرتؒ نے ایک خادم کے ذریعہ جلدی واپس بلوایا۔ اور فرمایا اے اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ کا خرچ بھیج دیا ہے۔ آپ باغ باغ ہو گئے، بیعت مسلمین ہو گئی اور مدینہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے دعوت کی آپ حسب معمول محلہ سے فارغ ہو کر مجھے ساتھ لے کر ان کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اس شخص نے کھانا پیش خدمت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ فلاں چیز کہاں سے لائے، اس نے عرض کیا کھیت سے، لا اللہ، پھر فرمایا فلاں چیز کہاں سے لائے۔ اس نے عرض کیا، فلاں سے فرمایا لا اللہ ایسا ہی سب چیزیں دریافت فرمائیں۔ اور ہر بار لا اللہ کی ضرب لگاتے رہے، آخر میں مجھ سے فرمایا لا اللہ کہاؤ، آپ نے بہت کم کھایا۔

ایک دفعہ آپ مسجد کے ملحقہ جگہ لیٹے ہوئے تھے، قاضی وکیل احمد صاحب ساکن بوڑیہ کو فرمایا کہ یہاں تین آدمیوں کے لئے جگہ ہے۔ پھر فرمایا قاضی صاحب تم تو پہاڑوں پر جا کے سو گے۔ چنانچہ قاضی صاحب ریاست نہان متصل تاجہ والا ضلع انبالہ پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ وہیں سانپ



نے کاٹا وہیں وصال ہو گیا۔ وہیں مزار ہے پھر فرمایا مولوی عبدالسلام شاہ آپ تو بڑے سیر کریں گے ملک ملک کے پانی پیئیں گے چنانچہ وہ ۱۹۴۷ء کے فساد میں پاکستان آ گئے اور چک نمبر ۶ ڈی بی کنڈیوں سے قریب بھکر روڈ پر دھونا والا پل سے دائیں مغرب کی طرف ایک میل پر قیام فرمایا۔ گویا اپنی اور ان دونوں کی آخری آرام گاہ کی طرف اشارہ تھا۔

آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند حضرت حاجی محمد ابراہیم صاحب جانشین ہو گئے، اور ان کے وصال کے بعد آپ کے پوتے حاجی عبدالکریم صاحب مدظلہ، بن حضرت حاجی محمد ابراہیم صاحب مدرسہ کے مہتمم اور خانقاہ کے سجادہ نشین ہیں۔ بوڑیہ ہی میں قیام فرما ہیں۔ آپ کا انتقال بعمر ۹۰ سال ۹ رجب ۱۳۷۶ھ میں ہوا، مزار مبارک بوڑیہ میں ہے۔

خلفاء (۱) حضرت حاجی محمد ابراہیم صاحب فرزند خود ان کے خلیفہ ان کے صاحبزادہ حضرت حاجی عبدالکریم صاحب مدظلہ اور ان کے خلیفہ حاجی محمد رفیق صاحب مدرس مدرسہ فیض الاسلام جامع مسجد قدیم دریا خان میانوالی (فردوس جامع مسجد)

حضرت قاضی وکیل احمد صاحب ساکن بوڑیہ رحمۃ اللہ علیہ مزار ریاست نہان میں ہے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حالات حضرت حاجی محمد رفیق صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا عبدالسلام شاہ صاحب ساکن بوڑیہ حال پاکستان کے ارشادات سے ماخوذ ہیں۔

### حضرت حاجی ولی محمد صاحب

آپ عابد زاہد صاحب کشف و کرامات بزرگ گزرے ہیں، حضرت مولانا محمد امیر باز خان بہاری قدس سرہ کے خاص خلفاء میں سے تھے۔ آپ کا حلقہ ارشاد و تلقین بہت وسیع تھا۔ محی الدین پورہ ریلوے تحصیل سہارنپور میں خانقاہ قائم فرمائی تھی۔ پنجاب دیوبند میں مریدین بہت ہیں۔ آپ کے

جہاد نشین آپ کے بھتیجے حضرت حافظ بشیر احمد صاحب مدظلہ، مہتمم مدرسہ اور خانقاہ ساکن ریڑھی،  
 والدین پورہ میں موجود ہیں۔ عمر مبارک حضرت حاجی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریباً سو سال تھی۔

آپ کے ایک جلیلہ حضرت مولانا عبدالسلام شاہ صاحب مدظلہ، ساکن پکلا (ڈی۔ بی) ڈاکخانہ  
 نمبر ۳ (ڈی۔ بی) خانقاہ سراجیہ سے مشرق ہنر سے پار دو میل کے فاصلہ پر متصل کنڈیاں ضلع میانوالی۔  
 نوالی بھکر روڈ پر قریباً ۹ آنے کرایہ خرچ ہوتا تھا۔ دوھونا نوالہ پل تک جو قریباً میانوالی سے ۱۵  
 میل کے فاصلہ پر ہے آج کل گیارہ آنے کرایہ ہے۔ شاید اس سے بھی کچھ بڑھ گیا ہو۔۔۔۔۔

حضرت مولانا عبدالسلام شاہ صاحب مدظلہ، بیان فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ آپ میرے غریب خانہ  
 تشریف فرما ہوئے، رات کے اٹھنے میں ہم میاں بیوی میں ضد ہو گئی۔ کہ میں پہلے اٹھ کر حضرت رحمۃ  
 اللہ علیہ کو وضو کراؤں گا۔ اور میری بیوی نے کہا کہ میں پہلے اٹھ کر وضو کے لئے پانی لاؤں گی۔  
 ہم گئے تو دیکھا کہ آپ کا وجود ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا، ہمیں سخت تشویش ہوئی۔ چنانچہ ہم دونوں  
 ساختہ۔۔۔۔۔ گر پڑے اور بے ہوشی کے عالم میں ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو دیکھا کہ صبح و سالم  
 زلیف فرما رہیں۔ فرمایا کہ تخلیہ میں اس طرح نہیں آنا چاہیئے۔ گویا فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ جیسے بلند  
 رتبہ سے گزرے ہوئے تھے۔ صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ حلقہ بہت وسیع تھا۔ یو۔ پی  
 پنجاب میں انبالہ، کرنال اور دیگر اضلاع میں کافی لوگ ملنے والے تھے۔ اپنے پیرومرشد کے مریدین  
 و خلفاء میں سے بہت گہرے تعلقات تھے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائیوں سے بھی اچھے  
 تعلقات تھے۔ اسی وجہ سے رائے پور اکثر حاضر ہوتے،

ماسٹر نجیب الدین صاحب فرماتے ہیں کہ آپ بالکل امی تھے، آپ کھیتی باڑی کرتے تھے اور اہل  
 و عورت تھے۔ ایک دفعہ حضرت مولانا محمد امیر باز خان رحمۃ اللہ علیہ گاؤں میں تشریف لائے۔ اور  
 عطا فرمایا، آپ کی طبیعت کھینچتی گئی، بیعت ہوئے سب کچھ ترک کر کے حضرت کے ہورہے۔ اور  
 منازل سلوک طے کر کے اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ کا حلقہ مریدین اور خلفاء کا بہت وسیع تھا۔  
 آپ نے بروز جمعرات ۸ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ ۲ اکتوبر ۱۹۵۸ء وصال فرمایا مزار مبارک محل الدین پورہ

ریڑھی تحصیل و ضلع سہارن پور میں ہے۔ آپ کے بعد سجادہ نشین آپ کے بھتیجے حضرت حاجی بشیر احمد صاحب ہیں۔ خلفاً بہت تھے، مندرجہ ذیل حضرات خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا سید عبدالسلام شاہ صاحب مدظلہ، فاضل دیوبند ساکن چک نمبر ۶ رڈی۔ بی۔ متصل خانقاہ سراجیہ کنڈیاں ضلع میانوالی۔

۲۔ حضرت حافظ بشیر احمد صاحب سجادہ نشین محی الدین پورہ تحصیل و ضلع سہارن پور۔

۳۔ حضرت حاجی محمد ادریس صاحب پانی پتی مدظلہ، محلہ نیائی والا چوک شہر گوجرانوالہ۔

۴۔ حضرت حاجی قاری محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ مغل پور ضلع سہارن پور کے رہنے والے تھے۔ ۱۹۴۷ء میں سرگودھا میں قیام فرما ہوئے وہیں انتقال ہو گیا ہے۔

۵۔ حضرت ماسٹر منشی حاجی عبدالمجید صاحب شاہ آبادی، محلہ رام تلانی سیالکوٹ شہر۔

۶۔ حاجی محمد ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ مزار مبارک بوڑھیہ میں ہے۔

## حضرت مولانا نصیر الدین صاحب قادری مصطفیٰ آبادی قدس سرہ

ولادت باسعادت جناب سید الدین بن میان سٹھن صاحب برادر عزیز حضرت مولانا فتح محمد صاحب

آبادی کے ہاں ہوئی۔ مصطفیٰ آباد تحصیل جگادھری ضلع انبالہ مشرقی پنجاب میں واقع ہے۔ ابتدائی تعلیم گھر ہی میں ہوئی۔ کیوں کہ آپ کا خاندان علم و فضل کا گھرانہ تھا۔ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ مولوی فاضل اور منشی فاضل بھی کیا تھا۔

آپ کا خاندان تقریباً سارے کا سارا شیخ المشائخ الحاج حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب سہارن پور

قادری نقش بندی مجددی قدس سرہ سے وابستہ تھا جیسا کہ اگلے اوراق میں ذکر کیا گیا۔ آپ کے

جد امجد حضرت مولانا فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کے اکابر خاندانی سے

آپ نے جد امجد کے پیر بھائی اور سب سے پہلے خلیفہ حضرت مولانا محمد امیر باز خان قدس سرہ سے

بیعت کی اور تصوف و سلوک کے اسباق اور منازل طے کر کے اجازت اور خلافت سے مشرف ہوئے۔

صاحب منبع شریعت و حقیقت و طریقت صاحب عبادت و ریاضت اور مجاہدہ بزرگ تھے۔ پیر

نوٹ:- جناب حاجی ماسٹر نجیب الدین صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی مصطفیٰ آبادی مدظلہ، مذکور ساکن چک نمبر ۱۲

اور متقی و پرہیزگار تھے۔

اسلامیہ ہائی سکول بیرون شیرالوالہ دروازہ متصل مسجد حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۸ رمضان ۱۳۸۱ھ کافی عرصہ پڑھانے رہے۔ فارسی بہت اچھی پڑھاتے، فارسی کے سبب اور ماہر تھے۔ آپ کے تلامذہ اور مریدین کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ آپ کے تلامذہ اور مریدین جناب مہتراج صاحب آرائیں اکبری منڈی لاہور میں مشہور شخصیت تھی۔ آپ کے چچا کے فرزند حکیم محمد ارجمند صاحب رحمۃ اللہ علیہ بن جناب نجیب اللہ صاحب بن میان تھے صاحب مرحوم و مغفور حضرت مولانا محمد امیر باز خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو کر منازل سلوک مکمل طور پر طے کر کے اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔

## حضرت حاجی محبوب خان صاحب قادری مدظلہ

ولادت باسعادت جناب بھولے خان عرف بھلن خان صاحب مرحوم کے ہاں دہلی میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار بھلن خان مرحوم ریاست بیکانیر سے دہلی تشریف لائے۔ خاندانی لحاظ سے آپ پٹھان غوری تھے۔ دہلی میں پہلے کچھ پارے قرآن مجید حفظ کئے۔ کسی نے پارا کھلا دیا تھا۔ بیمار ہو گئے بقایا قرآن پاک ناظرہ پڑھا، اور دینی تعلیم حاصل کی۔ دینیات کی قریباً تمام کتابیں پڑھیں کچھ عرصہ آپ نازول چلے گئے۔ والد صاحب کی حیات میں خاندان والوں کے پاس سکے بعد بھوانی ضلع حصار پنجاب میں وارد ہوئے اور مستقل قیام فرمایا۔ اور زمین خرید کر اپنے مکانات بنائے۔

حضرت صوفی اسلام الدین مہدی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت مولانا الحاج محمد امیر باز خان سہارنپوری قدس سرہ متوفی ۱۳۲۲ھ کی توجہ اور ان کی کوشش سے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے، سہارنپور میں وہاں کچھ عرصہ حاضر رہ کر ذکر و کار میں مشغول رہے اور بڑی ہمت اور پابندی سے مصروف رہے۔ کچھ عرصہ کے بعد وطن واپس آ گئے۔ اس کے بعد آپ کالج کا ارادہ ہوا۔ آپ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ کو بھی ہمراہ لیا۔

زیارت حرمین الشریفین تشریف لیا اللہ تعالیٰ زاد شرفیہا سے مشرف ہوئے۔ اجازت و خلافت سے



مال ثواب فرماتے اور حلقہ ذکر ہوتا اور ارشاد و تلقین فرماتے اور ہر سال بلاناغہ سہارنپور حاضر ہوتے  
کے پیرو مشد رحمتہ اللہ علیہ کئی دفعہ آپ کے ہاں تشریف لاتے اور ان کے صاحبزادہ حضرت مولانا مری  
بذالحمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی ہمراہ ہوتے۔ بیشک میں قیام فرما ہوتے اور ارشاد و تلقین کا سلسلہ جاری  
رہتا، دو، دو مہینہ تک بٹھرتے تھے

آپ صاحب کشف و کرامات اور صاحب تصرف بزرگ تھے۔ جذب اور وجد طبعیت میں نمایاں تھا۔  
ب دفعہ جامع مسجد بیوپاریاں میں واعظ ہو رہا تھا۔ آپ کو وجد آگیا اور بے خود ہو گئے گریے اور  
تھک کا پونچا ٹوٹ گیا تھا۔ عشق الہی اور محبت و عشق حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر وقت سرشار رہتے تھے۔  
پانے جمادی الاول ۱۳۳۹ھ مارچ ۱۹۱۸ء میں دھال فریا مزار مبارک بھوانی ضلع حصار میں ہے

**ولاد** | تین صاحبزادے ہوئے۔ (۱) حضرت حاجی محفوظ خان صاحب، مدظلہ، نے دو، چار پارے  
نظر کئے تھے۔ باقی ناظرہ قرآن مجید پڑھا ہے اور ضروری دینی تعلیم بھی حاصل کی۔ اپنے والد ماجد سے  
بت ہوئے، ذکر و اذکار و اشغال سلسلہ عالیہ قادریہ مجددیہ میں مشغول رہے اور دستار بندی ہوئی  
کی تقسیم کے بعد پاکستان میں قیام فرمایا غلہ منڈی دکان نمبر ۱۱۱ خانوال ضلع ملتان جامع مسجد غلہ منڈی  
مدرسہ سراج العلوم کے ناظم ہیں، جس کی بنیاد حضرت مولانا مافظ الحدیث محمد عبداللہ صاحب در خواستی  
نظر کئے تھے ہے حفظ و ناظرہ قرآن مجید کا اہتمام ہے۔ طالب علموں کے لئے کھانا، کپڑا صابن کا نظام ہے  
بین دار اور دین پسند ہیں۔ سیاسیات میں جمعیت العلماء اسلام سے وابستہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ تادیر سلامت  
اکرامت رکھے اس وقت عمر تقریباً ساٹھ سال کے قریب ہے۔ (۲) جناب محمد عمر خان صاحب زید مجدکم اے،

سی لائین کراچی میں مقیم ہیں۔ ان کے فرزند وہاں لازم ہیں۔ (۳) جناب محمد صدیق صاحب کورنگی نمبر ۶ کراچی میں  
مقیم ہیں ان کے فرزند جناب محمد یوسف صاحب محمد یامین صاحب وغیرہ کئی لڑکے ہیں۔

از خلفاء حضرت حاجی ولی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن سیرٹھی محی الدین پور

(۴) حضرت مولانا غفلت قسیم صاحب سہارنپوری مدظلہ حال ساکن نیک خیل ڈاکٹرانہ  
کمپل تحصیل منگورہ سوات (۵) میلاہ جی چنی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ منگورہ

لے لے لے لے حضرت حاجی محفوظ خان صاحب مدظلہ شہید ہیں، اللہ بلند ساڈا عروزی

۱۱ حضرت حاجی شمس الدین صاحب بھوانی رحمۃ اللہ علیہ ان کا وصال ۱۳۸۷ھ ۱۹۶۷ء یا ۱۳۸۶ھ ۱۹۶۶ء میں ہوا۔ مزار ملتان میں ہے ان کے فرزند جناب صوفی امام الدین صاحب مسجد اندرون بوہڑ دروازہ ملتان میں ہیں۔

(۲) حضرت حاجی صوفی عبد المجید صاحب ریواڑی والے رحمۃ اللہ علیہ بہت کالمین میں سے تھے صاحب سلسلہ تھے اور ایک منظوم شجرہ سلسلہ عالیہ قادریہ مجددیہ تصنیف فرما کر طبع کرایا ہے اپنے پیرو مرشد کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں اے غوث ہیں زمانے کے لاریب فیہ

حضرت حاجی محبوب کامل نیک طینت با صفا

ان کے فرزند شجاع آباد میں حلوائی کی دکان کرتے ہیں۔ اور ایک لائل پور میں ہے۔  
(۳) حضرت حاجی حافظ امام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھوانی والے تقسیم کے بعد حیدر آباد  
سندھ میں مقیم ہوئے، وہیں انتقال ہوا۔ ان کے ایک فرزند میٹھائی کی دکان ایک بلاک منظم  
منڈی کے دروازہ خانبہاں میں ہے اور ایک فرزند ملتان میں ہے۔

(۴) حضرت صوفی معزالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مستری تھے۔ بھوانی کے رہنے والے تھے۔ وہیں انتقال ہوا اور وہیں پر مزار مبارک ہے۔

(۵) حضرت حکیم کبیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھوانی والے ان کا انتقال ملتان ہوا، وہیں مزار ہے اور وہیں پیراؤلا دے۔

(۶) حضرت حاجی خلیفہ رحیم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ ریواڑی والے ضلع، گورکھ پور

ان کے علاوہ حلقہ مریدین بہت وسیع تھا۔ تحصیل ریواڑی شہر میں بہت مریدین تھے۔ وہاں ناجانا بہت تھا۔ رشتہ داریاں بھی تھیں۔ ایک صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ موضع سیٹو تحصیل ریواڑی کے رہنے والے تھے، ان سے چلے اور مجاہدے بہت کرائے تھے۔ انہوں نے تمام زمین اور جائیداد بھائیوں میں تقسیم کر کے اپنے مرشد کی خدمت میں بھوانی میں قیام پذیر ہوئے۔ وہیں انتقال ہوا ان کے علاوہ جناب شیخ عبدالغفور صاحب مرحوم اور حاجی محمد نذیر صاحب مدظلہ، ان کے بھائی جناب امیر الدین صاحب زید مجدکم مقامان میں کبوتر منڈی میں کریانہ کی دکان کرتے ہیں۔ اللہ الشد کرنے والے حاجی نمازی ہیں اور ذاکر شاغل ہیں۔

حضرت حاجی صوفی خلیفہ رحیم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ

والد ماجد کا اسم گرامی جناب میاں امن تھا۔ قوم شیخ سے تعلق رکھتے تھے۔ جو ریواڑی میں بہت بڑا خاندان متوطن تھا۔ اچھے خاصے کاروباری تھے۔ آپ کے والد ماجد اور خود بھینسوں کی تجارت اور پالنے کا کاروبار فرماتے تھے، بالکل ان پڑھ تھے، لیکن بہت ذہین تھے، یاد بہت اچھی تھی، جو بات ایک دفعہ سن لیتے وہ یاد ہو جاتی۔ تھیں۔

حضرت حاجی محبوب خان رحمۃ اللہ علیہ کے ریواڑی میں رشتہ داریاں اور حلقہ مریدین بہت تھا۔ اکثر آنا جانا ہوتا ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے، بیعت سے مشرف ہو کر تمام زندگی معمولات کی پابندی فرماتے رہے۔ استعداد بہت قوی تھی، اللہ تعالیٰ نے نسبت باطنی سے مشرف فرمایا۔ اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے،

سینکڑوں لوگ حلقہ ارادت میں داخل ہوئے، اور قریباً اسی پچاسی سال کی عمر میں وصال ہوا۔ تقسیم کے بعد شجاع آباد ضلع ملتان میں قیام فرمایا، وہیں وصال ہوا، اور شجاع آباد میں مزار مبارک ہے۔



اولاد | (۱) جناب احمد صاحب - (۲) محمد اسحق صاحب (۳) جناب محمد اسماعیل صاحب زید  
کاروبار میں مصروف رہتے ہیں۔ شجاع آباد وارڈ نمبر ۳ میں قیام پذیر ہیں۔

## حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب کھارون

آپ خاندانی طور پر اراچی قوم سے تعلق رکھتے، کھارون تحصیل جگادھری کے رہنے والے تھے، آپ عالم باعمل تھے، حضرت مولانا محمد امیر باز خان قدس سرہ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو کر تصوف و سلوک کے منازل طے فرمائے۔

صاحب نسبت قوی کے مالک تھے، ہمہ وقت عبادت و ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول تھے اور ذکر و اذکار تصوف و سلوک کے منازل طے کرنے کے بعد حضرت مولانا محمد امیر باز خان سہارنپوری قدس سرہ نے سلسلہ عالیہ، قادریہ، نقشبندیہ، مجاہدینہ، میں اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔  
آپ کھارون تحصیل جگادھری ضلع اربالہ سے سرساوا منتقل ہو گئے۔ جو تحصیل و ضلع سہارنپور میں واقع ہے۔ اور سہارن پور سے جو اربالہ کو لائن جاتی ہے اس پر چھوٹا سا اسٹیشن سرساوا آتا ہے۔ وہاں مسجد کے امام تھے۔ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے،

نہایت ہی بے طمع اور بے نفس، گوشہ نشین، تنہائی پسند بزرگ تھے، چوبیس گھنٹے مسجد میں رہتا اور اللہ اللہ کرنا آپ کا کام تھا۔ باہر پھرتے پھرتے بھی کم تھے، صرف حوائج ضروری کے لئے کسی وقت چلے جاتے ورنہ اکثر اوقات مسجد ہی میں رہتے تھے۔

آپ کے ایک مرید جناب حاجی ماسٹر نجیب الدین صاحب بی۔ اے، بی۔ ٹی چک ۱۲ تحصیل و ضلع سرگودھا میں رہتے ہیں۔ حضرت مولانا فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان میں انہیں کے ارشاد کے مطابق آپ نے سرساوا میں تقریباً ۱۹۳۶ء یا ۱۹۳۷ء میں وصال فرمایا۔  
مزار مبارک سرساوا تحصیل و ضلع سہارنپور میں ہے۔

لے اراچی۔ لے مکتوب جناب حاجی ماسٹر نجیب الدین صاحب مصطفیٰ آبادی۔

## حضرت شیخ المشائخ مولانا محمد عبد اللہ صاحب جلال آبادی رحمہ

### کرنا لوی قدس سرہ

دلاوت باسعادت مولانا بخش صاحب اراچی (ارامی) مرحوم کے ہاں محلہ برج جلال آباد ضلع مظفرنگر  
 یو۔ پی میں ہوئی۔ گویا آپ کا آبائی وطن جلال آباد ضلع مظفرنگر (یو۔ پی) ہے وہاں سے سہارنپور پچیس  
 میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ درمیانی سفر ہے۔ سواری کا سفر ریل سے زیادہ ہے اور یو بند دس کوس کے  
 فاصلہ پر ہے۔ اور کرنا ل تقریباً کم و بیش تیس کوس پر ہے۔ اور راستہ میں گنگوہ بھی پڑتا ہے اور کرنا ل  
 اور مظفرنگر کے حدود ملے ہوئے ہیں۔ غرض کہ آپ کا وطن یہی جلال آباد تھا نہ بھون تھا۔

آپ نے حفظ کلام اللہ بابتورید حفظ کیا۔ اور ابتدائی .....  
 تعلیم کافیہ تک حضرت مولانا فتح محمد صاحب جلال آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے صل کی جو ایک بان خدا اور متشرع  
 عالم اور مشہور بزرگ تھے۔ آپ متوسط کتابوں میں حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب، تھانوی قدس سرہ  
 کے ساتھی اور ہم سبق رہے۔ اور علوم منطق و فلسفہ مراد آباد میں اس فن کے متبحر علماء سے حاصل فرمایا۔  
 ۱۲۸۳ھ تا ۱۲۸۵ھ دارالعلوم دیوبند میں حاضر رہ کر مزید تعلیم حاصل فرمائی۔ اس زمانہ میں حضرت مولانا  
 محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید احمد اور حضرت مولانا محمد فاضل صاحب پھیلتی .....  
 اور حضرت مولانا محمد محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ حضرات کی خدمت میں نحو،  
 ادب، منطق، کلام، اصول، فقہ، حدیث کی بہت سی کتابوں کی تکمیل فرمائی۔

اس زمانہ میں حضرت شیخ مولانا محمد امیر باز خان صاحب سہارنپوری قدس سرہ اس مبارک مرکز  
 علوم دینیہ میں تعلیم حاصل فرماتے تھے۔ اور دیتے تھے اس کے بعد سہارنپور تشریف لائے۔ اور حضرت  
 مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۹۴ھ سے سند حدیث حاصل فرمائی اور پھر دہلی میں  
 حضرت مولانا قطب الدین دہلی والے رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ۱۲۸۶ھ میں بعض کتب احادیث پڑھ کر سند  
 حاصل فرمائی۔ نیز سند مصافحہ بھی حضرت مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ کیرٹ سے عطا ہوئی، علم طب وراں

قیام دہلی میں حکیم ہشام الدین صاحب عرف حکیم منجھلے صاحب مرحوم سے پڑھی۔ جو اس زمانے کے قابل اطباء میں شہرہ رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس فن میں بھی اعلیٰ قابلیت اور خدافت تامہ عطا فرمائی تھی۔ دیوبند اور سہارنپور کے رہنے والے۔ ان قیام حضرت شیخ مولانا محمد امیر باز خان رحمۃ اللہ علیہ سے اچھے تعلقات رہ چکے تھے اور روابط و اتحاد پہلے سے موجود تھا۔ اور انہی کے ساتھ خلاصہ اولیاء زبدۃ القیاء اختیار محرم اسرار احیاء، ہمدانوار حضرت شیخ المشائخ شاہ عبدالرحیم سہارنپور قدس سرہ کی مجلس مبارک میں حاضری کا اتفاق ہوتا رہتا تھا۔ اور حضرت مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے ہی آپ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت سے مشرف ہوئے۔

ساتویں ذی الحجہ ۱۲۹۱ھ میں بروز شنبہ (ہفتہ) اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تعلیم فرمودہ معمولات پر عمل شروع کر دیا۔ یہ دور آپ کے عنوان شباب کا تھا اور اکثر اوقات حاضر خدمت رہ کر عبادت و مجاہدات و ریاضت میں معروف رہے حضرت نے بھی خاص توجہ سے آپ کی تربیت فرمائی اور اکثر آپ کو لفظ فرزند سے یاد فرماتے تھے۔ بہت تھوڑے عرصہ میں آپ نے تمام مسائل سلوک طے فرمائے جس کی تفصیل آپ نے تاریخ وار تحریر فرمائی ہے جو رہنمائے طریقت کے نام مبارک سے حضرت شیخ مولانا طفیل احمد ظلمہ، العالی اور محترم صوفی نظام الدین صاحب مدظلہ، نے کراچی میں طبع کرائی ہے۔ غرض کہ اول آپ کو حضرت شیخ مولانا محمد امیر باز خان رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲۹۲ھ کو اجازت فرمائی، بعدہ، محرم الحرام ۱۲۹۳ھ کو حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا لیکن سند تحریر ۲۸ شوال ۱۲۹۳ھ کو عنایت فرمائی جس پر دونوں حضرات رحمۃ اللہ علیہما کی مہربان چسپاں ہیں۔

آپ کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مدرس بنا کر شہر کرناں بھیجا تھا اور کچھ عرصہ بعد قصبہ سیہوڑ ضلع بھوپال میں ۱۲۹۹ھ میں بسلسلہ تدریس مقیم رہے۔ اس کے بعد پھر وہاں سے کرناں واپس ہوئے۔ اور معاش کے لئے تدریس کی لائن چھوڑ کر تجارت اور مطب شروع فرمایا اور سلسلہ تدریس اور دغدغہ تذکرہ وارثانہ ہر زمانہ میں جاری رہا مگر ان امور سے سلسلہ معاش ختم فرمایا۔ گویا آپ قطب کرناں مقرر ہو کر محلہ خان شہید میں مقیم ہوئے۔

اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد سے ہی وطن ثانی قرار فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اکابر مقتد میں بزرگوں کی نسبت سے سرفراز فرمایا تھا۔ تربیت سالکیں میں آپ کو خاص ملکہ تھا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال ۱۲۰۳ھ کے بعد آپ کو ایک مخصوص عظیم الشان اویسی نسبت سے مشرف فرمایا گیا۔ وہ یہ کہ آپ ۱۲۰۴ھ پانی پت حضرت شیخ شمس الدین پانی پتی قدس سرہ کے مزار مقدس سے سلسلہ چشتیہ صابریہ کی نسبت عطا ہوئی اور جب آپ ۱۲۱۳ھ کو حرمین الشریفین حاضر ہوئے تو حضرت حاجی صاحب (حاجی امداد اللہ مہاجر کی قدس سرہ) سے سند اجازت و کلاہ اس مبارک سلسلہ چشتیہ صابریہ کی عطا ہوئی۔

اور حضرت قاری محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حال آباد سے قصیدہ بردہ کی اجازت مع سند عنایت ہوئی اور اس کے بعد آپ نے اس کی باقاعدہ ریاضت کے ساتھ زکوٰۃ دی اور عامل ہوئے اور نسبت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نوازے گئے اور سلسلہ چشتیہ صابریہ کے علاوہ چشتیہ نظامیہ اور سلسلہ نقشبندیہ قادریہ، سہروردیہ، قلندریہ، مدار پیہ وغیرہ سے بھی حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی قدس سرہ سے مشرف فرمائے گئے۔ آپ بہت زبردست جتید عالم تھے مگر تصوف کا غلبہ تھا اور مزاج شریف میں اخفائے حال بدرجہ کمال تھا۔ بظاہر مطب اور عطار خانہ کھول رکھا تھا اور تجارت کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا اور ناجہ معلوم ہوتے تھے۔ اور اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت عطا فرمائی تھی کہ آپ کی اولاد امجاد میں بھی یہ سلسلہ تجارت جاری ہے۔ آپ کو ہم عصر بزرگ ان القاب سے یاد فرماتے ہیں۔ قدوة العلماء زبدة الحكماء شمس العارفین۔

آپ کے مریدین و متوسلین و متبیین کی تعداد ہند اور بیرون ہند اور پاکستان میں ہزاروں کی ہے۔ آپ کے مواعظ پر تائید ہوتے تھے۔ بسا اوقات پورے کے پورے مجمع کو وجد طاری ہو جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقام رفیع اور مرتبہ بلند عطا فرمایا تھا۔ آپ ان بزرگ ہستیوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے نعمائے باطنی سے نوازا ہے۔ اور صاحب شریعت اور عامل سنت اور عبادت و ریاضت اور صاحب کشف و کرامات اور تفطرات تھے آپ کو خادمہ نے زندگی کے آخری ایام میں عرض کیا کہ آپ فرض نماز بیٹھ کر ادا فرما لیں تو آپ نے رو کر فرمایا کہ ہمارے حضرت شیخ مولانا محمد امیر باز خان قدس سرہ تو سنت اور نوافل کھڑے

ہو کر پڑھتے تھے، غرض کہ آپ کے وجود مبارک صحیح تصوف جو شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہے ثابت ہوتا ہے یہ مختصر حالات آپ کے تعارفی طور پر عرض کئے اور برکت کے لئے آپ نے بروز یک شنبہ (اتوار) ۲۱ شوال ۱۳۴۳ھ ۵ مئی ۱۹۲۴ء کو وصال فرمایا، مزار شریف شہر کرنال مشرقی پنجاب (بھارت) میں واقع ہے۔

**آپ کی اولاد**  
۱۔ جناب حکیم ظہور الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سب سے بڑے صاحبزادے ہیں۔ ولادت ۱۲۹۰ھ میں ہوئی۔ آپ نے ضروری تعلیم اور طب والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور بذریعہ مطب خدمتِ خلق اللہ میں مشغول رہے۔ والد ماجد کے بعد ۱۳۵۵ھ، ۱۹۳۶ء میں انتقال فرمایا، عمر آپ کی ۶۵ سال ہوئی ان کے پانچ صاحبزادے ہوئے۔

۱۔ جناب حکیم محمد مظفر حسن صاحب۔ انکے فرزند حافظ افتخار احمد ماکن ملتان  
۲۔ جناب حکیم راغب حسن صاحب۔ ان کے فرزند عادل حسن صاحب زید محمد انکم ٹیکس  
۳۔ جناب حکیم محمد محمود حسن صاحب مظہر باقی دوفت ہو گئے تھے انکے فرزند ڈاکٹر فضل الہی  
۴۔ اظہار الدین صاحب جو صغریٰ میں فوت ہو گئے۔ د حکیم ظہور الحسن صاحب مظہر باقی  
۵۔ جناب مولوی مرغوب احمد صاحب بن کاجوانی میں انتقال ہوا، صرف ۲۶ سال عمر ہوئی  
ان کے صاحبزادے جناب مولوی مقصود احمد صاحب مرحوم تھے۔ دو صاحبزادیاں موجود ہیں۔ حکیم  
ظہور الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحبزادیاں ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تین صاحبزادیاں بقید حیات ہیں۔  
آپ نے مندرجہ ذیل کتابیں تصنیف فرمائیں۔

۱۔ تعلیمات رحیمیہ جو سلوک طریقہ قادریہ مجددیہ میں ہے جس کی تائید میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ  
تمام خلفاء حضرات کی تحریرات اور تقریضات ہیں۔

۲۔ قطرات :- جو حضرت شیخ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ  
ہمعات کا ترجمہ ہے۔

۳۔ النعم الکامل ہے جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ تراویح میں ہر سورت سے پہلے بسم اللہ کا

کا پڑھنا ضروری نہیں ہے۔

۴۔ التوحید ہے۔ جو توحید وجودی اور توحید شہودی پر تحریر فرمائی ہے۔

غرض کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا وجود شریف علوم و ظاہری و باطنی میں کامل و اکمل تھا۔ آپ کے خلفاء حضرات کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ مندرجہ ذیل بزرگ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱۔ حضرت شیخ مولانا مولانا بخش صاحب شاہ آبادی قدس سرہ۔

۲۔ حضرت شیخ مولانا مولوی حمزہ میر صدیقی قدس سرہ۔

۳۔ حضرت شیخ مولانا شاہ غلام محی الدین صاحب شاہ آبادی قدس سرہ۔

۴۔ حضرت شیخ مولانا شاہ رکن الدین کرناٹوی قدس سرہ۔

۵۔ حضرت شیخ مولانا شاہ رکن الدین شاہ ساڈھو روئی قدس سرہ۔

۶۔ حضرت حاجی مولانا پیر جی مراتب علی شاہ کبھلی ساڈھو روئی قدس سرہ۔

۷۔ حضرت حاجی مولانا حافظ ابو علی صاحب الملقب بہ خوشبو علی قدس سرہ۔

۸۔ حضرت مولانا ریاض احمد صاحب مدظلہ،

۹۔ حضرت مولانا طفیل احمد صاحب دیوبندی مدظلہ،

### حضرت شیخ عُمۃ الاصفیاء حاجی مولانا بخش صاحب قدس سرہ

آپ کا اصل وطن شاہ آباد ضلع کرنال مشرقی پنجاب (بھارت) ہے۔ ابتدائی عمر سے جاذبہ حقیقت آپ کے قلب میں موجزن تھا۔ بہت سے بزرگوں کی صحبت و زیارت کا اس سلسلہ میں آپ کو شرف حاصل ہوا۔ اول آپ حضرت شیخ شاہ ماریہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ جو وہیں شاہ آباد میں قیام فرماتے تھے ان کی خدمت اندس بن مافر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ یہ ایک کبیر السن بزرگ تھے۔ حضرت خواجہ محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے فیلسف تھے۔ حضرت خواجہ موصوف رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ شاہ ابوسعید نقشبندی مجددی دہلوی کے اجلہ خلفاء۔ ان سے تھے انہوں نے حضرت حاجی رحمۃ اللہ علیہ کو پڑھے الطاف و توجہات سے مستفید

فرمایا۔ لیکن بکمل باطن حق تعالیٰ نے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی سے وابستہ فرما رکھی تھی اس لئے حضرت شاہ مادھو رحمۃ اللہ علیہ <sup>علیہ</sup> نے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف راہری فرمائی۔ اور اس لئے برسوں تک آپ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی جستجو میں سرگرداں رہے۔ بالآخر قدرت کی دست گیری سے آپ اس چشمہ فیوض پر پہنچے اور خوب سیلاب ہوئے۔ حاضر خدمت ہوئے اور بیعت سے مشرف ہو کر ذکر واذکار اور مجاہدات میں مشغول ہو گئے۔ اور عمر مبارک کا ایک بڑا حصہ حضرت کی خدمت مبارک میں حاضر رہے اور اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ لیکن تاحیات حضرت رحمۃ اللہ علیہ حاضر رہے۔ اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد جانشین ہوئے اور مستقلاً کرنال ہی کو وطن بنا لیا۔ اور آسانہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر رہے۔

آپ صاحب اسرار، خلفاء میں سے تھے، اور نادرا الوجود مقبولین حضرات میں سے تھے فی زمانہ اس پانیہ کے بزرگ شاذ و نادر ہی ملتے ہیں۔ تجرید و تفرید کا آپ پر غلبہ تھا۔ اسی وجہ سے آپ نے نکاح نہیں فرمایا۔ آپ کا وجود حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت و کرامت کی بہت بڑی دلیل تھی۔ استقامت کا یہ حال تھا کہ جب عمر مبارک سو سال سے بھی تجاوز کر چکی تھی، پھر اس پر امراض کا غلبہ بھی رہتا تھا۔ نماز بیٹھ کر ادا فرماتے تھے۔ اور معمولات کی ادائیگی میں کبھی بال بھر تفاوت نہیں آنے دیا۔ دو بجے رات سے نوافل و ذکر واذکار شروع فرماتے اور دن کے آٹھ نو بجے فارغ ہوتے۔ اس کے بعد آرام فرمایا کرتے تھے۔ یہ معمولات آخر دم تک قائم رہے۔ یہاں تک کہ بروز وفات جب تمام معمولات سے فارغ ہو چکے تو واصل بحق ہوئے۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ کا وجود مجسم درویشی تھا۔ آپ نے بروز سوموار صبح آٹھ بجے ۳ ارجحادی الآخر ۱۳۵۸ھ ۳۱ جولائی ۱۹۳۶ء کو وصال فرمایا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مرقد مبارک کے قریب پائتیں کی جانب سپرد خاک فرمائے گئے۔ آپ کے متوسلین اور خادمین ہزاروں کی تعداد میں ہیں جن میں مندرجہ ذیل حضرات کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا مولوی طفیل احمد صاحب دیوبندی مدظلہ، حال ساکن بستی مواچھہ (مجاہدانہ)

۲۔ حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ، محلہ ابوالبرکات دیوبند ضلع  
سہارن پور ۳۔ جناب صوفی نظام الدین صاحب مدظلہ .....  
حضرت

کرنا لوی مدظلہ مکان نمبر ۳۸۱۔ کونگی بس اسٹاف نمبر ۱۲ المعروف ہوٹل کسے سامنے جنوبی سرک کی طرف

۴۔ حضرت حافظ ابو علی رحمۃ اللہ علیہ۔

۵۔ حضرت حاجی اللہ بخش شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔

۶۔ حضرت فقیر ریاض احمد مدظلہ، جیسے بزرگ آپ کے حلقہ بیعت میں ہیں۔

### حضرت مولانا مولوی حمید صاحب سہری قدس سرہ

آپ صوبہ سرحد کے رہنے والے تھے، سند حدیث اور تکمیل سلوک حضرت کرنا لوی قدس سرہ  
کی خدمت اقدس میں حاصل کما اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔

### حضرت مولانا شاہ غلام محی الدین صاحب قدس سرہ

آپ پنجاب قریب سرحد کے رہنے والے تھے، حضرت کرنا لوی قدس سرہ کے تیسرے خلیفہ ہیں  
حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو غلامی شاہ سے ملقب فرمایا تھا۔ آپ کی وفات کرنا لہ میں ہوئی۔

### حضرت شاہ رکن الدین قدس سرہ

آپ تحصیل کرنا لہ کے رہنے والے تھے ابتداءً آپ اکثر غلبہ حال میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کے  
گرد گھومتے رہتے تھے۔ ایک مدت تک نقاب پوش رہے، آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے چوتھے خلیفہ تھے۔

### حضرت مولانا رحیم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اصل وطن ساڈھوہ تحصیل نرائن گڑھ ضلع انبالہ ہے، بعد ازاں موضع کھارون تحصیل جگادھی



ضلع انبالہ میں اقامت فرما ہوئے۔ اولاً آپ عارف باللہ حضرت سائیں توکل شاہ صاحب قدس سرہ  
انبالوی سے ارادت فرماتے تھے۔ انہیں کشارشاہ مبارک سے حضرتؒ کی خدمت میں کرنال حاضر  
ہوئے اور مشرقِ نجلافت و اجازت ہوئے۔ آپ پانچویں خلیفہ ہیں۔

### حضرت پیر جی مراتب علی قدس سرہ

آپ کا وطن مبارک شہر کیتھل ضلع کرنال ہے جو حضرت شیخ سید شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کا وطن  
مبارک ہے، آپ چھٹے خلیفہ ہیں۔

### حضرت عافط ابو علی صاحب قدس سرہ

آپ کا لقب خوش بو علی ہے، آپ کا اصل وطن موضع کھڑا نہ مضافات شہر انبالہ ہے حضرتؒ  
کو آپ سے خاص افس تھا۔ آپ ساتویں خلیفہ تھے ایک عرصہ تک آپ پر جذب کا غلبہ رہا۔ اس حالت  
میں آپ مختلف مقامات پر گشت فرماتے رہے پھر سلوک میں، آپ صاحب خوارق و مقامات جلیلہ بزرگ  
تھے۔ آپ نے ترک وطن کر کے موضع چھتہ ریاست پٹیالہ میں قیام فرما ہوئے۔ یہ مہترک مقام بنور  
کے قریب تھا جو حضرت شیخ سید آدم بنور قدس سرہ متوفی ۱۰۵۳ھ کا وطن مبارک ہے۔

آپ بہت بلند مقام اولیاء میں سے تھے۔ صاحب فتح بزرگوں میں سے تھے۔ آپ پر ہمیشہ  
سکر کا غلبہ رہتا تھا۔ اپنے پیروں کو ہمیشہ ان الفاظ سے یاد فرماتے کہ حضرت مرتبہ مغوثیت  
رکھتے تھے۔ اور ہمیشہ فرماتے تھے، حضرت غوث عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ نے عمر تقریباً  
اسی سال پائی، ۱۰۶۵ھ و ۱۰۶۶ھ کے فتنہ میں ہجرت کے دوران گولی سے شہید ہوئے۔

یہ سب حالات بابرکات حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب حجۃ الشعیبہ محلہ ابوالبرکات دلیوبند  
نے رسالہ التوحید اور راہنمائے طریقت میں تحریر فرمائے ہیں۔ وہاں سے  
نقل کئے گئے ہیں۔

## حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ دیوبند محلہ ابوابرکات کے رہنے والے بزرگ ہیں، حفظ کلام اللہ اور اردو فارسی صرف و نحو اصول و منطق، منقول و معقول، حدیث اور تفسیر سب دارالعلوم دیوبند سے تحصیل تکمیل کی ہے۔

اور اس کے بعد وہاں ابتدائی اور اوسط درجہ کے طلباء کو سبق پڑھاتے رہے۔ اسی زمانہ تعلیم میں حضرت مولانا طفیل احمد صاحب مدظلہ نے حضرت مولانا ابوالفضل اولنا محمد عبداللہ شاہ صاحب قدس سرہ کے وصال ۱۳۴۳ھ کے بعد داخلہ دیوبند لیا۔ ہم درس ہونے کی وجہ سے روابط محبت پیدا ہو گئے۔ اور انہیں جا بجا اپنی تحریروں میں عزیز بھائی تحریر فرماتے ہیں، غالباً حضرت مولانا طفیل احمد صاحب مدظلہ کے واسطے سے حضرت حاجی مولانا بخش صاحب کرنا لوی قدس سرہ متوفی ۱۳۵۸ھ سے بیعت ہوئے اور تصوف و سلوک طریقت پر گامزن ہوئے۔

ذکر و اذکار سلسلہ قادریہ، نقشبندیہ مجددیہ میں مشغول رہنے لگے۔ جب اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا اور منازل سلوک طے ہو گئے تو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔

آپ عالم باعمل، اور عالم و فاضل، ادیب اور صاحب تصانیف بزرگ ہیں حضرت شیخ مولانا محمد عبداللہ شاہ کرنا لوی قدس سرہ کی تصانیف میں پیش لفظ اور مقدمے اور جا بجا جملہ شیعہ اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات اور کئی کتابوں کے تراجم آپ ہی کے ہونے منت ہیں۔ جس کی تفصیل اس عاجز کو ملتی بہت مشکل ہے۔ صاحب تصانیف کثیر ہیں۔

آپ صاحب عبادت و ریاضت و مجاہدہ، ذکر و اذکار، مراقبہ اور صاحب توکل و تجرید و تفرید حسن اخلاق، غرض طبع، منکسر المزاج متواضع بزرگ ہیں۔ ایسے نادرا الوجود بزرگ اس زمانے میں ملنے بہت ہی مشکل ہیں۔

آپ کا بیٹہ حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب مدظلہ، دیوبندی محلہ ابوابرکات دیوبند

ضلع سہارن پور (ہندوستان) آپ نے تمام زندگی شریعت محمدیہ کے نفاذ و اشاعت اور ارشاد و طریقت میں گزارتے ہوئے ابتدائے سال ۱۳۹۷ھ مطابق ۱۹۷۷ء میں وصال فرمایا۔ آپ کی صاحبزادی اور داماد جناب اعجاز احمد صاحب ناظم آباد کراچی میں رہتے ہیں۔  
(وَاللّٰهُ التَّوْفِیْقُ)

## حضرت مولانا طفیل احمد صافا رقی قادری نقشبندی مجددی مدظلہ

آنجناب فاروقی خاندان کے چشم و چراغ ہیں، آپ نے غالباً پرائمری اور اس کے بعد میٹرک تک کرنال میں تعلیم پائی اور چھٹی جماعت پڑھنے کے زمانہ میں حضرت مولانا ..... شاہ محمد عبداللہ صاحب کرنالوی قدس سرہ سے بیعت ..... حضرت حاجی نظام الدین صاحب شکار پوری مدظلہ کے واسطے سے ہوئے تھے اسی طرح تعلیم کے ساتھ ساتھ ذکر و شغل بھی جاری ہو گیا تھا۔ موقوفے ہی عرصہ میں ان کا شمار حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مخلصین میں ہونے لگا اور عشق و محبت بڑھتی ہی گئی۔ ..... مزید تعلیم حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہی کے زیر تربیت علی گڑھ میں ہوئی اور تمام اخراجات برداشت فرمائے ..... اسی زمانہ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا اس کے بعد حضرت شیخ ابو علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت شیخ مولانا محمد عبداللہ شاہ صاحب کرنالوی قدس سرہ نے اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔ حضرت مولانا عبداللہ صاحب کرنالوی ..... رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ دارالعلوم

دیوبند حاضر ہوئے اور تمام اخراجات ضروری ٹیوشنوں کے ذریعہ پورے کرتے رہے۔ حالانکہ ہتھم درہم بار بار اصرار فرماتے رہے لیکن آپ نے کوئی مدد قبول نہیں فرمائی، بعد فراغت و تکمیل علوم دیوبند میں قیام فرما رہے یہ زمانہ بھی لوجہ اللہ مسلمانوں کی خدمت میں بسر فرماتے رہے، اور بہت سے لوگوں کو تعلیمی معاملہ میں مدد فرماتے رہے اور کچھ عرصہ ناظم اور محاسبی عہدہ پر دارالعلوم میں مقرر کئے گئے، تنخواہ برائے نام جو کچھ ملتی تھی اپنے اوپر قرض فرماتے رہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے مالی وسعت عطا فرمائی، جو کچھ دارالعلوم سے بلا تمنا تودہ دفتر کے حساب کے مطابق سب ادا فرما دیا۔ اسی زمانہ میں حضرت مولانا انشیاق احمد صاحب دیوبند مدظلہ سے روابط

محبت پیدا ہوئے، گویا کہ دونوں ایک ہی درخت کی دو شاخیں ہیں اسی بنا پر آپ نے دیوبند کو وطن قرار دے لیا تھا اور سالہ تک وہیں رہے اور کچھ عرصہ دہلی میں قیام فرمایا ہے۔ تقسیم ہندو پاک کے بعد، کراچی قیام فرمایا، وہاں مدرسہ اور خانقاہ قائم فرمائی۔ اول ادارہ دارالتصنیف لمیٹڈ فریئر روڈ کراچی نمبر ۳۲ پر دفتر قائم فرمایا جہاں سے ایک رسالہ انٹرنیشنل انگریزی زبان میں ایسے لوگوں کے لئے جو انگریزی تعلیم کے اثر سے اسلام سے محروم اور بیگانہ ہو رہے تھے اور ہوشکے تھے۔ ان کو راہ راست پر لانے کی مساعی جاری فرمائی، جو کئی سالوں سے شائع ہو رہا ہے۔

اس کے بعد جب وسیع پیمانہ پر دارالعلوم اور خانقاہ قادریہ غفوریہ رحیمیہ اور دارالتصنیف کا پورگرام طے ہوا تو مکران روڈ پر، ملحقہ بستی جس کو مقامی لوگ بستی مواچھ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ دارالعلوم اسلامیہ اور خانقاہ قادریہ مجددیہ غفوریہ رحیمیہ کی بنیاد رکھی اور اس کو مجاہد آباد کے نام سے موسوم فرمایا۔ جو اس زمانہ میں سب سے پر رونق خانقاہ ہے، جس میں تعلیم ظاہری باطنی، اخلاقی، اصلاحی جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی مقبولیت عنایت فرمائی ہے۔ عالم باعمل، صوفیاء، تعلیم یافتہ، گریجویٹ، انگریزی دان وکیل، فوجی، غیر فوجی سب وابستہ ہو رہے اور ذکر و کار عبادت و ریاضت و مجاہدہ، مراقبہ و محاسبہ نفس میں مشغول و مصروف ہو رہے ہیں۔ آپ جیسے مخلصین اور صاحب سخاوت، متوکل، منکر المزاج صاحب تلافی حضرات کی زمانہ نادر الوجود ہیں۔

جو معمولی وادنی درجہ کے گزارے پر اکتفاء کرتے ہوئے مفسدہ زندگی خدمت اسلام کو قرار دیتے ہوئے ہوں اللہ تعالیٰ حضرت کے وجود مبارک کا سایہ ہم خادین پر تار پر سلامت باکرامت رکھے۔ آپ دارالتصنیف مجاہد آباد صوبہ ریور روڈ کراچی میں قیام فرمائیں۔

## حضرت صوفی حاجی نظام الدین صاحب کرنا لوی مدظلہ

بچپن سے ہی علما و صلحا، صوفیاء و مشائخ کی طرف میلان تھا۔ گذشتہ ادوات کے لئے تعمیرات کی شکیبازی کرتے تھے، اپنی طرف سے معمار اور مزدور لگا کر کام کر دیتے تھے خود بھی راج اور مادی لہو سے حضرت مرانا محمد عبداللہ صاحب کرنا لوی قدس سرہ سے بیعت ہو کر ذکر و کاروائی میں

مصرف رہتے جب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تصرف و سلوک کے منازل طے ہو گئے اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ سلسلہ کی کتب کی اشاعت اور اصلاح و تبلیغ میں ہمیشہ حضرت مولانا طفیل احمد صاحب مدظلہ سے خاص روابط ہیں۔ ان کا شمار ۱۳۸۱ھ میں شہرہ آفاق کتاب "اصل کرمال" کے رہنے والے تھے اب کراچی میں قیام فرما ہیں۔ اللہ والے مارکیٹ بند روڈ پر مقیم ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت حاجی مولانا بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ہو گئے تھے۔ انہوں نے بھی اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔ (نقطۃ اللہ التوفیق)

## حضرت مولانا شاہ ابوالحسن علی قادری سہارنپوری قدس سرہ

آپ سہارنپور شہر کے رہنے والے تھے، عالم و فاضل، علم پسند، ادیب تھے، حضرت اقدس الحاج شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوری قدس سرہ سے بیعت ہوئے اور سلسلہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ کے اسباق میں مشغول ہو گئے اور عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں آپ کا خاص مقام تھا۔ جب اسباق و منازل سلوک طے کر لئے تو حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت و خلافت سے مشرف فرما کر آپ جامع مسجد سہارنپور کے خطیب تھے۔ آپ نے تقریباً ۳۳ سال مسند ارشاد و تلقین کو رونق بخشا۔ حضرت الحاج الحافظ مولانا شاہ اشرف علی صاحب فاروقی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے معتقد تھے۔ سلسلہ تعلیم کے زمانہ میں اور بعد کبھی سہارنپور جاتے تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے فرماتے کہ آپ صاحب نسبت بزرگ تھے۔ بہت ہی خلوت پسند، یک سو رہنے والے مقدس بزرگ تھے۔ جامع مسجد کے مہتمم تھے، کبھی کبھی وعظ بھی فرماتے۔

آپ نے بروز ہفتہ ۲۹ رجب ۱۳۳۶ھ ۱۱ مئی ۱۹۱۸ء میں وصال فرمایا، مزار مبارک اشرفیہ کے پاس ہے، آپ کے خلیفہ حضرت مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے جو محلہ خانی بابا متصل جامع مسجد کے رہنے والے تھے آپ کے برادر عزیز جناب نشی ثار احمد صاحب سہارنپوری

لے رہنائے طریقت۔ ۲۷ شجرات مرتب حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

تھے آپ کے حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت والہانہ و دوستانہ تعلقات تھے، ان کے  
حضرت رائے پور کا رحمۃ اللہ علیہ ثانی۔

## حضرت مولانا عبدالحق صاحب صدیقی قادری مجددی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت ۱۲۶۹ھ دسمبر ۱۸۵۲ء میں حضرت حافظ محمد یوسف صاحب بن حضرت  
مولوی محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں موضع مہتم تحصیل گوانہ ضلع رتھک صوبہ پنجاب میں ہوئی۔ حضرت  
مولوی محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حاجی غلام کھٹ مہاجر ملی بن شاہ مبارک بن مولوی عبدالجکیم  
صاحب ابن شاہ لطف اللہ صاحب نائب گورنر کے فرزند ارجمند تھے جو حضرت سیدنا امیر المومنین،  
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی اولاد امجاد میں سے تھے گویا آپ اہل علم اور اہل سروت .....  
خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار حضرت حافظ محمد یوسف رحمہ سے حاصل کی  
اور چچا جان حضرت مولانا محمد یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور رشتہ کے چچا مولوی علاؤ الدین صاحب  
سے بھی مزید تعلیم حاصل کی۔

ابتدائی زندگی سے ہی تصوف و سلوک کی طرف طبیعت راغب تھی۔ مقامی اور گرد و نواح کے  
بزرگان دین، فقیروں، درویشوں اور مجذوبوں کی خدمت میں حاضری کا شوق دامن گیر تھا۔ خصوصاً اپنے  
گاؤں میں راجپوت برادری کے ایک مجذوب ابو علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے  
انہوں نے آپ سے بہت ریاضت اور چلہ کروائے جو کہ اکثر جنگلوں بیا بانوں میں کئے۔ لیکن کہیں قرار  
نہ پایا اور طبیعت نہ جھی، اور اس زمانہ کے مشہور بزرگ حضرت سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی رحمۃ  
اللہ علیہ متوفی ۱۳۵۷ھ کی خدمت میں حاضر رہے لیکن تسکین نہ ہو سکی۔

اور مزید تعلیم کے لئے اپنے چچا جان حضرت مولانا یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مقام د  
تحصیل ہاڑن ضلع میرٹھ (یوپی) حاضر ہوئے تحصیل علوم میں مشغول رہے۔ حضرت مولانا کسی ملازمت کے

سلسلہ میں مقیم تھے۔

چچا جان نے آپ کو اونٹ گاڑی خریدنے کے لئے سہارنپور بھیجا۔ تو آپ وہاں ایک سرائے میں ٹھہرے۔ وہاں ایک منشی عبدالکریم صاحب لاہوری جو کسی ریاست کے منشی تھے اور لاہور کے رہنے والے تھے، اور حضرت اقدس، علاء الاولیا، زبدۃ القلیا، انبیاء و محسنین

احدیت، ہدم النوار و حدیث حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب سراسوی قادری مجددی قدس سے بیعت تھے، بڑے عابد زاہد بزرگ تھے۔ ان پر قتل کا مقدمہ تھا۔ اور دہلی کے لئے حاضر ہوئے

تھے۔ آپ بھی ان کی وساطت سے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے دیکھتے ہی سب کچھ بھول گئے۔ دل و جان سے حضرت ۰۰۰۰ پر فدا ہو گئے۔ بیعت سے مشرف ہوئے کئی

دن حاضر رہے۔ گاڑی خریدنی بھول گئے، وہیں سے گھر واپس آ گئے۔ اور کچھ عرصہ کے بعد اپنے خال زاد بھائی کے پاس ریاست کوٹہ یونڈی راجپوتانہ تشریف لے گئے۔ جو وہاں تحصیلدار تھے آپ نے تحصیلداری کے

امتحان کی تیاری شروع کر دی اور تیاری کے بعد امتحان دیا اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عریضہ لکھا میں نے تحصیل داری کا امتحان دیا ہے۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائے

اور میں اس کے قابل نہیں کہ پیری مریدی کروں۔ میرے بڑے تو اس قابل تھے۔ دعا فرمادی اللہ تعالیٰ ایمان و یقین کی دولت سے نوازیے۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب فرمائے اور اگر اس فقر کے پاس کچھ عرصہ ٹھہریں تو انشاء اللہ آپ اس قابل ہو جائیں گے اور اپنے بزرگوں سے بڑھ جائیں گے۔

وہاں سے ہم تشریف لائے اور ہم سے پیدل گویا نہ اور پانی پت سے گزر کر سہارنپور پہنچے اور ہمیشہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ادب کی وجہ سے پیدل سفر کرنے کا معمول رہا جب

سلوک قادریہ کے اسباق پڑھے ہو گئے تو آپ کو ایک پیر بھائی اور ہم وطن کے ساتھ چلے کر آئے جن کا اسم گرامی صوفی احمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھا اور پٹھان برادری کے بہت بڑے عابد اور

زائد، ساری ساری رات ذکر و شغل میں مصروف رہنے والے بزرگ تھے۔ جب چلوں سے فارغ ہوئے تو آپ کو خلافت و اجازت سے مشرف فرمایا۔ لیکن صوفی احمد حسن کو خلافت نہ ملی تو اس کے دل میں کدورت پیدا ہو گئی۔ اور سب پڑھنا چھوڑ بیٹھا۔ آپ کو اس کی بڑی پریشانی ہوئی کیونکہ آپس میں بہت پیار و محبت تھی۔ سخت قلق اور بہت افسردہ خاطر ہوئے۔

ایک دفعہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا۔ تو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا عبد الخالق وہ احمد حسن دوبارہ آئے گا۔ میں نے اس کو دل سے نہیں توڑا، وہ آئے گا ضرور، چنانچہ کچھ عرصہ بعد دوبارہ حاضر ہوا اور غلطی کی معافی مانگی اور دوبارہ اسباق قادریہ کی تکمیل کی اور حضرت مولانا محمد امیر باز خان رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اول حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مجاز ہوئے۔ آپ بہت عرصہ مستقل حاضر خدمت رہے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد بھی تیام رہا۔ خانقاہ میں ہر قسم کی خدمت سرانجام فرماتے رہے، آپ پانچویں خلیفہ تھے۔

**معمولات** | آپ ہمیشہ جا نماز چارپائی کے ساتھ رکھتے تھے۔ ہمیشہ سفر و حضر میں معمولات میں کبھی فرق نہیں آنے دیتے تھے۔ نماز تہجد کی آٹھ رکعت پڑھ کر بہت لمبی دعا فرماتے اور گھنٹوں ہاتھ مبارک کھڑے رکھتے تھے۔ پھر ذکر جہر قادریہ میں مشغول ہو جاتے۔ صبح کی نماز مسجد میں ادا فرماتے، کبھی مسجد میں مراقب ہو جاتے اور کبھی گھر جا کر مراقب ہو جاتے، نماز اشراق پڑھ کر مہمانوں سے ملاقات فرماتے اور کسی کتاب کے مطالعہ میں مصروف رہتے، اور اسماء الحسنیٰ کی زکوات کے علاوہ روزانہ پڑھنے کا معمول تھا اور تلاوت قرآن شریف سے فارغ ہو کر کھانا تناول فرماتے۔ اگر مہمان ہوتے تو ان کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرماتے پھر قہر فرماتے، اور نماز ہمیشہ باجماعت مسجد میں ادا فرماتے، بہت بڑے باخلاق منکر المزاج اور صاحب تواضع یکتاٹے زمانہ تھے۔ سلسلہ قادریہ مجددیہ کے پھیلانے میں بہت توجہ سے کام فرمایا، دور دراز علاقہ کے لوگ داخل حلقہ ہوئے۔

وفات ۲ جمادی الثانی ۱۳۴۴ھ ۲۴ فروری ۱۹۲۲ء میں ہوئی۔ تہجد کے وقت وصال سے چند منٹ پہلے بڑے صاحبزادے حضرت پیر عبدالسلام صاحب مدظلہ کی ہمیشہ کلام سے اشارہ سے فرمایا۔



مٹی تیمم کے لئے دو، تیمم فرمایا اور نماز نہجذد کی نیت باندھی، ہاتھ اٹھائے، روح مبارک حبیبِ عنفری سے پرواز کر گئی۔ مزار مبارک مہم تحصیل گوہانہ ضلع رتھک میں ہے۔

(۱) جناب مولوی پیر عبد السلام صاحب صدیقی مدظلہ، ساکن نوشہرہ شرقی تحصیل راجن پور ضلع ڈیرہ غازی خان۔

**اولاد**

(۲) صاحبزادہ پیر بوعلی صاحب مکان نمبر ۷۵، (۳) محمد مترلوپہ مری روڈ راولپنڈی۔

**خلفاء**

(۱) حضرت مولوی پیر عبد السلام صاحب صاحبزادہ خود سب خلفاء کے سامنے سجادہ نشین مقرر فرمایا گیا۔

(۲) حضرت صاحبزادہ حاجی فیض محمد بن حضرت مولوی فضل احمد صاحب سہارنپوری۔

(۳) حضرت حاجی احمد قصاب ساکن رتھک رحمۃ اللہ علیہ حالی کبوتر منڈی ملتان مزار ملتان۔

(۴) حضرت حاجی سعد اللہ صاحب ساکن گوہانہ رتھک حضرت بید مبارک علی شاہ ساکن کلکتہ،

(۵) حضرت حاجی غلام صابر صاحب ساکن ریاست پٹیالہ، حضرت مولوی علی محمد خان راجپوت

ساکن بلیالی تحصیل ہالنسی ضلع حصار۔

(۶) حضرت حاجی حافظ عبد اللہ صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ۔

(۷) حضرت حاجی حافظ نثار اللہ صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ۔

جیسے کئی حضرات خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔

**حضرت مولانا پیر عبد السلام صاحب مدظلہ،**

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۰۸ھ ۱۸۹۰ء موضع مہم تحصیل گوہانہ ضلع رتھک میں ہوئی، آپ کے والد

ماجد حضرت مولانا عبد الخالق صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود عالم باعمل اور فاضل بے بدل اور صاحبِ نہایت بزرگ

تھے، انہوں نے پرورش و تربیت روحانی و جسمانی میں خوب نگرانی فرمائی۔ ابتدائی تعلیم وطن میں پائی۔ مزید تعلیم کے لئے رائے پور اپنے پیر بھائی حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ مشرقی ۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔

انہوں نے جامعہ رشیدیہ رائے پور گجراں تحصیل و ضلع مالندھر حضرت مولانا محمد صالح صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت گنگوہی قدس سرہ کی خدمت میں روانہ فرمایا اور ان کے صاحبزادہ حضرت مولانا شاہ عبدالغفر صاحب دامت برکاتہم حال ساکن گیارہ چک ۱۱- ایل گجراں متصل چچا وطنی جانب جنوب مشرقی خلیفہ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ کے ہم سبق رہے۔

تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں تصوف و سلوک کے اسباق شروع فرمائے اور ایک عرصہ تک حاضری نصیب رہی اور آخری دنت اکثر خلفاء کی حاضری میں خلانت و اجازت اور بانشین مقرر فرمایا، نہایت بااخلاق اور علم و دست، صوفی باصفا ہیں۔ سیاست میں حضرت اقدس مولانا حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ کے ساتھ رہے۔ اور آج کل جو تصوف و سلوک میں رسومات اور بدعات چل پڑی ہیں۔ ان کو ناپسند فرماتے ہیں۔ قریباً پچاسی سال کی عمر مبارک ہے، پاکستان بننے پر نوشہرہ مشرقی تحصیل راجن پور ضلع ڈیرہ غازیخان میں قیام فرما ہوئے۔ یہ سب حالات آپ نے ہی بیان فرمائے۔

## شیخ المشائخ حضرت حافظ القاری عبد الرحیم صاحب قدس سرہ

ولادت باسعادت حضرت مولانا حافظ محمد یار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں موضع نصیر پور رانجھا میں ہوئی۔ از مصنفات قصبہ ڈراںجھا جانب مغرب، آپ خاندانی طور پر جوت بھٹی خاندان سے تعلق رکھنے والے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار اور جد امجد علمی گھرانے سے تھے۔ عالم ناسل، عالم باعمل اور صاحب نسبت بزرگ تھے۔ آپ مادر زاد ولی اللہ تھے۔ بچپن ہی سے کشف البقور تھا اور ساتھ ہی والد صاحب نے کچھ پڑھنے کے لئے فرمایا تھا جس سے کشف میں اور تقویت ملی۔

ایک دفعہ آپ حضرت میاں بھٹی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے تو ایسا خسوس ہونے لگا۔

کہ مزار سے نور کے شعلے نکل رہے ہیں۔ آپ نے والد ماجد سے عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ کسی سے ذکر نہ کرے۔  
حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہم نے رائے پور ایک دفعہ دریافت کیا کہ آپ کے والد بزرگوار اور جدا مجد عالم باعمل اور صاحب نسبت بزرگ تھے۔ آپ یہاں سہارن پور کسی طرح آ گئے۔ فرمانے لگے بچپن سے ہی مجھے کشف القبور تھا۔ چھوٹی عمر میں والدین جانور چرانے لے جاتا تھا۔ اور جانوروں کو چھوڑ کر گورستان میں قبروں کے حالات دیکھنے کے لئے کسی قبر پر کبھی کسی قبر پر بیٹھ جاتا اور جانور کھیتوں میں جا پڑتے کھیتوں والے ہمیشہ والد بزرگوار کی خدمت میں میری شکایت کرتے کہ یہ جانوروں کی نگرانی نہیں کرتا اور کھیت جانور خراب کر دیتے ہیں۔ اور والد بزرگوار ہمیشہ ناراض ہوتے رہتے تھے آئے دن ایسے ہی واقعات پیش آیا کرتے تھے۔

آخر ایک روز کاشت کار نے تنگ آ کر جانور پکڑ لئے اور میں بے فکری سے اپنا وظیفہ پورا کر رہا تھا، جب کچھ دیر کے بعد معلوم ہوا تو والد صاحب کے مارنے کے خوف سے بھاگ نکلا، لاہور حضرت شیخ حافظ محمد اسماعیل صاحب قدس سرہ عرف میاں دوڑے صاحب سہروردی کے درس میں حاضر ہوا۔ وہاں جو استاد صاحب پڑھا رہے تھے ان سے پڑھنے کے لئے عرض کیا تو انہوں نے فرمایا پڑھا تو میں دوں گا، لیکن روٹی کا یہاں انتظام نہیں ہے میں حضرت میاں صاحب قدس سرہ کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے استاد صاحب سے عرض کیا ہے کہ مجھے بھی قرآن مجید پڑھا دو۔ تو انہوں نے فرمایا ہے کہ پڑھا تو میں دوں گا لیکن روٹی کا انتظام خود کر لو۔ تو حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں کل روٹی کا انتظام ہو جائے گا۔

دوسرے دن ایک آدمی نے آ کر کہا کہ تو روٹی ہمارے گھر بے کھایا کرو۔ پھر مجھے خیال آیا کہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کرنا چاہیے کہ میرے پیرو مرشد کون ہیں، اور ان کے ہاں اگر قرآن مجید پڑھایا جاتا ہے تو وہاں جا کر پڑھوں۔

چنانچہ مزار شریف پر جا کر عرض کیا تو فرمایا یہ ہیں تمہارے پیرو مرشد۔  
مجھے حضرت میاں حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب قادری مجددی سہارن پوری قدس سرہ کی زیارت

ہوئی تو عرض کیا کہ کہاں قیام فرما ہیں۔ فرمایا سبزی منڈی شہر سہارن پور میں۔

میں نے عرض کیا کہ وہاں قرآن مجید پڑھایا جاتا ہے۔ فرمایا ہاں، میں نے عرض کیا کہ پھر وہاں جا کر کیوں نہ پڑھوں۔ لیکن میرے پاس کرایہ نہیں ہے۔ فرمایا کرایہ کل کو مل جائے گا۔

چنانچہ صبح ایک آدمی آیا اور کرایہ دے گیا۔ اس وقت ریل گاڑی دہلی سے سہارن پور اور لاہور تک آتی تھی، آگے نہیں جاتی تھی، آپ ریل پر سوار ہو کر لاہور سے سہارن پور پہنچے، وہاں محلہ دریافت کر کے حاضر خدمت ہوئے، لوگ نماز مغرب پڑھ کر مسجد سے نکل رہے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نماز نفل مسجد میں پڑھ رہے تھے، باہر جوتا پڑا تھا میں نے پہچان لیا، جو شکل و صورت حضرت میاں وڈا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دکھائی تھی اسی کے مطابق تھی۔ اور ادب کے ساتھ بیٹھ گیا۔ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا آگئے ہو، پھر کیا تھا وہیں کا ہو رہا۔

عرض کہ آپ کی راہنمائی کے لئے کیا کیا اسباب بنا دیئے، قرآن مجید با تجوید حفظ کیا اور ضروری مسائل اور لکھائی پڑھائی سیکھی اور ساتھ ہی ساتھ حضرتؑ..... سے بیعت ہو کر تصوف و سلوک کے اسباق شروع کئے اور عبادت و ریاضت میں سال بہ سال تک مشغول رہے، جب تصوف و سلوک اور سلسلہ عالیہ قادریہ نقش بند یہ مجددیہ کے اسباق تمام ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو وصول الی اللہ کی دولت سے مالا مال فرمایا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ہر چار سلاسل قادریہ، نقش بند یہ، سہروردیہ، چشتیہ صابریہ، کبرویہ اور قلندریہ و مداریہ وغیرہ سلاسل میں اجازت اور خلافت سے مشرف فرمایا۔

اسی زمانہ میں آپ نے عرض کیا کہ میرا جی تعویذ لکھنے کو چاہتا ہے۔ فرمایا ہاں میرے چاند ضرور لکھا کرو اس سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندیؒ نے رسالہ التوحید، مصنفہ حضرت مولانا مولوی عبداللہ شاہ کرناٹکی قدس سرہ متوفی ۱۳۲۲ھ میں آپ کو چھٹا خلیفہ تحریر فرمایا ہے اور اسی طرح رہنمائے طریقت مصنفہ حضرت مولانا مولوی عبداللہ شاہ صاحب قدس سرہ میں لکھا ہے کہ آپ صاحب نعمت اور سرائیک بجائے آفتاب حقیقت تھے۔

لے ملفوظات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ تلمیذ مرتب حضرت مولانا علی احمد صاحب بہاولنگریؒ

آپ صاحب عبادت و ریاضت و مجاہدہ اور مقبولین میں سے تھے۔ اپنے پیر بھائیوں سے بڑی محبت و شفقت سے پیش آتے تھے۔ حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ سے ملنے کے لئے کئی بار تشریف لے جاتے اور کافی عرصہ قیام فرماتے۔ ایسے ہی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ خلیفہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ فرماتے تھے، میرے زمانہ حاضری میں رائے پور بار بار تشریف لے جاتے تھے۔

جناب حافظ محمد یعقوب صاحب مظلمہ، بن حضرت قاری عبدالکریم صاحب قدس سرہ اپنی والدہ ماجدہ بنت جناب راؤ امام علی خان رائے پوری مرحوم سے نقل فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد کے ایک چچا مولوی احمد یار صاحب مرحوم تھے۔ ابتداء میں والد بزرگوار سے قرآن مجید حفظ کیا کرتے، پھر جانور چرانے چلے جاتے، اور ساتھ ہی ساتھ سبق یاد کیا کرتے اور بچپن سے کشف قبور بھی حاصل تھا۔ نو دس سال کی عمر مبارک تھی کہ والد ماجد داغ مفارقت دے گئے۔

آپ کے دو اور بھائی تھے اور ہمیشہ گان بھی تھیں تو آپ مزید قرآن مجید حفظ کرنے کی غرض سے بغیر تانے کے گھر سے پیدل لاہور پہنچے اور درس حضرت میاں دوڑا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت کے مزار مبارک سے بھی روحانی استفادہ حاصل کرتے رہے۔

تقریباً تین سال تک اس کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر عرض کیا کہ میرے پیر کون ہیں تو انہوں نے حضرت سہارنپوری قدس سرہ کی زیارت کرائی اور کراہی کی بشارت فرمائی، سہارنپور کی طرف روانہ ہوئے اور کسی نے پیچھے سے دوڑ کر کراہی عنایت فرمایا، اس وقت عمر مبارک تیرہ چودہ سال کی تھی اور اس وقت ریلوے لائن لاہور تک ہی تھی، یہ زمانہ ۱۲۸۳ھ ۱۸۶۶ء سے پہلے کا تھا۔ آپ سہارنپور سبزی منڈی میں مغرب کے وقت پہنچے، نماز کی جماعت ہو رہی تھی۔ آپ کے وضو کرنے تک نمازی مسجد سے نکل گئے۔ آپ نے نماز پڑھ کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کہاں ملیں گے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ تشریف رکھیں میں نماز سے فارغ ہو کر آپ کو ساتھ لے جاؤں گا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے بھی پہچان لیا۔ تو ادب سے کھڑے ہو گئے، مصافحہ کیا

نب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے چاند تو کہاں رہا۔ تمہارا ہم انتظار کرتے رہے اور تو نے ہی ہمیں لاہور بلایا تھا۔ آپ نے عرض کیا کہ میری کیا مجال تھی وہ تو حضرت میاں وڈے صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بلایا تھا۔

غرض کہ آپ وہیں کے ہو رہے قرآن مجید با تجوید حفظ کرنے کے بعد مزید تعلیم اور خالقہ کی خدمت میں مصروف ہو گئے اور بیعت ہو کر ذکر و اذکار کا سلسلہ عالیہ قادریہ، مجددیہ اور نقشبندیہ کا سلوک طے فرمایا اور مزید چلے گئے۔ جب تمام سلوک طے ہو گیا۔ تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا، آپ صاحب شریعت و طریقت و حقیقت اور صاحب عبادت و ریاضت اور صاحب مجاہدہ بزرگ تھے۔ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۱ ربیع الاول ۱۳۱۷ھ میں وصال فرمایا، نب گھر بھائیوں کو والا نامہ لکھا تقریباً ۲۰ سال کے بعد، بھائیوں نے آپ کی ہمیشہ محترمہ مرحومہ کو اطلاع کی تو وہ مخدوم علی پور مصافات لنگر مخدوم سے نصیر پور پہنچی وہاں سے پتہ لے کر پیدل لاہور پہنچی راستہ میں چھوٹی سی بچی تھی، بیمار ہو کر فوت ہو گئی۔ اور کسی گاؤں میں دفن کر دی، لیکن سہارن پور پہنچ کر بھائی کی زیارت کی تب چین آیا، وہ آپ کو ساتھ گھر لائی، گویا بیس سال کے بعد گھر پہنچے۔

اس کے بعد لیلیٰ فی تحصیل بھیرہ، حال تحصیل مہلوال میں شادی ہوئی، جس سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ دوسری شادی پہلی بیوی کے فوت ہونے کے بعد اپنے گاؤں نصیر پور میں بھٹی خاندان میں ہوئی اس بیوی سے ایک بچی ہوئی اور اس کا بھی انتقال ہو گیا، پھر تیسری شادی، جناب راڈ امام علی خان رائے پوری مرحوم کی صاحبزادی عائشہ بی بی مرحومہ اس کی والدہ سرحد کے علاقہ کی تھیں۔

..... حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ کے ذریعہ سے ہوئی جن کے بطن سے ایک فرزند جناب حافظ محمد یعقوب صاحب مدظلہ، ہیں۔ جب کہ والد بزرگوار کے وصال کے وقت صرف چھ ماہ کے رہ گئے تھے۔ اب تقریباً ساٹھ سال کی عمر ہے۔

آپ نے حسب دستور کٹی چلے گئے مثلاً حضرت شیخ علی احمد صابر قدس سرہ کے مزار مبارک پر میراں

۱۳۹۵ھ میں ..... لے از جناب چودھری ماسٹر نور شہید صاحب مکتبہ زید مہکم۔

کلیر شریف میں اور حضرت حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوری قدس سرہ کے مزار مبارک اور حضرت شیخ سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش قدس سرہ ۶۵۰ کے مزار پر لاہور میں اور حضرت شیخ مولانا مخدوم برہان الدین قدس سرہ کے خلیفہ اور شاگرد حضرت میاں بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نصیر پور راجھا کے مزار پر جو سلسلہ سہروردیہ کے مشہور بزرگ دسویں گیارہویں صدی کے مشائخ کبار سے تھے۔

غرض کہ آپ نے بہت سے بزرگوں کے مزارات مبارک سے بھی استفادہ فرمایا، آپ صاحب نسبت اور صاحب کشف و کرامات اور عامل کامل بزرگ تھے۔

آپ کا حلقہ ارادت سہارن پور شہر اور ضلع اور یوپی اور میرٹھ، اور مشرقی پنجاب میں بہت ہی وسیع تھا۔ اپنے علاقہ میں ہمیشہ اخفاء رکھا بہت کم کسی کو بیعت فرماتے تھے، بلکہ آپ کے ایک شاگرد جناب حافظ غلام رسول صاحب مدظلہ ساکن ٹھٹھہ بیریاں فرماتے ہیں میں آپ کے ہمراہ ایک دورہ میں رہا، سہارنپور رائے پور اور مضافات، اور میرٹھ اور اسیالہ و کرنال مشرقی پنجاب میں بہت وسیع حلقہ تھا۔ لیکن واپسی پر مجھے منع فرمادیا کہ کسی کو مت بتانا کہ ان کے مرید ہیں اور پیری مریدی کرتے ہیں۔

آپ نے نصیر پور میں مدرسہ تعلیم القرآن کھولا تھا اور جناب قاضی بندو صاحب مرحوم آپ کی وفات تک حفظ و ناظرہ کی تعلیم دیتے رہے اور خود بھی سنتے اور پڑھاتے رہتے تھے۔

حضرت مولانا علی احمد صاحب بہاول نگر مریدی رحمۃ اللہ علیہ ملفوظات حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ فرمایا ایک دفعہ رئیس کا انتقال ہو گیا، ان کے ورثاء میں ترکہ تقسیم کرنے کے سلسلہ میں جھگڑا ہوا تو وہ آپ کو لے گئے، آپ کو معلوم ہوا کہ ایک بھینس مردہ ہے اور اس کو کتے چاروں طرف سے نوچ رہے ہیں۔ اور کسی مولوی صاحب سے دریافت فرمایا کہ کیا حدیث شریف میں آتا ہے کہ اَللّٰهُ نَبَا جُفَیَّةً وَ طَالِبُهَا کَلَاب۔

آپ نے فرمایا یہی ہے کہ یہی ورثاء کتوں کی طرح جھگڑ رہے ہیں۔

آپ ایمان کے اقسام بیان فرمایا کرتے تھے کہ ایک قسم ایمان کی یہ ہے رَبِّ اَلَّذِیْنَ قَالُوْا

اَللّٰهُمَّ اسْتَقَامُوا۔ (الایۃ) :- یہ قسم ایمان کا بل کی ہے۔

ایک دفعہ ایک مولوی صاحب پانی پت کے رہنے والے بہت متقی اور عابد بزرگ تھے، جمعہ کے صبح کے پاس آکر بیٹھ جاتے اور پندرہ پارے قرآن مجید کے تلاوت کرتے، ہمیشہ کا معمول تھا، ان کا انتقال ہوا تو قادیانیوں نے کہا کہ وہ آگ میں جل رہے ہیں۔ مسلمان گھبرا گئے تو آپ کو وہاں پت لے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ غلط کہتے ہیں، مولوی صاحب تو بڑے کامل ایمان بزرگ ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُمَّ اسْتَقَامُوْا میں داخل ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ قبرستان مجھے قبروں پر چار بندہ بیٹھے نظر آئے میں نے لائحہ عمل لے کر مارنے کا ارادہ کیا اور دوڑا تو وہ قبروں گھس گئے، معلوم ہوا کہ یہ ارواح ہیں۔

حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ آپ کے بلند واقعات بیان فرماتے تھے، اور فرماتے تھے، یہ برکاتِ ذکر ہیں۔

حضرت مولانا محمد خلیل بن مولانا قائم الدین رحمۃ اللہ علیہما حج و زیارت حرمین الشریفین کے لئے ضر ہوئے، راستہ میں گر گئے اور بے ہوشی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ان کو سلسلہ قادریہ از کر تلقین کرو۔ انہوں نے تعمیل حکم میں ذکر تلقین فرمایا تو حج سے واپسی پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو کچھ عرصہ کے بعد جذب کا غلبہ ہو گیا۔ تو آپ کی خدمت میں حاضر کئے گئے۔ تو آپ نے فرمایا یہ ذکر اور توجہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اثر ہے۔ تو ان سے کوئی بڑھ کر ہو تو مولوی صاحب کو جذب سے نکالے، لیکن بے فکر رہو یہ خود بخود ٹھیک ہو جائیں گے، چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد ٹھیک ہو گئے تھے۔

حضرت حافظ محمد یعقوب صاحب مزید بیان فرماتے ہیں کہ آپ کو کئی لوگ اپنے

کی قبروں پر لے جاتے، تو آپ فرماتے یہ قبر فلاں ولد فلاں کی ہے۔ اس کی قوم اور اس کا پیشہ تک بیان فرما دیتے تھے، اور ان کے والد یا کسی بزرگ کی قبر فرماتے یہ ہے، تو دریافت کرنے والے شرمندہ ہوتے اور اقرار کرتے کہ ہمیں یاد نہیں رہا، واقعی آپ صحیح فرماتے ہیں۔

لے املغزلات عزت اقدس مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری قدس سرہ



حضرت سوندھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بار بار فرماتے تھے، آپ کے کشف سب کے نسب صحیح پائے ہیں لیکن خدا معلوم کیا بات ہے آپ اپنی زندگی کے متعلق جو فرماتے تھے، وہ پورا نہ اس سے پہلے ہی وصال ہو گیا۔

آپ کے پوتے جناب احمد بخش صاحب سلمہ، تحریر فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نصیر پور کلاں کا سفید بیمار تھا، کئی حکماء اس کے علاج سے عاجز ہو گئے اور زندگی سے مایوس ہو گئے۔ اسے حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ اسے شفاء کاملہ، عاجلہ عنایت فرما۔ آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تندرست ہو جائے گا۔

اسی رات کے آخری حصہ میں وہ خود بخود چار پائی سے اٹھ کر کمرہ میں ادھر ادھر ٹہلنے لگا، اس سے پوچھا کہ تم تو چار پائی سے اٹھ نہیں سکتے تھے، اس نے کہا کہ یہاں قاری صاحب تشریف لائے تھے اور انہوں نے فرمایا تھا کہ چار پائی سے اٹھ اب تو تندرست ہو گیا ہے، اسی وقت سے میری تمام بیماری اور تکلیف جاتی کہ گویا بیمار ہی نہ تھا۔

مزید تحریر فرماتے ہیں کہ آپ جنات کے بادشاہ تھے، کوئی بھی جن آپ کے سامنے دم تک نہ مار سکتا تھا۔ ایک دفعہ بہار پور میں ایک لڑکی کو سایہ کی تکلیف ہوئی کہ تمام عامل اور بزرگ اور اس وقت کے دربار گنڈا تعویذ کرنے والے عاجز آ گئے۔ آخر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ تشریف لے گئے، اس وقت سایہ اور جنات کی تکلیف جاتی رہی، بیمار لڑکی تندرست ہو گئی جن جل گیا پھر آپ چند دوستوں اور مریدین ساتھ جنگل میں تشریف لے گئے اور وہاں انہیں دکھایا کہ یہ جن جنات کے بادشاہ کا لڑکا تھا۔ اور یہ تمام جانا اس کا ماتم کر رہے ہیں، اور دوسری طرف بہت سے بزرگانِ دین اور فرشتوں کی جماعتیں کھڑی ہیں اور زبانِ حال سے یہ فرما رہے ہیں کہ اگر تم نے قاری صاحب سے ذرہ بھر بھی کوئی شرارت یا تکلیف دینے کی کوشش کی تو تمہارا بھی یہی حال ہوگا۔

غرض کہ آپ صاحبِ عبادت و ریاضت عاملِ کامل اور صاحبِ کشف و کرامات بزرگ تھے۔  
 ۱۳۳۷ھ مطابق ۱۹۱۶ء اپریل و مئی میں طلوعِ پڑا، ہمدردی اور ایثار کا جذبہ بہت زیادہ تھا۔

وقت بیماریوں کی دیکھ بھال اور فوت شدہ کی نماز جنازہ اور ان کی قبروں اور دفنانے میں لگے رہتے تھے۔ اسی بیماری میں آپ کی شہادت ہوئی، مزار مبارک نصیر پور کلاں رانجھا میں ہے، جو ٹھہرا رانجھا سے مغرب و شمال کی طرف چار میل کے فاصلہ پر ہے، اور جو کوٹ موہن تحصیل مہدوال سے ٹھہرا رانجھا کو سڑک جاتی ہے چک میاں سے آگے موضع جالپ سے شمال کی طرف ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔

آپ کے خلفاء میں حضرت حکیم سید امیر الحسن شاہ صاحب سہارنپوری قدس سرہ المعروف حکیم بولاستہ جن کے خلیفہ حضرت صوفی برکت علی صاحب مدظلہ ہیں۔ سالارہ لا تحصیل لائل پور میں بڑی خانقاہ اور دارالعلوم تعلیم القرآن، اور جامع مسجد تعمیر کرائی، بڑی مقبولیت کے مالک ہیں۔ ایک بہت بڑا کتب خانہ اور غربا کیلئے دس شفا خانہ کھولا ہے۔

(۱) حضرت سوندے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سہارنپوری۔

آپ کے فرزند حضرت حافظ محمد یعقوب صاحب مدظلہ ہیں، جن کے تہیال رائے پور کے ہیں۔ آپ کے چار فرزند

ہیں (۱) جناب محمد اسلم صاحب

(۲) جناب محمد افضل صاحب

(۳) جناب احمد بخش صاحب

(۴) محمد ریاض سلیم اللہ تعالیٰ انہیں۔

آپ صاحب جائیداد ہیں، چار پانچ مربع زمین کے مالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ برکت دے۔

**حضرت مولانا فیض محمد صاحب قادری مصطفیٰ آبادی قدس سرہ**

ولادت باسعادت حضرت مولانا کریم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مصطفیٰ آباد ضلع انبالہ مشرقی پنجاب میں ہوئی، آپ کی قوم و برادری و خاندان اراٹیں خاندان سے تعلق رکھتے تھے آپ کے والد ماجد صاحب علم و فضل اور صاحب جائیداد بزرگ تھے، آپ نے تعلیم میرٹھ شہر میں پائی، پھر دہلی میں مولانا نذیر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اہل حدیث سے سند حدیث حاصل فرمائی، اس کے بعد وطن تشریف لے آئے،

آپ غیر مقلدوں سے بہت متاثر تھے، بلکہ متشدد اس لئے کسی کو نماظر میں نہیں لاتے تھے، جناب شیخ اکبر

صاحب مصطفیٰ آبادی رحمۃ اللہ علیہ، مصطفیٰ آباد کے رہنے والے صاحب علم و فضل اور صاحب ثروت بزرگ تھے کسی ریاست میں نال افسر مقرر تھے، اور حضرت اقدس السلاج شاہ عبدالرحیم صاحب قادری قدس سرہ کے خاں خادین و مریدین میں سے تھے۔ اکثر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے والے تھے، ایک دفعہ آپ ریاست سے گھر واپس تشریف لائے تو سنا کہ اپنے قصبہ کے ایک مولوی صاحب فارغ التحصیل ہو کر آئے ہیں آپ کے بلنے کے لئے تشریف لائے آپ سے بل کر بہت خوش ہوئے، باتوں باتوں میں تصوف و سلوک کی طرف ترغیب دلائی، آپ نے کوئی خاص توجہ نہ فرمائی۔ لیکن وہ بار بار رغبت دلاتے رہے، آخر ایک روز سخت مجبور کر کے جبراً حضرت تہ عبدالرحیم صاحب قادری قدس سرہ متوفی ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ کے آستانہ پر لے کر حاضر ہوئے اور مجلس دالے مکان کے باہر ہی بٹھا دیا۔ جناب شیخ صاحب حاضر خدمت ہوئے اور مصافحہ و بدبہ سلام مسنون عرض کیا۔ فرمایا کب آئے؟ عرض کیا کہ حضرت ریاست سے گھر آیا تھا، زیارت کے لئے حاضر ہوا، فرمایا آپ تو آگئے اور مولوی فیض محمد کو باہر بیٹھا دیا، شیخ صاحب آپ کو بلا کر لے گئے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش طبعی میں ملے، مصافحہ سے مشرقی فرمایا اور بہت کچھ دریافت حال فرماتے رہے اور ارشادات عالیہ سے مشرق فرماتے رہے۔ رات کو ایک مخصوص جگہ فرمایا کہ مولوی صاحب وہاں لیٹ جانا، آپ اسی جگہ پر لیٹ گئے، رات خواب میں دیکھا کہ ایک سفید ریش اور سفید لباس پہنے ہوئے ایک بزرگ ہیں، ہاتھ میں چٹا ہے اور آپ کے ارد گرد بہت چوہے ہی چوہے ہیں، وہ بزرگ چٹا سے پکڑ پکڑ کر جلتے ہوئے تنور میں ڈال رہے ہیں جب وہ ختم ہو گئے آپ کو چٹا سے پکڑ کر تنور میں ڈالنے لگے، تو آپ نے عرض کیا کہ حضرت جانوروں کو کیوں جلا رہے ہیں۔ یہ کس حدیث میں لکھا ہے کہ زندہ جانوروں کو جلا یا جائے۔ میں تو آخر انسان ہوں، وہ فرمانے لگے کہ انسان نہیں ہے تم تو غیر مقلدوں کی باتیں لے کر بزرگوں پر تنقید کرتا ہے۔

پھر آپ نے عرض کیا کہ آپ کون بزرگ ہیں، فرمایا کہ میں سعدی ہوں، اس سے آپ سخت پریشان ہوئے اور جب صبح مجلس مبارک میں حاضری ہوئی، تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فضائل تقلید پر بیان فرمایا کہ آپ حیران رہ گئے اور ارشادات عالیہ کا دل پر ایسا اثر ہوا کہ شیخ اکبر سے کہا کہ مجھے بیعت کرا دیجئے۔ انہوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ مولوی فیض محمد صاحب بیعت ہونا چاہتے ہیں۔ حضرت

رحمۃ اللہ علیہ نے قبول فرمایا۔ آپ بیعت سے مشرف ہو کر عبادات و ریاضات و مجاہدات ذکر و اذکار میں مصروف ہو گئے۔ اور سخت سے سخت مجاہدے فرمائے کہ آپ کے مجاہدے اور ریاضات ذکر و اذکار، لوگوں میں مشہور ہو گئے۔ جب تصوف و سلوک کے اسباق مکمل ہو گئے۔ تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا، آپ نے اپنے قصبہ میں خانقاہ قائم فرمائی اور آستانہ عالیہ قادریہ کی طرح مدرسہ قائم فرمایا۔ جس میں آپ خود درس و تدریس میں مصروف رہتے تھے، آپ کا حلقہ بہت وسیع تھا، دور دور تک کے لوگ حاضر ہوتے اور بہت سے لوگ ظاہری دباطنی علوم سے مشرف ہوئے۔

آپ صاحب تصوف بھی تھے، آپ نے تصوف و سلوک میں اور اپنے حالات و واقعات و واردات لکھے اور معمولات اور عملیات و تعذبات تحریر فرمائے اس کا نام سراج الفیض رکھا، اس کو طبع کرایا، لیکن حوادث زمانہ میں نایاب ہو گئی اور ایک فلمی بیاض بھی تھی جو بھی ضائع ہو گئی ہے، آپ کا بڑا کتب خانہ تھا جو تقسیم کی وجہ سے ضائع ہو گیا۔ آپ کا سن و تاریخ ولادت و وصال نامعلوم ہے۔ آپ کے دو خلفاء حضرات کے اسمائے گرامی ملتے ہیں۔ مزار مبارک مصطفیٰ آباد میں ہے۔

(۱) حضرت مولانا عبداللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرزند خود۔

(۲) حضرت صوفی عبدالحج صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن درہ پٹو و کلان پرگنہ چرمٹھاؤلی ضلع مظفرنگر اڑیسہ۔

### حضرت مولانا الحاج عبداللطیف صاحب سیفی قادری مصطفیٰ آبادی قدس سرہ

ولادت باسعادت ۱۳۱۶ھ ۱۹۰۷ء میں حضرت مولانا قاری فیض محمد صاحب بن حضرت مولانا کریم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہا کے ہاں مصطفیٰ آباد تحصیل جگادھری میں ہوئی، ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ سے اور علاقہ کے دو سکڑا سائزہ سے حاصل کی، پھر سہارنپور شہر میں مدرسہ مظاہر العلوم حضرت شیخ مولانا خلیل احمد صاحب چشتی صابری قدس سرہ کی خدمت عالیہ میں حدیث کی تکمیل کی اور حضرت اقدس الحاج الحافظ مولانا رشید احمد صاحب چشتی صابری، قادری، نقشبندی، اور سہروردی مجددی گنگوہی قدس سرہ متوفی ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء کی زیارت سے مشرف ہوئے

پھر لاہور تشریف لائے اور نیٹل کالج لاہور میں حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب خفی ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۳۹ھ فرزند مولوی صابر علی صاحب ٹونکی مرحوم کی خدمت میں مولوی فاضل اور منشی فاضل کیا۔ پھر مڈل سکول میں عربی پڑھ رہے، اور کچھ عرصہ مدرسہ عربیہ جمیدیہ میں جو حمایت اسلام شیر نوالہ کی ایک شاخ تھی اس میں بھی پڑھاتے رہے۔

پھر مدرسہ نعیمیہ لاہور میں صدر مدرس رہے، جس کی بنیاد ۱۳۵۵ھ میں خان بہادر مولوی محرم علی چشتی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگوں نے ڈالی، یہیں آپ سے حضرت مولانا سلطان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۵۵ھ پڑھتے رہے، جو آپ کے خاص الخاص تلامذہ میں سے تھے، پھر آپ لاہور سے دہلی تشریف لے گئے اور مسجد فتح پوری میں استاد مقرر ہوئے، پھر صدر مدرس بنائے گئے، حضرت مولانا سلطان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ مذکور ساکن کٹھالہ شیخاں تحصیل پھالیہ کو ہمراہ لے گئے تھے، دہلی میں بھی آپ سے پڑھتے رہے، استاد شاگرد کے مابین بہت پیار و محبت و شفقت تھی، آپ دہلی سے ۱۳۵۵ھ میں واپس گھر آ گئے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی جگہ صدر مدرس مقرر فرمایا۔

آپ نے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ کو سنبھالا، جس میں قرآن حفظ و ناظرہ کا درجہ تھا، اور اردو کی لکھائی پڑھائی، حساب کتاب بھی ساتھ ساتھ پڑھاتے تھے اور ساتھ ہی وعظ و نصیحت تبلیغ و اشاعت اسلام اور ارشاد و تلقین شریعت و طریقت اور تصوف و سلوک سلسلہ عالیہ قادریہ نقشبندیہ مجذبیہ کی اشاعت میں مشغول و مصروف رہتے جس کی اجازت و خلافت و سجادہ نشینی اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔

آپ کا بڑا کتب خانہ تھا جس میں ہر فن کی کتابیں تھیں جو ۱۳۶۵ھ میں تقسیم پنجاب کی وجہ سے ضائع ہو گئیں۔ آپ پاکستان تشریف لائے، آپ کے یار دوست اور شاگردوں کی خاصی تعداد اکال گڑھ جس کو آج کل علی پور چھٹہ کہتے ہیں جو گوہر نوالہ سے شمال مغرب میں ۲۸ یا ۲۹ میل کے فاصلہ پر وزیر آباد لائل پور لائن پر واقع ہے۔ آباد ہوئے آپ کو بھی وہ وہیں لائے، وہاں ایک مدرسہ قائم فرمایا

جس کو مدرسہ انوار العلوم کہا جاتا ہے۔ کافی عرصہ تعلیم اور ارشاد و تلقین فرماتے ہوئے بروز ۶ شوال ۱۳۸۶ھ ۱۸ جنوری ۱۹۶۶ء میں روزِ یکے دن بھرمز، سال وصال فرمایا، مزار مبارک متصل مسجد بھٹی والی مدرسہ انوار العلوم کی جانب جنوب میں واقع ہے، علی پور چیمپٹ تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ میں ہے۔

**اپنی اولاد** حضرت مولانا مولوی محمد حنیف صاحب سہمی مظلمہ، اپنے والد ماجد کے شاگرد، مولوی فضل عالم فاضل بی اے بی ٹی، مدرس، مدرسہ اسلامیہ ہائی سکول خزانہ گیٹ لوئر مال لاہور، مکان نمبر ۱۲۱ چنڈر روڈ نیامینو ہسپتال، مسجد مائی لاڈو کے متصل جانب مغرب برب سٹرک لاہور میں قیام فرما ہیں۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب سلیم پوری نقش بندی متوفی ۱۳۸۶ھ مرید و خلیفہ حضرت مولانا ابوسعدا احمد خان صاحب نقش بندی مجددی متوفی ۱۳۶۲ھ قدس سرہ سے خاص تعلق تھا۔ اس لئے ان کے سجادہ نشین حضرت مولانا خان محمد صاحب مظلمہ، خاتقاہ سراجیہ کنڈیاں ضلع میانوالی سے بیعت کرایا، الحمد للہ آپ با شریعت، عالم فاضل بزرگوں کے معتقد اور مہمان نواز ملین سار بزرگ ہیں،

(۲) جناب ماسٹر میاں محمد انصاف صاحب زید مجدیم ساکن علی پور چیمپٹ مدرس سکول سکیم کی منڈی ضلع گوجرانوالہ (۳) جناب محمد اقبال صاحب زید مجدیم ریلوے میں ملازم ہیں۔ رشتہ داروں میں جناب حکیم عبداللطیف صاحب علی پور چیمپٹ میں قیام فرما ہیں۔

(۱) شاگردوں میں جناب صوفی محمد امیر حسن صاحب زید مجدیم کپی ڈیوڑھی علی پور چیمپٹ۔ رہتے ہیں۔

(۲) جناب مولوی محمد یامین صاحب مصطفیٰ آبادی متوفی مرحوم بروز جمعہ ۹ شعبان ۱۳۹۱ھ یکم اکتوبر ۱۹۷۱ء خاص طور پر قابل ذکر ہیں، ان کے پاس آپ کی کتابیں تھیں، مثلاً سراج الفیض اور تلخیص بیاض اور دوسری دینی کتابیں ان کتابوں کے شوق میں راقم علی پور حاضر ہوا، لیکن مولوی صاحب مرحوم سخت بیمار تھے اور اسی بیماری میں انتقال ہو گیا تھا، ان کے فرزند جناب ملک محمد اسلم صاحب مصطفیٰ آبادی ہیں ان سے ملنے کی بہت کوشش کی لیکن کامیابی نہیں ہوئی دوبارہ حاضری نہ دے سکا۔

لغیر سب حالات حضرت مولانا محمد حنیف صاحب سہمی کے ارشادات مانوڑ ہیں۔

## حضرت مولانا فتح محمد صاحب مصطفیٰ آبادی رحمۃ اللہ

آپ کی تاریخ <sup>ولادت</sup> میسر نہیں ہو سکی، آپ صاحب علم و عمل و فضل بزرگ تھے، حضرت مولانا قادری فیض محمد بن حضرت مولانا کریم بخش صاحب مصطفیٰ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے رشتہ داروں اور خاندان سے تھے، اراکین برادر کے نزد تھے اور مصطفیٰ آباد کے نمبردار بھی تھے، اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد نمبردار مقرر ہوئے، آپ حضرت اقدس الحاج شاہ عبدالرحیم صاحب سرسادی، سہارنپوری قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے اور تصوف و سلوک میں مشغول ہوئے، ذکر واذکار میں مرہٹے، خنک کہ بارگاہ رحیمی سے اجازت و خلافت سے سرفراز فرمائے گئے، بڑے خدا پرست بزرگ تھے، آخر عمر میں نمبرداری وغیرہ ترک کر کے گوشہ نشین ہو گئے تھے۔ اپنے باغیچہ میں ایک خلوت خانہ بنا کر اس میں اللہ، اللہ کرتے رہتے تھے، بہت سخی تھے، کئی حاجت مند، مقروض، تنگ دست اور کئی بچیوں کی شادی وغیرہ کے لئے حاضر ہوتے اور اپنی حاجت عرض کرتے تو آپ اپنا رومال یا چھتری عنایت فرماتے اور فرماتے کہ فلاں مہاجن کو دکھا کر کہنا، کہ اتنی رقم دے دے، آپ کے حکم کے مطابق وہ مہاجن رقم دے دیتا تھا، آپ اس سلسلہ میں کافی مقروض ہو گئے تھے، آپ کے وصال کے بعد وارثین نے یہ قرض ادا کیا، آپ کے فرزند جناب نواز بخش صاحب مرحوم تھے، ان کے تین فرزند تھے۔

(۱) جناب عبدالکریم صاحب۔

(۲) منشی رحیم بخش۔

(۳) جناب نانوں صاحب رحمۃ اللہ علیہم

جو حضرت مولانا الحاج الحافظ محمد امیر باز خان رحمۃ اللہ علیہ جانشین درگاہ رحیمیہ سہارنپور کے فیض یافتہ تھے اور اجازت و خلافت سے مشرف تھے۔ آپ کے برادر عزیز جناب میاں تھن صاحب مرحوم تھے ان کے ..... فرزند حضرت مولانا سعد الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کے فرزند حضرت مولانا نصیر الدین صاحب قادری مصطفیٰ آبادی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت اقدس مولانا محمد امیر باز خان قدس سرہ، جن کا تذکرہ پہلے

اوراق میں موجود ہے۔

آپ کے پوتے ..... جناب ماسٹر حاجی نجیب الدین صاحب بی اے بی بی بی بن جناب عبدالکریم صاحب مرحوم، شاگرد اور داماد مولانا الحاج عبداللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ مصطفیٰ آبادی متوفی ۶ شوال ۱۳۸۶ھ ۱۸ جنوری ۱۹۶۷ء ہیں جو مرید عظمیٰ محترم حضرت مولانا فیض الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۱۹۳۴ء، خلیفہ حضرت مولانا الحاج الحافظ محمد امیر باز خان قدس سرہ ان کے وصال کے بعد حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب ..... کھارون والوں سے فیض پایا، ان کے وصال کے بعد حضرت حاجی خلیفہ ولی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی بروز جمعرات ۱۸ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ ۲ اکتوبر ۱۹۵۸ء سے فیض یاب ہوتے رہے، حضرت خلیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن ریٹھھی محی الدین پورہ تحصیل و ضلع سہارنپور کے رہنے والے تھے ماسٹر صاحب انکھوں سے معذور ہو گئے ہیں، زیادہ معلومات نہیں عنایت فرما سکے۔

## حضرت الحاج الحافظ القاری مولانا مولوی نور محمد صاحب قادری لدھیانوی قدس سرہ

ولادت باسعادت حضرت حافظ علی محمد صاحب بن محکم بن جیون رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں موضع مانگٹ تحصیل و ضلع لدھیانہ میں ہوئی، آپ کے جد امجد کا اسم گرامی محکم بن جیون ہے، بیسے زانتس خیال میں محکم الدین ہونا چاہیئے، عوام لوگ اکثر ادھورا نام بولتے ہیں، ہمارے علاقہ میں ایسے اکثر نام محکم الدین ہی ہیں چونکہ حضرت قاری احمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرزند حضرت مولانا نور محمد صاحب قدس سرہ نے ایسا لکھا ہے ہم نے بھی ایسا درج کر دیا۔

آپ ارائیں برادری کے چشم و چراغ تھے آپ کے اباؤ اجداد کا پیشہ روزگار کاشت کاری تھا، آپ کے والد ماجد خود بھی حافظ تھے۔ دینداری کی طرف رغبت تھی اس لئے آپ کو حفظ کلام اللہ میں لگا دیا حفظ کے بعد ابتدائی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے، مزید تعلیم کے لئے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں حاضر ہوئے وہاں حضرت مولانا محمد مظہر صاحب بن لطف علی نالوتوی رحمۃ اللہ علیہا متوفی ۱۳۰۲ھ حضرت مولانا احمد علی بن لطف اللہ محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہا متوفی ۱۲۹۵ھ حضرت مولانا سعادت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ منظم متوفی ۱۳۱۳ھ اور حضرت مولانا عبدالعلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۲۲ھ، حضرت



مولانا ذوالفقار علی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۲۵ھ اور حضرت مولانا محمد امیر باز خان صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۲۲ھ خلیفہ شیخ المشائخ الحاج حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب قادری قدس سرہ متوفی ۱۳۲۳ھ جیسے اساتذہ کرام سے بقا با درسی کتابیں اور سند حدیث حاصل کی اور علوم مروجہ کی تکمیل کی اور حضرت اقدس الحاج المحافظ شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ متوفی ۱۳۳۶ھ خلیفہ حضرت اقدس الحاج شاہ عبدالرحیم صاحب قادری سہارنپور کا قدس سرہ آپ کے ہم سبق تھے۔ شاگرد ہیانہ میں بھی مدرسہ عربی اللہ والے میں حضرت مولانا شاہ محمد صاحب بن حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہم سبق رہے ہوں، سہارنپور میں آپ کا قیام مسجد بنجارا میں رہا اور سبق مظاہر العلوم میں پڑھتے تھے۔ گویا تینوں حضرات آپس میں دوست اور محبت اور شفقت اور بے تکلف تھے، اور تینوں ایک ہی مرشد ارشد کے خلیفہ ہوئے۔

بہر حال آپ بزمانہ تعلیم یا بعد از تعلیم حضرت اقدس الحاج شاہ عبدالرحیم صاحب قادری سہارنپوری قدس سرہ سے بیعت ہو کر سلسلہ عالیہ قادریہ، نقش بند یہ مجددیہ کے اسباق شروع فرمائے اور عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہوئے، جب منازل سلوک طے ہو گئے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت و خلافت سے مشرت فرمایا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ تعلیم القرآن کے ناظم آپ ہی تھے، آپ کو تعلیم دینے کی اچھی مشق تھی، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۲۱ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ میں ہوا تو آپ نے لدھیانہ میں مدرسہ حقانی کی بنیاد ڈالی، جس میں مروجہ تعلیم کے ساتھ حفظ قرآن و تجوید اور فقہ و حدیث و تفسیر اور عربی کا نصاب اور فارسی مڈل کے درجہ میں اور اردو پرائمری کے درجہ میں رکھی گویا تمام تعلیم مروجہ کی تکمیل کے لئے انتظام فرمایا، آپ کی موجودگی میں عرصہ تک کامیاب رہا۔ پرائمری کا معائنہ انیسٹر مدارس انگریزی سے کراتے اور دینیات عربی و فارسی کا معائنہ مولوی مشتاق احمد صاحب مرحوم عربی ماسٹر، گورنمنٹ ہائی سکول لدھیانہ سے کراتے تھے۔ جن کا اصل وطن ہندوستان تھا۔

یہ مدرسہ شہر کے کنارے پر تھا، پرائمری و درجہ باغ سردار محمد خان مرحوم میں اور ساتھ ہی مسجد پہلے کی تھی جس کو آباد فرمایا اور مڈل کا درجہ لکٹی کی جگہ بواسطہ جناب حکیم مولوی پیر جی احمد شاہ صاحب

لونا ندی مرحوم سیکرٹری کمیٹی شہر نے لے کر دی، اس میں عمارت تعمیر کی گئی۔

لیکن مدرسہ کی کمیٹی میں روسا شہر تھے ان میں اکثریت ان لوگوں کی تھی جن کا دینی پہلو کمزور بلکہ نہ ہونے کے برابر تھا، کسی دینی امور پر ان لوگوں نے آپ سے اختلاف کیا جس کی وجہ سے آپ مدرسہ سے دست بردار ہو گئے اور آپ کی علیحدگی سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ دینی، عربی، فارسی مدرسہ سے ختم کر دی گئی، صرف پرائمری اور ہڈل سکول رہ گیا اور نام بھی بدل گیا بجائے مدرسہ حقانیہ کے اسلامی مدرسہ ہو گیا، جیسے آج کل اسلامیہ سکول اور کالج ہیں کلمہ نماز تک نہیں سکھایا جاتا، آپ کو مدرسہ سے سبکدوش ہوئے مختصر عرصہ گزرا تھا کہ حضرت اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے زیارت حرمین الشریفین زادہما اللہ تعالیٰ شرفہما کا ارادہ کیا، تو آپ کو بھی ہمراہ لے گئے، بہت بڑا قافلہ تھا، اسی سفر میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا عبدالرشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ بھی ساتھ تھے، اور اسی سفر حجاز میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے کا انتقال ہو گیا، یہ سفر بابرکت ۱۳۲۵ھ میں کیا تھا۔ واپسی پر آپ کو حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے مستقل وہیں رائے پور بلا لیا، وہاں مدرسہ فیض ہدایت کی ایک شاخ قصبہ رائے پور میں کھولی جس میں قرآن مجید حفظ و ناظرہ پڑھایا جاتا، اس وقت قصبہ کی مالیت دینداروں کے لحاظ سے کچھ اچھی نہ تھی، جامع مسجد میں کسی بندہ رگ کا عرس اور قوالی ہوتی تھی۔

حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی برکت اور آپ کی کوشش و ہمت اور توجہ سے رفتہ رفتہ لوگوں کی اصلاح ہوئی، جامع مسجد سے قوالی موقوف ہوئی اور دوسرے محلہ چوتھائی میں چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور آپ کی مساعی جمیلہ سے کچھ عرصہ کے بعد وہاں سے بھی موقوف ہو گئی۔ یہ آپ کے اخلاص کی برکت اور کرامت تھی، تاہم احوال حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ وہیں قیام رہا۔ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اور برکت سے علاقہ یوپی، پنجاب کے علاقوں میں مثلاً ضلع انبالہ، ضلع کرنال میں سلسلہ تعلیم انفرآن کریم، حفظ ناظرہ اور اردو لکھائی پڑھائی کے مکاتب کثرت سے جاری ہو گئے، ان کا معائنہ اور نگرانی آپ کے سپرد تھی، اور بعض جگہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

خود بھی ساتھ جاتے،

حضرت پیر جی قاری مولوی مغیث الدین صاحب ساڈھوروئی اور حضرت حکیم مولوی عمر دراز صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو فتح پور ضلع سنہارنپور کے رہنے والے تھے، بھی آپ کے ہمراہ جاتے، تقریباً نو سال تا وصال حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ رائے پور میں قیام رہا۔

آپ نے ۱۳۳۷ھ ۱۹۱۹ء میں واپس لدھیانہ آکر مدرسہ ام المدارس تعلیم القرآن کی بنیاد رکھی۔ نمبر د آنکہ ماند پس از دے بجا۔ مکاتیب درس کلام خدا

چنانچہ آپ نے رمضان ۱۳۳۸ھ اپریل ۱۹۲۰ء میں کوٹھی شہزادہ ہمدرد برب سٹرک شاہزادہ شہر لدھیانہ میں باقاعدہ طور پر مدرسہ شروع فرمایا، شہزادہ صاحب مرحوم نے پلاکرا یہ کوٹھی آپ کے پیر فرمائی جس کا رقبہ ۲۲۰۰ گز مربع تھا، اللہ تعالیٰ شہزادہ صاحب مرحوم کو اجر عظیم عنایت فرمائے، اور مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے، تقریباً ۴ برس تک مدرسہ وہی رہا، کیوں کہ بعد میں شہزاد صاحب مرحوم کی ملکیت سے کوٹھی نکل گئی تھی اس کے پاس مقابل زرعی زمین خرید کر مدرسہ تعمیر کر لیا گیا یہ ۱۳۵۵ھ ۱۹۳۲ء کا واقعہ ہے اور ساتھ ہی ایک بڑی مسجد بھی تعمیر کی گئی اور ساتھ ہی سلسلہ تعلیم المعلمین کی ایک جماعت قائم فرمائی کہ قرآن کریم کے حافظوں اور ناظرہ خوانوں کو نورانی قاعدہ علم اردو، حساب خوشخطی سکھانے پڑھانے کا طریقہ سکھایا جاتا تھا۔

پارہ علم حفظ اور ضبط کا انتظام اور مدرسہ کا طریقہ تعلیم سکھایا جاتا تھا کہ یہاں سے فارغ ہو کر کسی مدرسہ میں پڑھائیں یا اپنا مدرسہ قائم کریں۔ اور ساتھ ہی ساتھ لڑکیوں کا تعلیمی انتظام فرمایا قرآن کریم، نماز، روزہ کے مسائل، عقائد کی تصحیح اور لکھنا، پڑھنا پہلے درجہ کے مطابق پرائمری تک تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ میرا اس مدرسہ کے کھولنے کا مقصد اور منشا یہ ہے کہ مسلمانوں کے لڑکے اور لڑکیاں صحیح معنوں میں مسلمان ہو جائیں۔ نماز، روزہ اور وضو کا طریقہ مسجد میں استادوں کی نگرانی میں سکھایا جاتا تھا، طریقہ تعلیم نہایت آسان اور بچوں کی دلچسپی کا باعث اور طبعی اصولوں کے مطابق وقت مختور کام زیادہ اور تعلیم کے وقت زد و کوب کی ضرورت نہیں پڑتی، یہی ہماری ترقی اور کامیابی ہے۔

کا باعث ہے۔ جو مدرسے چالیس سال پہلے تھے ان میں یہ رونق نہ تھی، تمام طالب علموں کے لئے کھانا وغیرہ۔  
ورہائش، معہ نقد و نفیض مدرسہ کی طرف سے ہوتا تھا۔

مدرسہ کی طرف سے کوئی چندہ کر لے والا سیفرنہ تھا اور نہ آپ چندہ جمع کرتے، کوئی خود بخود دیتا تو اس کو مدرسہ کے لئے یا سفر و حضر میں اگر کوئی آپ کی خدمت کرتا تو اپنے لئے قبول نہ فرماتے بلکہ مدرسہ کے لئے قبول فرماتے مدرسہ کا خرچ بہت بڑھ گیا تھا، اپنا خرچ بھی تھا، مگر آپ بے فکر رہتے اور کوئی تردد نہ فرماتے سب خرچ اپنے وقت پر پورے ہو جاتے۔

۱۹۲۲ء میں ایک کلاس صنعت و حرفت کی شروع فرمائی جس میں ہوشیار بچے دوسرے بچوں کو پھریا بنا کر سکھاتے، اپنے ماجرا دے الحاج حافظ احمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ماسٹر مقرر فرمایا۔ آپ کا طریقہ تعلیم بہت مقبول تھا۔ سب پیر بھائیوں نے اور حضرت مولانا الحاج الحاج اشرف علی صاحب فاروقی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہت تعریف فرماتے تھے اس سلسلہ میں بہت تصانیف بھی فرمائیں۔

- (۱) قاعدہ نورانی عربی خورد و کلاں۔ (۶) نماز مترجم منظوم معہ شش کلمہ و صفت ایمان۔  
(۲) نقشہ حرفت مفردات جلی قلم۔ (۷) رسالہ بے نمازاں مع گناہ کبیرہ۔  
(۳) نقشہ حرفت و مرکبات۔ (۸) کنز المصلى۔  
(۴) نورانی قاعدہ اردو خورد و کلاں۔ (۹) رسالہ عظمت القرآن۔  
(۵) اسلام کی پہلی کتاب (۱۰) اخلاق تعلیم۔

(۱۱) عفدان اہل دس ہزار تک انگلیوں پر گنتی کا مسنون طریقہ۔ (۱۲) رسالہ تعلیم العالین (حصہ اول و دوم)۔

(۱۳) آپ نے ۲۲ صفر ۱۳۵۵ھ ۲۱ نومبر ۱۹۵۷ء بروز جمعرات بعد از ان فجر اس دار فانی سے دار البقا کی طرف کوچ فرما گئے، رحمۃ اللہ علیہ و رحمۃ واسعہ مزارہ شہر قیور میں ہے۔

بعدہ آپ کے فرزند حضرت مولانا قاری عبدالحمید صاحب مہتمم مدرسہ ہوئے، اور ۱۹ ذیقعد ۱۳۷۹ھ ۱۶ مئی ۱۹۶۰ء میں ام المدارس گلبرگ نمبر ۱ لائپور میں مدرسہ اور مسجد کی شگ بنیاد اکابرین کے دست مبارک سے رکھا گیا، حضرت قاری صاحب خود فاضل دیوبند ہیں، اللہ تعالیٰ زندگی و راز فرمائے، خلفاً

یہ بہت مفید نصاب تعلیم ہے جو خانقاہ رحیمیہ سہارنپور میں اور اس سلسلہ کی دوسری خانقاہوں میں رائج رہا، اور اب سب قاری حضرات اس کو اپنا رہے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ندوی نے اپنی مشہور تصنیف تشریح الخواطر جلد نمبر ۸ میں آپ کا تذکرہ فرمایا ہے۔

حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کا تذکرہ مجلس مبارک میں اکثر بیان فرماتے تھے۔ اور ایک عرصہ تک اکٹھے بھی رہے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ آپ تقریباً نو سال رائے پور میں رہے۔ چنانچہ ایک دفعہ فرمایا کہ آپ حضرت اقدس الحاج شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہ کی خدمت میں اکثر حاضر رہتے تھے، عموماً قرض دار اور اولاد سے بھی محروم تھے۔

ایک دفعہ تنخلیہ میں حاضر ہو کر حضرت میاں صاحب الحاج شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر رونے لگے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مولوی صاحب کیا بات ہے، کیوں روتے ہو، عرض کی حضرت میں صبح شام دیکھتا ہوں کہ حاجت مند حضرات حاضر ہوتے ہیں۔ کوئی قرض کے لئے، کوئی فراخی رزق کے لئے، کوئی اولاد کے لئے کوئی مایوس العلاج مریضوں کے لئے عرض کرتے ہیں اور اپنے اپنے مقصود پا کر ہر حاجت مند آستانہ عالیہ سے واپس جاتا ہے۔ تو میں بھی تنگی معاش کی وجہ سے قرض سے زیر بار ہوں۔ اور اولاد نرسینہ سے بھی محروم ہوں، فرمایا انشاء اللہ قرض بھی نہ رہے گا۔ تنگی معاش بھی نہ ہوگی اور ایک لڑکا ہوگا، حافظ و عالم اور دوسرا بھی حافظ و عالم، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

آپ نماز باجماعت، تہجد، اشراق و چاشت اور آدھین وغیرہ بڑی پابندی سے ادا فرماتے، اور ذکر و اذکار، مراقبہ و شغل میں ہمہ وقت مشغول رہتے۔ تلاوت قرآن پاک باقراآت تلاوت فرماتے۔ ایک دفعہ اپنے چھوٹے صاحبزادہ کو بعد نماز طہر سے عصر تک تین، چار پارے قراآت سے منائے، پڑھتے ہوئے جزاء و سنرا کے مضمون پر ہاتھ سے اشارہ اور آہستہ سے زبان سے کچھ کہتے جاتے تھے، آپ صاحب کشف و کرامات اور صاحب تصرفات بزرگ تھے، سلسلہ قادریہ، نقشبندیہ اور مجددیہ کے اور اہل و وظائف اور تعلیمی سلسلہ میں اتنا انہماک اور محویت تھی کہ گھر بار کچھ یاد نہ تھا، حتیٰ کہ آپ کی جدی جائیداد دریا برد

اور پھر اس کے بدلہ میں زمین ملی تو وہ برادری اور عزیزوں میں تقسیم فرمادی۔ اور خود تنگی و دشمنی سے رگی بسر فرمائی۔

بروز بدھ ۹ ذوالحجہ ۱۳۲۳ھ یکم جولائی ۱۹۲۵ء کو آپ کی طبیعت ناساز ہوئی، کبھی کبھی سبھار معمولی نے لگا۔ چلتے چلتے طبیعت زیادہ خراب ہوتی گئی۔

۲۲ ذوالحجہ ۱۳۲۳ھ جولائی سے پہلے اپنی تمام جائیدادیں منقولہ مدرسہ کے نام وقف فرمادی، اور اس کا متولی، چھوٹے صاحبزادے الحاج الحافظ احمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مقرر فرمایا اور ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ جولائی نے شاگردوں اور روساء شہر کی موجودگی میں مدسک کا تمام نظم و نسق سپرد فرمایا۔

بروز بدھ بوقت ۹ بجے ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ ۱۹۲۵ء ۱۵ جولائی کو وصال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نہادوں آدمی جنازے میں شامل ہوئے، نماز جنازہ کی امامت، آپ کے صاحبزادے حضرت نواز احمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کرائی، فیصل گنج قبرستان میں مزار مبارک ہے۔  
آپ کے دو صاحبزادے ہیں۔

(۱) حضرت حافظ نور الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ قدیم زمانہ کا بڈل پاس، صنعت و حرفت کا بچہ پاس، علمی قابلیت و استعداد کے مالک تھے، حضرت اندس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب بس سرہ کو بارہا تراویح میں قرآن کریم سنایا۔

(۲) حضرت صاحبزادہ حافظ احمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بعد سجادہ و مسند نشین ہوئے۔  
ان کے دو بیٹے لاہور محلہ اچھرہ میں مدرسہ قائم فرمایا، پھر شریعت شریف دروازہ مکان میں مدرسہ قائم فرمایا ہیں آپ نے ایک یادداشت لکھی، جس سے یہ تمام مصنون قریباً قریباً لیا گیا ہے۔  
یہ تحریر بروز جمعرات ۲۰ شوال ۱۳۶۶ھ ۲۶ اگست ۱۹۴۸ء میں تمام فرمائی۔  
حضرت مولانا قاری عبدالحمید صاحب مدظلہ آپ کے فرزند ہیں۔

آپ نے ۱۳۲۵ھ ۱۹۲۴ء میں ایک بڑے قافلہ میں معیت حضرت اندس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ حج و زیارت حرمین الشریفین زادہم اللہ تعالیٰ شرفہا سے مشرف ہوئے۔ (تقریباً ۱۳۶۳ھ)

## حضرت شیخ مولانا کلیم اللہ قادری عرف ٹوپی والے قدس سرہ

ولادت باسعادت حضرت مولانا محمد اکرم بن حضرت مولانا حافظ عبدالرحیم قدس سرہا کے ہاں بمقام محرم خان تحصیل تگنگ ضلع اٹک میں ہوئی۔ حفظ کلام اللہ اور دیگر علوم دینی اپنے والد صاحب کے علاوہ علاقہ کے علمائے حاصل کئے۔ مزید تزکیہ نفس و روح کے لئے شیخ المشائخ شیخ الاسلام حضرت مولانا اخوند عبدالغفور صاحب قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ فرماتے تھے کہ آپ بے حد خوب صورت تھے کہ آپ جیسا ساری دنیا میں کوئی نہیں دیکھا۔ حضرت اخوند صاحب قدس سرہ نے دیکھ کر فرمایا۔ ۱ میرے چاند تجھے معیت تو کر لیتا ہوں لیکن انگریز کی نوکری نہیں کر دے گا اور سارے رنگ بال نہیں رکھو گے سر پہ ٹوپی پہنو گے تہ بند باندھنا اور کمرے کی بجائے چادر استعمال کرنا۔ آپ نے یہ سب شرطیں منظور کر لیں اور معیت ہو گئے۔ تصوف و سلوک کے منازل طے کرنے کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔ ڈھڈیاں اور اس کے بعد کھوپڑی تحصیل پنڈ داؤن خان میں قیام فرمایا۔ جہاں ظاہری و باطنی علوم سے لوگوں کو بہرہ ور فرمایا۔ کھوپڑی کے گرد و نواح میں حلقہ مریدین بہت وسیع تھا۔ مردوں اور عورتوں کا جم گھٹا رہتا تھا لیکن آپ انکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔ سید و شریف برہنہ پا حاضر ہوتے تھے۔ حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ سے بڑی محبت تھی۔ تین سال کے تھے کہ اپنے ہمراہ ساتھ لے جاتے تھے بزرگوں کے مزارات کے گیسٹے پھیرتے اور خب کسی بزرگ سے ملاقات ہوتی تو اس سے دعا کرتے اور لعاب دہن منہ میں ڈلوالتے اپنے پاس رکھ کر حفظ کلام اللہ کرایا۔ آپ نے ہر شعبہ میں ۱۳۰۸ھ ۱۸۹۰ء یا ۱۸۹۱ء بساکھ ۴ ۱۹ بکرمی کو وصال فرمایا مزار شریف ڈھڈیاں شریف کے قبرستان میں ہے۔

آپ کے ایک فرزند جناب مولوی سعید اللہ مرحوم ریاست مانگروال کا ٹھٹھیا وار میں کسی رئیس کے ملازم انکے فرزند میاں امام الدین مرحوم تھے رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعاً۔ انکے تین فرزند ہیں۔ ۱۔ مولانا عبدالرحمن بھٹا فضل صاحب، بھٹائی اسلام صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ (از حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہ)



## باب چہارم

### حضرت شیخ مولانا نجم الدین صاحب اخوندزادہ عارف ہمدانی صاحب قدس سرہ

ولادت باسعادت علاقہ شیلگر مضافات غزنی میں ہوئی، اس علاقے میں احمد زئی اور سلیمان خیل قبائل آباد ہیں۔ آپ سلیمان قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اور آپ کا خاندان صاحب علم و فضل تھا اسی اخوندزادہ مشہور تھا، ابتدائی تعلیم اپنے وطن ہی میں شروع فرمائی پھر سبھوگمر اور غزنی میں پھر درساڑاں کابل میں جو اس زمانہ میں علم و فضل کا مرکز تھا، مختلف اساتذہ کرام تعلیم میں کمال پیدا کیا۔ حضرت قاضی محمد غلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کٹر و شیخ کی خدمت میں بھی پانچ سال رہ کر علوم حاصل کئے۔ علم و فضل کی دولت سے مالا مال ہو کر آپ جلال آباد میں تشریف لائے، اور اس مضافات میں جانب جنوب ۸ کلومیٹر کے فاصلہ پر موضع ہڈہ میں قیام فرما ہوئے۔ اور درس و تدریس مشغول ہو گئے اسی سلسلہ میں جہاد فی سبیل اللہ کا ذوق پیدا ہوا، اسی شوق و ذوق میں حضرت شیخ المشائخ شیخ مولانا الحاج حافظ عبدالغفور صاحب قدس سرہ کی خدمت اقدس میں سید و شریف علاقہ بات بنیر حاضر ہوئے اور سلسلہ قادریہ مجددیہ میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔ اور عبادت و ریاضت کے ساتھ ذکر و اذکار اور اسباق قادریہ میں مشغول ہوئے، اور ریاضت و مجاہدہ شاقہ کئے، اور سلوک و منازل طے کر کے سلوک و تصوف کے بلند مقامات حاصل کئے اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے آپ کے پیر و مرشد ۱۲۵۱ھ ۱۲۳۵ھ سے جہاد میں حصہ لے رہے تھے، پہلے سکھوں سے پھر انگریزوں سے آپ بھی اس میں شامل ہو گئے۔

خیال ہے کہ آپ ۱۲۶۶ھ ۱۲۴۹ھ سے آپ ہر جہاد میں شامل رہے، حضرت اخوند صاحب قدس سرہ کے دصال کے بعد بھی آپ ۱۲۹۵ھ ۱۸۷۷ھ تا ۱۳۱۹ھ ۱۹۰۲ھ تقریباً ۲۵ سال تک انگریزوں



سے لڑتے رہے آپ زیادہ تر مہمند اور مالاکنڈ کے علاقہ میں جہاد فرماتے رہے۔ اور باجوڑ کے مشہور مجاہد عمر خان جندول کے ساتھ انگریزوں نے ۱۳۱۵ھ اور ۱۳۱۶ھ میں جنگ لڑی تھی اس وقت بھی آپ نے مالاکنڈ ایجنسی کے محاذ پر دوشجاعت دیا اور جب آپ کے پیر بھائی حضرت مولانا سعد اللہ خان المعروف بہ سرتور فقیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مالاکنڈ میں انگریزوں کے خلاف جہاد فرمایا تو آپ غازی پور کی صف اول میں تھے اسی جنگ میں حضرت حاجی ترنگ زئی رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے یہ ۱۳۱۶ھ میں جہاد کیا گیا اور مشہور چکدر سے کاکیمپ مجاہدین نے جلا ریا تھا اور یہاں (باجوڑ) سے مہمند کی طرف سے انگریزوں نے جب حملہ کیا تو آپ مہمند کے محاذ پر جہاد کی قیادت فرماتے رہے۔

غرض آپ عالم باعمل، صاحب باطن بزرگ اور مرد مجاہد تھے، اخیر وقت تک انگریزوں کے استبداد کے خلاف تلوار چلائی اور اپنے بعد اپنے خلفاء کے سپرد فرما کر آپ نے ۱۳۱۹ھ میں وصال فرمایا مزار مبارک بڑہ شریف میں ہے، مضافات جلال آباد افغانستان، ڈاکخانہ ایضاً کابل سے، آٹھ کلومیٹر جلال سے تین میل جنوب کی طرف)۔

(۱) حضرت مولانا صاحب تگاد عرف اخوند زادہ صاحب، حمید اللہ ان کے فرزند محمد تگاد عرف میاں گل جان علاقہ افغانستان مغربی سمت صاحب سجادہ نشین ہیں

### خلفاء

(۲) حضرت مولانا عبدالصمد صاحب المعروف گزنی کنس ملا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۳) حضرت شیخ سرکانٹرو میاں صاحب نام محمد اکبر موضع سرکانٹری علاقہ افغانستان ان کے خلیفہ

حضرت شیخ مولانا کریم داد صاحب المعروف انڈر سے ملا صاحب، ہیں

(۴) سید کا کا صاحب نبوری کاظمی آشخیل لواری لنگی لنگی کوئل خیبر ایجنسی قدس سرہ۔

لہ تھا نہ بین علاقہ اکبر پور تحصیل ندرہ شہرہ پشاور ان کا وصال ۱۳۹۵ھ میں ہوا

تھے سرکانٹرو اور اسلام پور کے درمیان دریا ہے، اسلام پور مغرب کی طرف ہے۔

(۵) صوفی مجاہد عالم گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ فقیر آباد (شینواری) ننگر ہار افغانستان۔

(۶) حضرت شیخ محمد معصوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

(۷) " شیخ دین محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹ ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ شکر پورہ ہشت نگر رود۔

(۸) حضرت شیخ صاحب بابڑہ مولانا فضل ممدانی صاحب بابڑہ چارسدہ۔

(۹) حضرت صوفی عبدالشکور صاحب فارغی عرف حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ بتخاک حضرت عمرؓ

کی اولاد سے تھے۔ (۱۰) حضرت شیخ ولی احمد صاحب عرف سنڈاکی ملا صاحب قدس سرہ آپ کے خلفاء میں حضرت

مولانا محمد قمر صاحب مدظلہ عرف شمس و قمر صاحب ساکن چوزہ درش خیلا تحصیل مٹاسوات ان کے خلفاء میں حضرت

مولانا فضل محمد صاحب مدرسہ عربیہ نیوٹاون کراچی (۱۲) حضرت قاری محمد ابراہیم سیواتی ناٹووی مدظلہ جمشید روڈ شاپ

۳۲ کراچی ۵۔ (۱۱) حضرت شیخ مولانا صاحب موضع کلہنور۔

(۱۲) حضرت شیخ میر سادات جان باچا صاحب " " " " بادشاہ صاحب نظام پور

(۱۳) " بڑو میاں صاحب خلیفہ صاحب بڑہ اصل نام محمد سعید جان چار باغ صفا، بڈے

صاحب، ایک میل پر شمال کی طرف جلال آباد کے قریب۔

(۱۴) شیخ صاحب مدر کی علاقہ کوہستان؟

(۱۵) حضرت مولانا محمد ابراہیم شہید رحمۃ اللہ علیہ۔

(۱۶) " " مولوی حبیب اللہ خان صاحب ساکن صریخ تحصیل چارسدہ۔ وغیرہ وغیرہ

جیسے سینکڑوں خلفاء کرام ہوئے۔

حضرت شیخ مجاہد فی سبیل اللہ عالم گل صاحب ننگر ہاری قدس سرہ

آپ ننگر ہار سمت مشرقی افغانستان ضلع جلال آباد کے رہنے والے اور شینواری خاندان کے چشم و

چراغ تھے۔ علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل شیخ المشائخ حضرت مولانا نجم الدین صاحب عرف بڑہ ملاں قدس سرہ

کی خدمت میں بڑہ شریف رہ کر حاصل کی اور سلسلہ قادریہ نقشبندیہ، مجددیہ میں بیعت ہو کر تمام سلوک

سلسلہ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ کے منازل طے کئے اور ساتھ ہی ساتھ خانقاہ شریف کی ہر قسم کی جانی و مالی خدمت کرتے رہے۔ اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ جہاد فی سبیل اللہ میں کاروائیاں نمایاں سرانجام دیتے رہے۔

جب تمام منازل سلوک طے ہو گئے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت و اجازت سے مشرف فرمایا اور ارشاد و تلقین اور درس و تدریس کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ انگریزوں کے ساتھ جاری رکھنے کی تلقین فرمائی۔ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا حاجی فضل واحد صاحب المعروف حضرت حاجی ترنگزئی صاحب قدس سرہ کو اجازت فرمائی تو انہوں نے اپنی مسکینی محتاجی و منکسر المزاجی کی وجہ سے بارگراں کے اٹھانے سے معذرت کی تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بار بار اصرار فرمایا۔ آخر آپ کو فرمایا کہ ان علیحدہ لے جا کر سمجھاؤ کہ اگر تم اپنے کو نااہل اور ناقابل سمجھ کر معذرت کر رہے ہو تو ہمارے کہنے سے معذرت مت کر۔ اگر پھر بھی نہ مانے تو زبردستی اقرار کراؤ۔

آپ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو علیحدہ لے جا کر سمجھاتے رہے، لیکن جب دیکھا کہ بے حوصلہ کے بعد بھی مہینے مانتے تو آپ جوش میں آ گئے اور تلوار میان سے نکال لی اور فرمایا آپ کو یہ کام پڑے گا ورنہ سر قلم کر دیا جائے گا۔

حاجی صاحب آپ کے قدموں پر گر گئے۔ عرض کیا کہ آپ کا حکم سر آنکھوں پر غرض ہے۔

آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے منظور نظر اور معتمد علیہ تھے

آپ نے صوفی آباد ضلع جلال آباد علاقہ ننگر ہار میں خانقاہ قائم فرمائی۔ جہاں درس و تدریس اور ارشاد و تلقین کا سلسلہ جاری فرمایا۔ آپ صاحب عبادت و ریاضت اور صاحب مجاہدہ اور صاب کشف و کرامات و تصرفات بزرگ اور جہاد فی سبیل اللہ انگریزوں سے کرتے رہے۔ آپ کا وصال وہیں ہوا۔ آپ کے عہد و ارشاد و تلقین اور جہاد فی سبیل اللہ کے زمانہ میں اسی سلسلہ کے بزرگ حضرت مولانا عبدالحق باچا المعروف باچا ملاں رحمۃ اللہ علیہ باچا گدی زئی غیر کی زیارت کے گدی نشین تھے۔ اور حضرت بابڑہ ملاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کا اصل نام عبدالکیم تھا اور جناب عبدالحمید

احب مرحوم سالار زئی بالوکڑہ باجوڑ کے فرزند ارجمند تھے۔ اور جان صاحب کے اسم گرامی سے مشہور تھے اور حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب المعروف احمد جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مد علاقہ شکر مار کے بننے والے اور حضرت مولانا جان محمد المعروف سنڈا کی ملا آف کوہستان رحمۃ اللہ علیہ اور یہ حضرت مولانا احمد رحمۃ اللہ علیہ کے سوا اور بزرگ ہیں اور حضرت مولانا فضل محمود ولد حضرت مولانا نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہما ساکن چارسدہ اور حضرت مولانا جان صاحب باجوڑ عرف ڈوڈا جان رحمۃ اللہ علیہما ساکن روکلی کا سپہ باجوڑ یہ دوسرے بزرگ ہیں ان جیسے سینکڑوں حضرات صاحب نسبت بزرگ اور بابر فی سبیل اللہ تھے۔

### حضرت شیخ المتیٰ الحج مولانا فضل احمد صاحب قدس سرہ

۱۲۶۸ھ، ۱۸۴۸ء میں ولادت باسعادت حضرت شیخ سید فضل احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں موضع ترنگزئی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور میں ہوئی، یہ موضع چارسدہ سے تقریباً اڑھائی تین میل کے فاصلہ پر آباد ہے۔ اور صاحب تذکرہ صوفیائے حیدر نے ۱۲۵۶ھ میں ولادت لکھی ہے۔ (۱۲۷۳ھ از قاضی حبیب الحق ص ۲۱۔)

ابو فضل احمد بن رستم خان، بن حیدر خان، بن عرب خان، بن نصرت خان، بن دولت خان، بن مظہر خان، بن پیر شمس بابا بن سید جلالہ ضلع مردان، بن قدوۃ الاولیاء بہاؤ الدین بودلے بابا بن بردان الدین بکن الدین، بن ناصر الدین، بن ابوبکر بن اسماعیل بن عمر بن سید شاہ داؤد شاہ، بن محمد سلطان، بن جعفر بن علی بن سید جود بن داؤد، محمد بن فتح بن فرید۔ محمد صلاح الدین بن احمد ثانی، بن محمد کلاں، بن عبد الملک۔ ابن زین الدین بن احمد اول، بن مودود بن عبدالعزیز بن داؤد اول بن محمد حسن طاہر، بن جمال الدین، بن جمیل الدین، بن موفق، بن حاجی سید اسحاق ابن ابوالحسن، زائد بن سید موسیٰ بن محمد عالم بن ابوالفاسم، بن عبداللہ ابن محمد اول بن حسن بن عباس بن موفق اول بن اسحاق، بن امام موسیٰ کاظم۔ رحمۃ اللہ علیہم

آپ سادات کرام کے خاندان سے ہیں، آپ کے جد اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ سید بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے صاحب زہد و ورع اور تقویٰ تقدس میں غیر معمولی شہرت رکھتے تھے، اور بودلہ یا پیر بودلے بابا کے نام سے مشہور تھے، جو سلطان شہاب الدین غوری رحمۃ اللہ علیہ کے عہد حکومت میں غازی افغان محمد زئی (مامون زئی) قندھاریوں کی استدعا سے آپ کے والد ماجد حضرت سید بابا قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے شہرہ میں غازیوں کے ہمراہ علاقہ اشغز (ہشت نگر) میں بھیجا تھا۔ ان کی دینی راہنمائی اور اصلاح و تزکیہ نفس فرمادیں۔

موضع نور پور شاہاں ضلع راولپنڈی کے مشہور بزرگ حضرت سید شاہ عبداللطیف بری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی حضرت سید بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ نسب پانچویں پشت میں جا رہا ہے۔ گویا یہ خاندان سادات کرام مدت سے اس علاقہ میں تبلیغ دین، اشاعت اسلام میں مصروف آ رہے ہیں۔ ابتدائی تعلیم آپ نے اس دور کے مشہور عالم حضرت مولانا ابوبکر اخوندزادہ رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ اس کے بعد تھکال میں تعلیم حاصل کرتے رہے، علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ وطن تشریف لائے۔ اپنے لئے کھیتی باڑی گزرے اوقات کے لئے شروع فرمائی، اسی زمانہ میں زیارت حرمین سے منسوب ہوئے، آپ کی جوانی کے زمانہ میں حضرت شیخ المشائخ مولانا عبدالغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے خلفاء مریدین، معتقدین، متسبین حضرات انگریزوں سے جہاد میں مصروف تھے، اور حضرت شیخ احمد بریلوی شہید بالاکوٹ قدس سرہ کے خلفاء اور مریدین بھی ان جہادوں میں شامل تھے۔ اسلامی امور کے تحت مسلمانوں کے مشہور بزرگ ان جہادوں میں شامل تھے۔ آپ بھی جہاد کے حق میں زیر قیادت حضرت شیخ مولانا نجم الدین صاحب عرف بڑے ملا صاحب قدس سرہ قریب لاہور، ۱۸۹۷ء میں مالاکنڈ کے مقام پر حاضر ہوئے، اور مالاکنڈ ہیرکلی، بٹ خیلہ، اور چکدرہ کے محاذ پر تھے۔ خوب داد و شجاعت دی۔

اسی جہاد کے موقع پر حضرت شیخ بڑے ملا قدس سرہ کو قریب سے دیکھا، ان کی اہل و عیال جہاد کا جذبہ اسلامی درد، ارشاد و تلقین، ذکر و اذکار، جو و وسخا دیکھ کر عقیدت و محبت گھسی۔

آپ نے علاقہ ہند میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ قادریہ، مجددیہ رحمۃ اللہ علیہ میں بیعت  
 مشرف ہوئے اور ایک مدت تک حاضر رہ کر فیوض باطنی اور ان کی برکات سے مستفید ہوتے رہے۔  
 ۱۳۱۹ھ ۱۹۰۲ء میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا اس کے بعد حضرت شیخ رحمۃ اللہ  
 علیہ کے مشہور خلیفہ مجاہد حضرت صوفی عالم گل نگری ماری رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ ہو گئے۔ بقیہ سلوک و  
 صوف کی تعلیم مکمل کی اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے، حضرت صوفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی  
 ستار مبارک اور تلوار عنایت فرمائی۔

آپ نے دوسرا چ ۱۹۰۸ء میں کیا، واپسی پر اپنے پیرانِ طریقت کے نقشِ قدم پر گامزن ہوئے۔  
 مرزا المعروف نبی عن المنکر، ارشاد و تلقین، اصلاح و تبلیغ اور جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف ہو گئے۔ اور  
 پشاور و مردان میں اور ان کے گرد و نواح میں دینی مدارس کے قیام کا سلسلہ شروع فرمایا۔ آپ ہی کی  
 تحریک پر حضرت مولانا علی احمد معروف بہ لائسنڈ ارحمۃ اللہ علیہ نے ایک مدرسہ قائم فرمایا۔ ایسے ہی ایک  
 مرکزی دارالعلوم موضع گڈر تحصیل صوابی ضلع مردان میں قائم فرمایا، جس کے ماتحت پچاس مدارس تھے جن  
 کے معاون اور سرپرستی مندرجہ ذیل بزرگوں کے سپرد تھی۔

(۱) جناب تاج الدین صاحب بی۔ اے سکے بغداد ضلع مردان۔

(۲) حضرت مولانا مولوی شاکر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سکے اتمانزئی۔

(۳) " " " قاضی سمیع الحق صاحب کڑوی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۴) " " " بید زمان شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن لاہور۔

(۵) " " " عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن اتمانزئی۔

مذہبی تعلیم ان مدارس میں لازمی تھی، ہائی نصاب عربی فارسی، اردو، حساب، جغرافیہ، تاریخ،  
 دینیات، طبیعیات اور انگریزی، ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۳ء تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ جب انگریزوں نے آپ  
 اور آپ کے رفقاء کی تحریک آزادی ہند اور ظلم و استبداد کے خلاف علمِ جہاد بلند کرتے ہوئے دیکھا اور  
 محسوس کیا کہ یہ حضرات جان و مال اور ہر تکلیف کو آسان سمجھتے ہیں تو آپ اور آپ کے رفقاء کو ۱۹۱۱ء میں گرفتار

کر لیا۔ آپ کو اور آپ کے رفقاء کو تین تین سال قید کی سزا دی کچھ حضرات جیلوں میں شہید ہو گئے۔ جو زندہ رہا ہوا انہوں نے آپ کے ساتھ ہی ہجرت فرمائی۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا تھا۔ انگریزوں نے اسی زمانہ میں اسلام آباد کالج پشاور تھکال بالا کے مقام پر قائم کیا تاکہ آپ کی تحریک، جہاد اور آزادی، دینی تعلیمات جیسے اہم امور کو ناکام بنا دیا جائے اور ۱۳۳۲ھ تا ۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم میں آپ سے انگریزوں کو خطرہ بڑھ گیا۔ تو آپ کو گرفتار کرنے کی شدت سے ضرورت محسوس کی۔ اعظم خان مہمند نے آپ کو اس سازش سے مطلع کیا تو آپ نے ہجرت فرمائی، رات کے وقت آپ بمعہ اہل و عیال ہجرت کر کے طوطائی بنیر پہنچے براہ لونڈ خور رمضان مبارک وہاں گزار کر اعلان جہاد فرمایا، ۲۷ دن تک یہ سلسلہ شروع رہا، اس کے بعد آپ وہاں سے سرخس نگر میں تشریف لے گئے۔

آپ کے پہلے مرکز مجاہد آباد ترنگ زئی کو انگریزوں نے برباد کر دیا۔ اور مسجد کو گرا دیا۔ اسی زمانہ میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ نے ریشمی خطوط کے ذریعہ مکہ مکرمہ سے مزید جہاد کی ترغیب فرمائی جو کہ تمام ہندوستان میں یہ خطوط پہنچائے گئے۔

حضرت شیخ خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوری قدس سرہ، حضرت شیخ مولانا سید تاج محمد صاحب امرتسر، حضرت شیخ مولانا احمد علی صاحب قدس سرہ لاہوری جیسے حضرات اس تحریک میں شامل تھے، اور ہندوستان سے صدر میں جہاد کرنے والوں کے لئے ہر قسم کی امداد مہیا کی جاتی تھی۔ بہر حال آپ نے سوات باجوڑ، دیر، سرحدی قبائل مہمند و دیرستان اور دوسرے آزاد قبائل میں تبلیغ و ارشاد اور جنگ آزادی، جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف رہے،

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ نقش حیات میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا عبید اللہ صاحب سندھی مرحوم کے علاوہ جن مشاہیر کو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحریک میں سمبھوا، اور ہم خیال بنایا ان میں سے نہایت سرگرم ممبر، جناب حاجی ترنگ زئی صاحب بھی ہیں۔ موضع ترنگ زئی تحصیل چارسدہ، متصل موضع اتمان

زنی جو مشہور افغان لیڈر عبد الغفار خان اور ڈاکٹر خان صاحب ہیں، موصوف اسی ، گاؤن کے رہنے والے تھے ان کا نام فضل واحد تھا، لوگوں میں اپنے نام سے مشہور نہ تھے نہایت متقی، پرہیزگار، اور صاحب علم و عمل اور مشہور پیرانِ طریقت و سلوک میں سے تھے۔ حضرت مولانا نجم الدین صاحب مرحوم معروف بہ بڑے طلاں (اور ان کے خلیفہ حضرت صوفی عالم گل صاحب ننگرہاری رحمۃ اللہ علیہ) کے خلیفہ اور جانشین تھے۔ حضرت مولانا نجم الدین صاحب بڑے ملا، حضرت مولانا شاہ عبد الغفور صاحب سواتی معروف بہ حضرت سوات صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور جانشین تھے۔ حضرت سوات صاحب اور بڑے ملا صاحب رحمۃ اللہ علیہما ان اطراف (صوبہ سرحد) میں بہت زیادہ با اثر و غیور مجاہد گزرے ہیں۔ ان حضرات نے اپنے اپنے زمانہ میں انگریزی اقتدار کے خلاف سا لہا سال علم جہاد بلند رکھا تھا اور انگریزی اقتدار کو حد سے زیادہ نقصان پہنچاتے رہے تھے۔ حریت اور آزادی کے جذبات ان کے رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے تھے۔ ان کے دھال کے بعد ان کے خلیفہ حضرت صوفی عالم گل صاحب ننگرہاری رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے بعد حضرت حاجی فضل واحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے پیرانِ طریقت کے قدم بہ قدم تھے جذبات، حریت و آزادی اور جہاد دینی کے حد سے زیادہ دلدادہ تھے۔ انگریزی علاقہ ضلع پشاور میں خدمات دینیہ، تبلیغ اور تسلیک میں ابتداء سے مشغول تھے ضلع پشاور اور یاغستان میں ان کے ہزار ہا مریدین تھے اور مخلصین تھے اور انتہائی شہرت اور مقبولیت کے مالک تھے۔ ان اطراف میں عام مسلمانوں میں جس قدر قبولیت ان کی تھی کسی دوسرے پر کی نہ تھی۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے بار بار مولانا عبید اللہ صاحب اور حضرت مولانا عزیز گل صاحب کو ان کی خدمت میں بھیج کر اپنے مشن میں داخل کیا اور جہاد حریت کے لئے آمادہ کیا اور استدعا کی کہ وہ اپنے وطن سے آزاد علاقہ یا افغانستان میں ہجرت کر کے چلے جائیں اور وہاں کے مرکز کو سنبھالیں اور اپنے شاگردوں کو جو کہ بے شمار تھے اور



اپنے اپنے علاقوں میں تعلیم و تدریس وغیرہ میں مشغول تھے، لکھا کہ وہ حاجی ترنگ زئی، صاحب کی تابعداری کریں اور ان کی امداد و اعانت میں کسی کوتاہی کو روا نہ رکھیں۔ چنانچہ ۱۹۱۲ء میں اعلان جنگ عمومی کے بعد حاجی ترنگ زئی صاحب وہاں پہنچے، اور جہاں آزادی کے جھنڈے کو بلند کیا اور پلٹنیں کی پلٹنیں صاف کر دیں۔

آخر میں تحریر فرماتے ہیں۔ حاجی ترنگ زئی صاحب اسی دم خم سے ہمند علاقہ میں اخیر تک رہے اور وہیں ان کی وفات ہو گئی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ درضی عنہ وارضاه آمین۔

(ج ۲، ص ۱۸۸ تا ۱۸۹)

۱۳۳۳ھ ۱۹۱۵ء میں باجوڑ کے علاقہ میں جہاد فرمایا اور ۱۳۳۴ھ ۱۹۱۹ء میں شب قدر اور ڈھاکہ کے علاقہ میں اس زمانہ میں سر جارج روس کیپل حلال آباد پر حملہ کرنا چاہتا تھا، ۱۹۲۸ء میں ایسے بیمار ہوئے آپ کسی حد تک پاؤں سے معذور ہو گئے، لیکن ہمت نہ ہاری۔

۱۹۳۰ء میں مینچی اوغلی کے مقام پر جہاد فرمایا جو ۲۲ اپریل سے ۲ نومبر ۱۹۳۰ء تک جاری رہا انگریزوں نے مجاہدین کے مورچوں پر بمباری کی۔

۱۹۳۱ء میں آپ کے خلاف دو سانسٹین کی گئیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو انگریزوں کے شر سے محفوظ فرمایا۔

۱۹۳۳ء میں آپ نے انگریزوں کو شکست دی، ۱۹۳۵ء میں آپ کے گیمپ پر بمباری کی گئی لیکن غازیوں

نے انگریزوں کی مشہور پلٹن جسے گائیڈ پلٹن کہا جاتا ہے تباہ و برباد کر دیا۔ بہر حال آپ عالم باعمل صوفی، متقی بزرگ تھے، تمام زندگی جہاد فی سبیل اللہ اور ارشاد و تبلیغ میں مصروف رہے۔ آپ کے ہم عصر بزرگوں نے آپ کو

لے نقل کا منصوبہ بنایا اور قاضی صاحب ۲۴

قاضی حبیب الحق صاحب ۲۴ وہاں بیعت و ارشاد اور درس و تدریس اور جہاد اور لنگر جاری فرمایا، ۲۴

۲۴ میں جہاد فرماتے رہے۔ ۱۹۱۳ء اور ۱۹۱۴ء کی جنگوں میں واد شجاعت و ہل قاضی حبیب الحق صاحب

۲۳ بہت صاحب کرامات اور تصرفات تھے، آپ کے پاس سامان آلات نقل و حرکت نہیں تھا۔ انگریز کے

پاس سب کچھ تھا مگر مرہاد کامیاب آپ تھے۔

بابِ اعظم، غوثِ وقت، شیخ المشائخ، شیخ الافاغنه جیسے بلند و اعلیٰ القاب سے پار فرمایا۔  
آپ نے بروز منگل ظہر اور عصر کے درمیان ۱۲ شوال ۱۳۵۶ھ ۱۴ دسمبر ۱۹۳۷ء میں بمقام غازی  
آباد (سرخ کمر) مہمند علاقہ میں وصال فرمایا، وہیں مزار مبارک ہے۔ وصال کے وقت عمر مبارک ۱۸ سال تھی

ہے بنا کہ دن خوش رسمے سجاک و خون غلطیدن۔ خدایت کنایں عاشق پاک طہیت را

اے تدکان باحفت ان بکونا۔ انا لشدانا الیہ راجعون۔

آپ کے سائق جہاد میں حضرت شیخ نجم الدین عرف ہڈے ملا قدس سرہ کے خلفاء میں حضرت شیخ ملا صاحب  
کلپور، حضرت شیخ ملا صاحب تگاؤ، حضرت شیخ ملا صاحب ماکڑہ، حضرت شیخ ملا صاحب سرکائی، حضرت  
شیخ بادشاہ صاحب اسلام پور، حضرت شیخ استاد صاحب ہڈہ شریف، قدس سرہ اہم اور دیگر حضرات شامل رہے۔

آپ کی اولاد تین صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہوئیں۔ جن میں حضرت شیخ صاحبزادہ فضل اکبر المعروف شیخ  
بادشاہ گل صاحب مدظلہ العالی جو غالباً ۱۹۱۶ء سے سپہ سالاری کی خدمت انجام دیتے رہے۔

آپ کے خلفاء (۱) حضرت شیخ مولانا ہوتی باچہ رحمۃ اللہ علیہ (عبدالرحیم صاحب) خاص ہوتی تحصیل ضلع مردان۔  
(۲) " " " " مطیع اللہ انا زو کرمی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳) حضرت شیخ مولانا کوہستان منگا تحصیل و ضلع مردان، منگا تحصیل چارسدہ از قاضی حبیب الرحمن صاحب۔

(۴) " " " " عبدالصمد صاحب درگئی تحصیل چارسدہ۔

(۵) " " " " تورسک موضع تورسک بینر۔

۱۔ منجملہ فضل شاہ باچا گل، مختصر سوانح چند بزرگان صوبہ سرحد قلمی ص ۲۵ (لکھ از حضرت قاضی حبیب الرحمن)

۲۔ چوٹا افضل معبود باچا گل، فرزند کبیر فضل اکبر مدظلہ، المعروف مشرباچا والد صاحب کے ہمراہ جہادوں میں شامل رہے۔

پاکستان کے بننے پر جمعیت العلماء اسلام کے صدر بنے، دوسرے بھی شامل رہے۔ ایک آزاد علاقہ غازی آباد، ایک کابل اور ایک

پاکستان میں آباد ہیں۔ اوسطاً ۱۹۴۷ء کے جہاد کشمیر میں بہت داد شجاعت دیا۔ از مختصر سوانح چند بزرگان صوبہ سرحد قلمی از  
قاضی حبیب الرحمن صاحب ص ۲۵ (لکھ از) باد بخت ہمیشہ ابن درگاہ۔ بحق الشہداء ابوالاعلیٰ الہی۔

(۷) " فقیہ صاحب بیکی تحصیل صوابی ضلع مردان - غالباً حاجی شیر اللہ سکھ پرمولی حال

(۱۷) حضرت شیخ مولانا محمد الیوب صاحب بمقام طور و تحصیل و ضلع مردان۔

۴۷ " " " فضل مولانا خدا نور کلی مردان سے پانچ میل، تحصیل و ضلع مردان ڈاک خانہ مردان۔

(۹) " پیر محمد اعظم صاحب تنگ زئی مال بنیر عرف چلے پیر مقام وڈاک خانہ چلے۔ "

(۱۰) " ایلی ملا صاحب کوستان ، ..... بنیر ایلی ایچینی مہند آزاد علاقہ

آپ پشاور آگئے وہیں وصال ہوا اور وہیں پر مزار مبارک ہے۔

۱۱۱ حضرت شیخ مولانا جندول مولانا دیر حال بینر نواب کے خاص بنگلہ میں قیام فرمادیں۔

(۱۲) " قاضی صاحب حق ساگی رح ..... و پیدول مہمند ایکہنسی علاقہ غیر

(۱۳) " " مجاہد حاجی محمد امین صاحب ... مستوفی ۱۲ اردی قعد ۱۳۳۷ مزار مجاہد آباد

(۱۴) " " " شیخ محمد خان صاحب " " موضع محمد ناری ڈاک خانہ خاص تحصیل چارسدہ۔

(۱۵) " " " سالار میر غواص بدایشت باجوڑ " "

(۱۶) " فضل صدیقی بن مولانا عبد القدیم، بن مولانا عبد الرحیم بن مولانا محمد رمضان - قدس سرہ " بابۃ چار سجدہ

(۱۶) " عبد اللہ صاحب ادب ان کے فرزند حضرت مولانا مولوی مطیع اللہ صاحب مدظلہ العالی

حضرت مولانا علامہ مولوی محمد شفیع اللہ صاحب مدظلہ بمقام بام خیل ڈاکخانہ خاص تحصیل صوابی

ضلع مردان ..... حضرت حیدر علی مرادانا المعروف بابا جی صاحب بدظلمہ، موضع تنگی قریب معیار علاقہ دیر میں قیام

فرامی۔ از حضرت صاحبزادہ خادم الدین صاحب مدظلہ نور و دیر۔

ان کے علاوہ آپ کے ساتھی حکیم محمد اسلم صاحب سنجرى۔

حضرت مولانا قاری محمد ادریس صاحب الکبر پورہ۔۔۔۔۔ " شید توران شاہ صاحب وغیرہ وغیرہ

” فاضل شیر رحمان صاحب بیارہ۔ ”

میں آپ کے خلفاء میں حضرت مولانا عبدالرحمان صاحب پنجابیؒ صاحب سلسلہ بزرگ گزیر چکے ہیں۔

داعی سید الشکر بن قاسم الحق صاحب کڑوی قدس سرہ

## حضرت مولانا حاجی محمد امین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت غالباً ۱۲۳۱ھ بمقام سلیمان خیل علاقہ خلیل مہمند ضلع پشاور میں ہوئی آپ کے والد ماجد جناب اسعد خاں شیخ خیل کی ذیلی شاخ عالم خاں شنواری سے تعلق رکھتے تھے آپ ۱۲۸۱ھ تا ۱۲۹۹ھ تا ۱۹۰۱ھ موضع شیخ محمدی کے پرائمری سکول میں پڑھتے رہے ساتھ ہی ساتھ قرآن مجید بھی پڑھتے رہے ۱۲۸۹ھ تا ۱۹۲۰ھ میں اپنے گاؤں میں دینی تعلیم شروع کی۔ اس کے بعد موضع شینکٹی، ضلع کیمل پور اور دیگر مختلف مقامات پر تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد حضرت مولانا سید مہربان علی شاہ صاحب قدس سرہ سے اکوڑہ خشک میں بیعت ہوئے جن کے فرزند حضرت مولانا سید بادشاہ گل صاحب فاضل دیوبند خلیفہ حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ، ہیں۔

اس کے سال بعد حضرت شیخ مولانا محمد عمر صاحب عرف ملا صاحب مبارک کر بوغہ قدس سرہ، المتوفی ۵ جمادی الثانی ۱۳۴۹ھ، ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۳ھ کی خدمت میں حاضر ہو کر استفادہ فرماتے رہے۔ اور مختلف جہادوں میں شمولیت کی اور داد شجاعت دیا ان کے وصال کے بعد ۱۳۴۴ھ، ۱۹۲۹ھ میں آپ نے تیسرا حج ادا کیا۔ اس کے بعد آپ حضرت شیخ مولانا فضل واحد صاحب المعروف حاجی ترنگزئی، صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو جنگ آزادی کے مشہور غازی اور حضرت شیخ الہند مولانا محمد الحسن صاحب دیوبند کی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک ریشمی رومال کے علاقہ سرحد میں امیر تھے کی خدمت میں سرخ کمر غازی آباد میں حاضر ہو کر سلسلہ قادریہ کی تکمیل کی اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ اور ان کی زیر کمان مختلف محاذوں پر انگریزوں کے خلاف داد شجاعت بھی دیتے رہے۔ پاکستان بننے کے بعد حبیب قادیانیوں نے پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا محاذ قائم کیا۔ تو آپ بھی تحریک تحفظ ختم نبوت میں شامل ہو گئے۔ اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

حضرت حاجی صاحب خود کمر فرماتے ہیں، بروز منگل ۱۲ شعبان ۱۳۵۲ھ کو حضرت قادیانی المیتان صاحب اکبر لڑی سے سند تحریر کر کے عنایت فرمائی جس کے گواہ جناب محمد ادریس صاحب طورو، اور ایٹمی ملا صاحب ہیں رحمۃ اللہ علیہم

جماعت ناجیہ صالحہ کی بنیاد ڈالی۔ جس کا پروگرام اصلاح عامہ تھی کہ لوگ رسم و رواج سے اجتناب کریں اور شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم ہوں اس کا صوبہ حیدر میں بہت پھیلاؤ ہو گیا۔ رفتہ رفتہ علماء و صلحا اور آئمہ مساجد نے شمولیت فرمائی۔

آپ اپنے پیرو مرشد کے ہمراہ قریباً ہمہ وقت انگریز دشمن اسلام سے جہاد میں مصروف رہے۔ جب لیگ نے نعرہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ لگایا تو آپ ایمانی حرارت کی وجہ سے اس دھوکہ میں آ گئے، جس کا واضح ثبوت ہے، لیگ اپنے عہد حکومت میں اسلام کے خلاف ہمیشہ آگے رہی اور کوئی قانون شریعت کا نہ چلایا بلکہ ہمیشہ قانون انگریزی کو اپناتے رہے۔ اور جہاد کشمیر ۱۹۴۸ء میں، اوڑی کے مقام پر مصروف جہاد رہے اور وہاں بم کے ٹکڑے سے سخت زخمی ہوئے، اور ہسپتال میں داخل رہے۔ آپ آزاد مجاہد تھے، حضرت حاجی نرننگ زئی قدس سرہ کے فیض یافتہ تھے۔ دین کے معاملہ میں حکومت کی پرواہ نہ فرماتے۔

ایک دفعہ مجاہدین کے ہمراہ مزدوس سینما کے پاس سے گزرے تو آپ نے سینما کی عمارت پر فائر کیا اور فرمایا یہ تو اسلام کی توہین ہے۔ اور استہزاء ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، آپ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے، پشتوں میں نعتوں کا بہت بڑا ذخیرہ ہے اور عربی میں بھی قصیدے تحریر فرمائے ہیں۔ آپ کئی بار حرمین الشریفین حاضر ہوئے اور وہاں سے بہت سی کتابیں لاتے رہے ایک بڑا ذخیرہ جمع فرمایا۔

آپ نے بروز شنبہ ۱۱ ذی قعدہ ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۳ مئی ۱۹۶۶ء میں وصال فرمایا۔ اور حاجی آباد



# حضرت مولانا قاضی سمیع الحق صاحب کڑوی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت حضرت مولانا قاضی محمد غلام صاحب بن حضرت مولانا قاضی محمد نور اللہ صاحب بن حضرت مولانا قاضی محب اللہ صاحب بن حضرت مولانا قاضی رحمت اللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں موضع اکبر پورہ تھانہ پتہ تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور میں ہوئی۔  
**آپ کے ابا و اجداد** حضرت مولانا قاضی رحمت اللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے فرزند حضرت مولانا قاضی محب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ غزنی ملک افغانستان سے موضع کڑوی تشریف لائے اور مستقل قیام فرمایا۔ آپ جید عالم و فاضل صاحب درس و تدریس بزرگ تھے۔ اور درس و تدریس سے فارغ ہو کر اور ادو اشغال میں مشغول رہتے۔ صاحب عبادت و ریاضت و مجاہدہ اور صاحب زہد و تقویٰ متقی و پیریزگار بزرگ تھے۔ اور صاحب کرامات کثیرہ بزرگ تھے مزار مبارک کڑوی میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

**حضرت مولانا قاضی محب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ** والد بزرگوار کے بعد مسند نشین ہوئے اور ان کے بعد ان کے فرزند حضرت مولانا قاضی نور اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسند نشین ہوئے۔ اور ان کے بعد ان کے فرزند حضرت مولانا قاضی محمد غلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسند آرائے درس و تدریس ہوئے۔  
 حضرت مولانا قاضی محمد غلام صاحب بن حضرت مولانا قاضی محمد نور اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

لے تذکرۃ علماء و مشائخ سرحد۔ جلد دوم ص ۳۹ مصنفہ حضرت مولانا سید محمد امیر شاہ صاحب قادری گیلانی مدظلہ

بڑے جید عالم تھے۔ علوم متداولہ کا مکمل درس دیتے تھے۔ سینکڑوں طلباء حاضر خدمت رہ کر علوم کی دولت سے مالا مال ہوتے۔ غزنی۔ کابل۔ ہرات تک کے طلباء حاضر ہوتے۔ آپ ان کے کھانے۔ کپڑے کا معقول انتظام فرماتے۔ اولاد سے بھی زیادہ شفقت و محبت سے پیش آتے۔ آپ کے تلامذہ میں بڑے بڑے علماء و فضلاء اور مجاہد فی سبیل اللہ تھے۔

حضرت مولانا خواجہ نجم الدین صاحب المعروف مڈہ ملا صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت شیخ مولانا اخون حافظ عبدالغفور صاحب سیدی سواتی قدس سرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اور حضرت مولانا مولوی محمد اسرار علی صاحب اور حضرت مولانا عبدالحمیل صاحب رحمۃ اللہ علیہما ساکن طور و صلح مردان جیسے عالم و فاضل صاحب درس و تدریس حضرات تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

آپ صاحب عبادت و ریاضت اور صاحب زہد و تقویٰ۔ صائم الدہر۔ قائم اللیل صاحب فتویٰ بمفتی جامع فضائل و کمالات بزرگ تھے۔ آپ نے ۱۲۹۵ھ میں وصال فرمایا کڑوی میں مزار مبارک ہے۔

حضرت مولانا قاضی سميع الحق صاحب قدس سرہ

حضرت مولانا قاضی محمد غلام صاحب  
اپنے والد ماجد کے علاوہ علامہ عصر حضرت مولانا مولوی نصیر احمد صاحب پشاور رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۰۰ھ اور ایمان زئی تحصیل چارسدہ کے مشہور عالم صاحب درس و تدریس حضرت مولانا شاکر اللہ صاحب کے والد بزرگوار سے علوم اخذ کئے۔ تحصیل و تکمیل علوم کے بعد درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔ اور والد بزرگوار کے سچے جانشین ثابت ہوئے۔ اور افتاء و قضا

۱۔ تذکرۃ علماء و مشائخ سرحد جلد ۲۔ صفحہ ۲۱۰ بحوالہ تحفۃ الاولیاء۔ ص ۲۸ مصنفہ حضرت

مولانا قاضی امیر احمد شاہ صاحب اکبر پوری رحمۃ اللہ علیہ



جیسے اہم امور کے فرائض انجام دیتے رہے۔

سوات، بنیر، دیر، پشترال، باجوڑ، کابل، غزنی، ہرات تک آپ کے شاگردوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا اور بڑے بڑے صاحبِ درس و تدریس، مفتی و قاضی، مجاہد، شیخ طریقت جیسے حضرات مستفید ہوئے۔ مثلاً حضرت شیخ کا کا شاہ صاحب بنوری قدس سرہ، شیخ لوارگی، لنڈی کوتل، خلیفہ بھینی اور حضرت مولانا قاضی عبدالغنی صاحب بھٹی کوٹ۔ حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب صرخی۔ حضرت مولانا بکت اللہ شاہ صاحب ساکن ڈاگ، اسماعیل خیل حضرت مولانا عبدالقیوم ساکن ڈاگ، اسماعیل خیل حضرت مولانا شامی صاحب، حضرت مولانا عبدالملک ساکن ڈاگ مذکور حضرت مولانا محمد زمان صاحب ساکن بانڈو لالہ حاجی محمد اللہ علیم وغیرہ وغیرہ آپ سلسلہ قادریہ میں منسلک تھے۔ مجاہد عظیم شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا حافظ عبدالغفور صاحب المعروف صاحب سوات قدس سرہ سے کمال درجہ کی محبت اور عقیدت رکھتے تھے۔ اور حضرت آقا سید احمد شاہ صاحب پشادری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی عاشقانہ اور والہانہ تعلق تھا۔

مجاہد کبیر حضرت مولانا حاجی فضل واحد صاحب المعروف حضرت حاجی تنگ زئی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی کمال تعلق تھا۔ علمی اور جہاد میں ہر قسم کے مشورے آپ سے لیتے تھے۔ اور اکثر جہادوں میں شریک کار ہو کر دادِ شجاعت دیتے رہے۔ اسی وجہ سے انگریزوں نے آپ کو تین سال قید کی سزا دی۔ ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۱ء تک پشاور جیل میں رہے۔ اور جہاد جہاد ہی کے پاداش میں تحریکِ خدائی خدمت گار سے منسلک رہے۔ اور اسلام کے دشمن انگریزوں کے خلاف ہر قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہ فرماتے۔

۱۔ تذکرۃ علماء و مشائخ سرحد۔ جلد دوم

۲۔ تذکرۃ علماء و مشائخ سرحد۔ جلد دوم صفحہ ۴۳

تقریباً ۶۵ برس قرآن و حدیث فقہ - اصول منطق - الہیات - ریاضی - قرأت و تجوید  
نظم اور فلسفہ وغیرہ جیسے علوم سے لوگوں کو مستفیض فرما کر ۱۳۵۸ھ بمطابق ۱۹۳۵ء میں یہ  
اقتاب علم و عمل غروب ہو گیا۔ مزار مبارک آبائی گورستان موضع کڑوی میں ہے۔

## حضرت مولانا قاضی سیف الدین صاحب کڑوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا قاضی  
سمیع الحق صاحب کڑوی

رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ ابتدائی کتابیں والد بزرگوار سے پڑھیں۔ اُن کے علاوہ حضرت  
مولانا شاکر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے موضع اتمان زئی تحصیل چارسدہ اور حضرت مولانا  
صاحبزادہ مرزین الدین صاحب المعروف صاحب حق (جو میرے ناقص خیال میں قاضی معنی الدین  
بن حضرت قاضی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہما) کی خدمت میں موضع رحبہ تحصیل چارسدہ میں  
بھی تحصیل علوم کرتے رہے۔ اُس کے بعد ہندوستان کا سفر فرمایا۔ حضرت مولانا محمد امان اللہ  
صاحب برادر حضرت مولانا لطف اللہ صاحب علیگڑھی رحمۃ اللہ علیہما کی خدمت میں پانچ  
برس حاضر رہ کر ریاضی اور الہیات کی تکمیل کی۔ نیز حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی  
رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر رہ کر تحصیل علوم میں مصروف رہے۔ حضرت مولانا  
عبدالسلام صاحب قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں میرٹھ حاضر رہ کر حکمت و فلسفہ پڑھا  
حضرت مولانا مولوی عبدالجلیل صاحب طوروی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مدراس حاضر  
رہ کر فقہ و علم کلام پڑھا اور حضرت مولانا محمد مشتاق احمد صاحب برادر کبیر حضرت مولانا ابوالحامد  
صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہما کی خدمت میں بدایوں حاضر رہ کر دارالعلوم سنہ میں تمام  
درس نظامی کی تکمیل کی بغرض کہ قریباً بارہ سال ہندوستان کے مختلف خطوں میں تحصیل  
علوم کرتے رہے۔

اور حضرت علامہ مولانا غلام ربانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ موضع متھرا علاقہ دوآبہ کی خدمت میں حاضر رہ کر سند حدیث حاصل کی اور حضرت مولانا محمد شاہ رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم گدر ضلع مردان کی خدمت میں حاضر رہ کر سند حدیث حاصل کی اور علی گڑھ۔ مدراس۔ بدایوں۔ میرٹھ میں درس و تدریس میں بھی مصروف رہے۔ اور کابل۔ باغ عرق۔ کورہ۔ ڈیمان نگر۔ ڈھیری۔ نمین خان۔ بانڈھ۔ ملاحان۔ سنگر بار۔ افغانستان میں خوگیانی وغیرہ مقامات پر درس و تدریس میں مصروف رہے۔

حضرت شیخ حاجی ترنگ زئی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو کر سلسلہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ کے اسباق طے کئے۔ اور درس و تدریس کے ساتھ ساتھ عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہ کر منازل سلوک طے کئے اور خلیفہ ماذون ہوئے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور جہاد فی سبیل اللہ میں انگریز دشمن اسلام سے مشغول رہے۔ اسی سلسلہ میں ایک بار پیر و مرشد حضرت حاجی ترنگ زئی صاحب قدس سرہ کی خدمت میں رہ کر واپس وطن آئے۔ تو انگریزوں نے گرفتار کر کے تین سال قید کی سزا دی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد تحریک آزادی ہند کے سلسلہ میں خان عبدالغفار خان کے ساتھ مل کر خدائی خدمت گارہ میں شامل رہے جب انہوں نے کانگریس سے الحاق کیا۔ تو جدا ہو کر جمعیتہ اشفاق صوبہ سرحد کی ایک مذہبی و سیاسی تنظیم قائم فرمائی۔

صاحب عبادت و ریاضت و مجاہدہ اور مجاہد فی سبیل اللہ۔ صاحب درس و تدریس قاضی مفتی جیسے اہم امور دینیہ میں تمام زندگی مصروف و مشغول رہ کر بروز ۲۸ رمضان ۱۳۸۶ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک موضع گڑدی میں ہے۔

۱۔ تذکرۃ علماء و مشائخ سرحد جلد دوم صفحہ ۲۶

۲۔ تذکرۃ علماء و مشائخ سرحد جلد دوم صفحہ ۲۶

**حضرت قاری عبدالمستعان صاحب رحمۃ اللہ علیہ** آپ کے والد بزرگوار قاری کنڈل صاحب  
رحمۃ اللہ علیہ موضع اکبر پورہ تحصیل بشاؤر  
کے رہنے والے تھے۔ موضع پھندو کے مشہور قراء سے حفظ کلام اللہ کیا تھا۔ قاری صاحب  
سی خاندان کے ایک فرد ہیں۔ اس خاندان نے قرآن مجید کے حفظ اور علم قرأت کی بہت  
خدمت کی ہے اور ہر فرد قاری کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ حضرت شیخ مولانا فضل  
احد المعروف حاجی ترنگزئی قدس سرہ کے خلیفہ اور کاتب مراسلات تھے۔ حضرت حاجی محمد امین  
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سند خلافت آپ ہی نے تحریر کی ہے۔

## حضرت حاجی شمیم اللہ صاحب المعروف فقیر صاحب پلوٹون برٹلہ

آپ اصل پر مولیٰ ڈاک خانہ خاص کے رہنے والے تھے۔ غالباً کچھ عرصہ بمبئی میں رہے اور فقیر صاحب  
کی کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔ اب موضع پلوٹونڈ متصل موضع سلیم خان تحصیل میں قیام فرما ہیں۔ حضرت حاجی  
ترنگزئی قدس سرہ کے خلفاء میں سے ہیں اور اکثر جہادوں میں شامل رہ کر دوشجاعت دیتے رہے۔ قیام پاکستان  
کے بعد جہاد کشمیر میں شامل رہے تا حال بحمد اللہ زندہ ہیں۔ اللہ پاک حیات نافعہ دے اور تادیر زندہ  
رکھے۔ آمین فقط والسلام

## حضرت شیخ کا کا صاحب بنوری آسہ شخیلی قدس سرہ

آپ حضرت سید آدم بنوری قدس سرہ کے از مشائخ کبار سلسلہ ہندی کی اولاد سے ہیں۔ آپ بھی  
صاحب علم و فضل تھے۔ اور صرفیائے مشائخ کے گھرانہ سے تعلق رکھنے والے تھے۔ آپ کے اساتذہ  
میں حضرت قاضی سمیع اللہ صاحب بن حضرت قاضی محمد غلام کڑوی قدس سرہ تھے۔

آپ شیخ المشائخ حضرت مولانا نجم الدین صاحب المعروف بڑے ملا صاحب قدس سرہ سے

۱۷ تذکرۃ علماء و مشائخ سرحد جلد دوم صفحہ ۷۷ سلسلہ قادریہ از حضرت مولانا محمد امین صاحب

بیعت ہو کر عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں اور ذکر و اذکار میں مشغول ہو گئے۔ اور ساتھ ہی ساتھ  
رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضریہ کر ہر قسم کی خدمت کرتے رہے۔ جب ذکر و اذکار، سلسلہ عالیہ  
مجددیہ کے اسباق مکمل طے کر لئے۔ تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔

آپ بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ مختلف محاذوں پر انگریز دشمن اسلام سے جہاد میں  
مشغول رہے اور داعی شجاعت دیتے رہے۔ آپ کے اجداد سے کوئی بزرگ سکھوں کی حکومت  
میں ہجرت کر کے مضافات پشاور سے علاقہ خیبر ایجنسی آزاد قبائل میں منتقل ہو گئے۔ اور  
انگریزوں نے اس علاقہ پر حملے کئے تو آپ مختلف جگہوں پر منتقل ہوتے ہوئے موضع آشخیل لواری  
لنڈی کوتل علاقہ خیبر ایجنسی میں خانقاہ قائم فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے بہت مقبولیت سے نوازا۔ علاقہ  
لوگ دینی اور ظاہری و باطنی علوم سے بہرہ ور ہوئے۔

آپ صاحب عبادت و ریاضت اور صاحب مجاہدہ اور جہاد فی سبیل اللہ میں مشغول رہنے والے  
میں سے تھے، غالباً آپ نے ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۸۴۸ء میں وصال فرمایا۔

آپ صاحب تحریک و تفرید بزرگ تھے۔ آپ کے برادر حضرت مولانا سید محمد اسحق صاحب بنوری  
رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت مولانا سید محمد صدیق صاحب بنوری مدظلہ، سجادہ نشین ہیں اور دارالام  
صدیقیہ آشخیل لواری لنڈی کوتل کے مہتمم۔

آپ کی ہمیشہ صاحبہ کی اولاد سے حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری مدظلہ ہمیشہ  
کراچی اور امیر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان اور حضرت مولانا محمد ایوب صاحب بنوری مدظلہ، مہتمم دارالام  
سرحد بھی انہی کی اولاد سے ہیں۔ یعنی ہمیشہ حضرت سید کا صاحب بنوری قدس سرہ۔

یاد رہے کہ محمد ابراہیم عرف کا صاحب بن محمود شاہ بن میر بادشاہ بن میر موسیٰ بن غلام حبیب بن  
رحمۃ اللہ بن عبد الاحد بن محمد اولیاء بن حضرت سید آدم بنوری خلیفہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ۔

حاشیہ ص ۳۸

لے علماء مشائخ صدر جلد دوم ص ۴۷۔

لے حضرت مولانا سید محمد صدیق صاحب بنوری مدظلہ، سجادہ نشین آشخیل لواری لنڈی کوتل۔

## باب پنجم

حضرت مولانا الحاج الحافظ ولی اللہ صاحب قادری مجددی تیراہ صاحب  
قدس سرہ

آپ کا اصل وطن موضع نرپاب چپری تحصیل ضلع کوہاٹ ہے۔ اور خاندان بڑہ خیل بگش کے نور نظر میں۔ آپ عالم و کامل و فاضل تھے، حضرت اخوند صاحب سوات صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرف صاحب سوات کے خلفاء کا ملین میں سے تھے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارک میں اکثر جہادوں میں حاضر رہے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد، مسلمانوں کے اذی دشمن انگریزوں کے خلاف تھے، وطن سے ہجرت کر کے تیراہ اور گزئی قیام فرما ہوئے، وہیں سلسلہ ارشاد و تلقین اور درس و تدریس اور جہاد بالسیف کا شروع فرمایا، تمام زندگی امر المعروف اور نہی عن المنکر، بدعتوں اور شیعوں اور انگریزوں سے جہاد میں مصروف رہے، اپنے پیرو مشد کی طرح شریعت، و طریقت و حقیقت اور سنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر عامل خود بھی رہے۔ اور اسی پیرو دوسروں کو بھی تلقین فرماتے رہے۔

اپنے ملک اور گزئی، افریدی، بگش، خٹک، وزیرستان کوہاٹ، بنوں اور دوسرے علاقوں میں آپ کا سلسلہ جاری رہا ہے آپ صاحب اخلاص اور اخلاق جمیدہ اور سخاوت میں بے مثل تھے۔ صاحب شریعت و طریقت و حقیقت صاحب مجاہدہ عبادت اور ریاضت اور صاحب کشف و کرات بزرگ تھے۔ اسی میں تمام زندگی صرف فرمائی۔

آپ نے (ماموں زئی) میں وصال فرمایا مزار مبارک ماموں زئی..... اور گزئی تیراہ ضلع کوہاٹ میں ہے۔

آپ کے جانشین حضرت الحاج صاحبزادہ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مقرر ہوئے۔ جنہوں نے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور خلیفہ حضرت مولانا محمد عمر شاہ صاحب المعروف صاحب مبارک کربوغہ ملاں صاحب سے خلافت اور اجازت سے مشرف ہوئے۔ خلفاء میں درج ذیل حضرات کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا محمد عمر شاہ صاحب المعروف کربوغہ ملاں صاحب ساکن کربوغہ ڈاک ٹانہ خاں



آپ نے ابتدائی تعلیم علاقہ کے نامور علماء سے پڑھی، پھر حضرت مولانا الحاج الحافظ عبد الغفور صاحب المعروف اخوند صاحب سوات قدس سرہ کی خدمت میں تقریباً تیراں سال سید و شریف حاضر رہے۔ علوم مروجہ کی تکمیل کی اور سند حدیث حاصل کی اور شریعت و طریقت کے فیوض و برکات سے مالا مال ہوتے رہے۔ اور جہاد بالیوسف انگریزوں سے کرتے رہے۔

حضرت اخوند صاحب قدس سرہ کی خدمت میں شریعت و طریقت اور حقیقت و تصوف و سلوک ذکر و اذکار، فکر و مراقبات اور جہاد فی سبیل اللہ انگریز دشمن خدا اور رسول اور مسلمانوں کے لئے مشغول ہوتے رہے، حضرت اخوند صاحب قدس سرہ نے وصال کے وقت حضرت مولانا مولوی الحاج ولی اللہ صاحب ماموں زئی تیراہ رحمۃ اللہ علیہ سے ارشاد فرمایا کہ ملا صاحب کربوفہ کو خلافت اور اجازت سے مازون کریں، حضرت تیراہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسپر عمل فرماتے ہوئے خلافت و اجازت سے مشرت آپ نے اپنے وطن کربوفہ تحصیل ہنگو ضلع کوہاٹ صوبہ سرحد میں خانقاہ قائم کی۔ آپ صاحب علم و فضل اور علم و عمل اور عالم و فاضل اور صاحب درس و تدریس اور حسن و صورت و سیرت و حسن عقیدہ تھے، اللہ تعالیٰ نے درجات عالیہ و مناقب بلند عنایت فرمائے تھے۔ تمام لوگ ہم وطن آپ کو مثل والد بزرگوار سمجھتے تھے اور تمام ملیع و فرماں بردار تھے، آپ کے فرمانوں کے خلاف ہرگز نہیں کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ ہی صائم الدہر، قائم اللیل رہتے تھے، عبادات و مجاہدات مزاج بن گئے تھے، آپ منکر المزاج تھے، سادہ کھانا، سادہ لباس پسند فرماتے تھے، بلکہ صوفیوں کا لباس زیب تن فرماتے تھے، کھانے اور لباس ناخرہ کو ہرگز پسند نہیں فرماتے تھے، اور لذیذ کھانوں سے ہمیشہ نفرت تھی۔ حالانکہ لنگر میں ہر قسم کے لذیذ اور بیش قیمت کھانے موجود تھے جو طایبان حق، ذاکرین، مجاہدوں اور مہمانوں کو کھلاتے تھے، مہمان روزانہ تین چار سو سے کم نہ ہوتے تھے، کبھی کبھی یہ تعداد ہزار تک پہنچ جاتی تھی۔ سب کو بلا تکلف کھانا ملتا تھا۔ اور نام عمر امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں مصروف رہے۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

تہذیب و عمل پر رہے اور ہر قسم کی نشہ آور چیزوں، مثلاً افیون، چرس، بھنگ



سے سخت منع فرماتے اور تشہ اور چیزیں کھانے پینے والوں کو سخت سزا دیتے، ایسے لوگ آپ کے خوف اور دبدبہ کی وجہ سے بہت ڈرتے تھے، تشہ اور چیزوں کی خرید و فروخت نہیں کرتے تھے۔ اور ایسے ہی ہر قسم کے شریعت کے خلاف کام کرنے والوں اور بدعتوں کو سزا دیتے تھے۔ یا تو وہ لوگ توبہ کر لیتے درجہ وطن چھوڑ کر کہیں دور چلے جاتے اور گاؤں میں محتسب مقرر فرما رکھتے تھے۔ اور ان کو درجہ دے رکھا تھا اور حکم تھا کہ بے غازیوں، جوار یوں، سود خوروں اور ناجائز کا دوبار کرنے والوں کو سزا دوان کو ہرگز نہ کرے، اس لئے یہ تمام خرابیاں ختم ہو گئی تھیں، شاذ و نادر کسی پر چوری اور سود خوری وغیرہ جرموں کا شبہ نہ جاتا اور دین کے دشمنوں اور اہل حرص و ہوا وغیرہ جرموں کا شبہ ہو جاتا تو ثبوت ملنے پر ان کو سزا کا دی جاتی، بدعتوں سے مقابلہ فرماتے رہتے تھے، اس میں کسی بادشاہ، نواب و خان اور امیر کا کوئی لحاظ نہ تھا، بلکہ آپ کی ہدایت اور خوف سے ڈرتے رہتے تھے۔ اگر خلاف شریعت کام کرتا تو بروز جمعہ ہر ارشاد فرماتے کہ فلاں آدمی نے خلاف شریعت کام کیا ہے۔

اس سے ہر قسم کے معاملات اور دین اور اس سے ملنا جانا، بیٹھنا، اٹھنا اور دوستانہ تعلقات ترک کر دیں۔ صاحب مبارک کے ارشاد کے مطابق تمام اہل گاؤں ترک تعلقات کر دیتے تھے۔ حتیٰ کہ اس گھر کے آدمی بھی اس سے اجتناب کرتے اس کی زندگی تنگ ہو جاتی اور مجبوراً توبہ تائب ہو جاتا تھا۔ اگر کسی نے شادی شدہ عورت اغوا کی۔ آپ اس کو جبراً واپس کر داتے وہاں زانی آپ کے ڈر سے روپوش ہو جاتا اور خود جلا وطنی اختیار کر لیتا اور آپ کی وفات کے بعد ایسے لوگ وطن آئے۔

ایک دفعہ انگریز حکمران جس کو لاٹ کہتے ہیں اس نے آپ کو پشاور طلب کیا۔ یہ خبر سب اطراف و اکناف میں پھیل گئی اور بڑا شور و غل مچ گیا۔ زمین پر لرزہ آگیا اور مریدین، قوم خشک و خشک و تیرا، کورم ایچسٹ منگل، جدران، مسعود، وزیرستان وغیرہ علاقوں سے لاتعداد مخلوق جمع ہو گئی۔ حاضرین نے اور آپ نے مصلحت اسی میں سمجھی کہ پشاور نہیں جانا۔ اور اپنے بڑے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پشاور بھیجا وہ جب لاٹ کے سامنے آئے تو اس نے کہا کہ تیرا والد کیا کرتا ہے۔ اس کو کہو کہ تمہاری حرکات و سکنات جو تم کرتے ہو وہ سب انگریزی قانون کے مخالف ہیں۔ اس کام سے

باز آجائیں ورنہ سخت سزا دی جائے گی۔

صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ ہم امر بالمعروف و نہی عن المنکر تمام علم اور آخر دم تک کریں گے اس سے ہم باز نہیں آ سکتے۔ اگر انگریز نے ہمیں روکا تو ہم ہجرت کر جائیں گے۔ یہ کوئی مضائقہ نہیں۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی واسطہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تھی۔ گورنر بالکل خاموش ہو گیا۔ آگے بات کرنے کی ہمت نہ ہوئی، پھر کبھی آپ کی طلبی نہ کی من کان للہ، کان اللہ

آپ کے حلقہ ارادت میں اکثر و بیشتر لوگ عالم و فاضل، علمائے متبحرین اور مدرسین اور عالم باعمل و فقہاء مشہورین، عابد و زاہد تھے، مثلاً کفشی، طلئی ملاں صاحب کہ عالم بے مثال تھے اور مولوی صاحب عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ سورانی اور شب قدر ملاں صاحب کو ہائی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بالجمہ تمام علمائے کرام علاقہ بھر کے داخل بیعت تھے۔ اس کے علاوہ علاقہ خوست و گردہیز از انغانستان اور منگل، جدران غالباً بلوچستان، کوہاٹ اور پشاور، بنوں، لکی مڑت اور وزیرستان، جنوبی و شمالی اور تیراہ، ریاست دیر اور ملتان اور میانوالی پنجاب میں لاکھوں لوگ حلقہ ارادت میں منسلک تھے۔

آپ صاحب کرامات و تصرفات و مکشوفات تھے جس کی تعداد اور دائرہ تحریر میں لانا بڑا مشکل

ہے۔ آپ نے ۵ جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ ۱۹۲۱ء میں وصال فرمایا، مزار مبارک بمقام وڈاک خانہ کربوہ شریف تحصیل ہنگو ضلع کوہاٹ میں مرجع خاص و عام ہے کسی نے تاریخ وصال کہی۔

صاحب مبارک است لقب پیش خاص و عام

نامش بہ روزگار عمر شاہ محال بود

در پنجم جمادی الثانی پس از ہزار۔ !

سہ صد و چہل نو شد بحق وصال بود

تاریخ وصال عربی میں ہے

ولما تحل الیوم محبوب، فتاریخہ خذ قام غروب

اور بحساب ابجد یہ ہے۔

وہ کر بوغی صاحب، یعنی ۱۳۴۹ھ

## اولاد

(۱) حضرت صاحبزادہ عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سب سے بڑے شاگرد اور

خلیفہ ان کے صاحبزادے حضرت قاضی صاحبزادہ محمد یحییٰ صاحب۔

(۲) حضرت صاحبزادہ قاضی عبدالحلیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳) حضرت صاحبزادہ عصام الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ ان کے دو فرزند تھے۔

(۱) حضرت صاحبزادہ نجم الدین صاحب۔ (۲) حضرت صاحبزادہ شمس الدین صاحب۔

(۳) حضرت صاحبزادہ گل ابا رحمۃ اللہ علیہ ان کے فرزندوں میں حضرت صاحبزادہ سلطان

صاحب ہیں۔ (۵) حضرت صاحبزادہ محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

(۶) حضرت صاحبزادہ عبدالرحمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کے فرزند حضرت صاحبزادہ عبدالحکیم

صاحب ہیں۔ (۷) حضرت صاحبزادہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کے فرزند حضرت صاحبزادہ فضل کریم

صاحب ہیں۔ (۸) حضرت صاحبزادہ عبدالملک صاحب مفتی رحمۃ اللہ علیہ ان کے صاحبزادے جناب

محمد سعید صاحب ہیں۔

(۹) حضرت صاحبزادہ عبدالخالق صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو والد صاحب کے شاگرد اور مرید اور

حضرت بیارٹی ملا صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت صاحب کربوغہ رحمۃ اللہ علیہ کے بھی شاگرد اور

خلیفہ تھے۔ (۱۰) حضرت مولانا مولوی صاحبزادہ عبدالجلیل صاحب مدظلہ ان کے صاحبزادے صاحبزادہ۔

نصرت اللہ جان سلمہ ہیں حضرت عالم باعمل اور صاحب علم و فضل اردو، فارسی، عربی میں خوب مہارت رکھتے ہیں۔

بڑی شفقت و نوازش و عنایت سے یہ سب حالات و کمالات ان کے مکتوبات سے ماخوذ ہیں۔ یہ راقم کے

پاس موجود ہیں۔ آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ مذکورہ الصدر صاحبان سجادہ نشینان ہیں۔ ہر ایک صاحب

برکت ہے۔ الحمد للہ علی ما اعطی۔

خلفائے تمام حضرات صاحبزادگان کے علاوہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حضرت مولانا مولوی محمد سعید صاحب المعروف نوہ ملا صاحب رحمۃ اللہ علیہ مزاد



(۱۹) " " " دیگانو ملا صاحب " " " " " "

(۲۰) " " " درمہ خیل ملا صاحب علاقہ سورانہ " " " "

(۲۱) " " " قاضی لطیف اللہ صاحب ساکن ترنا تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میانوالی۔

(۲۲) " " " محمد حسن صاحب المعروف مہا خیل تحصیل لکی مروت ضلع بنوں۔

(۲۳) " " " بیارٹی ملا صاحب ساکن بلینٹی ریاست دیر براستہ مالاکنڈ۔

(۲۴) " " " محمد الیاس صاحب المعروف بوٹان ملا صاحب، بوٹان، تیراہ وزیرستان۔

(۲۵) " " " پیر صاحب چن بادشاہ صاحب پشاور پشاور محلہ قصہ خوانی۔

(۲۶) " " " مولانا مولوی دورہ خیل ملا صاحب ڈاکٹرانہ خاص تحصیل ہنگو ضلع کوہاٹ۔

غرض کہ یہ تمام حضرات علمائے متبحرین مدرسین تھے۔ اور علمائے عامل کابل، اور فقہی مشہور

بالذہد والصلاح، مگر تین بزرگ مدرس نہ تھے، حضرت فقیر صاحب شہرہ وزیرستان رحمۃ اللہ علیہ حضرت

فقیر صاحب میسکی وزیرستان حضرت پیر صاحب چن شاہ پشاور رحمۃ اللہ علیہما لیکن بسبب حسن عقیدہ و ہمت

میں اللہ تعالیٰ نے درجات عنایت فرمائے تھے اور تمام لوگ ہم وطن اور مضافات ان حضرات کو

مثل والد بزرگوار سمجھتے تھے اور مطیع و فرمانبردار تھے اور ان کے فرمان کے خلاف ہرگز نہ کرتے تھے۔

الحاصل ہر ایک خلیفہ صاحب مبارک کما حقہ خدمت دین میں مشغول رہا، مطابق آیتہ کریمہ و امر بالمعروف و نہ

عن المنکر پر کار بند رہے۔ ہر ایک کے لاتعداد خلفاء اور مریدین تھے، جن کے حالات تحریر میں لانا بہت مشکل

ہے۔ حضرت مولانا لطیف الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ موضع بہار تیسر گڑھ ضلع دیر۔ براستہ مالاکنڈ اچینی المعروف

بیارٹی ملا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن بلینٹی از مضافات ریاست دیر۔ صاحب

درس و تدریس اور صاحب سلسلہ بزرگ حضرت مبارک صاحب کربو غرہ رحمۃ اللہ علیہ کے اہلہ خلفاء میں سے

تھے، ان کے حضرت صاحبزادہ عبدالخالق صاحب بن حضرت مولانا صاحب مبارک کربو غرہ شاگرد و خلیفہ

تھے اور تلامذہ اور خلفاء کا وسیع حلقہ تھا اور خلفاء میں (۴) حضرت قندھار بابا ساکن ریاست باجوڑ (۳)

۱۔ از صاحبزادہ محمد سعید صاحب مظہر، ماموں ذی تیراہ، یہ از صاحبزادہ احمد جان صاحب ساکن پوٹل ملاکنڈ اچینی۔  
۲۔ ان کی اولاد میں صاحبزادہ محمد یعقوب صاحب جو کراچی میں ایم اے انگلش کر رہے ہیں۔

حضرت مولانا الاڈھنڈ ڈھیری صاحب مضافات مالاکنڈ ایجنسی ڈاک خانہ خاص براستہ مرران پٹا اور حضرت مولانا الحاج ولی اللہ صاحب کے سلسلہ طریقت میں، اسم و سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت شیخ اخوند محمد صدیق بشونٹری قدس سرہ متوفی صفر ۱۱۹۹ھ سے آگے ان کے دوسرے شیخ، حضرت شیخ جہیند پشاور قدس سرہ متوفی بروز جمعہ ۲۸ شوال ۱۱۹۸ھ سے ان کو حضرت شیخ احمد طانی قدس سرہ سے ان کو حضرت شاہ عالم دہلوی قدس سرہ سے ان کو حضرت شیخ منور شاہ الہ آبادی قدس سرہ متوفی ۱۱۹۹ھ سے ان کو حضرت شیخ کبیر الدین شاہ اولہ قادری سہروردی گجراتی قدس سرہ متوفی ۱۱۹۵ھ سے ان کو ایسی طور پر حضرت شیخ سید ابو محمد علی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ متوفی ۱۱۹۶ھ سے آگے جہیند یہ، بھویہ سلسلہ طریقت ہے جو آئندہ اوراق میں معتمد کرہ آرہا ہے۔

### باب ششم

## حضرت شیخ مولانا عابد الوہاب صاحب مشہور بہ پیر کی شریف قدس سرہ

ولادت باسعادت ۱۲۲۲ھ آپ کی حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہانی سرحد کے مشہور گاؤں اکوڑہ خٹک تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور میں ہوئی، شجرہ نسب یوں ہے: ضیاء الدین بن بدر الدین بن محمد ابراہیم بن کرم بیگ بن فتح محمد بن محمد یوسف المعروف مرثی بابا۔ آپ کے خاندان کے لوگ ۱۱۵۰ھ کے مشہور بزرگ شیخ محمد یوسف المعروف مرثی بابا مزار موضع پڑا انک راہی کا، اولاد سے بھی پیر کا خاندان ۱۱۵۰ھ سے دلازاک وادی پشاور میں آباد تھا۔ دلازاک علی ذی، وہاں سے کوئی بزرگ اکوڑہ خٹک تحصیل نوشہرہ میں آباد ہوئے۔ جب سکھوں نے پنجاب اور سرحد کے بعض علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ اور مسلمان ان کے مظالم سے تنگ آکر ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے تو آپ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے اور دو بھائیوں نے ہجرت فرمائی اور موضع بدراشی جو نوشہرہ چھاؤنی سٹیشن کے عقب میں واقع ہے قیام فرمایا۔ حضرت مولانا ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ

متصل بٹ خیلہ اصل نام محمد ہے ان کے ایک صاحبزادے اثر علی کی وفات ۱۹۶۷ء میں ہوئی اور فرزند میں چھوٹے کا نام باچا گل ہے۔

وہیں ایک مسجد میں امام مقرر ہوئے اور سیکھ حکومت کے آخری ایام میں وہیں وصال فرمایا اور ڈیرہ کٹی خیل کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ ان کی وفات کے بعد آپ اپنے بھائیوں کے ہمراہ موضع ڈیرہ کٹی خیل چوڑکڑی میں نقل مکانی فرمائی جو موضع بدرشی سے تھوڑی دور پہاڑوں کے عقب میں واقع ہے۔ آپ کے والد ماجد عالم باعمل بزرگ تھے۔ غالباً تعلیم علوم ظاہری والد ماجد کے زیر اثر تکمیل کی ہوگی۔ ابتدائی تعلیم اکوڑی، بدرنبو، ..... اور مختلف عالموں سے اور دھیر کٹی خیل متصل اکوڑہ خشک اس زمانہ میں حضرت شیخ المشائخ الحاج حافظ عبدالغفور صاحب قدس سرہ اخوند بید و شریف سوات کے عرفان و تصوف کی شہرت سارے علاقہ میں پھیلی ہوئی تھی۔ آپ کو طلب حق اور معرفت الہی کے ذوق و شوق نے مجبور و مہجور کر کے آستانہ عالیہ پر حاضر کر دیا۔ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ مجددیہ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت سے مشرف ہو کر ذکر و اذکار اور شغل مراقبہ اور ریاضت و مجاہدہ میں مصروف ہو گئے۔

جب سلسلہ عالیہ قادریہ مجددیہ کے اسباق پورے ہو گئے اور سلوک و تصوف کے منازل طے ہو گئے

تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت و اجازت سے مشرف فرمایا۔ آپ ۱۲۸۰ھ ۱۸۶۳ء میں اپنے حضرت رحمۃ اللہ کی زیرقیادت جہاد امیلہ میں حاضری دی اور اسلام دشمن انگریزوں کے خلاف بڑی بہادری اور شجاعت کے جوہر دکھائے۔

حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی مجاہدانہ سرگرمیوں سے خوش ہو کر خاص منظور نظر فرمایا۔ خلافت و اجازت سے مشرف ہو کر آپ ذکر و اذکار اور عبادت و ریاضت اور مجاہدوں کے ساتھ ساتھ اعلائے کلمہ حق اور امر بالمعروف میں اور جہاد فی سبیل اللہ انگریز ظالموں کے خلاف مریدین کی جماعت آپ کے ساتھ رہتی اور آپ اس علاقہ کے گاؤں اور قصبوں میں پہنچ کر تبلیغ اسلام اور اشاعت سلسلہ کرتے۔ تبلیغ اسلام اور احیائے کلمہ الحق اور سلسلہ کی اشاعت کو اپنا مقصد حیات بنا لیا تھا۔

رشد و ہدایت اور ارشاد و تلقین کی مجالس قائم فرماتے۔ اور آپ کی شہرت تمام علاقہ میں دور و نزدیک پھیل گئی تھی اور عوام میں مولوی صاحب کٹی خیل کے نام مشہور ہو گئے۔ بہت سے لوگوں نے ازراہ عقیدت

ملہ اور ڈھری ملاں صاحب میاں صاحب مشہور تھے۔ آپ موضع سینٹرو تشریف لے گئے۔ ازراہ جہاد ملاکنڈ عبدالکریم علی

آپ کو بہت سی زمین پیش خدمت کی۔ آپ ردِ بدعت میں خاص توجہ فرماتے تھے۔ اس سلسلہ میں آپ نے ریاحی چٹان کو تڑوا دیا۔ جو اس وجہ سے لوگ آپ کے مخالف ہو گئے۔ حضرت اخوند صاحب قدس سرہ نے کاکا جیل کے لوگوں کو سمجھا بھجا کر صلح فرمادی۔ کئی جیل میں پانی کی سخت قلت تھی۔ آپ نے حضرت اخوند صاحب قدس سرہ سے عرض کیا۔ اس کے بعد آپ مانگی تشریف لائے۔ ۱۲۸۹ھ ۱۸۷۱ء اور خانقاہ سلسلہ قادریہ کی بنیاد رکھی۔ اور تبلیغ و اصلاح اور ارشادِ یقین اور ذکر و اذکار کا مرکز قائم فرمایا آپ صوفیا اور طالبانِ حق کو دیہات اور قریبوں اور گاؤں میں تبلیغ کے لئے روانہ فرماتے۔ ان صوفیوں کو لوگ پرمانگی کے شیخ کے لقب سے یاد کرتے۔

انگریز بڑا چالاک اور فریب کار تھا، مشائخ اور صوفیاء اور علماء اور روساء اور عوام میں اختلاف پیدا کرتا تھا تا کہ اس کی حکومت دورِ دناز ملکوں تک پھیل جائے۔ اور مدتِ مدید تک مسلمانانِ عالم کو غلام بنائے رکھے۔ اس نے آپ سے اپنے پیر بھائی حضرت شیخ نجم الدین صاحب المعروف ہڈے ملا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان بڑا اختلاف اور فتنہ برپا کر دیا تا کہ لڑاؤ اور حکومت بڑھاؤ کی سکیم مضبوط ہو۔ یہ دونوں بزرگ اپنے پیرو مشد کی طرح انگریز مخالف ہر محاذ پر جہاد میں حصہ لیتے تھے۔ ان دونوں میں فروعی مسائل کے اختلافات کھڑے کر کے آپس میں الجھا دیا۔ آپ کو مغربی تہذیب و تمدن اور تعلیم سے نفرت تھی۔ جو مسلمانوں کو مذہب سے بیگانہ اور غلامی کے طوق میں چکڑنے کے لئے ایک ذریعہ انگریز بنا رہے تھے اور سکولوں میں عیسائی پادری حسابیت پھیلانے کی کوشش کر رہے تھے۔ اور مسلمانوں کی سادگی ختم کرنے کے لئے ولایتی اشیاء کو رواج دے رہے تھے۔ اس سے بھی سخت نفرت تھی، حتیٰ کہ آپ خانقاہ میں حاضر ہوئے تو حضرت سے دریافت فرماتے کہ پیدل آئے ہو یا کہ انگریز کے گدھے پر سوار ہو کر آئے ہو اگر آنے والا عرض کرتا کہ پیدل آیا ہوں تو بہت خوش ہوتے۔

آپ لباس میں بہت سادگی فرماتے، گھریلو کھدر کا لباس زیب تن فرماتے، دستار مختصر باندھتے تھے۔ اور شان و شوکت اور تکلف سے سبزار تھے۔



آپ نے حضرت اخوند صاحب قدس سرہ کے وصال کے بعد تقریباً ۲ سال تک تبلیغ و اشاعت اور ذکر و اذکار، ارشاد و تلقین اور انگریزوں کے خلاف جہاد فرماتے رہے۔

آپ نے ۱۹ شعبان ۱۳۲۲ھ اکتوبر ۱۹۰۴ء میں وصال فرمایا۔ مانکی شریف میں مزار پر انوار ہے جو تحصیل نزد شہرہ ضلع پشاور کا مشہور گاؤں ہے۔

آپ کے پانچ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تھیں۔  
**اولاد** (۱) حضرت شیخ عبدالحق ثانی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۲) حضرت شیخ عبدالرزاق عرف حاجی گل رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳) حضرت شیخ عبدالرحمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

(۴) حضرت شیخ عبدالقیوم عرف فقیر سپین حزی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۵) حضرت شیخ عبدالواسع رحمۃ اللہ علیہ۔

اور صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی کا عقد آپ کے بھتیجے کے ساتھ موضع کٹی خیل میں ہوا۔

صاحبزادوں میں آپ کے سجادہ نشین اور خلیفہ حضرت شیخ عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہوئے۔ متوفی

بمعرہ ۸ سال ستمبر ۱۹۲۸ء۔ ان کے بعد حضرت صاحبزادہ ، عبدالرؤف ثالث صاحب سجادہ نشین

متوفی ۱۹۳۲ء ان کے فرزند امین الحسنات شہادت ۱۹۶۱ء میں ہوئی۔ ان کے بعد روح الامین سجادہ نشین

مقرر ہوئے۔ (۲) آپ کے صاحبزادہ حضرت شیخ عبدالقیوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرف فقیر سپین حزی دھڑ

ڈاکھانہ درگئی مالا کنڈ ایجنسی۔

(۳) حضرت شیخ صاحبزادہ صاحب خوشی رحمۃ اللہ علیہ ساکن کوٹ حاجی بہادر کوہاٹی۔

(۴) حضرت شیخ ملا صاحب کابل افغانستان موضع پیرہند کوہامان

(۵) " " میاں صاحب کاکڑک (کاکڑو) " افغانستان۔

(۶) " " گنڈ پیری ملا صاحب رانی زے " مولانا شالستہ گل لنڈی شاہ متہ

مکہ جناب پورا نام حضرت صاحبزادہ روح الامین صاحب مدظلہ

(۷) " دکن ملا صاحب " حیدر آباد دکن۔

(۸) " مولانا عبدالرحمان صاحب عرف یار حسین ملا صاحب ڈاک خانہ خاص تحصیل

ابلی ضلع مردان۔

(۹) حضرت شیخ حاجی صاحب بنوں محمد اعظم صاحب موضع سورانی بنوں۔

(۱۱) حضرت شیخ حافظ عبدالرحیم صاحب ..... ڈاک خانہ سکول گل درگئی مالاکنڈا یجنسی۔

(۱۲) " مولانا تاج الدین صاحب لاہور۔ ضلع مردان

(۱۳) " شلمان ملا صاحب پیرچیل لنڈی کوتل علاقہ خیبر ایجنسی ان کے فرزند حضرت

اجی گل صاحب قدس سرہما ہوئے۔

(۱۴) حضرت شیخ اجنبی ملا صاحب ضلع پشاور بمقام لنڈی کوتل۔

(۱۵) " تیراہ ملا صاحب کوہ دامن بمقام رضا خیل آزاد علاقہ آج کل اخوندزادہ

صاحب ہیں (۱۶) حضرت شیخ جنت شاہ ملا صاحب باجوڑ بمقام دودخ شاہ آزاد قبائل۔

(۱۷) حضرت شیخ مولانا محمد اعظم صاحب بمقام ڈاک خانہ چمبلہ علاقہ بنیر ریاست سوات۔

آپ کی تصانیف میں دو کتابیں مشہور ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہم

(۱) احکام المذاہب۔

(۲) ہدایت الابرار۔

آپ کے خلفاء حضرات کے خلفاء۔

(۱۸) حضرت شیخ پینچر طاو عبد القیوم صاحب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ پینچر۔

حضرت شیخ بابا یار حسین عبدالرحمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت شیخ مولانا جمال الدین

صاحب رحمۃ اللہ علیہ نور علی متوفی ۱۳۸۶ھ

(۱۹) حضرت شیخ قاشقار ملا صاحب رحمۃ اللہ علیہ چترال۔

حضرت مولانا محمد حسن صاحب المعروف جعفر ملا صاحب ضلع مردان جامع ملفوظات ہدایۃ السالکین۔

حضرت مولانا صاحب المکی مروت (قطب گڑھ) (۱۸) حضرت شکی ملاں صاحب جلودی (قطب گردہ) کے شاگرد صاحبزادہ نورالحق بن حضرت مولانا عبدالمجید صاحب ارمڑمیانہ نوشہرہ پشاور۔  
حضرت شاہ صاحب موضع غورلوالہ ضلع بنوں۔

## حضرت شیخ مولانا محمد سلیم صاحب عرف شکیمان بابا قدس سرہ

ولادت باسعادت شنواری علاقہ سمیت مشرقی افغانستان میں ہوئی۔ آپ شنواری قوم کے تھے، صاحب علم و فضل، حضرت شیخ عبدالوہاب عرف پیرمانکی شریف قدس سرہ کی خدمت افدلیہ حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے اور اسباق سلسلہ عالیہ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ کے تحصیل اور عبادت و ریاضت و مجاہدیں مصروف ہو گئے۔

جب آپ نے منازل سلوک طے کر لئے تو کمال مہربانی سے حضرت شیخ پیرمانکی صاحب قدس سرہ نے اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔

آپ پیر و مرشد کے ساتھ ہر جہاد میں حاضر رہے۔ اور داد شجاعت دیتے رہے اور ان کے ارشاد سے موضع پیر و خیل متصل لنڈی کوتل علاقہ خیبر ایجنسی میں خانقاہ کی بنیاد رکھی۔ بولندہ چل کر بہت بڑی مرکزی جگہ کی صورت اختیار کر گئی۔

آپ قرآن و سنت کے پابند اور طریقت و حقیقت میں کامل صاحب عبادت و ریقت مجاہدہ بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی مقبولیت عنایت فرمائی تھی۔ لوگ دور۔ دور سے حاضر ہر فیض یاب ہوتے۔ آپ کا ہمیشہ یہ دستور رہا کہ ہر ہفتہ کے بعد جو کچھ خانقاہ میں موجود ہو مناسب خیرات دیتے۔ غربا اور مساکین میں تقسیم فرمادیتے تھے۔ لنگر بہت وسیع تھا۔ مہمانوں اور مقیمین کے لئے ہر وقت رہنما تھا۔ ایک دفعہ سات گائیں اور ایک اونٹ بیچ گیا۔ فرمایا انہیں فروج کر کے غربا و مساکین میں کر دے۔ خادمین نے عرض کیا کہ حضرت آئندہ ہفتہ میں انگر کے کام آئیں گے۔ یا بچوں کے کام آئیں گے۔ رہنے دیجئے، فرمایا آئندہ ہفتہ کلا اللہ آپ انتظام فرمائیں گے۔ اور باقی رہا بچوں کا معاملہ اگر وہ

ہوں گے اللہ کی یاد میں لگے۔ ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو خود دیں گے۔ ورنہ میں بروں کے لئے کیسے جمع کر سکتا ہوں۔

آپ نے بتالیں رن پہلے شکرانے (ہدیے) لینے بند فرمائیے اور فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں تو میری ملکیت میں کوئی چیز نہ ہو اور وصال سے تین روز قبل اپنے فرزند حضرت حاجی گل صاحب سے فرمایا کہ تمہارے پاس رد چادریں ہیں تو لاؤ انہوں نے پیش خدمت کر دیں۔ تو اپنے بدن کے کپڑے اتار کر خیرات کر دیئے اور خود فرزند کی چادروں سے بدن ڈھانپا اور تیسرے روز مغرب کی نماز باجماعت ادا فرما کر تسبیح کے ورد میں مشغول ہو گئے۔ اسی میں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ اور واصل الی اللہ ہو گئے۔ ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۲۰۷ء میں مزار مبارک موضع پیردخیل ننڈی کوتل علاقہ خیرا سنجی میں ہے۔

## حضرت شیخ مولانا عبدالحق صاحب جگہ صاحب قدس سرہ

آپ نے اپنے والد بزرگوار کے علاوہ علاقہ کے علماء و فضلاء سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ تکمیل علوم کے بعد یادوران تعلیم اپنے والد بزرگوار سے طریقت کے اسباق حاصل کئے، عبادت و ریاضت و مجاہدہ کے ساتھ ساتھ والد بزرگوار اور خالقاہ کی ہر قسم کی خدمت میں مصروف و مشغول رہے، جب تصوف و سلوک کے اسباق مکمل ہو گئے۔ تو والد بزرگوار کے اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا اور والد بزرگوار کے وصال کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ والد بزرگوار کے خادین و مریدین کی ہر قسم کی خدمت میں وراثت و تلقین میں مصروف ہے اللہ تعالیٰ نے بڑی مقبولیت نصیب فرمائی۔ دور، دراز علاقوں سے لوگ حاضر ہو کر فیض یاب ہونے لگے۔

آپ نے مرکز کو قائم کرتے ہوئے اس کو اور ترقی دی۔ لوگ آپ پر جان نچا در کرنے لگے آپ ہمیشہ اپنے والد بزرگوار اور پیران طریقت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انگریزوں سے جہاد میں مصروف رہے۔ تقریباً ۲۱ سال مندارشاد و تلقین پر متمکن رہ کر بروز جمعرات ۲۵ شعبان ۱۳۸۹ھ ۶ نومبر ۱۹۶۹ء میں وصال فرمایا۔ والد بزرگوار کے بہادر میں مزار مبارک ہے۔

۱۰ از حضرت شیخ مکمل صاحب مدظلہ

## حضرت مولانا عبد العزیز صاحب عت شیخ گل مدظلہ

عالم و فاضل بزرگ ہیں اور حضرات کے علاوہ حضرت مولانا قاسمی امان اللہ ساکن ڈاکی باری تحصیل صوابی ضلع مردان کے شاگرد و رشید ہیں۔ عالم و فاضل صاحب عبادت و ریاضت، ذکر و سنی، مہمان نواز ہیں۔ اپنے والد بزرگوار حضرت حاجی گل صاحب قدس سرہ کے بلند مندرجہ ہونے آپ کے دوسرے بھائی حضرت مولانا عبید اللہ صاحب مدظلہ، ہیں اور چچا زاد بھائی حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب مدظلہ، ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کے خاندان کو ابد و الا آباد تک زندہ جاوید رکھے آمین صلی اللہ علیہ وسلم مولانا عبد العزیز صاحب عت شیخ گل کے ارشاد مبارک سے ماخوذ ہے۔ و با اللہ التوفیق۔

## حضرت مولانا عبد الحنان صاحب المعروف بابا حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت حضرت احمد بابا بن حضرت قاسم بابا رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں موضع یار تحصیل صوابی ضلع مردان میں ہوئی۔

آپ کے جد امجد حضرت قاسم بابا رحمۃ اللہ علیہ شیخ المشائخ حضرت شیخ محمد شعیب صاحب تور ڈھیری قدس سرہ کے اجلہ خلفا میں سے تھے۔ اور والد بزرگوار حضرت احمد بابا رحمۃ اللہ علیہ شیخ المشائخ حضرت مولانا حافظ عبدالغفور صاحب سواتی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ اور ماذون۔ ابتدائی تعلیم والد بزرگوار سے حاصل کی، مزید تعلیم صوبہ سرحد کے مختلف مقامات مشہور اساتذہ سے حاصل کی۔ اور موضع سوڑیزنی جو پشاور شہر سے مشرق کی طرف تین میل کے فاصلے پر آباد ہے وہاں علماء کی باکمال شخصیتیں گزری ہیں مثلاً حضرت مولانا قلندر اخونزاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبد الحنان صاحب رحمۃ اللہ علیہ المعروف اصولی اخونزاد صاحب وغیرہ آپ نے بھی سوڑیزنی میں فقہ کی تکمیل، تحصیل و تکمیل علوم کے بعد شیخ المشائخ حضرت مولانا حافظ اخون عبدالغفور صاحب قدس سرہ کی خدمت اقدس میں سید و شیخ

سوات میں حاضر ہوئے۔ بیعت سے مشرف ہو کر پہلا سبق سلسلہ عالیہ قادریہ کا حاصل کیا اور  
 درس و تدریس کے ساتھ ذکر و اذکار میں مشغول رہنے لگے اسکے بعد حضرت سوات علیہ الرحمۃ  
 ۱۲۹۱ھ میں وصال فرما گئے۔ تو آپ... حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب مانکی شریف  
 علیہ السلام شیخ المشائخ حضرت مولانا اخون حافظ عبدالغفور صاحب قدس سرہما کی خدمت میں  
 حاضر ہو کر باقی اسباق کی تکمیل کی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ قادریہ نقشبندیہ چشتیہ  
 ہروریہ مجددیہ میں اجازت و خلافت سے مآذون فرمایا۔

آپ نے اپنے گاؤں موضع یار حسین میں خانقاہ کی بنیاد ڈالی اور سلسلہ قادریہ کی خصوصی  
 دور پر ترویج و اشاعت شروع فرمائی۔

تعلیم و تکمیل کے سلسلہ میں آپ کی خدمت میں چالیس اور پچاس تک طلباء حاضر  
 رہتے جنہیں تمام درس نظامی کی تعلیم دیتے اور ان کی رہائش اور کھانے اور کپڑا اور  
 دیگر ضروریات زندگی کا انتظام فرماتے۔

غرض کہ آپ تمام عمر درس و تدریس، ذکر و فکر، مراقب و مجاہدہ اور تزکیہ نفس میں  
 مصروف و مشغول رہے۔ زہد و ورع میں بیکاتے زمانہ تھے۔ آپ کا دامن دنیا کی شے محبت و  
 الائنش سے پاک تھا۔ درویشانہ اور فقیرانہ زندگی گزارتے تھے۔ استغنا کا یہ عالم تھا کہ معتقدین  
 و مخلصین ہزاروں روپے اور زمین پیش کرتے لیکن آپ قبول نہ فرماتے۔

امرا بالمعروف و نہی عن المنکر میں آپ کا خاص مقام تھا۔ سنت نبوی صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم پر کار بند رہنے کی ہر وقت تاکید فرماتے۔ عقیدہ بیوگان میں بہت محنت فرمائی۔  
 فرقہ باطلہ، منکر حدیث، منکر فقہ، منکر پیری، قادیانی، جکڑا لوی، شیعوں جیسے بدعتیہ لوگوں سے  
 سخت نفرت تھی۔ اور شدت سے ان کی تردید فرماتے۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد بہت

زیادہ ہے۔ اُن میں نامور علماء درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت مولانا محمد غفران صاحب رحمۃ اللہ علیہ شہباز گھڑا صوابی روڈ تحصیل و ضلع مردان

متوفی ۱۱ شوال ۱۳۴۲ھ (۲) حضرت مولانا غازی الدین صاحب امازو گھڑی رحمۃ اللہ علیہ

(۳) حضرت مولانا عبد العلی صاحب المعروف صاحب حق صاحب یعقوبی رحمۃ اللہ علیہ

(۴) حضرت مولانا محمود صاحب المعروف صاحب حق صاحب مردان رحمۃ اللہ علیہ جیسے عالم

و فاضل صاحب درس و تدریس ہوئے۔

آپ نے قریباً ۳۲ سال درس و تدریس اور تصوف و طریقت اسباق و درسیات

دیئے ہوئے ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۹۴۲ء میں وصال فرمایا۔ مزار جامعہ حنین میں ہے۔

آپ کے دو صاحبزادے ہیں (۱) حضرت مولانا عبد الحمید صاحب المعروف

اولاد صاحب حق، مدظلہ سجادہ نشین ہیں۔ صاحب ذکر الہی اور صاحب

عبادت و ریاضت صاحب کرامات کثیرہ ہیں۔ (۲) حضرت صاحبزادہ عبدالستار

صاحب مدظلہ

خلفاء (۱) حضرت مولانا جلال الدین صاحب نوان کلی تحصیل صوابی بروز

۱۵ شعبان ۱۳۸۲ھ کو وصال فرما گئے ہیں سجادہ نشین حضرت مولانا فیض الدین صاحب مدظلہ ہیں

(۲) حضرت مولانا عبد الخالق بادشاہ صاحب مدظلہ ساکن محب بانڈہ ضلع مردان

(۳) حضرت مولانا ابوالحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۷۹ھ سجادہ نشین مانکی شریف

تحصیل نوشہرہ پشاور

(۴) حضرت مولانا فقیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ چرخہ خیل تحصیل پشاور

(۵) حضرت مولانا فضل حق صاحب المعروف قاشقار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۶) حضرت شیخ شاہ جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ قاشقار وغیرہ جیسے بیسیوں حضرات نے

درس و تدریس اور تصوف و سلوک کے فیضان جاری فرمائے ہوئے ہیں۔

## حضرت مولانا جلال الدین صاحب قدس سرہ

ولادت باسعادت نواں کلی تحصیل صوابی میں ایک علمی گھرانے میں ہوئی نواں کلی اور  
 انات میں بڑے بڑے عالم و فاضل حضرات علماء کرام و مشائخ عظام تھے مثلاً حضرت مولانا  
 سی قاضی قریب اللہ بن حضرت مولانا سعادت رحمۃ اللہ علیہما اور حضرت مولانا عبدالحمن  
 رب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا فضل حق صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ جیسے حضرات موجود  
 تھے خصوصیت کے ساتھ حضرت مولانا احمد شاہ صاحب قادری بن سلیمان شاہ ابن اتم بابا  
 رحمۃ اللہ علیہم جو وقت کے عالم و فاضل پیر طریقت تھے۔ خلیفہ مازون پیر طریقت علامہ وقت۔  
 ہم حائق مولانا نور احمد صاحب المعروف بہاری پیر مدانی قدس سرہ کے خاص شاگردوں  
 شمار ہوتے تھے اور نواں کلی میں درس و تدریس اور تصوف و سلوک میں مکیائے زمانہ تھے۔  
 غرض کہ آپ ان کی خدمت میں حاضر رہ کر علوم متداولہ معقول و منقول میں کمال حاصل  
 اور نفوس قدسیہ کی صحبت بابرکت سے مستفیض ہوتے رہے۔ ان کے علاوہ حضرت شیخ علامہ  
 بدالحمن صاحب قدس سرہ کی خدمت میں موضع یار حسین تحصیل صوابی میں حاضر ہو کر تحصیل علوم کے  
 علاوہ بیعت سے مشرف ہوئے۔ ذکر و اذکار سلسلہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ میں مشغول ہو گئے۔ جب  
 تصوف اور سلوک کی منازل طے ہو گئیں۔ تو اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔ آپ نواں کلی میں  
 درس و تدریس اور ذکر و اذکار کی محاسن میں مشغول ہو گئے۔ آپ صاحب عبادت و ریاضت و مجاہدہ  
 صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ علوم ظاہری و باطنی میں کمال رکھتے تھے۔ صاحب درس و تدریس بزرگ  
 تھے۔ آپ کے مدرسہ میں تیس چالیس طالب علم ہمیشہ حاضر رہتے جن کی ضروریات آپ پوری فرماتے تھے اور  
 بیسویں طالب حق حاضر رہتے خانقاہ ذکر و اذکار سے پر رونق رہتی۔ آپ نے ساری زندگی اسلام کی خدمت  
 میں گذارتے ہوئے ۱۳۸۶ھ میں وصال فرمایا ہذا مبارک نواں کلی تحصیل صوابی مدائن میں ہے۔ آپ کے سجادہ نشین حضرت مولانا فصیح الدین  
 آپ کے برادر عزیز ہیں صاحب علم و فضل بزرگ ہیں خلفائے حضرت مولانا گل جم صاحب مدظلہ ہماری تمنا ہے کہ مدظلہ فاضل دیوبند بزرگ ہیں جن  
 کا اگلے اوراق میں تذکرہ رہا ہے۔



# حضرت مولانا مولوی محمد گل رحیم صاحب اسماری قادری مدظلہ

ولادت باسعادت حضرت مولانا فضل الرحیم بن حضرت مولانا آدم خان رحمۃ اللہ علیہما  
ہاں موضع اسمار ضلع دیر میں ہوئی۔ جو کانتی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ خاندان علاقہ  
دیر میں آباد تھا۔

جناب حضرت مولانا آدم خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ متبحر عالم صاحب درس و تدریس  
صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔ بمقام اغوز باغ۔ جو کہ اسمار کے قریب ایک درہ میں  
ہے، آباد ہوئے، وہاں سے غالباً آپ کے والد بزرگوار اسمار میں منتقل ہوئے۔

ابتدائی تعلیم والد بزرگوار کے علاوہ حضرت مولانا رحم الدین صاحب المعروف مرزا صاحب  
رحمۃ اللہ علیہ سے فارسی کی کتابیں پڑھیں۔ اسی عرصہ میں حضرت حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ  
کی صحبت سے مستفیض ہوتے رہے۔ اور خوشنویسی حضرت مولانا کریم داد صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
سے موضع گل ضلع دیر۔ اور حضرت مولانا زیارت گل المعروف استاد صاحب ساکن جہ مضافات  
اکبر پورہ تحصیل نوشہرہ۔ حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب اکبر پورہ۔ حضرت مولانا احمد شاہ صاحب  
نواں کلی تحصیل صوابی۔ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب نواں کلی۔ حضرت مولانا قاضی صاحب  
المعروف استاد صاحب سوٹہ مضافات نواں کلی۔ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب المعروف  
بابا حاجی صاحب یار حسین۔ حضرت مولانا شائستہ گل صاحب۔ حضرت مولانا صاحب چکسر ڈی  
مروان۔ جناب حکیم احمد نور صاحب مروان۔ حضرت مولانا سید عبدالغفار صاحب موضع چننی شہر  
ضلع سوات۔ حضرت مولانا سمندر خان صاحب طور و ضلع مروان رحمۃ اللہ علیہم جیسے علماء  
سے مختلف علوم و فنون حاصل کر کے ہندوستان تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا گلستان خان  
صاحب اور حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب رحمۃ اللہ علیہما سے سہارنپور میں اور دیگر علماء سے  
استفادہ کیا۔ اور وہاں سے دارالعلوم دیوبند حاضر ہوئے۔ اور حضرت مولانا اعجاز علی صاحب

مولانا مفتی ریاض الدین صاحب۔ حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب، حضرت مولانا ظہور احمد صاحب  
 حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب، حضرت مولانا بشیر احمد صاحب  
 گلاؤٹھی۔ حضرت مولانا عبدالخالق صاحب ملتانی۔ حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی  
 حضرت مولانا فخر الدین صاحب مراد آبادی۔ حضرت مولانا اصغر حسین صاحب دیوبندی۔ حضرت  
 مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خشک مظلمہ۔ حضرت مولانا قاضی عبدالخالق صاحب کمیل پوری  
 رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ جیسے اساتذہ کی موجودگی میں سندھ حدیث حاصل کی۔ اور حضرت مہتمم صاحب  
 دارالعلوم دیوبند نے آپ کو دارالعلوم گمنگر ہاشم بنارس میں مدرس بنا کر بھیجا۔ وہاں ایک  
 سال تک احادیث پڑھاتے رہے اور اس کے بعد واپس دیوبند آکر استاد خوشنویسی مقرر ہوئے  
 تین سال تک یہ فرائض سرانجام فرمائے۔

دیوبند سے واپس آکر نمونہ مجدد کے مختلف مقامات پر درس رہے نیز خیر المدارس ملتان  
 مولانا عبدالحنان صاحب عرف یار حسین بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پاس بلا لیا۔  
 اور تقریباً درس نظامی کا نو برس تک درس دیتے رہے۔

آپ دوران تعلیم حضرت مولانا عبدالحنان صاحب المعروف یار حسین بابا جی  
 صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے تھے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ  
 ذکر و افکار سلسلہ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ میں بھی مشغول رہے۔ ان کے وصال کے بعد  
 ان کے خلیفہ حضرت مولانا جلال الدین صاحب نواں کلی رحمۃ اللہ علیہ سے تکمیل کی اور  
 خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔

ان کے علاوہ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب قادری المعروف ملا صاحب و نکل  
 خلیفہ حضرت شیخ مولانا محمد اکبر صاحب المعروف سرکانڈول میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ حضرت بڑے ملا صاحب قدس سرہ اور حضرت حاجی صاحب بارگام خلیفہ حضرت بادشاہ صاحب شیکورگ رحمۃ اللہ علیہما اور حضرت حاجی صاحب ترنگزنی رحمۃ اللہ علیہ، جیسے حضرات سے روحانی تربیت حاصل کی۔

آخر آپ پشاور شہر تشریف لائے۔ اور مسجد دلاور خان میں خطابت فرماتے رہے اور محلہ جنگی پشاور میں کتب خانہ رحیمیہ کھولا اور ساتھ ہی ساتھ کتابت فرماتے رہے اور اس کے بعد دن اور رات میں اکثر اوقات اپنے سلسلہ کے شیخ طریقت حضرت شیخ جنید پشاور ہی قدس سرہ کے مزار مبارک پر عبادت الہی میں مصروف رہتے تھے۔ صاحب عبادت و ریاضت اور صاحب تقویٰ متقی پرہیزگار متوکل بزرگ ہیں ۱۳۹۲ھ ۱۹۷۲ء میں قریباً عمر مبارک ۶۳ سال تھی تین سال پشاور کے قیام کے بعد کراچی تشریف لے گئے۔

آپ کی شادی موضع یار حسین میں ہوئی۔ دوران قیام تین صاحبزادے ہیں۔  
**اولاد** ۱) محمد جلال الدین صاحب ۲) محمد جمال الدین صاحب ۳) اور محمد کمال الدین صاحب۔ ان میں محمد جمال الدین صاحب کتب خانہ پر کام کرتے ہیں۔

فقط وبالله التوفیق

**حضرت مولانا مولوی میر احمد صاحب تیراوی پاپاں رحمۃ اللہ علیہ**

ولادت باسعادت ۱۲۲۵ھ ۱۸۲۰ء کو جناب اخونزادہ نصر اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ہوئی۔ حضرت اخونزادہ فقیہ اعظم محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ المعروف تیراویاں صاحب کے رشتہ میں چچا تھے۔ عالم باعمل اور عالم و فاضل بزرگ ہوئے۔

حضرت مولانا عبد الوہاب صاحب المعروف حضرت مانکی بابا جی صاحب قدس سرہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ صاحب عبادت و ریاضت و مجاہدہ۔ ہر وقت یاد الہی میں مشغول رہتے صاحب درس و تدریس۔ امر بالمعروف نہی و عن المنکر۔ رسم و رواج بیاہ، شادی اور ختنوں

غیرہ کی رو فرماتے۔ رنڈیوں کے ناچ گانے بند فرمائے۔ سینکڑوں کی تعداد میں آپ کے شاگرد تھے۔ حلقہ مریدین بہت وسیع تھا۔ وصال ۹۰ سال کی عمر میں ہوا۔ مزار مبارک تیرا ہی پایاں میں ہے۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد سینکڑوں تک پھیلی ہوئی ہے۔ ان میں حضرت مولانا عبدالقادر صاحب بابو گڑھی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے حضرات صاحب درس و تدریس خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ وصال ۱۲۲۵ھ مطابق ۱۹۰۸ء میں ہوا۔ مزار تیرا ہی پایاں میں ہے۔

### حضرت مولانا خونزادہ محمد شریف صاحب تیراویں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے دادا حضرت مولانا خونزادہ شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے **آبا و اجداد** عالم و فاضل اور صاحب درس و تدریس بزرگ تھے ان کے فرزند حضرت مولانا خونزادہ علی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے جنکی ولادت ۱۲۴۲ھ بمطابق ۱۸۳۱ء میں ہوئی۔ ان کی تعلیم و تربیت پوری توجہ سے کی۔ مزید تعلیم کیلئے حضرت مولانا مولوی محمد غلام صاحب ساکن کڑوی رحمۃ اللہ علیہ تحصیل نوشہرہ کی خدمت میں بھیجا اور حضرت مولانا شمس آبادی مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تکمیل کی۔ آپ صاحب درس و تدریس بزرگ تھے۔ بعمر ۸۵ برس ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۶ء میں وصال فرمایا۔

۱۲۸۸ھ مطابق ۱۸۷۱ء میں حضرت خونزادہ محمد شریف صاحب

### ولادت باسعادت | حضرت خونزادہ علی احمد بن حضرت خونزادہ شمس الدین صاحب

رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں موضع تیراویں تحصیل پشاور میں ہوئی۔ جو پشاور شہر سے شمال کی جانب ۲۰ میل کے فاصلہ پر برب سڑک چنر مٹی پر موضع تیراویں پایاں واقع ہے۔ آپ کے دادا اور والد بزرگوار بڑے عالم و فاضل بزرگ تھے۔ اس لیے ابتدائی تعلیم خود شروع

کرائی اور مزید تعلیم کیلئے خصوصاً فقہ حضرت مولانا قاضی صاحب بڑھنی رحمۃ اللہ علیہ اور اصول امیراث، منطق اور دیگر علوم حضرت مولانا واحد گل صاحب ساکن تہکال بالائے تکمیل کی۔ ہدایہ کامل آپ کو حفظ تھا۔ ۱۷ برس کی عمر میں تمام علوم کی تکمیل کی اور درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔

سلسلہ عالیہ قادریہ، زاہدیہ میں حضرت مولانا ابوالبرکات عبدالحق صاحب المعروف ثانی صاحب نانکی شریف سے بیعت ہو کر سلسلہ اسباق مکمل کئے اور درس و تدریس کے ساتھ ساتھ ذکر و اذکار اور عبادت و ریاضت، مجاہدہ میں مشغول ہوئے۔

سوات، باجوڑ، بلوچستان، کابل، غزنی، ہرات، قندھار تک کے طلباء حاضر ہو کر فقہ اور دیگر علوم کی تکمیل کر کے واپس ہوتے۔ قریباً ہر وقت چالیس طالب علم قیام پذیر رہتے جن کا کھانا، کپڑا اور دیگر ضروریات زندگی کا انتظام خود فرماتے۔

آپ نہایت متقی، پرہیزگار، متبع سنت، متواضع، منکسر المزاج اور انتہائی مہمان نواز ہیں۔ تقریباً نوے سال عمر مبارک ہوگی۔ آپ کے شاگردوں میں حضرت ملا صاحب بازار کلاں، پشاور، کنڈا ملا صاحب محلہ سرکیاں، پشاور، حضرت مولانا گل جیم صاحب اسماعیلی امام مسجد محلہ باجوڑی پشاور، حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب محلہ ریتی، حضرت مولانا امام الدین صاحب محلہ مشتگرمی، مسجد سوہا ڈھیر، حضرت مولانا خیر محمد صاحب مدرس لوہاڑگی، شیخ المشائخ حضرت مولانا عبدالحق صاحب المعروف حاجی گل صاحب قدس سرہ اور ان کے برادران حضرت مولانا عبدالرشید صاحب اور حضرت مولانا عبدالقیوم صاحبان جیسے حضرات آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔

آپ کے دو فرزند ہیں۔ حضرت مولانا مولوی محمد فاضل صاحب امام مسجد پل نچہ پشاور اور حضرت حافظ محمد صدیق صاحبان۔ اللہ تعالیٰ آپ کا یہ سلسلہ قائم و دائم فرماوے۔ آمین

## حضرت مولانا مولوی شمس الدین گل المعروف متہ ملا صاحب مدظلہ

ولادت باسعادت ۱۳۰۳ھ میں حضرت مولانا محمد علی صاحب بن ملک العلماء حضرت مولانا عمر دراز رحمۃ اللہ علیہما کے ہاں موضع لنڈی شاہ متہ میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم حضرت والد ماجد سے شروع کی اور علم نحو۔ ایلٹی ملاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بنیر میں جا کر پڑھا اور حضرت لالہ کالا مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے موضع لالہ تحصیل پشاور میں پڑھا جو حضرت اخون صاحب سوات علیہ الرحمۃ کے خلفاء میں سے تھے۔ اور حضرت قاضی حبیب اللہ صاحب بڈھنی حضرت مولانا ڈاگی یار حسین صنع مروان رحمۃ اللہ علیہما سے بھی تحصیل علوم کرتے ہوئے۔ حضرت مولانا مولوی عبدالعلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دہلی میں اور حضرت مولانا ماجد علی صاحب سے دارالعلوم حنفیہ جوہنپور میں سند حدیث حاصل کی اور علم تجوید اور قرأت حضرت قاری عبدالسلام صاحب بن حضرت مولانا قاری عبدالرحمن صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہما سے حاصل کی۔ غرض کہ ہر فن کے نامور علماء و فضلاء سے تحصیل و تکمیل علوم کی تقریباً بیس برس کی عمر میں فراغت حاصل کی ۱۳۲۳ھ میں اور اپنے آبائی دارالعلوم حنفیہ سنہ لنڈی شاہ متہ میں درس و تدریس اور تالیف و تصنیف میں مشغول ہو گئے۔ بیعت طریقت۔ سلسلہ عالیہ۔ قادریہ۔ زاہدیہ میں شیخ المشائخ حضرت مولانا، عبدالوہاب صاحب المعروف پیر صاحب مانکی شریف رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئے۔ اور علم ظاہری و باطنی سے مستفیض ہوئے۔

۱۳۴۰ھ میں حرمین الشریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ وہاں علماء مکہ معظمہ اور

مدینہ منورہ کے علاوہ مشائخ اور امامین سے ملاقاتیں ہوئیں۔ اور حضرت مولانا عبدالغفور صاحب

مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ میں مقیم رہے۔

آپ تقریباً سترالیس سال تک علوم ظاہری و باطنی سے مستفیض فرماتے رہے۔ آپ کے تلامذہ میں حضرت مولانا عبدالودود صاحب قریشی مدظلہ، مہتمم دارالعلوم اشرفیہ مسجد نہایت خان پشاور، حضرت مولانا محمد گل رحیم صاحب اسماری مدظلہ، حضرت مولانا غلام نبی صاحب مدظلہ، مدرس مدرسہ ٹل ضلع کوہاٹ ساکن سنگور (سرحد) وغیرہ جیسے حضرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں ان کے علاوہ کابل، چکیسر، اسمار، سوات، چترال تک تلامذہ کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔

حضرت مولانا عبدالحنان صاحب مدظلہ عالم و فاضل صاحب درس و تدریس و اولاد (۲) حضرت مولانا عبدالسبحان صاحب مدظلہ ناظم دارالعلوم حنفیہ سنہ (۳) حضرت مولانا عبدالربیان صاحب مدظلہ مدرس دارالعلوم حنفیہ سنہ (۴) حضرت مولانا فضل سبحان صاحب مدظلہ کراچی میں خطابت فرماتے ہیں آپ کے چاروں صاحبزادے عالم و فاضل ہیں۔

## حضرت مولانا مولوی شاہ صائم المعروف خادم احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت جناب فتح محمد خان افغان کے ہاں موضع سوئیڑی زئی پایاں تحصیل پشاور میں ہوئی۔ بڑے عالم و فاضل اور فاضل مظاہر العلوم تھے حضرت شیخ مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری قدس سرہ اور حضرت مولانا مولوی عنایت الہی صاحب، حضرت مولانا کفیل صاحب اور حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی و سہارنپوری اور حضرت مولانا عبداللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہم جیسے حضرات سے ۱۳۲۱ھ میں درس نظامی کی تکمیل کر کے سند حاصل کی۔ واپس وطن تشریف لائے۔ اور حضرت حافظ کریم بخش صاحب سیٹھی کی استاذ پر دارالعلوم جٹاں میں صدر مدرس مقرر ہوئے ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۱ء تک وہاں درس و تدریس فرماتے رہے۔



میں مشغول رہے اس کے بعد اپنے گاؤں سوڑینزتی مسجد میان گان میں درس و تدریس شروع فرمایا۔  
حضرت پیر صاحب مولانا عبدالحق صاحب ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت گہرے تعلقات  
تھے اور ان کے فرزند حضرت پیر عبدالرؤف صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ ہی کے شاگرد رشید  
تھے آپ نے تمام زندگی اسلام کی خدمت میں گزارتے ہوئے بعمر ششتر برس ۱۸ رمضان  
۱۳۴۰ھ ۶ جنوری ۱۹۵۱ء میں فوت ہوئے حضرت مولانا فضل اللہ صاحب المعروف  
صاحب حق صاحب مدظلہ مسند نشین ہیں۔

## حضرت مولانا عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۵ء میں جناب محمد امین صاحب مرحوم کے ہاں موضع  
تیراہی پایاں میں ہوئی۔ حضرت مولانا علی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تیراہی میں ابتدائی  
تعلیم سے فقہ اور اصول فقہ تک کی تکمیل کی۔

مزید تعلیم کیلئے حضرت مولانا محمد مدثر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں موضع  
ریگی منٹصل یونیورسٹی پشاور میں حاضر خدمت ہو کر نظم، منطق، الہیات، حدیث و تفسیر  
وغیرہ علوم کی تکمیل کی۔

اپنے گاؤں میں درس و تدریس میں مشغول ہوئے اور ساتھ ہی حضرت شیخ مولانا عبدالحق  
صاحب رحمۃ اللہ علیہ ثانی نانکی شریف کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ قادریہ نقشبندیہ میں  
مرید ہو کر ذکر و اذکار تصوف و سلوک میں مشغول ہو گئے۔ اپنے شیخ سے بہت گہرے تعلقات تھے۔

حضرت مولانا محمد صاحب مدظلہ آپ کے فرزند ہیں۔ ان کی ولادت ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۸ء  
میں۔ اپنے والد بزرگوار کے علاوہ حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ بازار کلاں  
پشاور شہر کی خدمت میں حاضر رہ کر مسجد سیٹھیاں میں تحصیل علوم کرتے رہے۔ مزید تعلیم حضرت  
الذہبیرات مولانا عبدالحق صاحب ثانی نانکی شریف رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر رہ کر تحصیل



علوم کرتے رہے۔ اور سلسلہ عالیہ قادریہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے۔ اور مرید تعلیم کے لیے دہلی دارالعلوم حسینیہ میں حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تین سال حاضر رہ کر سند فراغت حاصل کی۔ آپ صاحب درس و تدریس نہایت بااخلاق متبع سنت مہمان نواز متواضع شخصیت ہیں۔ اس وقت ۶۶ سال عمر ہے۔ وبالله التوفیق۔

## حضرت شیخ مولانا فضل الہی المعروف مشرماں صاحب حضرت قدس سرہ

ولادت باسعادت قریباً ۱۲۴۲ یا ۱۲۴۳ھ مطابق ۱۸۲۳ء کو اگر در ضلع ہزارہ میں جناب سید مہر علی شاہ صاحب کے ہاں ہوئی جو سادات گھرانہ کے ایک فرد تھے۔ بچپن میں والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ ابتداً حفظ کلام اللہ کے بعد فارسی اور صرف و نحو ادب، منطق، اصول، منقول و معقول، فقہ اور حدیث و تفسیر کی تکمیل فرمائی جس کی تفصیل نہیں ملتی۔ جسکی زیادہ وجہ یہ ہے کہ آپ اگر درس سے حضرت تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ والدہ ماجدہ اور ہمیشہ گان تھیں اور حضور میں درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ اور خاندان کے متعلق کبھی کوئی بات نہیں فرمائی۔ اور نہ ہی اساتذہ کرام کے متعلق کبھی کچھ فرمایا۔ جب عشق الہی کی طرف جذب ہوا تو کسی بزرگوں سے ملاقات ہوئی مگر کسی کی طرف دل کو اطمینان نہ ہوا اسی دوران ذکر شروع فرمایا۔ رات دن میں قرآن پچاس ہزار بار ذکر فرماتے تھے اور ساتھ ہی جہاں کوئی بزرگ سننے میں آتا تھا خدمت ہوئے۔

اسی دوران ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ ننگے پاؤں دوڑے جارہے ہیں۔ دریافت کیا کیوں دوڑے جارہے ہو؟ تو فرمایا۔ حضرت پیران پریسید عبدالقادر جیلانی (قدس سرہ) تشریف لائے ہیں۔ آپ بھی ننگے پاؤں دوڑ پڑے۔ بازار

پہنچی کی ایک مسجد کے کونے کے پاس زیارت مولیٰؑ آپ کے ہمراہ علماء و سلماء و  
موفیاء و مشائخ کا مجمع ہے۔ آپ نے مصافحہ کیا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دہائیوں  
طرف ایک بزرگ کے ہاتھ میں آپ کا ہاتھ دے دیا۔

اس کے بعد آپ پر و مرشد کی تلاش میں گھر سے نکل کھڑے ہوئے کافی عرصہ  
تقریبات آٹھ ماہ کے بعد گھر واپس آئے اس کے بعد کسی سے شیخ المشائخ حضرت مولانا  
حافظ عبدالغفور صاحب قدس سرہا ساکن سید و شریف سوات کے متعلق کچھ معلومات حاصل  
ہوئیں۔ آپ سید و شریف حاضر ہوئے۔ آپ کے ہمراہ مولوی مسلول الہی بھی تھے حضرت  
سوات علیہ الرحمۃ حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے۔ کچھ پنجابی میں اور کچھ پشتو میں فرمایا  
کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔

آپ نے عرض کیا میں پشتو سمجھ سکتا ہوں اور بول بھی سکتا ہوں میں حضور ضلع ٹمک  
سے حاضر ہوا ہوں۔ ایک مولوی ہوں بیعت کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ  
کے ہمراہی مولوی مسلول الہی صاحب سے اور آپ سے فرمایا غسل کر لو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے  
غسل دو وضو فرما کر آپ کے ساتھی اور دوسرے لوگوں کو بیعت فرمایا۔ اسکے بعد آپ نے فرمایا  
”کچھ ذکر کرتے ہو؟“ عرض کیا پچاس ہزار بار ”فرمایا بہت خوب“ فرمایا میں اب آپ کو

۹ اسباق قادریہ تعلیم کرتا ہوں آپ نے عرض کیا کہ ناراضگی معاف۔ اتنا بار اٹھانے کے

قابل نہیں۔ فرمایا میں خود طے کراتا ہوں۔“ آپ نے عرض کیا کہ دوسروں کی طرح ایک

سبق تعلیم فرما دیں۔ فرمایا نہیں سب اسباق کرنے ہیں جو شخص پچاس ہزار بار ذکر کرتا

ہے۔ اس کو یہ مشکل نہیں۔ گیارہ ہزار بار ذکر کیا کریں۔ اور دوسرے اسباق نفی اثبات

ذکر ملکوتی۔ اسم ذات اور مراقبہ حاضر و ناظر۔ ۵۔ ذکر لاہوتی کا (ہو)۔ ۶۔ ذکر عروج اللہ ہو

(۷) ذکر نزول اللہ (۸) ذکر غنیمت اَنْتَ الْهَادِي اَنْتَ الْحَقُّ لَيْسَ الْهَادِي الْاَهْوٰ

(۹) تو سل بے درد شریف اللہم صل علی محمد و علی آلہ و عذریہ

بَعْدَ كُلِّ مَعْلُومٍ لِّكَ ط وغیرہ۔ تعلیم فرمائے اور فرمایا میری طرف سے اجازت ہے۔ لوگوں کو تعلیم کرو۔ آپ نے عرض کیا۔ آپ ناراض نہ ہوں میں دوبارہ حاضر ہوں گا۔ فرمایا۔ بہتر۔ آپ واپس گھر آگئے۔ یہ جوانی کا زمانہ تھا۔ چھ سات ماہ کے بعد دوبارہ حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب سوات علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ مولوی صاحب غسل کرو۔ میں بھی غسل کر لیتا ہوں۔ آپ نے غسل کر لیا۔ حضرت سوات علیہ الرحمۃ بھی غسل فرمایا۔ حجرہ مبارک میں آگئے۔ حالات و کیفیات دریافت کر کے تین بار معالغہ اور مصافحہ فرمایا اور اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔ اور فرمایا کہ جاؤ سلسلہ عالیہ قادریہ، مجددیہ و شاہ ولی کی اشاعت کرو۔ لنگر دو۔ گھر آکر حسب حکم پیر و مرشد۔ دعوت و اصلاح و ارشاد و تلقین اور درس و تدریس کا کام شروع فرمایا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت ہی بلند مراتب اور ارفع و اعلیٰ درجات نصیب فرمائے اور بہت ہی مقبولیت سے نوازا۔ دور دور سے لوگ حاضر ہونے لگے عالم و حافظ، امام و خطیب اور واعظ اور مدرس۔ صاحب درس و تدریس ہو کر واپس ہوئے۔ اور علوم باطنی سے فیض یاب ہو کر صاحب ارشاد ہوئے اور عوام کی کوئی انتہا نہ رہی۔

مزید برآں آپ نے کئی چٹے کتے ایک بار دریائے سندھ کے کنارے اللہ الصمد کا چلہ فرمایا۔ رات دن وہیں رہتے تھے۔ وہاں کے ایک زمیندار نے بہت سی زمین پیش خدمت کی آپ نے ایک خادم کو عنایت فرمادی۔

آپ اپنے علاقہ کا غلہ استعمال نہ فرماتے بلکہ سوات شریف کے علاقہ یا کافروں کے علاقہ سے غلہ منگوا کر اپنے استعمال میں لاتے تھے۔

کسی عالم نے عرض کیا کہ حضرت کافروں غیر مسلموں کے علاقہ کا کیوں غلہ استعمال فرماتے ہیں۔ فرمایا اس علاقہ کے مسلمان چوری کرتے ہیں ان پر عشر واجب ہے وہ نہیں دے اور زکوٰۃ نہیں دیتے اور بچیوں کو اپنی جائداد میں سے حصہ نہیں دیتے ایسے لوگوں

بجائے ان کافروں سے غلہ خریدنا بہتر ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اسلام اور اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہیں۔ لیکن چوری نہیں کرتے۔ نماز روزہ، عشر و زکوٰۃ ان پر واجب نہیں اور دوسرے لوگوں کی زمین پر اپنا قبضہ نہیں کرتے۔ آپ غذا نہایت سادی استعمال فرماتے۔ وہ بھی صرف رات کو اپنے ہاتھ سے خود تیار فرما کر اپنی زمین کی سبزی اور ساگ پات۔ اس میں نہ نمک اور نہ ہی مرچ، نہ ہلدی استعمال فرماتے نہ اور کوئی مصالحوہ تاکہ نفس کی اصلاح رہے اور ایک چھوٹی سی روٹی استعمال فرماتے تھے۔

بہر حال آپ کھانا لباس اور دوسری ضروریات زندگی بہت سادی استعمال فرماتے تھے۔ اور دوسروں کی مدد غریبوں، مسکینوں، یتیموں، یتیموں کی خدمت کھلے دل سے فرماتے تھے۔ جو کچھ آتا وہ تقسیم فرماتے تاکہ ترکہ نہ بنے۔ آپ طالب علموں اور مہمانوں، ذاکرین و طالبین کیلئے کھانا خود بنفس نفس لاتے چھوٹی سی ہانڈی میں چنے یا سور کی دال اور تھوڑی سی روٹیاں ہوتیں، طالب علموں طالبین و ذاکرین کو کھلا کر اہل خانہ کو کھلاتے۔

نہایت منکسر المزاج۔ مسکین الطبع، متواضع، حسن اخلاق، حسن صورت و سیرت تھے ہر قسم کے دعویٰ سے گھبراتے تھے۔ فنا فی الشیخ۔ فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کے بلند درجات متہکن تھے۔

آپ کے شاگردوں اور مریدین کا حلقہ بہت وسیع تھا جس میں عالم و فاضل حافظ صوفی و شیخ سب شامل تھے۔ جو ہر قسم کے فیض سے مستفیض ہوئے۔

صاحب عبادت و ریاضت تھے۔ رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزارتے جب نیند کا غلبہ ہوتا تو چھپت سے کپڑا باندھ کر اور اپنی گردن میں ڈالتے تاکہ نیند کا غلبہ نہ ہو اور معمولات پورے ہو سکیں اور بعض اوقات چار پانی پانی، چارے حوض میں ڈال کر چابائی پر معمولات پورے فرماتے۔ جب کبھی اونگھ آجاتی تو پانی میں گر جاتے اور نیند کھل جاتی۔

ہمیشہ روزہ رکھنے کا معمول تھا۔ سوموار اور جمعرات کو نہیں رکھتے تھے۔ قرب و حوا میں بزرگان دین کے مزارات کی زیارت کی حاضری دیتے اس لیے پیدل سفر یا تانگہ یا گھوڑی وغیرہ سے سفر فرماتے تو روزہ کی وجہ سے اور نہ یادہ تکلیف نہ ہو۔

ایسے ہی حضرت شیخ محمد نجفی صاحب نقشبندی اٹکی خلیفہ حضرت شیخ سعدی بلخاؤں قدس سرہما کے مزار پر حاضری دیتے تھے۔ ان دنوں میں بھی سوائے پانی اور چائے کا قہوہ استعمال فرماتے۔ اس کے علاوہ کوئی چیز تناول نہ فرماتے۔ بہر حال ضروریات زندگی نہایت سادہ گذار کے عادی تھے۔ اسی پر ہمیشہ کاربند رہے۔

آپ صاحب رعب و داب، قومی ہمت تھے۔ لوگ سامنے آنے سے گھبراتے اور نظر نہ کرہیں دیکھ سکتے تھے۔ ایسے ہی ایک بار سوات شریف سے واپس آرہے تھے ہمراہ مریدین اور خادین کی ایک جماعت تھی۔ آپ گھوڑے پر سوار تھے۔ اس زمانہ میں انگریز ملاکنڈ مرہٹوں کا قبضہ جہانے کی فکر میں تھا۔ اور لوگوں پر بہت تشدد اور ظلم کر رہا تھا۔ سامنے سے انگریز جنرل جو نہایت بد مزاج اور ظالم تھا نمودار ہوا۔ خادین نے عرض کیا کہ آپ گھوڑے سے اتر آئیں۔ ہو سکتا ہے کہ ظالم سختی سے پیش آئے۔ آپ نے بڑے اطمینان اور سکون سے فرمایا تم لوگ اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جاؤ۔ جب وہ قریب آیا۔ تو خود ہی اپنی ٹوپی اتار کر ادب سے کھڑا ہو گیا۔ اور اپنی راہ اختیار کی اور کسہ قسم کا تعرض نہ کیا۔

بہر حال آپ قومی نسبت صاحب کرامات و تہنرات بزرگ تھے۔ جو آج تک زبانِ زدِ خلایق ہیں۔

۱۳۴۲ھ بمطابق ۱۹۲۴ء میں مرض طاعون پڑا جس میں آپ کے صاحبزادے **مرض وصال** محمد اکبر صاحب مرحوم اس مرض سے وفات پا گئے۔

بروز اتوار ۴ ذیقعدہ مطابق ۸ جون کو مرض وصال میں مبتلا ہوئے۔ اور طاعون گھٹی نمودار ہوئی اور ساتھ ہی ساتھ سخت بخار ہو گیا۔ لیکن اس کے باوجود نماز باجماعت کا اہتمام فرماتے۔ یتیم فرماتے، اقامت خود فرماتے مزید برآں بارہ رکعت نماز و ابد

۶۔ ۸ رکعت نماز اشراق۔ بارہ رکعت نماز تہجد ادا فرماتے تیسرے روز بروز منگل بالکل آرام آگیا۔ زمین اور دوسری ضروریات کا حساب ادا فرماتے رہے اس دن میان خدا بخش پراچہ مرحوم نے عرض کیا کہ حضرت اللہ تعالیٰ نے آپ کو صحت بخشی ہے اجازت ہو تو زندہ شکرانہ کے طور پر کھانا پکوا کر لوگوں کو کھلاؤں۔ فرمایا: ”جیسے آپ کا جی چاہے۔“ اس کے بعد انہوں نے کئی ایک بکرے وغیرہ جانور ذبح کرا کے سالن روٹی اور پلاؤ تیار کرنا شروع کیا۔

آپ حسب معمول نماز ظہر کے بعد اور ادو وظائف سے فارغ ہو کر تفسیر روح المعانی کے مطالعہ میں مصروف ہو گئے اور ارشاد باری **وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ** ترجمہ ”اور لوگ جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ہیں ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے“ اور ارشاد باری ہے، **وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ** ترجمہ ”وہ فرحین بما آتاهم اللہ من فضله ویشہشرون بالذین لم یلحقوا بہم من خلفہم الا خوف علیہم ولاہم یجزلون۔“

ترجمہ۔ اور مت گمان کر ان لوگوں کو کہ مارے گئے اللہ کے راستہ میں۔ مردے بلکہ وہ زندہ ہیں۔ نزدیک رب اپنے کے رزق دیے جاتے ہیں۔ خوش ہیں ساتھ ہی چیز کے کہ دی ہے ان کو اللہ نے فضل اپنے سے اور خوش خبری لیتے ہیں ساتھ ان لوگوں کے نہیں ملے ساتھ ان کے پیچھے ان کے سے یہ کہ نہیں ڈراؤ۔ پر ان کے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اور جیسے حدیث شریف میں ارشاد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **مَرَرْتُ عَلَى مَوْسَى لَيْلَةً أَسْرَى بِي عِنْدَ الْكُتَيْبِ الْأَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ لِيُصَلِّيَ فِي قَبْرِهِ** ترجمہ ”معرّج کی رات میں سرخ ٹیلے کے قریب موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس سے گذرا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔“

اور الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ ترجمہ - انبیاء کرام زندہ ہیں۔ اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں۔

اور إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ۔ ترجمہ - بیشک اللہ نے حرام فرمادیا ہے۔ زمین پر کھانے اجسام انبیاء علیہم السلام کے وغیرہ آیات قرآنی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلند آواز سے پڑھتے رہے۔ جو کہ غالباً اولیاء اللہ کرام کی حیات کی طرف اشارہ تھا عرض کہ عصر تک اسی میں مشغول رہے اور اول وقت ہی اپنے فرزند حضرت مولانا میاں خدایت صاحبؒ سے فرمایا عصر کی نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ابھی تھوڑا سا وقت باقی ہے۔

پھر دوبارہ فرمایا کہ نماز کا وقت نہیں ہوا۔ فرمایا آج محوڑی دیر پہلے ہی پڑھ لو۔ چنانچہ اذان دی گئی۔ آپ نے فرمایا مجھے جلد ہی مسجد کے جاؤ۔ چارپائی پر یا دو آدمیوں کے سہارے مسجد تشریف لے گئے۔ بہر حال آپ مسجد پہنچے۔ اول گڑھی باندھی پھر نماز سنت کی نیت باندھ لی۔ سلام کے بعد باجماعت نماز ادا فرمائی۔ نماز کے بعد واپس بیٹھنے کی جگہ تشریف لائے۔ جہاں اب مزار ہے آپ نے فرمایا میں لٹیا چاہتا ہوں۔ آپ کو لٹا دیا گیا۔ اوپر چادر اوڑھ لی اور فرمایا کہ میاں خدایت پر اچھ کو کہو کہ مہمانوں کو کھانا کھلا دے۔ سب لوگ اس میں مشغول ہو گئے۔ اتنے میں آپ نے بلند آواز سے کلمہ طیبہ کا ورد فرمایا۔ کسی نے کہا کہ حضرت بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھ رہے ہیں۔ دیکھا تو واصل باللہ سوچے تھے۔ یہ حادثہ پانچ بجے شام بروز منگل ۶ ذی قعدہ ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۰ جون ۱۹۲۳ء میں پیش آیا۔ کھانا وغیرہ لوگوں کو بھول



گیا۔ کسی کو کوئی پرورش نہ رہا دوسرے روز صبح آٹھ بجے نماز جنازہ پڑھنے کا طے ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے موسم بہار بنا دیا۔ نماز جنازہ میں بڑے بڑے علماء و فضلاء و صلحاء و صوفیاء شامل ہوئے۔ حضرت مولانا حسین علی صاحب داس بھجرائی رحمۃ اللہ علیہ بھی اتفاقاً اس علاقہ میں پہنچے اور نماز جنازہ میں شامل ہوئے۔ مزار مبارک مسجد کے صحن کے ساتھ مشرقی و شمالی کونے میں ہے اوپر برآمدہ ہے۔ وہاں قطعہ تاریخ بھی کندہ ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ - كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیر یا شمع ہدایت بود عارف با کمال !	طالبان راہ خدا را رہنمائے بے مثال
در دوع - در زہد و تقویٰ گوئے حقیقت بردہ بود	ای خدا در در حریت دیدہ و راجہ و حلال
بر زبان پر و بر نایں خبر مشہور شد !	قطب عالم شمع یزداں کرد از دنیا رحال
ایں قدر غمخس شد از اشتقالت ای بے حال	رفت از دنیاے دواں آں حشمہ آب زلال
گفت ہا تفاز رقم و بر گوش واقندایں سخن	رفت و از دار فنا آں صاحب طیب خصال
حضرت میاں خدا بخش صاحب	(۲) حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب مدظلہ فاضل

## اولاد

دیوبند (۳) حضرت مولانا میاں محمد اکبر صاحب رحمۃ اللہ علیہ - آخر الذکر آپ سے کچھ عرصہ پہلے وفات پا گئے۔

حضرت مولانا میاں خدا بخش صاحب کی ولادت سنہ ۱۳۰۰ھ میں ہوئی۔ آنکھ ایسے ماحول میں کھولی جو دارالعلوم اور خانقاہ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ جیسے اہم مرکز میں شمار ہوتا تھا۔ والد بزرگوار حضرت مولانا میاں فضل الہی صاحب قدس سرہ کے علاوہ دوسرے نامور اساتذہ سے تحصیل علوم کیا۔ اور سند حدیث و ابراہیم دلیوبند سے حاصل کی۔ اس کے بعد کافی عرصہ کیلاس پور یا پلاس پور میں مدرس رہے سلسلہ عالیہ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ کے اسباق اپنے والد بزرگوار سے پاسے۔ بقایا اسباق حضرت حاجی بیرکنڈ ضلع ہزارہ خلیفہ حضرت میاں صاحب قدس سرہ سے ملے گئے۔ اور تکمیل کی۔ کافی عرصہ تک سید و شریف

نماز جنازہ آپ کے فرزند حضرت مولانا میاں خدا بخش صاحب نے پڑھائی تھی۔



حاضری دیتے رہے۔ کئی خوبیوں کے مالک ہیں۔ آخر میں کچھ ایسے حضرات سے واسطہ پڑا کہ خالق ہی نظام ہی دگرگوں ہو گیا۔ سادہ لوح انسانوں کو یہ تاثر دیا گیا کہ یہ دیوبندیت کا اثر ہے۔ حالانکہ دیوبند والے حضرات اب تک تصوف و سلوک اور خالق ہی نظام پر کار بند ہیں۔

حضرت شیخ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ.....

حضرت شیخ مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند۔ حضرت شیخ

مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی مدرس و محدث دارالعلوم دیوبند۔ حضرت شیخ مولانا محمد

صاحب نانوتوی بانی منظر العلوم سہارنپور از خلفاء حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کی قدس سرہم

حضرت شیخ مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری محدث کبیر منظر العلوم سہارنپوری حضرت

شیخ مولانا محمد الیاس صاحب بستی نظام الدین دہلی بانی تبلیغی جماعت حضرت شیخ الہند مولانا

محمود الحسن صاحب محدث و مجاہد کبیر تحریک ریشمی رومال اور حضرت.....

شیخ مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی محدث و مجاہد کبیر و شیخ الاسلام تحریک جمیعۃ العلماء

از خلفاء حضرت گنگوہی قدس سرہ اقدس اللہ سرارہم اُن کے نزدیک تر ہو کر اُن کا مطالعہ

فرمادیں تو انشاء اللہ ہر ایک شیخ وقت۔ غوث زمان قطب العالم، قطب الارشاد پادگے

اُن کے خلفاء کو دیکھو اُن کے مریدین سے ملو تو انشاء اللہ ہر ایک تصوف کے رنگ

میں رنگا ہوا معلوم ہوگا۔

خصوصیت کے ساتھ عرض کرتا ہوں حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے اور

اُن کے جانشین حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہما

جو حضرت اقدس شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوری قدس سرہ، خلیفہ حضرت الحافظ

مولانا اخوان عبدالغفور صاحب قدس سرہ سید و شریف اور حضرت اقدس مولانا

رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کے سچے جانشین تھے۔ اُن کے ہزاروں کی تعداد

میں فیض یافتہ حضرات موجود ہیں جو تصوف میں ڈوبے ہوئے ملیں گے۔  
 بہر حال کچھ حضرات نے بوجہ حد ان حضرات کو بدنام کر رکھا ہے۔ اور کچھ حضرات  
 جو اپنے کو دیوبند کی جانب منسوب فرماتے ہیں۔ لیکن ذہناً اس کے خلاف ہیں  
 ان وجوہات سے متاثر ہو کر بعض سادہ دل حضرات دور دور رہتے ہیں۔

## باب چہارم

### حضرت قاضی سلطان محمود قادری قدس سرہ

ولادت باسعادت ۱۲۵۶ھ کے آخری مہینوں میں مئی ۱۱<sup>۱۱</sup> بیساکہ ۱۲۵۶ھ بمقام حضرت مولانا جناب  
 غلام غوث رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت قاضی غلام مصطفیٰ کے ہاں اوان شریف میں ہوئی، جب آپ بطن مادر  
 میں تھے، والدہ ماجدہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت سید الطائفہ بنید بن محمد ابوالقاسم بغدادی قدس سرہ  
 کی سواری ان کے گھر آ رہی ہے یہ آپ کی ولادت کی تعبیر تھی، حضرت جد امجد مولانا غلام مصطفیٰ رحمۃ اللہ  
 علیہ نے آپ کا اسم گرامی سلطان محمود رکھا جب آپ کی عمر مبارک تین چار سال کی ہو گئی تو حضرت  
 جد امجد رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲۶۰ھ میں وفات پائی تھی۔

۱۲۶۰ھ میں ابتدائی تعلیم و تربیت حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے زیر نگرانی ہوئی۔ اور  
 نسخ و نستعلیق دونوں خطوں کی مشق بھی کی۔ آپ تحصیل علم کی طرف بڑے شوق و ذوق سے مشغول ہو گئے  
 آپ کی شادی تحصیل علم ہی کے زمانہ میں ہو گئی تھی، مگر اس کا علم کے حصول میں کوئی اثر نہ پڑا، علم کی  
 تکمیل کے لئے آپ نے بہت کوشش فرمائی، وطن میں پھر وطن سے باہر دور دراز علاقوں میں تشریف  
 لے گئے، حاجیوالا تحصیل گجرات مفتی شیخ احمد صاحب کے موضع ملک تحصیل کھاریاں میں مولوی صدر الدین صاحب  
 چن لکھڑ ضلع گجرات میں حضرت مولوی ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اور حضرت مولوی نور احمد  
 صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے موضع کھائی ضلع جہلم میں اس کے بعد موضع کدھتی تحصیل چکوال ضلع جہلم اور  
 تھوڑا محرم خان ضلع کیمبل پور میں ایک نابینا عالم سے جن کے فرزند کا اسم گرامی غلام قادر تھا جو آپ کی  
 خدمت میں ۱۲۳۳ھ ۱۹۱۹ء تک حاضر ہوتے رہے تھے۔ دیگر حضرات سے تحصیل علوم کرتے رہے۔

موضع اخلاص کبھی والا میں ایک بہت بڑے عالم سے آپ نے ہدایہ کا ربیع سوم پڑھا۔ اس سے  
 نوکوس کے فاصلہ پر موضع میروال میں ایک افغانی عالم سے علم ہندسہ و ہسیت کی مشہور کتاب شرح چمنی  
 پڑھی اور آپ نے فتح جنگ اور اخلاص میں بھی تحصیل علوم میں مشغول رہے، میروال سے آپ پچھلے صرد  
 ضلع کیمبل پور میں اور موضع غور غشتی میں وہاں دوبارہ میروال میں افغانی استاد سے میرزا اہد اور رسالہ  
 قطبیہ کے مسائل میں شرکت کی پھر موضع پیر زئی میں حضرت مولانا دواؤی رحمۃ اللہ علیہ سے چند ماہ تحریر قلید  
 اور میرزا اہد (مور عامہ) اور صدرہ قاضی مبارک کے مشکل مقامات حل کئے پھر وہاں سے کافرڈھیری میں ایک  
 عالم جو بحر مواج اور تمام فنون میں ایک دریا تھے، اور اتان زئی، ہشت نگر، تحصیل پارسدہ ضلع پشاور  
 میں بیٹاوی شریف پڑھی اور موضع چکی میں بھی اور موضع نوٹھا میں ایک پھان مولوی صاحب مرحوم  
 سے آپ نے دوبارہ میرزا اہد، قطبیہ کو .... پڑھا اور قصبہ چکوال ضلع جہلم میں بھی پڑھتے رہے اور  
 موضع کد لہتی والے واجب الاحترام استاد نے آپ کو قاضی کا لقب دیا تھا۔

زمانہ تعلیم میں بہت پریشانیاں اور تکلیفیں اٹھانی پڑیں تین، تین، چار، چار دن تک کھانا نہ کھا  
 بھوکے پیاسے اور پیدل سفر کرنے سے پیروں میں چھالے پڑ جاتے تھے۔  
 بعض اوقات گدا کرنا پڑتا اور کچھ کتابیں لکھ کر فروخت کر کے گذر اوقات فرماتے، غرض کہ تکمیل  
 و تحصیل علم کے لئے ہر فن کے صاحب کمال اساتذہ کو تلاش کر کے کمال حاصل فرمایا اور ہر فن کی ایک ایک  
 کتاب آپ کو زبانِ یاد تھی، بڑے متبحر عالم فاضل تھے۔

حضرت مولانا مولوی محمد حسین صاحب بیالوی مرحوم غیر مقلد اور حضرت مولانا مولوی عبداللہ  
 صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن عمرچک تحصیل کھاریاں قاضی گجرات آپ کے شجر علم کے معرفت تھے، جب آپ

حضرت مولانا سید احمد المعروف کافرڈھیر صاحب ساکن اتان زئی، برہان المومنین علی عقائد

۱۲۰

المضیلین رابطہ روحانی ص ۱۱۴

افرڈیہری میں بسلسلہ تعلیم قیام فرماتے تھے، اپنے استاد صاحب کے بڑے بھائی جو حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف حمیدہ اور فضائل و خصائل بہت بیان فرمایا کرتے تھے، اور ننگر ہار ضلع جلال آباد افغانستان کے ایک ہم سبق طالب علم کا اصرار تھا کہ حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر برکت کی دعا کرائی جائے اسی ارادہ سے صفر کے مہینہ سے رمضان تک انٹار میں رہے آخر رمضان شریف ۱۲۸۲ھ میں سردیوں کے شروع میں روانہ ہو کر اتنا زئی اور دہاں سے چرتے روز سید و شریف سوات میں حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چاشت کے وقت حاضر ہوئے۔ ایک خادم فقیر درہ والا پشاور سی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی ماضی کی اطلاع عرض کی، اس وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں قیام فرماتے تھے، فرمایا ڈیر خواہ (بہت اچھا) ایک خوشاب کے رہنے والے طالب علم نے آپ سے بار بار کہنا شروع کر دیا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو جاؤ، اور آپ کی طبیعت بھی مائل ہونے لگی، جمعۃ الوداع کے دن بعد نماز حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے طلب فرمایا، تمام خاتقاہوں کے صاحبزادے اور علماء و فضلاء اور صلحا کی موجودگی میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے گمٹی کے کپڑے کی دس گز لمبی دستار آپ کے سر پر باندھی، پہلا بیچ باندھ کر باقی حاضر مجلس صاحبزادوں کو حکم فرمایا کہ باقی دستار باندھیں اور مجمع عام میں دعائے خیر فرمائی، جس رات عید کا چاند نظر آیا، اس رات آخر شب کو جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ صوفیوں کی جگہ تشریف لائے تو آپ جرات کر کے حاضر ہوئے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت فرمایا اور پہلا سبق تعلیم فرمایا (لا اِلهَ اِلا اللہ)۔

صبح آپ عید کی نماز حضرت کے ساتھ پڑھ کر پشاور میں ایک جماعت کے ساتھ پشاور آگئے وہاں سے وطن پہنچے اور تعلیم کا سلسلہ شروع فرمایا، ایک طالب علم نے آپ سے گلستان سعدی، رحمۃ اللہ علیہ اور نغزک کا سبق شروع کیا۔

آپ ستر ہزار سے ایک لاکھ بار فنی اثبات کا ذکر بالبحر کرتے رہے، چھ ماہ کے بعد چار پانچ مانتیوں کے ہمراہ دوبارہ حاضری کے لئے روانہ ہوئے اور ربیع الثانی یا جمادی الاول ۱۲۸۳ھ کو حاضر ہوئے سابقوں میں میاں نور احمد صاحب مرحوم جد آپ کے والد بزرگوار کے چچا غلام عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تھے، کانیہ اور میاں نظام الدین ولد بابا نور صاحب مرحوم نے تفسیر حیرنی پڑھنے کی استدعا کی حضرت

رحمۃ اللہ علیہ نے چند سبق پڑھائے، آپ فرماتے تھے کہ مجھ پر اتنی ہیبت طاری تھی کہ کچھ پوچھ نہ سکا۔ جب واپس ہونے لگے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ دعا فرمائی اور بہت الفت و نوازش اور مہربانی ظاہر فرمائی۔ اور دوسرا سبق درالہ تملیق فرمایا اور شجرہ طریقت عطا فرمایا۔

**تیسری حاضری** مئی کا مہینہ شروع ہو رہا تھا کہ سید و شریف کی حاضری کا ارادہ فرمایا، والد ماجد نے فرمایا کہ گرمی کا موسم ہے اور سفر لمبا ہے لیکن محبت نے بقرار کر رکھا تھا۔ آپ نکل کھڑے ہوئے، رات کا سفر کرتے، دن کو آرام فرماتے، تیسرے دن پیردیں میں آبلے پڑ گئے، آپ نے بچوں کے بل چلنا شروع کیا، بچے تھک گئے تو قدموں کے پہلوؤں پر چلنا شروع کیا، یہ بھی تھک گئے تو ایڑیوں کے بل چلے، راستہ میں پہاڑی نالہ جس کو سواں کہتے ہیں عبور کیا آبلے پھوٹ گئے اور سب زخم ہو گئے اور بخار ہو گیا۔ اسی حالت میں موضع رتہ مشمولہ راول پنڈی پہنچے، وہاں سات روز تک بخار رہا، اور کٹ پائے ہو اور پیپ آتی رہی، آٹھویں روز زخم پر جست کی ٹیکہ باندھی اور سفر شروع کیا اور پنج کھٹا مضافات حسن ابدال میں معلوم ہوا کہ راستہ بندھے اور گزرنے والے کو چھ ماہ قید اور گزنا کرنے والے کو سپاس روپے انعام میں گئے۔ آپ پشاور پہنچے۔ پشاور سے آپ براستہ علی مسجد، یاغستان، آزاد قبائل میں سے جانا چاہتے تھے مگر محافظ صاحب اللہ دانہ نے بتایا کہ یہ راستہ بڑا خطرناک ہے، پھر آپ ہشت نگر کی طرف سے روانہ ہوئے، راستہ کی ایک مسجد میں اتفاقاً کچھ طالب علم مل گئے، وہ آپ کو اس طرح وہاں سے نکال کھیلے گئے کہ کسی پہرے دار کو پتہ بھی نہ چلا، جب کہ پہرے دار سو رہے تھے، گرمی بہت سخت تھی، بہت سخت تکلیف ہوئی، راستہ میں ایک مسجد تھی، رات وہاں بٹھر گئے مگر وہاں دونوں بستیوں والوں کا آپس میں جھگڑا تھا، بندوقیں چل رہی تھیں، ایک گاؤں جلا دیا گیا۔ بہر حال فریقین میں صلح ہو گئی اس کے بعد تیسرے چوتھے روز سید و شریف پہنچے، دہاں جہاد کی تیاریاں ہو رہی تھیں، مجاہدین میں روپیہ اور ہتھیار تقسیم ہو رہے تھے۔ اور کئی جگہ بندوقیں اور بارود تیار کیا جا رہا تھا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ اتنے مصروف تھے کہ قدم بوسی دشوار تھی، غسل خانے میں تشریف لائے و فرار کے لئے تو دور سے نظر مبارک آپ پر پڑی تو فرمایا ”درلرے کئی مولوی را غلبیدے اور وازہ کھولو مولوی“

اگیا) آپ بے تاب ہو کر حضرت کے قدموں پر گر پڑے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دست مبارک سر پر پھیرا اور فرمایا مولوی صاحب کتنے دن میں یہاں پہنچے ہو، عرض کیا چوبیس دن میں، فرمایا سبحان اللہ بڑی مشقتیں اور مصائب برداشت کر کے یہاں پہنچے ہو۔

ایک بار فرمایا مولوی مخلص دے (بڑا مخلص ہے) مولوی جانہ رازی ہے (بہت دور سے آیا ہے) جب کبھی خواہن کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ میوہ بھیجتے تو آپ کو بھی بھیجتے لیکن جہاد کے انہماک کی وجہ سے زیادت مشکل تھی، ایک روز آرام گاہ کے بائیں طرف کھڑے ہو گئے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پاؤں مبارک دراز فرما دیئے۔ آپ نے جلدی سے قدم مبارک چوم لئے، آنحضرتؐ دس روز حاضرہ کر واپسی کی اجازت حاصل کی حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تیسرا سبق اسم ذات کا مراقبہ تعلیم فرمایا (شاید اسم ذات اور اسم ذات کا مراقبہ واپسی پر پنجگٹھا کے نواح میں حسن والہ میں ایک مسجد میں چند روز تک قیام فرمایا، تکان دور ہونے پر سفر پر روانہ ہوئے۔

تین ماہ بعد پھر گھر سے روانہ ہوئے اور موضع واہ میں آرام کے لئے قیام فرمایا، ملک شیر محمد خان مرحوم نے وہیں درس و تدریس اور قیام کے لئے اصرار کیا، مگر آپ نے قبول نہ فرمایا۔ حسب سابق بڑے صبر و استقلال سے سفر کی تمام تکلیفیں برداشت کرتے ہوئے حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، چند روز کے بعد اسباق قادریہ کا چوتھا سبق اسم ذات (اللہ) تلقین فرمایا۔ رخصت کے وقت بڑے پیار و محبت سے پیش آئے اور خرد ہی فرمایا۔ مولوی درجائے سرد منیشن بلکہ درجائے گرم بنشین۔ (مولوی سرد مقام میں قیام نہ کریں، بلکہ گرم جگہ قیام کریں۔ یعنی واہ کے مقام پر قیام نہ کرنے کا حکم فرمایا۔

چند ماہ کے بعد پھر حاضر ہوئے، حضرت اخوند رحمۃ اللہ علیہ نے پانچواں سبق "ھو" تلقین فرمایا۔ تین چار ماہ کے بعد پھر حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے، تو تین سبق "اللہ ھو"، "انت الھادی انت الحق لیس الھادی الا ھو"، ایک ساٹھ تلقین فرمائے۔ جب آپ ساتویں بار حضرت اخوند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا مولوی تمہارے

سبق تمام ہو گئے ہیں۔ اب چلے کر، پہلا چلے چالیس دن کا ہو گا، اور دوسرے دو چلے دس، دس دن کے ہوں گے نیز فرمایا کہ اس طریق میں صوفیہ کے چار قدم ہیں۔

پہلے میں مراقبہ کے وقت باریک باریک انوار نظر آتے ہیں، دوسرے میں مراقبہ کے وقت آفتاب و مہتاب نظر آتے ہیں۔ تیسرے میں مراقبہ کے وقت خود اپنے سبقوں کی آواز کانوں میں آتی ہے اور چوتھے میں جمیع ماسوئہ اللہ آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے اور فرمایا کہ حضرت اخوند درویشہ پشاورى رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۸۸ھ کی کتاب ارشاد الطالبین میں اسکی تفصیل و شرائط خلوت و چلہ ملیں گے۔

آپ نے تمام چلے پوری شرطوں کے ساتھ تمام کئے اور جو جو آثار حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائے تھے، سب نظر آئے، یہ تمام تعلیم پانچ سال یا اس سے کچھ زیادہ میں پوری ہوئی اور ان تمام حاضرین جو حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مبارک میں دیں، چھ میں کل سبق تمام ہوئے اور ساتویں حاضری میں چلے تمام ہوئے۔

اس کے بعد آپ رمضان المبارک میں حاضر ہوئے حضرت اخوند رحمۃ اللہ علیہ نے بہت شفقت فرمائی کچھ دیر حاضر خدمت رہ کر واپس وطن ہوئے، راستہ میں آپ بیمار ہو گئے، بہت مشکل اور سخت تکلیف اٹھا کر گھر پہنچے، اس کے بعد مانوس بار حاضری کے لئے گھر سے روانہ ہوئے، جب سید و شریف پہنچے صرف چند روز حاضر رہے، واپسی کی اجازت کے وقت حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ چارپائی پر آرام فرما رہے تھے، ہاتھ پکڑ کر قریب فرمایا اور سینہ مبارک سے آپ کا سر قریب کر کے فرمایا، مولوی از خانہ بچند روز می آئی۔ مولوی یہاں گھر سے کتنے دنوں میں پہنچتے ہو، آپ نے عرض کیا کہ ”قربانت شوم گا ہے بہ نہ روز گا ہے، بہ وہ روز قربان ہو جاؤں، کبھی نو دنوں میں کبھی دس دنوں میں فرمایا، بار مقام تو دور است بعد ازاں اگر دل تنگ شوی بہ زیارت حضرت شاہ دولہ رحمۃ اللہ علیہ بروخ شحال شوی بہ و بہ و بہ و بہ (تمہارا گھر بہت دور ہے اگر کبھی تنگ دل ہوا کرے، تو حضرت شاہ دولہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دیا کرو، خوشحال رہو گے، جاؤ، جاؤ، جاؤ۔

اس حکم کی تعمیل میں گجرات حضرت شاہ دولہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر آپ حاضر ہونے لگے، یہاں



سے کچھ مدت کے بعد حکم ہوا کہ اپنے پیرو مرشد حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو۔ یہ  
دسواں سفر اختیار فرمایا ہمراہ کچھ لوگ رند راول پنڈی کے بھی ہم سفر تھے، قیام کے تیسرے روز زوال کے وقت  
حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے ہمراہیوں کو عام لوگوں کی موجودگی میں طلب فرما کر طریقہ  
عالیہ قادریہ کا سبق تلقین فرمایا اور اسی مجمع میں آپ کو فرمایا، "مولوی راہ حق بگو" یعنی لوگوں سے بیعت  
نہ اور انہیں خدا کا راستہ بتاؤ۔

آپ نے عرض کیا کہ من گناہ گارم ولاتی برداشتیں این بار نیم میں گنہگار ہوں اور اس بوجھ کو  
اٹھانے کے لائق نہیں ہوں۔

حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہنس کر فرمایا کہ ام گناہ میکنی (آپ کو نساہ گناہ کہتے ہیں) آپ  
چپ ہو گئے، حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی، یہ ۱۲۹۰ھ کا سفر تھا، واپسی پر جو  
کچھ زاد راہ تھا وہ کم ہو گیا، موضع سنگ بانی پہنچے وہاں رتہ امرال کے بعض ہمراہیوں نے زبردستی مہمان  
نوازی کی اور نیک بخشان بانی سے کھانا خرید کر کھلایا۔ آپ کو فتنے اور اسہال شروع ہو گئے اور سناخ  
بھی ہو گیا، بڑی مشکل سے رتہ راول پنڈی پہنچے وہاں تین روز سناخ رہا، دوسرے تیسرے روز ایک  
نیم محذوب نے بڑی تسلی آمیز کلمات بیان فرمائے کہ اس بیماری سے دل تنگ نہ ہونا اور نہ ڈرنا۔ بلکہ  
پیرو مرشد کی توجہ کا اثر ہے۔ حکیم اور دوا کی ضرورت نہیں، شربت اور چائے جو تمہارے مرشد ارشد  
پیا کرتے ہیں، وہ پیا کرو، تین یا چار شب کے قیام کے بعد گھر کو روانہ ہوئے، تقریباً گیارہ روز کے  
بعد گھر پہنچے۔

۱۲۹۱ھ میں آپ حاضری کے ارادے سے موضع جھینی قریب مندرہ علاقہ پوٹھوہار تک پہنچے، ایک  
غیبی اشارے کی بنا پر واپس گجرات حضرت شیخ شاہد ولد رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۸۵ھ کے مزار پر حاضر ہوئے۔  
حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ دو مرتبہ آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے  
ایک بار حضرت والدہ محترمہ (مور) بی بی افغانی زبان) رحمۃ اللہ علیہا اہلیہ محترمہ حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر دوسری بار آپ کے ہمراہ حافظ امام الدین صاحب جہلمی، حافظ سمندر صاحب



امام رسالہ ملتان، پیر نور اللہ شاہ سیالکوٹی، مولوی احمد اللہ صاحب بٹالوی رحمۃ اللہ علیہم ہمراہ تھے، حضرت موربی بی رحمۃ اللہ علیہا نے بڑی شفقت فرمائی اور فرمایا تم لوگ ہمارے نزدیک (یعنی فرزند) ہو اور دونوں وقت اپنی ڈیوڑھی پر کھانا کھانے کے لئے ارشاد فرمایا اور رخصت کے وقت ایک چھوٹی سی چادر اور فیض تبرکات حضرت فرمائی اور پابندی شریعت کا حکم فرمایا۔

آپ نے بطور اویسی اہل قبور حضرات سے بھی کسب فیض فرمایا، حضرت اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد سے حضرت شیخ شاہد ولد گجراتی قدس سرہ کے مزار پر ۱۲۹ھ میں پہلی حاضری دی تو کئی نفس کے لئے انہوں نے بہت مشقت اور سخت مجاہدہ کرائے گندی نالیاں صاف کرنے اور سجادہ نشینوں کے گھوڑوں کی بید سر پر اٹھانے کا حکم ہوا اور مزدوری کر کے کھانا کھا ڈا اور روزانہ چالیس پارے کھڑے ہو کر پڑھتے تدریجاً یعنی ایک روز کیا رہا پارے پھر چند روز بعد پندرہ پھر بیس پھر پورا قرآن مجید پھر پانچ اور پھر پچاس پارے، پھر لب بند کر کے اور زبان تالو سے لگا کر پھر کچھ عرصہ بعد اسی ترتیب اور مقدار سے کم کرتے کرتے روزانہ اس طریقہ سے ۹ مہینے لگے اور زانو تک پاؤں پر درم آگیا اور مغرب کے نفلوں میں سورہ یوسف اور سورہ یسین لازمی پڑھتے، نیز کبریت احمر، درود مستغاث، حزب البحر یا حزب الاعظم، دلائل الخیر اور قصیدہ بردہ، یہ تمام وظائف بھی کھڑے ہو کر پڑھتے تھے، پھر حضرت شیخ مسعود فرید الدین شکر گنج رح کے مزارات کی زیارت کرنا حکم ہوا، آپ سیالکوٹ ایک شب رہ کر واپس ہوئے، حضرت شیخ چوگانی، حضرت شیخ سلیمان، حضرت شیخ ملہو کھوکھر، حضرت شیخ صاحب موٹا، حضرت شیخ سبجان، حضرت شیخ دیوہ دوٹالہ اور بہت سی نوگندی قبروں اور حضرت سید پیر کی، حضرت صاحب کوہ کلاں، حضرت پیر غائب، حضرت شیخ شاہ عبداللہ غازی، پیر شاہ کھڑی شریف، حضرت شیخ طاہر دھونکل اور سیالکوٹ، ملتان، حضرت شیخ بہاؤ الدین ذکریا، حضرت شیخ رکن عالم ملتان قدس سرہم سے فیوض و برکات، حاصل کئے ان کے علاوہ پنڈارنخان، بھیرہ، لاہور، حجرہ شاہ مقیم شیرگرھ ضلع ساہیوال اور کلاں، بٹالہ اور موضع مسانی اور اس سے آگے آپ ۲۶ رمضان ۱۳۲۰ھ کے بعد اور ۱۳۲۳ھ سے پہلے پہلی پھر جمیر شریف اور پانی پت کرنا ل اور کبیر شریف ضلع سہارنپور کے دور دراز علاقوں میں تشریف لے گئے

نفل نمازوں میں آپ کثرت سے تلاوت فرماتے اور آیتہ الکرسی اور آیتہ نور تسو بار سے کم نہ پڑھتے۔ آپ عبادات و ریاضات و مجاہدات میں اتباع شریعت و سنت بنوی صلی اللہ علیہ وسلم پر کار بند تھے آپ فرماتے تھے کہ میرا جامہ شریعت بہ بکث حضرت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہیں جلا، چنانچہ مرض الموت میں شریعت کی یہاں تک پابندی تھی کہ جب پہلو بھی خود نہیں بدل سکتے، نماز باجماعت کے لئے چار پائی قبلہ رخ کر کے نماز میں شامل ہو جاتے۔

آپ علم ظاہری کو بہت ضروری سمجھتے تھے، ورنہ عمل کے لئے اور کوئی دستور العمل نہیں رہتا، اور فرماتے جو بھی پڑھو اس پر عمل کرو اور فرماتے تھے سیدہ عذیضہ کے خیال کو جس کے فیوض پہاڑوں کی چوٹیوں سے سمندر کی گہرائیوں تک لانتہا ہیں اپنا قبلہ دل بناؤ اور اسی سے عمل کی توفیق مانگو، حضور دل کے ساتھ درود شریف پڑھنا تمام بیماریوں کا علاج ہے، اسے قرآن مجید کے بعد پڑھا جائے، آپ دعائے مانورہ کو زیادہ پسند فرماتے تھے،

فرماتے تھے کہ قرآن پاک کی تلاوت کرتے رہو، اللہ جل شانہ سے بہت محبت اور عاجزی کرتے رہو، ہر پیار اور محبت میں اس کا پیار اور محبت منظور نظر رہے، ہر وقت اس سے مناجات کرتے رہا کرو آپ فرض عبادت، حقوق والدین، استادوں کی تعلیم و تکریم، اسرار سے بچنا، لینع اوقات سے بچنا۔ کسب معاش، فرض منصبی، خدمت خلق خدا کی تاکید فرماتے،

فرماتے تھے کہ بے آرامی اس راہ کی خصوصیت ہے اس راستہ میں خون جگر پینا اور مردہ بن جانا پڑتا ہے، نیز فرماتے تھے کہ کسی کے دل کو نہ دکھاؤ، اور غریبوں اور عاجزوں، مسکینوں اور محتاجوں کی خبر گیری کرو، حب مال، حب جاہ، تقلید جاہ اور معصیت کو ناپسند فرماتے، امراض باطنی، شہوت، شکم و فرج کا علاج گرسنگی میں، خاموشی سے دروغ و غیبت اور گجے مذموم حرکات سے انہان بچ جانا ہے۔ ہر کام اللہ کے لئے ہوتا چاہیئے، اگر نوکری اللہ کے لئے ہے تو وہ بھی عبادت ہے۔ تمام عالم ملک خدا ہے اور تمام مخلوق، بندگان خدا ہیں۔ پس مخلوق کی خدمت، خالق ہی کی خدمت ہے، دت ضائع نہ کیا جائے، ایک لمحہ بے کار نہ جائے، اصل درویشی رنمائے الہی اور توکل ہے، دل کا دھیان ہر آن اپنے رب

کی طرف نگاہ ہے وہ جس طرح تمہیں پیدا کرنے والا ہے، اسی طرح تمہارے اعمال کا پیدا کرنے والا بھی وہی ہے۔  
حضرت غوثِ زمانہ احمد صاحبِ قدس سرہ کے طریقہ میں عام و خاص ذکر چہرہ ضربی کرتے ہیں۔ کم  
از کم ہزار مرتبہ یا جتنی طاقت ہو لیکن حضورِ بی دل ضروری ہے، اسمِ ذات اور پاسِ انقاس کی بھی تعلیم فرماتے  
تھے اور فرماتے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے نیک گمان رکھنا چاہیے۔ تہذیبِ نفس ریاضتِ شاقہ برداشت کرنے سے  
آتی ہے اور کسی مردِ خدا کی صحبت سے پیدا ہوتی ہے۔

غرض کہ آپ کی ذاتِ بابرکات شریعت و حقیقت و تصوف کی جامع شخصیت تھی، آخر دم تک  
اسی پر رہے اور اسی پر وصال فرمایا۔

جب سن مبارک ساٹھ سال سے زیادہ ہوئی مجاہدوں اور ریاضتِ شاقہ کی وجہ سے طبیعت  
میں ضعف اور جسم مبارک میں لاغرزی و کمزوری پیدا ہوئی تو بیماریوں نے آگیرا،

۳۴ ۱۹۱۵ء میں آپ کے چھوٹے بھائی حضرت میاں محمد مسعود رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا  
اس سے اور زیادہ ضعف بڑھ گیا، ساتھ ہی ساتھ علاج بھی نامور حکماء سے فرماتے رہے اور امراضِ دالام  
کے باوجود فیوض و برکات کا سلسلہ جاری رہا، دور، دور سے لوگ حاضر ہوتے رہے اور فیضِ یاب  
بہرہ کر واپس ہوتے۔

آخری ایام میں ملنے والوں کو رضائے الہی اور توکل علی اللہ کی وصیت فرماتے تھے، آپ نے  
یکم شعبان المعظم بروز جمعہ ۱۳۳۶ھ ۲ مئی ۱۹۱۹ء میں وصال فرمایا۔

آوانِ شریف میں اپنے اباؤ اجداد کے مزارات کے پاس مزار مبارک ہے، تحصیل و ضلع  
گجرات بھمبر روڈ پر کشمیر چوں کی سرحد کے قریب ہے۔ آپ کے خلفاء

حضرت شیخ صاحبزادہ محبوب عالم مدظلہ العالی سجادہ نشین مقیم مہمدہ متصل گجرات، گجرات  
شہر کی ضلع کچہری سے چند فرلانگ پر جس کو سول لائنز بھی کہتے ہیں، بھمبر روڈ پر مدینہ آبادی کے قریب

حضرت مولانا مولوی قاضی عبدالرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن پنڈی سرہال ضلع کیمبلپور۔

حضرت صوفی مستری احمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن رتہ امرال مشمولہ راولپنڈی۔



صاحب بن حضرت قاضی غلام مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں موضع محمد پور آدان المعروف آدان شریف  
ہوئی یہ ضلع گجرات کی آخری سرحد متصل میرپور واقع ہے۔

شیرخوارگی کے دنوں میں والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا تھا، والد ماجد نے دوسری شادی کر لی، آپ  
پرورش حضرت قاضی صاحب قدس سرہ کی اہلیہ محترمہ کے سایہ عاطفت میں ہوئی، حضرت قاضی رحمۃ اللہ علیہ  
نے تعلیم و تربیت اپنا فرزند بنا کر کی، تعلیم بہترین اساتذہ سے دلوائی مثلاً حضرت مولانا مولوی عبدالرحیم  
صاحب فاضل دیوبند رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۹ شوال ۱۳۶۲ھ ۱۹۵۳ء اور گیارہ سال کی عمر مبارک میں  
قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مشنوی شریف پڑھی، آپ عالم فاضل صاحب عبادت و ریاضت و محنت  
صاحب کشف و کرامات صاحب تصرف بزرگ ہیں

حضرت قاضی صاحب قدس سرہ کے وصال پر ۱۹۱۹ء میں آپ کو سجادہ نشین بنایا گیا، آپ حضرت  
قاضی صاحب قدس سرہ کے ظاہری و باطنی جانشین ہیں اب نظر مبارک سے معذور ہیں۔ عمر مبارک ۸۵ سال  
ہو چکی ہے، گویا حضرت اخوند صاحب سواتی قدس سرہ کے بعد تیسرے درجہ پر موجود ہیں یعنی ایک درجہ  
درمیان میں ہے۔ اللہ تعالیٰ عمر مبارک دراز کرے۔

## حضرت شیخ مولانا عبدالرحیم صاحب دیوبند قادری قدس سرہ

ولادت ۱۳۰۳ء میں ہوئی۔ اور پرورش حیدرآباد دکن میں پائی۔ حضرت شیخ  
مولانا عبدالغفور صاحب قادری بنیری المعروف اخون صاحب قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر  
حفظ قرآن مجید کیا۔ اور نحو و فقہ کی تحصیل کی۔ اور بیعت سے مشرف ہوئے اور وطن واپس آئے۔  
حضرت اخون صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے اور وہلی کے اساتذہ سے مزید تحصیل کی۔ اب  
وقت کے حکماء سے پڑھی۔ حضرت  
کی خدمت میں سوات حاضر ہوئے، اور کافی عرصہ  
خدمت رہے۔ اور خلافت سے مشرف ہوئے اور وطن واپس آگئے۔ اور عبادت و ریاضت  
ارشاد و تلقین میں مصروف ہو گئے۔

تصانیف میں رسالہ صرف اور مرآۃ القرآن قرأت و تجوید میں اور روضۃ النعیم واعظ میں اور  
 بہ رحیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک میں اور تہذیب الایامی اور فتح سنت الاسلام اور  
 رسالے تصنیف فرمائے۔

آپ کا خاندان سلطان محمد غوری مرحوم اور سکندر لودھی کے عہد میں ان کے امراء میں شامل تھا  
 سرکاری خدمات انجام دینے کے سلسلہ میں مختلف مقامات پر منتقل ہوتے رہے۔ مثلاً دہلی، جوینپور  
 بنگالہ، بریلی محلہ، نور محلہ، اور حیدر آباد دکن۔

آپ کے اباؤ اجداد مستقل طور پر ۱۱۹۱ھ میں برصغیر ہندوستان آباد ہوئے اور آپ کے  
 اجداد میر سیف اللہ خان، نظام الملک کی فوج میں اپنے والد سید حیدر خان کی جگہ حیدر آباد دکن  
 ایک صدی کے سردار شکر مقرر ہوئے تھے۔ ۱۸۳۲ء میں انہوں نے اپنا فوجی منصب چھوڑ دیا  
 اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ دہلی کی طرف روانہ ہو گئے۔ مگر دوران سفر بمقام برہان پور  
 نسل کشدادہ فوت ہو گئے۔ تاہم ان کے صاحبزادہ میر عبداللہ خان نے جو شاہ عبدالرحیم کے  
 والد تھے اپنے خاندان کے ہمراہ بخیر عافیت دہلی پہنچ گئے۔ آپ قریب دو سال کے تھے، دہلی  
 میں ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے شروع کی اور دہلی میں حضرت حافظ محمد فضل عظیم قادری پشاور کی  
 رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن کریم کی تعلیم کا آغاز کیا۔ مگر وہ جب کسی وجہ سے پشاور چلے گئے تو اپنے استاد  
 محترم سے مزید تعلیم کے لئے آٹھ سال کی عمر میں پاپیادہ پشاور پہنچے۔ اور تمام مشقتیں و تکلیفیں اس  
 چھوٹی عمر میں برداشت کیں اور پشاور میں کلام اللہ کی ناظرہ تعلیم مکمل کی۔ اس کے بعد ان ہی استاد  
 محترم کے مشورہ اور ہدایت کے مطابق حضرت اخوند شاہ محمد عبدالغفور صاحب قادری قدس سرہ  
 کی خدمت میں سید و شریف رسوات بنیر حاضر ہوئے۔ قرآن مجید حفظ کیا۔ اور اس کے بعد  
 باطنی اور روحانی تعلیم کے ساتھ عربی صرف و نحو اور فقہ کی تعلیم بھی حاصل کی۔ اور حضرت اخوند  
 صاحب سے بیعت ہو گئے۔ اور پیر و مرشد کے ارشاد و حکم سے دہلی آئے۔ باقی کتب درسیہ یعنی  
 حدیث و تفسیر اور طب کی تعلیم حاصل کر کے دوبارہ سید و شریف حاضر ہوئے۔ جب باطنی تعلیم اور

روحانی تربیت مکمل ہو گئی تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا۔  
دہلی جانے کی اجازت دے دی۔ لہذا آپ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء سے کچھ عرصہ پہلے پہنچ گئے۔  
آپ کے اساتذہ میفتی صدر الدین آذرودہ (۲)، مولانا محمد کریم اللہ دہلوی تھے۔

(۳) حضرت شاہ عبدالغنی دہلوی المعروف بہ حاجی میاں محدث مہاجر کی مجددی۔

(۴) شیخ الوقت سید عثمان مرغنی مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور طب حکیم احسن اللہ خان دہلوی اور  
فیض علی گڑھی والے سے حاصل کی اور ۱۸۵۷ء کے بعد آپ نے بنگال رجمنٹ میں تعلیمی ملازم  
اور امامت اختیار فرمائی اور پندرہ سال تک فوجیوں کو عربی، فارسی، اور پشتو پڑھاتے رہے۔  
انگریز افسر آپ کے شریفانہ، اخلاق اور علمی قابلیت کے ہمیشہ معترف رہے۔ ملازمت کے آخری  
زمانہ میں حج کے لئے حجاز مقدس حاضر ہوئے۔

واپسی پر اکثر علماء مشائخ نے اصرار کیا کہ علاقہ ہریانہ میں رسوم بد کے خلاف جہاد کریں اور  
تبلیغ کے ذریعہ مذموم مشرکانہ ہندو رسموں سے اور نکاح بیوگان کے لئے آمادہ فرمائیں۔ جب کہ  
نکاح بیوگان کا نام لینے والوں کو مار ڈالتے تھے اور کسی بڑے سے بڑے پیر و مرشد کی پروا  
کرتے تھے۔ بہر حال آپ نے ان تمام بد رسموں کے خلاف تبلیغ و جہاد شروع کیا۔ اور غلط و نصیحت  
اور چھوٹے چھوٹے رسالوں کی اشاعت کی اور نظم و نشر کے ذریعہ جہاد فرمایا۔ اپنا خرچ خود برداشت  
کرتے کسی سے کوئی نذرانہ نہ لیتے تھے۔

ایک دفعہ رتھک کے بیوپاریوں سے گناہ بجانا اور ڈھول، باجے بجانا اور سہرا لگانے سے روک  
کرائی انہوں نے پانچ سو روپیہ نذرانہ پیش کیا۔ تو آپ نے تمام مسجد کلاں کی تعمیر و مرمت میں دیا  
اور سینکڑوں نکاح بیوگان کرائے۔ آپ کی باقی تصانیف یہ ہیں۔

رسالے کفر توڑ، رستم بھوڑ، منکر مروت، فتح سنت الاسلام، لائٹوں کی شادی، رستم  
کتاب اللغات، تحفۃ الصبح فارسی منظوم ہجستان صریاں وغیرہ۔

ان کے طبع کرائے میں نواب صاحب محمد محمود علی خان چغتاری، نواب شائستہ خان، نواب ای خان

نواب مصطفیٰ خان، رئیس خان جہانگیر آباد، حاجی فیض احمد خان رئیس ٹاؤ لی، نواب محمد سعادت خان  
والی دوجانہ وغیرہ نے آپ کی ہر ممکن معاونت کی آپ نے جھجھر ضلع رشتک میں جامع مسجد اور مدرسہ  
قوت الاسلام رحیمیہ قائم فرمایا۔

وفات ۱۳ اردی القعدہ ۱۳۰۵ھ ۱۸۸۵ء بروز شنبہ ظہر وعصر کے درمیان دہلی میں

بعض احباب نے تاریخ وفات لکھی۔ (تذریضی اللہ عنہ)

نماز جنازہ جامع مسجد دہلی میں مزار درگاہ خواجہ باقی باللہ کے پختہ احاطہ کے گوشہ میں ہے۔  
تذکرہ یادگار دہلی سے صاحب نزہۃ الخواطر نے نقل فرمایا ہے۔

آخری عمر میں درگاہ کی بیماری سے بھرپچپن سال وفات پائی۔ آپ کے پانچ فرزند ہوئے۔

(۱) شاہ جمیل الرحمان۔

(۲) مولوی امان الرحمان۔

(۳) کیپٹن حبیب الرحمان۔

(۴) سعید الرحمان۔

(۵) حافظ عثمان الرحمان۔

اور ایک صاحبزادی زوجہ علامہ راشد الخیری۔

آپ کا تذکرہ بنیات کراچی ذوالحجہ ۹۵ - جنوری ۱۹۷۶ء

از نزہۃ الخواطر جلد ۲۵، از حافظ سید رشید احمد صاحب ارشد سابق صدر شعبہ عربی

کراچی یونیورسٹی۔



## حضرت مولانا حاجی احمد علی صاحب قدس سرہ

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۵۶ھ کابل میں ہوئی، پڑھتے ہوئے بید و شریف حاضر ہوئے کافی عرصہ حاضری کے بعد خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ درج ذیل اشعار جو قبر مبارک پر لوح ہے اس پر کندہ ہیں۔

حاجیئے احمد علی گنجیئے اسرار و نور

قلزم معنی و بحر معرفت کردہ عبور

وای بایں زہد و تقویٰ زیر خاک بے ثبات

رفت از دنیا از اہل قبور!

اعتقادے داشت با پیر خود و با جد پیر

در دل خود داشت پنهان الفت ابنان و نور

جائے مرقد پیر او در خطہ دل کش سوات

اسم پیرا خود عرفاً در اصل عبد العفور

او پہ پہلوی مزار جد پیر خویش خفت

تا ز روحش فرق باشد از سر قرب حضور

نام اقدس جد پیر او محمد با شعیب

در مقام نور و پیری عزلت گزین گشتہ بگور

دفن چوں کردن جسم پاک در زیر خاک

نشاند منور آں زمین چوں چشم بینا پر نور

یا الہی بر سر گوش ز فضل وجود خویش

ابر رحمت بار و ریزاں باد یوم النور

لے عمر مبارک کے مطابق کے ۶۲ سال تھی۔

ناپرسیدم بجائے حقیقت تاریخ وصال  
 ناگہاں آمد سروش غیب گفتا یا لغفور !

(۱۳۱۹ھ)

گفت تاریخ فوت زنگونہ

(۱۳۱۹ھ)

مولوی صاحب ادخلوا الجنة

بھرم ۶۲ سال اولیاء اللہ پیر باشریعت تھے۔ کابل کے رہنے والے تھے۔ ان اشعار سے آپ کے علم و فضل اور عشق و محبت، زہد و تقویٰ، توکل علی اللہ اجاگر ہوتا ہے آپ نے طور و تحصیل و ضلع، مردان میں قیام فرمایا جہاں درس و تدریس اور ارشاد و تلقین میں مصروف رہے اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ فیض و برکات سے مشرف ہوئے آپ کے دو فرزند تھے حضرت مولانا عتیق اللہ صاحب اور حضرت مولانا عطاء اللہ صاحب مدظلہما۔

آپ کے پوتے حضرت مولانا میر عبد اللہ صاحب مدظلہ بن حضرت مولانا عطاء اللہ عالم باہل صاحب درس و تدریس اور صاحب تصنیف ہیں۔ حضرت حاجی صاحب ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری کے مؤلف ہیں جو تاحال طبع نہیں ہوئی۔ آپ کے ہاں مرآۃ الاولیاء، مؤلفہ شیخ المشائخ حضرت خواجہ محمد شعیب صاحب تور ڈیھری قدس سرہ کا قلمی نسخہ موجود ہے۔

## حضرت شیخ مولانا پیر فقیر اللہ صاحب المعروف فقیر بکوٹی قدس سرہ

ولادت باسعادت ۱۲۵۰ھ ۱۸۳۵ء میں موضع بچہ شریف علاقہ چکار (آزاد کشمیر) کے ایک بزرگ اور علمی گھرانے میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی، پھر بمقام رجوعیہ ضلع ہزارہ میں حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جو دارالعلوم کے مہتمم اور صدر مدرس تھے۔ اور حضرت شیخ مولانا عبد الغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۹۵ھ کے فیض یافتہ تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ آپ کی سادگی اور انکساری سے بہت متاثر ہوئے، محفوظے عرصہ میں خدا داد ذہانت کی وجہ سے تمام طلباء میں ممتاز اور محنتی شمار ہونے لگے۔

اسی زمانہ میں آپ اپنے شفیع اسٹاڈ حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سید و شریف حاضر ہوئے۔ ایک ہی حاضری میں آپ کے حالات بدل گئے۔ تواضع اور عبادت میں زیادہ سے زیادہ وقت خرچ کرنے لگے۔ اس درس گاہ میں دس گیارہ سال حاضر رہے۔ علم فقہ صرف نحو منطق، معقول اور تفسیر و حدیث کی تکمیل کی تیرہ، چودہ سال کی عمر میں ۱۲۶۳ھ ۱۲۶۴ھ ۱۲۶۵ھ میں تکمیل کر کے سند فضیلت سے مشرف ہوئے۔ حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ بکوٹ تحصیل و ضلع پونچھ (آزاد کشمیر) میں میرے بھائی کی جگہ قیام کرو، امامت اور درس و تدریس اور خطابت کے فرائض سرانجام دو۔ کیوں کہ میرے بھائی فوت ہو چکے ہیں۔ ان کے یتیم بچوں کی نگرانی کرنا، آپ محترم استاد صاحب کے حکم کی تعمیل میں بکوٹ تشریف لے گئے۔ امامت اور خطابت اور درس و تدریس اور پرورش یتامی میں مشغول ہوئے، محفوظی مدت میں آپ علاقہ بھر میں مشہور ہو گئے۔ پونچھ ہزارہ اور کشمیر کے کونے کونے سے طالب علم حصول علم کے لئے اکٹھے ہوئے۔

آپ نہایت ہی سخی اور بامروت بزرگ تھے۔ ایک عالم باعمل، بامروت اور سخی کے نام سے ہکوسٹ میں زیادہ مشہور ہو گئے۔

سلوک و تقویٰ کی تفصیل نہیں ملی۔ آپ فرماتے تھے میری بیعت بذلیہ خواب حضرت الحاج مولانا عبدالغفور صاحب سوات رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ قادریہ میں ہوئی، فیوض و برکات حاصل کئے۔ جب بھی سید و شریف حاضر ہوتے، ننگے پاؤں اور بادمنہ حاضر ہوتے اور مختصر قیام کرتے تاکہ سید و شریف کی حدود میں رفع حاجت کی نوبت نہ آنے پائے، اتنی تعظیم مد نظر رکھتے۔

آپ نے حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے مولوی محمد حسین صاحب مرحوم کی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ فرمائی۔ آٹھ نو سال میں اُسے اپنے والد مرحوم کی جگہ امامت تفویض فرما کر۔ آپ نے دوسری مسجد میں درس گاہ کی بنیاد رکھی۔ اور خطابت کے فرائض بھی ادا فرمانے لگے۔ کچھ عرصہ بعد مع چند طلباء، ریاست کشمیر اور پونچھ کا تبلیغی دورہ فرمایا۔ جس قریہ میں مسجد غیر آباد دیکھی، وہاں کوشش فرما کر اس کی آبادی کا انتظام فرمایا۔ اور جس گاؤں میں مسجد نہ تھی، وہاں فوراً مسجد کی تعمیر فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلند مرتبے عنایت فرمائے۔ اور بڑی مقبولیت سے نوازا کہ طالبان حق دور۔ دور سے حاضر ہونے لگے۔ علوم ظاہری و باطنی سے فیض یاب ہونے لگے۔

شریعت مطہرہ کی پابندی ہر کام میں ملحوظ رکھتے۔ سود، شراب، جوا، زنا، چوری، ادھو کہ بازی، سرود (مزامیر) نشہ اور اثیاء حتیٰ کہ نسوار، تمباکو سے بھی سختی سے منع فرماتے، اور سب چھوٹے بڑے گناہوں سے بچنے کی تلقین فرماتے۔

لباس اور کھانا، سادہ مطابق شریعت ہوتا، سب مہمانوں کو کھانا کھلا کر خود تناول فرماتے۔ بسا اوقات بچے ہوئے ٹکڑے اور ریزہ پھانک کر پانی کا گھونٹ بھر لیتے۔ کھانا خود تقسیم فرماتے۔ جو دعوت کرتا، منظور فرماتے، جب کھانا سامنے آتا تو فرماتے کہ میرے مہمان دور سے آئے ہیں پہلے ان کو کھلاؤ، خود سوکھی روٹی تناول فرماتے، ہمیشہ مسجد میں قیام فرما ہوتے اور ہمیشہ مجلس وعظ و ارشاد و تلقین میں مشغول رہتے۔

نذرانے قبول فرماتے۔ مگر ذرا بھی شائبہ حرام ہونے پر زیادہ سے زیادہ رقم واپس فرما دیتے جو کچھ آتا اسے بیوگان۔ یتامی، غریبا اور مستحق افراد پر صرف فرماتے، کچھ بھی پاس نہ رکھتے۔ سائل ہمیشہ آپ کے گرد رہتے۔ کوئی کہتا کہ پانچ سو کا قرضدار ہوں، کوئی دس سو۔ کوئی ایک سو کا، عرض کرتا۔ آپ ہر سائل کا سوال پورا فرماتے۔

غرض کہ آپ ہر طرح کامل و مکمل بزرگ تھے۔ صاحب عبادت و ریاضت اور صاحب تلقین و ارشاد بزرگ تھے۔ صاحب کشف و کرامات تھے۔ کئی ایک کشف و کرامات آپ کے مشہور اور زبان زد خلاق ہیں۔ آپ کے استاد صاحب کے بھتیجے مولوی محمد حسین صاحب قتل کے مقدمہ میں ملزم تھے۔ آپ کی توجہ سے سیشن جج سے بری لکھا جاتا حالانکہ وہ چودہ سال سزا لکھتا تھا۔ اسی طرح تین بار ہوا مجبوراً ان کو بری کر دیا۔

ایک اور شیخ نور زمان ساکن بچہ شریف علاقہ چکار، قتل کے مقدمہ میں ملوث ہوا اس کے والد نے عرض کیا تو اس کو مارنا فرمایا لیکن وہ بار بار یہی عرض کرتا رہا تو آپ نے فرمایا جا بٹا احمد تیرا لڑکا قتل میں نہیں۔ موضع گردلاں والے گناہ میں چھ ماہ قید ہو گا۔ ایسا ہی ہوا۔ ایک سکھ تحصیل دار مظفر آباد نے دیہہ نمبر دار بچہ شریف علاقہ چکار کو بہت مارا جو آپ کے مکان کے سامنے۔ اس نے فریاد کی آپ کو رحم آیا، آپ نے توجہ فرمائی، دس روز دن وہ حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوا۔ اور مظفر آباد جا کر معہ بیوی بچوں کے حاضر ہوئے سب گھرانہ مسلمان ہوا۔ گنگارام ساکن باغ ضلع پونچھ نے عرض کیا کہ میں باغ کارہنے والا ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ ہمیشہ وہیں تحصیلداری کے عہدہ پر رہوں اور تبادلو نہ ہو۔ آپ نے فرمایا اللہ الصمد ہمیشہ پڑھتے رہو، اس نے ایسا ہی کیا۔ تمام عمر باغ میں ہی تحصیلدار رہا۔

ایک تھانیدار پولیس پونچھ معہ افسر مال حاضر ہوئے، تھانیدار آپ کا ملنے والا تھا، اس نے تین سو روپیہ کی بمبلی حاضر کی، فوراً جلال میں آگئے فرمایا حرام مال فیرا اللہ کے لئے لائے ہو فوراً واپس لے جاؤ، بغیر مصافحہ اور ملاقات کے واپس کر دیا۔ فرمایا تو یہ کرد و درہ نقصان اٹھاؤ گے۔

بعد میں وہ توبہ تائب ہوا، عبادت گزار بنا، حتیٰ کہ ریٹائر ہونے کے بعد جمعہ کی خطابت اور امام نماز کے فرائض انجام دیتا رہا۔

ایک شخص حاضر ہوا ساٹھ روپے حاضر خدمت کئے۔ عرض کیا کہ فلاں آدمی نے بھیجے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس نے ۶۵ روپے بھیجے ہیں، پانچ روپے تم نے رکھ لئے ہیں، اس نے پانچ روپے حاضر کئے، معذرت چاہی، فرمایا میں حرام مال نہیں لیتا۔ اسے واپس دے دو۔ اسی وقت ایک شخص نے ایک روپیہ حاضر خدمت کیا، ہاتھ مبارک میں رکھ کر غور سے دیکھا اور قبول فرمایا۔ کسی نے عرض کیا کہ اتنی رقم واپس کر دی اور ایک روپیہ لیا، فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو نظر مجھے عطا فرمائی ہے وہ تجھے نہیں، آپ صاحب رعب و جلال تھے، دہشت کا یہ عالم تھا کہ جو کوئی عرض کرنا چاہتا بڑی ہمت سے عرض کرتا۔

آپ نے ۱۳۴۲ھ ۱۹۲۲ء میں وصال فرمایا۔ وہیں مزار شریف ہے۔

**اولاد** ۹ سال کی عمر تھی۔ فارغ التحصیل ہو کر سجادہ نشین مقرر ہوئے، کافی عرصہ بیمار رہے پھر بچے بھائی صاحبزادہ عتیق اللہ رحمۃ اللہ علیہ تکمیل علوم ہندوستان کر کے ۱۳۴۲ھ میں واپس آئے تو بڑے بھائی نے سب امور ات اور سجادہ نشین ان کی سپرد فرمائی اور ۱۳۴۹ھ میں اس دار فانی سے رحلت فرما ہوئے۔

حضرت مولانا محی عتیق اللہ رحمۃ اللہ علیہ ان کی عمر چھ سال تھی، والد ماجد کے وصال کے وقت خانقاہ اور مسجد اور لنگر کی کما حقہ نگرانی فرمائی اور علم و عمل اور تصوف و سلوک میں مخلوق خدا کی رہبری فرمائی، اللہ تعالیٰ ان کی مدد حوں پر انوار و تجلیات کی بادش برسلے آخر ۱۳۶۸ھ میں وصال فرمایا۔ ان کے بڑے صاحبزادے محمد انور صاحب سجادہ نشین ہیں۔ خلیق اور عالم، متقی مدظلہ، چھوٹے صاحبزادے دارالعلوم پندری میں ضلع پونچھ میں تحصیل علوم میں مصروف ہیں۔ از تذکرۃ الاولیاء جدید ماہنامہ سبیل جنوری، فروری ۱۳۷۳ھ مضمون نگار مولانا محمد یوسف صاحب۔

# حضرت شیخ مولانا عبد المجید صاحب المعروف قاضی خان قدس سرہ

ولادت باسعادت قریباً ۱۲۲۲ھ میں حضرت مولانا قاضی صفی اللہ بابا بن ہمدی شاہ

شہید بن مسعود شاہ بابا بن کلاخان بن رسول خان بن پائندہ خان بن اسمعیل خان بن علی شیر خان بن بوباک خان بن محمود خان بن مندر رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں غازی بابا علاقہ بانیری میں ہوئی

آپ کے اجداد میں مسعود شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب محمود زئی

**ابو اجداد** شیخ جانا کے خاندان سے وابستہ ہے۔ آپ موضع اسوٹہ تحصیل صوابی

ضلع مردان میں آباد ہوئے۔ آپ کے تین فرزند تھے۔ ہمدی شاہ شہید جد امجد حضرت

مولانا قاضی عبد المجید صاحب قدس سرہ (۲) قطب شاہ بابا رحمۃ اللہ علیہ جد امجد حضرت مولانا

حمید اللہ المعروف اسوٹہ بابا قدس سرہ خلیفہ حضرت شیخ مولانا عبد الغفور صاحب قدس سرہ

سید و شریف سوات کے (۳) محسن شاہ بابا رحمۃ اللہ علیہ از اجداد قاضیاں اسوٹہ

حضرت ہمدی شاہ شہید بن مسعود شاہ بابا رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت قاضی صفی اللہ

بابا رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ محمد شعیب تور ڈھیر قدس سرہ کے اکابر خلفاء میں سے تھے حضرت غوث

الزمان مجاہد اعظم مولانا عبد الغفور صاحب قدس سرہ کے پیر بھائی تھے۔ اور آپس میں بہت محبت رکھتے تھے

حضرت شیخ الشیوخ تور ڈھیری قدس سرہ کے وصال کے بعد دونوں بزرگ سوات کی طرف ہجرت

فرما گئے۔ حضرت غوث الزمان مولانا عبد الغفور صاحب قدس سرہ اپنے آبائی وطن سوات میں مقیم ہو گئے۔

۱۰۰۰ء یاد رہے کہ محمود خان ماموں زئی بن مندر بن عمر بن مندر بن خشتی بن کند بن خرشون (خیر الدین)

سہرا بن بن حضرت سیدنا قیس عبدالرشید رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم رضی اللہ عنہم تک پورا شجرہ نسب ہے۔

۱۰۰۲ء چند بزرگان دین اسلام صوبہ سرحد کی مختصر سوانح از حضرت قاضی حبیب الحق صاحب مدظلہ پرموی

ضلع مردان و سوانح قاضیاں پرموی مصنفہ حضرت مولانا عبد الحنان صاحب صفحہ نمبر ۱۲، ۱۳، ۱۴۔ و ضمیمہ تاریخ

افغانی صفحہ ۲۶۶ و ۲۶۹

علاقہ سوات حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور اسباق سلسلہ عالیہ اقداریہ مجدیہ میں مشغول ہو گئے۔ اور عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں خوب محنت فرمائی۔

آپ نے پہلے شادی موضع بازار میں حضرت قاضی فضل ربی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو ایک صالح خاندان کے فرد تھے۔ اُن کی ہمیشہ سے فرمائی۔ رستم کے لوگوں نے رہائش کے لیے مکان اور لنگر بنا کر پیش خدمت کیا۔ اور گزران کے لیے کاشتی زمین پیش خدمت کی۔

کچھ عرصہ کے بعد دوسری شادی حضرت محمد نجیب بابا فرزند محمد عظیم صاحب رحمۃ اللہ علیہما کی دختر سے موضع غلاماں عرف باڑی بابا سے ہوئی اور وہیں ایک صاحبزادہ عبدالحق صاحب پیدا ہوئے۔ وہیں آپ نے درس و تدریس اور سلسلہ طریقت جاری فرمایا۔ اسی زمانہ میں موضع پر مولیٰ کا ایک وفد حضرت غوث الزمان قدس سرہ کی خدمت میں سید و شریف حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ ہمیں ہماری رہنمائی کے لیے ایک باعمل متقی پرہیزگار عنایت فرمائیے۔ کیونکہ حضرت غوث الزمان قدس سرہ پر مولیٰ میں کسی بات میں یاست فرمائی اور سکو فرما رہے تھے اسی وجہ سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خطیب اور امام اور مدرس اور طریقت و سلوک کے اسباق تلقین فرمانے کے لیے فرمایا اور رستم کو خیر باد کا حکم فرمایا تاکہ عوام جو سید و شریف جملہ امور دینیہ کے لیے حاضری سے معذور تھے اُن کی دل جوئی ہو سکے اور جمعہ و عیدین پڑھائیں۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پیر و مرشد کے ارشاد سے رستم کو خیر باد فرمایا اور رستم کی زمین وغیرہ جن لوگوں نے پیش خدمت کی تھی اُن کو واپس فرمادی اور ضروری سامان لے کر پر مولیٰ وارد ہوئے۔ پر مولیٰ کے لوگوں نے آپ کو مسجد بوباخل میں بٹھرایا اور ایک بالائی مقام پر جامع مسجد اور سکونت مکان تعمیر کر کے پیش خدمت کئے جو بسنتی کے شمال مغربی کونے میں ہے۔ اور محیر حضرات نے کاشت کاری کے لئے زمین پیش



سیر حال حضرت قاضی صفی اللہ رحمۃ اللہ علیہ غازی بابا علاقہ بانیڑی میں مقیم ہو گئے۔ ایک دیت میں آپ پہلے سے غازی بابا میں سکونت فرما تھے اور وہیں شادی ہو چکی تھی اور وہیں درس و تدریس اور ارشاد و تلقین فرمایا کرتے آپ کا وہیں مزار مبارک ہے۔

حضرت شیخ مولانا قاضی صفی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں حضرت مولانا قاضی عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لا لد فوت ہوئے۔ وہیں مزار ہے۔ (۲) حضرت مولانا قاضی عبدالجلیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کے بہت اچھے حافظ تھے۔ اپنی جدی بستی اسوٹہ میں آباد ہوئے۔ آپ کے دو فرزند تھے (۱) حضرت حافظ نور الحق صاحب و فضل حق صاحب رحمۃ اللہ علیہما صاحب اولاد ہوئے۔

حضرت مولانا قاضی عبدالمجید صاحب قدس سرہ صاحب تذکرہ اپنے والد بزرگوار سے تحصیل علوم کرتے رہے۔ مزید تعلیم کے لئے علوم شرعیہ کیلئے وطن کو خیر باد فرمایا اور حضرت مولانا جام دار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں موضع یعقوبی تحصیل صوابی میں حاضر ہو کر تحصیل علوم کی۔ وہاں آپ کے ہم سبق حضرت مولانا حمید اللہ صاحب عرف اسوٹہ بابا قدس سرہ جو آپ کے رشتہ دار تھے اور بعد میں پیر بھائی ہوئے۔ اور جناب حسن علی خان صاحب ساکن کالوخیل حضرت مولانا قریب اللہ صاحب ساکن لوہاں کلی۔ حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب ساکن ڈاگتی۔ حضرت مولانا تاج الدین صاحب کابلی رحمۃ اللہ علیہم ہتتم دارالعلوم متوکلین دہلی بھارت جیسے حضرات ہم سبق رہے تحصیل و تکمیل علوم کے بعد موضع رستم علاقہ سدم تحصیل صوابی درس و تدریس میں مشغول ہو گئے اور اسی زمانہ میں شیخ المشائخ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب قدس سرہ کی خدمت اقدس میں سید و شہ

خدمت کئے۔ وہاں آپ نے مستقل رہائش فرمائی اور درس و تدریس اور طریقت کے اسباق شروع فرمائے اور طالب علم اور طالب مولیٰ حضرات جوق درجوق حاضر ہونے لگے چنانچہ موافقت شیوہ، شیخ جانا، تاریخی، شیردرہ، مہر علی، غلامان، بچی اور دیگر گرد و نواح کے لوگ حلقہ ارادت میں منسلک ہوتے۔

کبھی کبھی آپ سید و شریف حاضر ہوتے تو آپ کے ہمراہ کافی جماعت حاضری کیلئے شامل ہو جاتی۔ آپ کے پیرو مرشد ہمیشہ انگریزوں سے جہاد میں مشغول رہتے اور آپ بھی ہر قسم کا جہاد میں حصہ لیتے تو انگریز ہر قسم کی نگرانی کرتے چنانچہ ۱۲۸۰ھ مطابق ۱۸۶۳ء کے جہاد امبیلہ جس کو غزائے بنیر بھی کہتے ہیں اسی بنا پر بنفس نفیس حاضر ہو سکے اور تحفیہ طور پر مجاہد اور نقد و جنس روانہ کرتے رہے اس جہاد میں انگریز نے شکست کھائی تھی۔ علمی مناظرے۔ آپ مناظرہ بھی کتے تھے۔ اہل سنت والجماعت کی طرف سے کتے ایک مناظرے فرماتے۔

قاضی کا لقب درگاہ سید و شریف سے ملا ایک بار حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا قاضی خان۔ قاضی خان (فتویٰ قاضی خان) کھول دو جب آپ نے اچانک کتاب کو کھولا تو مطلوبہ مسئلہ نکل آیا اسی دن قاضی صاحب مشہور ہو گئے اس سے پہلے وہاں حضرت قاضی عبدالرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سکنا غالیگی سوات کے قاضی تھے۔ آپ صاحب تصانیف تھے۔ جو اکثر ضائع ہو گئیں صرف ایک رسالہ سیف الدین نامی موجود ہے جس پر پیر بھائیوں اور دیگر ہم عصر علماء کے دستخط ہیں آپ صاحب کرامات کثیرہ تھے جن کو طوالت کی وجہ سے نہیں لکھا۔ جو سوانح حیات قاضیان پر مولیٰ مصنفہ حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن غلامان تحصیل صوابی نے تحریر فرمائے ہیں۔ آپ کی روحانی اولاد اور نسبی اولاد آج تک موجود ہے۔

**وصال** حضرت قاضی صاحب قدس سرہ المعروف قاضی بابا نے ۱۲۳۰ھ رمضان ۱۳۰۹ء

مطابق ۱۸۹۲ء میں وصال فرمایا اور جامع مسجد کے پاس شمال میں مزار مبارک ہے

(۱) حضرت صاحبزادہ عبدالخالق صاحب رحمۃ اللہ علیہ لا ولد فوت ہو گئے  
**اولاد** (۲) حضرت قاضی عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں صاحبزادہ فیض  
 تھے۔ آپ نے ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ میں وفات پائی (۳) حضرت قاضی عبدالحمق صاحب

## حضرت قاضی عبدالحمق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت ۱۲۸۵ھ۔ ابتدائی اور انتہائی تعلیم گھری والد پر  
 دیگر اساتذہ سے حاصل کی۔ ۹ سال کی عمر میں آپ کو والد بزرگوار اپنے شیخ رحمۃ  
 کی خدمت میں سید و شریف لے کر حاضر ہوئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے وعاد  
 تبرکاً لباس بھی عنایت فرمایا۔

اسی زمانہ میں تحصیل علوم میں منہمک ہو گئے۔ فارغ التحصیل ہو کر وطن  
 اور والد ماجد سے بیعت ہو کر اسباق طریقت حاصل کیے اور معمول کے سوا  
 اس کے علاوہ بھی اوراد و وظائف میں مشغول رہتے والد بزرگوار نے اجازت لے  
 فرمایا اور بعد سجادہ نشین بنے جب کہ بوقت حجازہ مجمع عظیم میں دستار بندی کی  
 آپ بہت بڑے عالم و فاضل اور اپنے زمانہ کے فرید الدھر تھے اور ہر فن میں  
 فارسی۔ ریاضی۔ فرائض و ادب وغیرہ میں بہت ماہر اور حاضر جواب تھے۔ گویا ہر فن میں  
 اس لیے فارغ التحصیل طلباء آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ عربی اور فارسی  
 میں شعر بھی فرماتے ہیں

من لم یتمد علی خدہ شی من الشعر فلا تعد علی خدہ شیاً من الشعر

ترجمہ:- بے ریش یعنی نابالغ کے وعدہ پر سر نہ بھر دے مت کرو۔  
 غرض کہ آپ صاحب عبادت و ریاضت اور مجاہدہ، ذکر و اذکار اور ادب و

صاحب درس و تدریس بزرگ تھے۔ صاحب تقویٰ اور طہارت توکل و تفرید و تجربہ بزرگ تھے آپ کی اولاد پر ایک دفعہ مقدمہ قتل وارد ہوا تو عدالت نے آپ سے صفائی مانگی تو آپ نے صاف انکار فرما دیا اور اپنی اولاد کی پرواہ نہ فرمائی۔  
آپ بہت وجہ اور بارعب بزرگ تھے جس راستے سے گزرتے تھے لوگ بے ساختہ کھڑے ہو جاتے۔

آپ نے ۲۹ شوال ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۹۴۶ء میں عمر اسی سال وصال فرمایا۔ تاریخ وصال اُمَیْدُ یُغْفَرُ مزار مبارک والد بزرگوار کے پاس ہی ہے۔ پر مولیٰ تحصیل صوابی ضلع مردان میں ہے۔ راستہ مردان۔ صوابی روڈ پر نواں کلی سے مغرب شیوہ کا اڈہ ہے جہاں سے مانگے جاتے ہیں۔

آپ کے پانچ فرزند ہوئے۔ فرزند اکبر حضرت قاضی سیف الحق اجمیری مدظلہ اُن اولاد سے چھوٹے حضرت قاضی حبیب الحق صاحب مدظلہ اُن سے چھوٹے شمس الحق، بدر الحق۔ سمین الحق آپ کی زندگی میں وصال فرما گئے۔

ولادت باسعادت ۲۹ رمضان ۱۳۲۶ھ

**حضرت قاضی سیف الحق صاحب مدظلہ** آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کر کے اعلیٰ تعلیم کے لیے ہندوستان چلے گئے۔ پہلے دہلی میں تحصیل علوم کرتے رہے مزید تعلیم کے لیے اجمیر شریف تشریف لے گئے۔ جہاں معقول و منقول کی سند حاصل کی اور سلسلہ چشتیہ معینیہ میں منسلک ہوئے اور تاحال اجمیر شریف ہی میں حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ کے جوار میں تحریر و عزت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو زندہ جاوید رکھے۔ آمین

ولادت باسعادت ۱۴ رذی قعدہ ۱۳۲۱ھ

**حضرت قاضی حبیب الحق صاحب مدظلہ** مطابق ۱۹۱۳ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی مزید تعلیم کے لیے اجمیر شریف بڑے بھائی کی خدمت میں حاضر رہ کر حاصل کرتے

رہے چند سال کے بعد بوجہ علالت حرب مشورہ حکماء واپس وطن آگئے۔ اور حضرت والد کی خدمت میں تکمیل کی اور اسباق تصوف و سلوک شروع کئے۔

حضرت قاضی عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت ضعیف ہو گئے تھے اس لیے بروز عبدالحق ۱۳۶۲ھ مجمع عظیم میں حضرت قاضی حبیب الحق مدظلہ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا اور حضار خط وغیرہ تفویض فرمائے اس لیے آپ خطیب اور مفتی ہیں اور صاحب تصنیف ہیں۔

مقیاس القیاس - بیان الحق - مرد اور عورت - اردو طبع سوجھ بوجھ میں اور داستان سلطنت منظوم فارسی سیرۃ الرسول اردو خطبات جلیبی عربی اور دیگر اولیاء سرحد وغیرہ بھی غیر مطبوعہ اور اشعار میں بھی خاص مناسبت ہے عربی، فارسی، پشتو وغیرہ میں قطعات، قصیدے اور نعت لکھے ہیں

اور سیاسی طور پر مسلم لیگ کے حق میں رہ کر ترقیاتی منصوبوں، سکول اور ڈاک خانہ اور سکول میں اسلامیات جاری کرایا۔ اور عوام کے فوائد کے لیے کئی ایک کام سرانجام دیے اور صدر ایوب کے زمانہ میں بنیادی جمہوریت کے ممبر رہے اور اس کے باوجود خانہ دینی منصوبہ بندی کی تردید فرماتے رہے عرض کہ آپ دین اور دنیاوی معاملات میں کافی خدمات انجام دیتے رہتے ہیں۔ راقم الحروف کو معاونت فرمائی۔ اور بیس روپے بذریعہ منی آرڈر روانہ کئے۔

آپ صاحب اولاد ہیں غالباً پانچ فرزند ہیں۔ سراج الحق - سعید الحق - محمد ابراہیم - محمد نعیم علیہ السلام باقی کے اسماء گرامی نہیں ملے۔ فقط

## شیخ المشائخ حضرت مولانا حمید اللہ صاحب اسوۃ بآقدس سرہ

ولادت باسعادت موضع اسوۃ میں حضرت شیخ شرف شاہ بن قطب شاہ بن مسعود  
 ہا با رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ہوئی۔ یاد رہے کہ اسوۃ اور شیوہ اور پر مولیٰ قریب قریب  
 اصناعت آباد ہیں۔ جو مردان سے ۱۶۔۱۷ میل پر نواں کلی ہے۔ صوابی روڈ پر اور نواں  
 سے پانچ میل کے فاصلے پر ہے۔ شمال کی طرف ہے۔ حضرت قاضی عبد المجید صاحب  
 مولیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے چوتھی پشت میں حضرت مسعود شاہ با رحمۃ اللہ علیہ یکجہ میں  
 در سلسلہ نسب حضرت شیخ قاضی عبد المجید صاحب پر مولیٰ قدس سرہ کے حالات میں گزر چکا ہے۔  
 ابتدائی تعلیم و تربیت و پرورش گھر ہی میں پائی مزید تعلیم کے لیے حضرت مولانا جابر صاحب  
 ساکن یعقوبی تحصیل صوابی ضلع مردان سے تحصیل علم کرتے رہے۔ وہاں حضرت مولانا قاضی  
 عبد المجید صاحب پر مولیٰ جناب حسن علی خان کالوخیل ..... مولانا قریب اللہ  
 نواں کلی جناب عبد الحلیم صاحب ڈاگی۔ مولانا تاج الدین کابلی مہتمم دارالعلوم متوکلین دہلی  
 بھارت رحمۃ اللہ علیہم جیسے عالم و فاضل ہم سبق رہے تھے۔ تکمیل علوم کے بعد شیخ المشائخ  
 غوث دوران حضرت مولانا عبد الغفور صاحب قدس سرہ سید و سوات سے بیعت ہو کر  
 اسباق طریقہ عالیہ قادریہ میں مشغول و مصروف ہو گئے۔ اور اکابر خلفاء میں ہوئے۔  
 اور علاقہ کے بہت سے لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ صاحب عبادت و ریاضت

سے آپ کڑیہ علاقہ پنج پادے بنیر کے رہنے والے موضع یعقوبی تحصیل صوابی ضلع مردان  
 میں قریباً پچاس سال درس و تدریس میں مشغول رہے۔ ۱۹۱۱ء میں وصال فرمایا۔ مزار یعقوبی  
 میں ہے۔ علماء و مشائخ سرحد جلد ۲ صفحہ ۲۴۴

اور پابند کتاب و سنت۔ صاحب شریعت و طریقت و حقیقت بزرگ تھے۔ اور صاحب کرامات و تصرفات تھے جو آج تک لوگوں میں مشہور ہیں۔

آپ نے ۱۰۰۰۰ سالہ مطابق ۸۸۲ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک سوٹہ تحصیل صوابی ضلع مردان میں ہے۔ براستہ نواں کلی اور اوڈہ شیوہ نواں کلی سے تانگہ جاتا ہے۔

آپ کے دو فرزند تھے (۱) حضرت صاحبزادہ عزیز اللہ باچا صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
اولاد (۲) صاحبزادہ صبغت اللہ باچا صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاولد فوت ہو گئے۔

حضرت صاحبزادہ عزیز اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کے غالباً پانچ فرزند تھے۔  
سجادہ نشین اور مسند نشین ہوتے

(۱) صدیق اللہ (۲) مطیع اللہ (۳) مدار اللہ (۴) ولی اللہ (۵) فرید اللہ صاحب مدظلہم۔ آپ شیخ صاحب حق صاحب سوٹہ کے نام سے مشہور تھے۔

بہر مشکل و تکلیف کے لیے فرماتے قرآن حکیم کا قلب سورہ یسین ہے اور سورہ یسین کا قلب سلام قولاً من رب الرحیم ہے اس کے پڑھنے کی ترکیب بغیر سی کے کپڑا پہن کر اول پھر درود شریف گیارہ بار بعدہ قلب سورہ یسین ۱۶ بار۔ ہر سزا پر نماز نفل دو گانہ تین روز تک برائے ہر مطلب پڑھا جائے۔ تو انشاء اللہ ہر مطلب پورا ہوگا۔

آپ نے آخر رجب ۱۳۶۵ھ میں وصال فرمایا۔ آپ کے بعد حضرت مولانا صاحبزادہ مدار اللہ صاحب سجادہ نشین ہوئے۔ ان کے دو صاحبزادے (۱) صاحبزادہ خانم، صاحبزادہ، غایت اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ میں۔ حضرت شیخ اسوٹہ بابا رحمۃ اللہ علیہ کے دو خلیفے صاحب سلمہ میں حضرت شیخ مولانا عزیز اللہ صاحب حق صاحب سوٹہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر مندرجہ ذیل قصیدہ لکھا گیا ہے جو کہ آپ کے مرید نے لکھا ہے۔

۱۔ حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب مدظلہ تور ڈھیر

جوہرہ مہ شعبان کہ رفت ازیں جہاں  
 صاحب حق آن عزیز اللہ نور اسماء  
 ن گریم حبیب و دلہا پارہ سازم از فراق  
 تن کنم جان جان بجاناں میسہم جان  
 نہ در دریائے حیرت کردم اند موج غم  
 تا بگیرم در شاہی گوبشش بیکراں  
 ت ہاتف داتے ریجاں ایں چہ فکر و حیرت است  
 عارض نور برائے سن و تار بخش بخواں  
 از ناتج فکر حضرت مولانا ابو حبیب محمد عبدالرحمن ریحان سلمہ المنان از چہینہ سودم ڈاک

بستم ضلع مردان ثم رہایت بیکانیر آخر رجب ۱۳۶۵ھ  
 حضرت ساجزادہ مدار اللہ بن عزیز اللہ صاحب سجادہ نشین کے دو فرزند ہیں۔ صاحبزادہ  
 ثم اور صاحبزادہ عنایت اللہ اور صاحبزادہ صدیق اللہ کے فرزند شریف اللہ ہیں اور  
 صاحبزادہ فرید اللہ کے صاحبزادے محمد یعقوب صاحب ہیں فقط السند بروز منگل ۲ ذیقعد ۱۳۹۶ھ  
 حضرت شیخ مولانا محمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ عرف اسوٹہ بابا کے صاحب سلسلہ خلفاء

حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن چندا خورہ سوات المعروف بابا صاحب  
 حضرت مولانا چغز و ملاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سر دود کے مزار اسوٹہ میں پیر و مرشد کے  
 جوار میں ہیں۔

حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن چندا خورہ علاقہ سوات  
 عام طور پر لالہ صاحب کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کا مزار اسوٹہ میں پیر و مرشد کے مزار  
 کے پاس ہے۔ ان کے بعد حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب مدظلہ چندا خورہ میں مندر نشین  
 ہیں اللہ تعالیٰ آپ کے سلسلہ مبارکہ کو چند در چند ترقی نصیب فرمائے۔ اور دوسرے  
 خلیفہ حضرت شیخ بی بی بابا رحمۃ اللہ علیہ ساکن نہی کلی بنیر اور آپ کے خاص مریدین ہیں  
 حضرت مولانا حافظ ذاکر اللہ صاحب تھے۔ انکے والد حضرت مولانا حافظ شاکر اللہ صاحب رحمۃ اللہ  
 علیہما۔ متوفی ۱۲۱۷ھ مرید و خلیفہ شیخ المشائخ حضرت شیخ محمد شعیب صاحب نور و صہیر  
 رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ اپنے والد صاحب کے پیر بھائی حضرت سوات رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت



ہوئے اور طریقت کی تکمیل حضرت مولانا حمید اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ المعروف اسوۃ  
 بابا رحمۃ اللہ علیہ سے کی اور مجاز طریقت ہوتے۔ آپ موضع لاہور تحصیل صوابی سے  
 موضع ڈاگی یا رحین قیام فرما سوتے۔ اور وہیں آپ نے ۱۲۹۷ھ میں وصال فرمایا۔

**حضرت مولانا مولوی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ** اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا ذاکر اللہ  
 صاحب قدس سرہ سے حفظ قرآن اور

علوم درسیہ کی تکمیل کی۔ اور والد بزرگوار کے بعد حضرت مولانا مولوی شاہ منصور سندی  
 رحمۃ اللہ علیہ سے علوم معقول کو پڑھا۔ اور حضرت مولانا مولوی عبدالعلی صاحب المعروف  
 صاحب حق یعقوبی رحمۃ اللہ علیہ سے معانی اور عقائد کی کتابیں پڑھتے رہے۔ اور حدیث  
 و تفسیر کی کابل اور قندھار و ہرات میں تکمیل کی۔ واپس وطن آکر درس و تدریس میں مشغول  
 ہو گئے اور حضرت مولانا حمید اللہ عرف اسوۃ بابا رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ اور  
 سلسلہ طریقت کے اسباق حاصل کئے۔ کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے فرمایا حضرت شیخ  
 عبدالوہاب صاحب المعروف مانکی بابا جی صاحب قدس سرہ سے آپ کی تکمیل ہوگی۔

کچھ عرصہ کے بعد آپ نے ڈاگی سے جلیبی جو تور ڈھیری کے قریب ہے درس و تدریس  
 کا سلسلہ جاری فرمایا تو وہاں آپ کے استاد حضرت علامہ سندی شاہ منصور نے فرمایا کہ آپ  
 مانکی شریف ضرور حاضر ہوں اس کے بعد آپ حاضر ہوئے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا  
 کہ اپنے شیخ کی وصیت بہت ضروری ہے۔ تاہم آپ نے وہاں حاضر رہ کر تصوف و سلوک  
 کی تکمیل کی۔ حضرت شیخ نے آپ کو اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا حضرت رحمۃ اللہ  
 علیہ کے حکم سے آپ جلیبی سے مروان وار ہوئے۔ اور درس و تدریس اور ارشاد و تلقین  
 میں مصروف ہو گئے جو آپ کا بعد میں ارشاد العلوم کے نام سے مشہور ہوا۔

آپ نے ایک سو دو سال کی عمر میں وصال فرمایا ۱۳۲۲ھ میں مزار مروان میں ہے  
 آپ کے ایک فرزند حضرت مولانا مولوی مصلح الدین صاحب المعروف صاحب حق صاحب مروان کے نام سے مشہور ہیں  
 عالم و فاضل صاحب درس و تدریس ہیں اس وقت عمر ۵۵ سال سے ۵۹ تک کے قریب ہے۔

## حضرت شیخ صاحبزادہ مولانا عبدالقادر صاحب قدس سرہ

### حضرت مولانا قاضی فضل اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مولانا صاحبزادہ محمد زبیر بن حضرت مولانا حافظ گل بابا رحمۃ اللہ علیہما کے **ابا و اجداد** ہیں متولد ہوئے۔ تور ڈھیر ڈاکخانہ خاص تحصیل صوابی ضلع مردان میں۔ آپ نے والد بزرگوار اور علم محترم شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد شعیب صاحب قدس سرہ سے تحصیل علوم کیا۔ اور بیعت ہو کر علوم باطنی کی تعلیم حاصل کی اور کافی عرصہ حاضر خدمت رہے حتیٰ کہ وصال کے وقت بھی حاضر تھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد تنگی سے واپس آ کر تور ڈھیری میں درس و تدریس اور ارشاد و تلقین میں مصروف ہو گئے۔ اپنی تمام زندگی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پر و گرام اور نقش قدم پر چلتے ہوئے عبادت و ریاضت اور مجاہدہ میں مصروف رہے اور مشائخ کی مابعداری میں اپنے معمولات کی پابندی فرماتے رہے۔ آخر اسی حال میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے پاس مسجد و کنوئیں کے متصل ہے۔

آپ کے تین فرزند تھے (۱) حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالرحمن صاحب (۲) حضرت مولانا صاحبزادہ **اولاد** عبدالقادر صاحب (۳) حضرت مولانا صاحبزادہ لطیف اللہ رحمۃ اللہ علیہم۔ تینوں حضرات اپنے والد بزرگوار کے شاگرد اور مرید تھے لیکن خلافت و اجازت حضرت مولانا اخون عبدالغفر صاحب قدس سرہ سے پائی تھی۔ تینوں حضرات صاحب درس و تدریس اور صاحب ارشاد و تلقین بزرگ تھے حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ کو خاص طور پر حضرت اخون صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ تور ڈھیر قیام کرو اور حضرت شیخ مولانا صاحبزادہ محمد شعیب صاحب قدس سرہ کے مزار مبارک کی خدمت کرو اور انگریزوں کے ابتدائی عہد میں آپ کا عہد زریں درس و تدریس اور علم و فضل و عبادت و ریاضت۔ توکل و تجرید و تقویٰ میں بکٹائے زمانہ تھے۔ انگریزوں نے مزار مبارک کی خدمت گزاری اور جائیداد تینوں بھائیوں کے نام کر دی۔

اس لیے آج تک آپ کی اولاد یہ خدمت سرانجام دے رہی ہے۔

حضرت صاحبزادہ عبدالرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۳ رجبی الثانی ۱۲۰۶ھ میں وصال فرمایا آپ کی اولاد میں حضرت مولانا محمد صالح صاحب عالم و فاضل کے والد حضرت مولانا عبدالباقی صاحب مدظلہما فاضل دیوبند بزرگ ہیں۔ ان کے والد حضرت صاحبزادہ عبدالمجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ انہی کے پاس کتاب ہزار مسائل مستقرزبان میں لکھی ہوئی تصنیف حضرت شیخ مولانا رفیع القدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ موجود ہے۔

آپ حضرت مولانا صاحبزادہ  
حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ

کے فرزند ارجمند ہیں۔ اپنے والد بزرگوار کے شاگرد اور مرید تھے۔ والد بزرگوار کے وصال کے بعد حضرت شیخ مولانا حافظ اخون عبدالغفور صاحب قدس سرہ کی خدمت میں سید و شریف حاضر ہوئے۔ کافی عرصہ حاضر رہے اور اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ حضرت شیخ اخون صاحب قدس سرہ نے آپ ہی کو حضرت کوٹہ ملاں رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں معذرت خواہی کے لیے بھیجا تھا۔

آپ صاحب عبادت و ریاضت و مجاہدہ اور صاحب درس و تدریس اور مجاہد فی سبیل اللہ بزرگ تھے۔ آپ کے دو فرزند تھے (۱) حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالقدیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت صاحبزادہ عبدالشکور صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کا وصال ۱۲۸۲ھ میں ہوا۔ مادہ تاریخ وصال بشکریہ۔ یعنی حبتہ

عالم و فاضل صاحب درس و تدریس اور صاحب عبادت و  
حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب قدس سرہ

عبدالغفور صاحب قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے ہنرمند محرم ۱۳۱۶ھ مطابق ۱۸۹۹ء میں وصال فرمایا۔ مزار تور ڈھیری میں ہے۔

آپ کے ایک مرید مولوی غلام نبی صاحب رحمۃ اللہ علیہ افصح الشعراء ساکن کامل پور موسیٰ ضلع کیمبلور تحریر فرماتے۔ زبدۃ العارفین، قدوة الواصلین، تخت نشین شریعت تاجدار ممالک معرفت جناب ہدایت باب

صاحب عبدالقدیر رحمۃ اللہ علیہ سے

جس تمش نادر تاریخ وصال از ہجرت چونکہ ساکن بکنار چین رضوان شد  
آپ کے تین فرزند تھے۔ (۱) حضرت صاحبزادہ عبدالنذیر صاحب (۲) حضرت صاحبزادہ عبدالحکیم صاحب  
حضرت صاحبزادہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہم تھے۔

## حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالنذیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

عالم و فاضل صاحب درس و تدریس، صاحب عبادت و ریاضت بزرگ، اپنے والد بزرگوار کے علاوہ  
حضرت شیخ محمد سعید جان صاحب عرف بڑو میاں قدس سرہ کی خدمت میں چار بارغ علاقہ افغانستان حاضر ہو کر  
حافت اور اجازت سے مشرف ہوئے۔ دو بیاضیں آپ کی قلمی آپ کے فرزند حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب  
اہل دیوبند مظاہر کے پاس موجود ہیں جس میں بہت سے بزرگوں کی تاریخ وصال اور عربی، فارسی لفظ و اشعار  
اور ہر قسم کے امراض کے نسخہ جات اور عملیات موجود ہیں۔ جزافادہ عام کے لیے ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔  
نسخہ برائے توری (تلی)۔ تیزاب گندھک ۲ قطرہ۔ بوردہ غفر ۲ تولہ۔ میوہ سرخ ۳ تولہ۔ مریج سیاہ ۹ تولہ  
شریت سکجین ۲ تولہ۔ سفوف بنا کر برائے تلی غوراک ۲ ماشہ ہمراہ شربت مذکور  
نسخہ برائے بوا سیر خونی۔ یہ وہاں استعمال کیا جاتا ہے جس کے مستوں سے دھار بندھ کر خون آئے اور  
اوکڑو بیٹھنے سے متے باہر آجادیں۔ سم النار سفید۔ رسکپور تولہ۔ تولہ میدہ کر لیں۔ سلائی سرمدہ والی تر کر کے یا  
گشت ترشہ سے لگا کر مستوں پر استعمال کریں۔ تین چار روز استعمال کریں۔ کالے کپڑے کی دھونی دیں۔ تین  
دن کے بعد آٹا، پیاز، گڑ، گھی کی پسری بنا کر بانڈھیں۔ متے گر جائیں گے۔ بڑی سخت دوائی ہے۔ از حضرت مولانا  
محمد سندھی صاحب کالو خان رحمۃ اللہ علیہ۔

برائے انجیر (خنزیر)۔ شکر ف رومی۔ سکھیا۔ رسکپور۔ ۳، ۳ ماشہ میدہ کر لیں۔ زخم پر لگائیں۔ اگر اس  
میں چوڑے مالیں تو بہت مفید ہے۔ صاف ہونے پر۔ اوسے سار۔ پارہ نیلا متھو متھا۔ تولہ، تولہ ملا کر میدہ کر لیں تاکہ

پارہ مرد ہو جاوے۔ مسکہ اپار چالیس بار دھو کر بلا کر عصر کے وقت اور چاشت کے وقت صاف کر کے اب گرم سے دھو کر مرہم لگاویں۔ از ملا اسمعیلا و حضرت مولانا عبد العلی صاحب یعقوبی رحمۃ اللہ علیہ از بیاض حضرت مولانا عبد القدیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

برائے حب ان الذین فتنوا المؤمنین تأذاب الحریق۔ (پارہ عم)۔ ایک سو ایک بار  
**عملیات** پڑھ کر کسی چیز پر دم کر کے کھلاویں۔ از ملا صاحب المعروف جل ملا نامرئی پایہ از خلفا حضرت حاجی صاحب ترنگ دئی رحمۃ اللہ علیہما۔

درود شہ بار۔ درمیان ۷۸۶ بار الہی بکرمات عیسیٰ روح اللہ۔ الہی بکرمات موسیٰ  
**حصار برائے ایمان** کلیم اللہ۔ الہی بکرمات ابراہیم خلیل اللہ۔ الہی بکرمات محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)  
بِوَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔ از ملا کوہستان

برائے ہر مشکل و تکالیف جو بھرت شیخ آسوٹہ بابا گدس مرہ کے تذکرہ میں لکھا گیا ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

۷۸۶

۲۳	۱۸	۲۵
۲۴	۲۲	۲۰
۱۹	۲۶	۲۱

برائے ہر حاجت و ہر مراد و ہر مشکل تعویذ اسم ذات کا یہ ہے۔

بہر حال آپ ہر فن مولاتھے اور کامل و اکمل بزرگ۔ طب میں کافی بہارت رکھتے تھے۔ آپ نے حکیم محرم  
۱۳۵۷ھ میں وصال فرمایا۔ مزار تور ڈھیر تحصیل صوابی میں ہے۔ آپ کے دو صاحبزادے ہیں۔ (۱) حضرت مولانا  
صاحبزادہ عبد القدوس صاحب مدظلہ۔ ولادت باسعادت ۲۵ شعبان ۱۲۱۶ھ میں فاضل دیوبند بزرگ ہیں آپ  
کے اساتذہ میں حضرت مولانا عبد العلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن یعقوبی متوفی بروزہ عبد الحمیدی یعنی ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ  
بروز چہار شنبہ جن کی تاریخ وصال۔ المغفورہ سے برآمد ہوتی ہے اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب جلالی۔ متوفی  
۲۷ ذی الحجہ بروز پنجشنبہ ۱۳۶۱ھ اور حضرت مولانا سعد الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہما متوفی بروز اتوار ۲۲ صفر ۱۳۶۲ھ  
۲۸ فروری ۱۹۴۳ء جیسے اساتذہ تحصیل علوم کیا۔ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس وقت اگاشی سال کی عمر ہے۔ اللہ تعالیٰ  
خیرو عافیت سے رکھے۔ آپ کے تین صاحبزادے ہیں۔ (۱) صاحبزادہ فضل قدوس (۲) صاحبزادہ محمد فاروق (۳) صاحبزادہ

عیتق الرحمن سلمہ (۱) حضرت مولانا صاحبزادہ فضل عظیم مدظلہ فاضل دیوبند بزرگ ہیں۔ ولادت ۲۸ ذیقعد ۱۲۲۶ھ میں ہوئی۔ زیادہ معلومات میسر نہیں ہو سکے۔

حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب نے تاریخ وصال حضرت بادشاہ صاحب امیر جی اولاد حضرت شیخ سید عبداللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما ساکن نوشہرہ خلیفہ حضرت شیخ مولانا اخون عبدالغفور صاحب سواتی قدس سرہ تحریر کی ہے۔ بروز سہ شنبہ ۲۲ صفر ۱۲۴۲ھ۔ فقط واللہ اعلم۔

حضرت مولانا صاحبزادہ لطف اللہ صاحب بن حضرت شیخ مولانا قاضی فضل اللہ صاحب قدس سرہما آپ بھی عالم و فاضل حضرت شیخ مولانا اخون عبدالغفور صاحب سوات قدس سرہ کے تلامذہ میں سے تھے۔ صاحب درس و تدریس صاحب عبادت و ریاضت، صاحب ارشاد و تلقین بزرگ تاریخ وصال میر نہیں ہو سکی۔ آپ کے صاحبزادہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ان کے دو صاحبزادے تھے (۱) صاحبزادہ حمید اللہ (۲) صاحبزادہ نقیب اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ فقط۔

## حضرت شیخ مولانا صاحبزادہ غلام سرور صاحب کی قدس سرہ

آپ کے اجداد سے حضرت شیخ اخون محمد رفیق صاحب قندھاری قدس سرہ مشہور و معروف **آبا و اجداد** عالم و فاضل اور مجاہد بزرگ تھے۔ ان کے ایک فرزند حضرت صاحبزادہ عبدالرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جو شیخ المشائخ حضرت صاحبزادہ محمد شعیب بن حضرت شیخ رفیع القدر المعروف حافظ گل قدس سرہما کے تالیف تھے۔ جس کی تفصیل حضرت شیخ قدس سرہ کے تذکرہ میں گذر چکی ہے۔ انہوں نے حاجی خیل متصل بام خیل میں قیام فرمایا۔ وہیں مزار ہے۔ ان کے سات صاحبزادے تھے۔ (۱) عبدالرحیم (۲) غلام ابراہیم (۳) محمد حسین (۴) محمد یوسف (۵) عبدالکریم (۶) احمد (۷) حاجی بلال۔ نمبر ۲، ۳، ۴، ۵، ۷۔ لاولد گذرے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تین صاحبزادے تھے (۱) حضرت صاحبزادہ عمر شاہ صاحب (۲) صاحبزادہ سید شاہ (۳) صاحبزادہ اکبر شاہ۔ حضرت صاحبزادہ سید شاہ کے فرزند سید میر صاحب

رحمۃ اللہ علیہما تھے۔

حضرت صاحبزادہ اکبر شاہ کے دو فرزند تھے۔ (۱) محمد حسین (۲) قابل شاہ رحمۃ اللہ علیہم۔

حضرت صاحبزادہ عمر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عقد میں حضرت شیخ محمد شعیب صاحب قادری صاحبزادی تھی جن کے بطن سے دو صاحبزادیاں تھیں اور تین صاحبزادے تھے۔ (۱) صاحبزادہ محمد شفا (۲) صاحبزادہ غلام سرور (۳) صاحبزادہ محمد انور صاحب رحمۃ اللہ علیہم۔ تینوں بھائی عالم و فاضل بزرگ تھے۔ حضرت اخون عبدالغفور صاحب سواتی قدس سرہ سے منسلک تھے۔ حضرت صاحبزادہ محمد انور صاحب علیہ کا تحریر کردہ شجرہ نسب آج بھی حضرات باچکان کے پاس موجود ہے۔

حضرت صاحبزادہ غلام سرور صاحب رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت صاحبزادہ عمر شاہ صاحب علیہ خاص طور پر قابل ذکر اور قابل تعریف ہیں۔ حضرت شیخ مولانا اخون عبدالغفور صاحب سواتی قدس کے خلفار سے تھے۔ کافی عرصہ حاضر خدمت رہے اور اکثر حاضر خدمت ہوتے تھے اور ہر قسم کا غلہ اور کھجور لکھی اور مجاہدین بھیجتے رہتے تھے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دھوکہ دیا گیا اور انھوں نے انھیں گود میں بٹھلا کر پیار کرتے تھے۔ ایک دفعہ فرمایا۔ کیا پڑھتے ہو؟ انھوں نے صرف "قرآن" کہا۔ بس آگے پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ یہی کافی ہے۔ یہ آپ کی دعا تھی کہ صرف میں اسے کہ بڑے بڑے عالم دنگ رہ جاتے۔ آپ کے وصال کے وقت آپ کے صاحبزادے چھوٹے چھوٹے رہے۔ حضرت صاحبزادہ عبداللہ صاحب کے فرزند صاحبزادہ عنایت اللہ رحمۃ اللہ علیہما تھے۔

حضرت مولانا صاحبزادہ ابوالظفر غلام حیدر رحمۃ اللہ علیہ، والد بزرگوار کی وفات کے وقت بیمار رہ گئے تھے۔ اس لیے مختلف اساتذہ کی خدمت میں حاضر رہ کر علم و فضل میں کمال حاصل کیا۔ اس کے بعد سلوک حضرت شیخ مولانا محمد سعید جان مجددی قدس سرہ چار باغ کابل سے اخذ کیا۔ جو خاندانی نسب کے علاوہ حضرت شیخ مولانا نجم الدین صاحب المعروف بڑے ملاں قدس سرہ کے فیض یافتہ تھے ان کی خدمت میں حاضر رہ کر اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔

آپ کے وصال کے وقت صاحبزادگان کم سن رہ گئے تھے۔ آپ کے تین صاحبزادے موجود ہیں۔ حضرت

صاحبزادہ حبیب النبی صاحب مدظلہ المعروف باچہ صاحب عالم و فاضل طب ہے گویا دینی و دنیوی  
 رہنمائی فرماتے ہیں (۲) حضرت صاحبزادہ محمد ولی النبی صاحب المعروف باچہ صاحب مدظلہ عالم و فاضل صاحب  
 درس و تدریس بزرگ ہیں۔ جامعہ رضویہ فیصل آباد (لاہل پور) میں شیخ الحدیث رہے۔ بہت مہمان نواز بزرگ  
 حضرت شیخ مولانا اخوان محمد شعیب صاحب قدس سرہ کی تصنیف مراۃ الاولیاء کا ترجمہ کیا ہے۔ اسی سلسلہ میں  
 راقم بکی حاضر ہوا۔ اور احوال العارفین کے سلسلہ میں معلومات میں اضافہ ہوئے۔ انہوں نے اپنا  
 خاندانی شجرہ نسب کی زیارت کرائی۔ ان ادراق میں مندرجہ ذیل عملیات تحریر تھے۔ راقم نے اجازت چاہی تو  
 بڑی خوشی سے اجازت سے مشرف فرمایا۔ وہ یہ ہیں (یا وک وک)۔ وک وک بیتی و بیتی۔ عروج ماہ میر  
 جمعات کو روزہ رکھے۔ شب جمعہ کو خلوص نیت سے روزانہ ۱۵۶۲۵۔ پندرہ ہزار چھ سو پچیس بار پڑھے۔ بعد  
 جمعات سے جمعات تک ایک لکھ پچیس ہزار بار اسی طرح چار ہفتہ عمل کریں اور پانچ لکھ تعداد پوری کرے  
 خوراک سواقی۔ گفت و گو سے اجتناب کرے۔

برائے کشادگی روزگار یہ اسم گرامی۔ الکریم الوہاب۔ ذوالطول روزانہ چننا پڑھ سکے پڑھے! اللہ تعالیٰ  
 کشادگی فرمادیں گے۔

برائے قضائے حاجت عرفج ماہ شب جمعہ کو بعد العشاء تا ۴ روز۔ دن کو روزہ رکھے۔ رات  
 کرے۔ بسم اللہ اللہ الصمد یا سمیع یا سميع۔ ۲۲۵۰۰۰ یعنی تین لاکھ پچیس ہزار بار پڑھے  
 روزہ افطار جو یا حرم یا زبیب یا سواقی سے کرے۔ باقی سب پرہیز۔ گفت و گو سے، جماع سے پرہیز  
 کرے یہ نکات پوری ہوگی۔

یہ عملیات ان حضرات کے خاندانی مجرب ہیں۔ باقی کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں۔ اللہ ہم سب پر رحم فرمائے  
 (۳) حضرت صاحبزادہ مطیع النبی صاحب مدظلہ صاحب علم و عمل بزرگ صاحب اولاد ہیں۔ مریدین  
 کا وسیع حلقہ ہے۔ دور دور تک پھیلا ہوا ہے۔ فقط۔



## حضرت شیخ مولانا محمد سندھی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت موضع اسوٹہ تحصیل صوابی میں حضرت شیخ آحمد علی قندھاری کے ہاں ہوئی۔  
آپ کے والد بزرگوار حضرت شیخ مولانا احمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ قندھار افغانستان سے تحصیل علم  
کے لیے خام شیبہ تشریف لائے، حضرت مولانا حمید اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تحصیل علوم کرتے رہے۔ اور حضرت  
شیخ مولانا اخون عبدالغفور صاحب قدس سرہ کی خدمت میں.....

سید و شریف حاضر ہوئے۔ علوم ظاہری و باطنی سے فیض یاب ہوئے۔ آپ کی دینداری، فضیلت علم اور عمل سے  
متاثر ہو کر حضرت مولانا حمید اللہ صاحب عرف اسوٹہ بابا جی قدس سرہ نے اپنی دختر حبالہ عقد میں دی۔ اسی  
نیک بیوی کے بطن سے حضرت مولانا محمد سندھی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ آپ کے والد اور نانا جان اور ماموں  
حضرات رحمۃ اللہ علیہم۔ سب علوم ظاہری و باطنی سے بہرہ ور تھے۔ تحصیل علوم ظاہری و باطنی میں کمال پیدا کیا۔  
حضرت شیخ مولانا اخون عبدالغفور صاحب قدس سرہ کی خدمت میں مزید تحصیل علوم ظاہری و باطنی حاصل کی اور  
خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ کی آمد و رفت بہت رہتی تھی۔ افغانستان بھی جایا کرتے تھے۔ صاحب  
درس و تدریس تھے۔ آپ کے شاگردوں کا سلسلہ بڑا وسیع تھا۔ طلباء کا بڑا ہجوم رہتا تھا۔ آپ کے شاگردوں میں  
حضرت مولانا قاضی امان اللہ بن حضرت مولانا مولوی محمد حمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۸۹ھ ساکن ٹواگی یا حسین  
تحصیل صوابی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالقیوم صاحب فاضل دیوبند مدظلہ کے والد  
بزرگوار ساکن کالو خان بھی آپ کے شاگردوں میں سے تھے۔ آپ کے نسخوں میں ایک نسخہ برائے خونی بواب  
حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالقدیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیاض سے نقل کیا تھا جو ان کے تذکرہ میں درج کیا ہے  
آپ کا اغلب ۱۲۳۳ھ میں وصال ہوا ۲۲ - ۶ - ۶۶ تک آپ کی صاحبزادی زندہ تھی۔ لیکن اتنی  
بڑھ چکی اور معذور کے کچھ بتا نہیں سکتی۔ ازوالا نامہ حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب کالو خان

**وصال**

## باب ہفتم

## حضرت سید کریم سید یاحیہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت موضع میاں ڈھیری تحصیل: آپ حضرت سید اورنگ شاہ بن حضرت  
 فیروز شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ شیخ المشائخ، غوث اعظم حضرت  
 ابو محمد نجی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی اولاد سے تھے۔ شجرہ نسب اور طریقت  
 ذیل ہے۔ حضرت سید کریم سید یاحیہ بن اورنگ شاہ بن فیروز شاہ بن غلام شاہ المعروف  
 جی بن سید مصطفیٰ المعروف بوقہ صاحب بن شاہ داود بن نضر اب بن شاہ جی بن امیر شاہ  
 یوں شاہ بن نور محمد بن خلیل شاہ بن زندہ شاہ بن سید لعل شاہ بن سید بہاؤ الدین بن  
 قطب شاہ بن مبارک شاہ بن محمود شاہ بن زند علی بن سید عبدالوہاب بن سید عبدالقادر  
 سید عبدالؤمن بن سید عبدالشکور بن سید عبدالرزاق بن سید علی بن سید عیسیٰ بن سید  
 اللطیف بن سید محمد ثانی بن سید عبداللہ بن سید احمد بن سید جعفر بن سید محمد اول بن  
 السادات شیخ المشائخ حضرت سید نجی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی قدس سرہ  
 زید۔ آپ کے اجداد سے کوئی بزرگ ملک عرب سے بغداد اور بغداد سے واروند  
 بنے۔ حضرت سید عبدالقادر بن حضرت سید عبدالؤمن رحمۃ اللہ علیہا سلمہ سے لاہور  
 تشریف لائے۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر میں مشغول ہو گئے۔ بادشاہ وقت آپ کا  
 عقیدت مند تھا۔ آپ کا مزار لاہور میں ہے۔ آپ کی اولاد محلہ گیلانیاں میں آباد ہے۔  
 حضرت سید نضر اب بن حضرت سید شاہ جی صاحب قدس سرہ لاہور سے پوٹھواری تشریف لائے  
 حضرت سید داود شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بغرض جہاد علاقہ سوات تشریف لے گئے۔

موضع کانامیں شہید ہوئے۔ ۲۷ رمضان ۱۲۱۲ھ میں وہاں بابا صاحب کے نام سے مشہور  
حضرت سید مصطفیٰ المعروف بوقہ بابا رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد بزرگوار حضرت  
داود شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین ہوئے۔ علوم ظاہری اور باطنی کے زیور  
تھے۔ قائم اللیل اور صائم النہار مستجاب الدعوات تھے۔ آپ رات کو کئی بار تمام قرآن  
پڑھ لیا کرتے تھے۔ آپ نے ۱۳ رمضان ۱۲۵۵ھ میں وصال فرمایا۔ مزار موضع بوقہ  
آپ کے سجادہ نشین حضرت سید غلام شاہ رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

## حضرت سید غلام شاہ عرف میاں جی رحمۃ اللہ علیہ عالم باعمل صاحب

بہت سے خلفاء تھے۔ آپ نے بعمر ستو سال ۲۲ رمضان ۱۲۲۴ھ میں وصال فرمایا۔  
خلفاء (۱) حضرت سید فیروز شاہ فرزند خود (۲) حضرت کنگو میاں (۳) حضرت خاتم  
میاں ستانی (۴) حضرت عبدالشکور میاں نوانکلی (۵) حضرت حافظ جی صاحب  
(۶) حضرت قاضی صاحب گنڈ (۷) حضرت اخون صاحب سواہ رحمۃ اللہ علیہم

## حضرت سید فیروز شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد حضرت سید غلام شاہ

باطنی کے وارث ہوئے۔ آپ نے ۴ ربیع الثانی ۱۲۲۴ھ میں وصال فرمایا۔  
حضرت سید فیروز شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت سید اورنگ شاہ  
علیہ۔ آپ کے علوم ظاہری اور نسبت باطنی کے وارث ہوئے ان کے علاوہ  
مریدین اور خلفاء میں حضرت شیخ محمد بشیر عرف بابا جی صاحب بامخیل رحمۃ اللہ علیہ  
نے موضع بامخیل تحصیل صوابی میں خانقاہ قائم فرمائی جو آج تک مشہور ہے۔  
حضرت سید فیروز شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چچ فرزند علوم ظاہری و باطنی  
کامل تھے اور پانچویں فرزند حضرت سید اورنگ شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہوئے۔ ان کے

موضع کمرغانی، نعمان کابل افغانستان میں ہے۔ حضرت سید سرسید باجوہ رحمۃ اللہ علیہ۔  
 آپ حضرت سید اورنگ شاہ قادری افغانی قدس سرہ کے فرزند ارجمند تھے۔ عالم باعمل صوفی  
 مش صاحب ولایت بزرگ تھے اپنے آبائی طریقہ قادریہ اولیہ کے علاوہ شیخ الاسلام  
 حضرت مولانا عبدالغفور صاحب سوات قدس سرہ سے سلسلہ قادریہ عالیہ میں اجازت و  
 خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے افغانستان اور سرحد کے علاقوں میں سلسلہ کی  
 خوب اشاعت فرمائی وہیں وصال ہوا وہیں مزار مبارک ہے۔

از علماء و مشائخ سرحد ص ۲۱۲ تا ۲۲۲

## حضرت شیخ دین محمد المعروف شکرپورہ بابا جی صاحب قدس سرہ

آپ ایک ہندو گرو دیال نامی کے گھر ۱۲۹۲ھ ۱۸۷۶ء میں پیدا ہوئے موضع شکرپورہ  
 تحصیل پشاور میں جو چار سہ روڈ پر دس میل کے فاصلہ پر دریائے شاہ عالم کے  
 کنارے، علاقہ پتہ ماؤ و زئی میں واقع ہے۔ آپ کو والد صاحب نے پرائمری سکول  
 موضع تختی میں داخل کرایا۔ اس کے بعد ہائی سکول میں دسویں پاس کی۔ آپ بچپن سے  
 ہی نیک طبیعت اور اخلاق پسندیدہ کے مالک تھے۔ ابتدائے جوانی میں حضرت اخون نجو بابا  
 رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت پیدا ہو گئی تھی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مزار پر حاضری دیتے  
 تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت سے رہنمائی ہوئی۔ حضرت خواجہ نجم الدین  
 المعروف ہڈہ ملاں قدس سرہ کی خدمت میں حاضری دیں۔ آپ ایک دوست محمد امیر کے  
 ہمراہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرف باسلام ہوئے اور  
 اسلامی نام شیخ دین محمد رکھا اور علوم ظاہری باطنی کی دولت سے مالا مال ہوئے اور  
 ریاضت و عبادت و مجاہدہ کے ساتھ شہقند، سہجان خواڑ، چمرکنڈ کے میدانوں میں

انگریزوں کے خلاف پیر و مرشد کے ہمراہ جہاد میں مصروف رہے اور چمکنڈ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ہر چار سلاسل میں خلافت و اجازت سے مشرف فرمایا۔ لنگہ جاری کرنے کی ہدایت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم فرمایا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد تبلیغ اور جہاد میں مصروف رہے۔ ۱۳۳۲ھ ۱۹۱۶ء اور ۱۹۲۵ء تک حضرت شیخ الافغانہ حاجی ترنگ زئی قدس سرہ مجاہد کبیر اور تحریک آزادی ہند اور تحریک ریشمی رومال اور تحریک حضرت شیخ الہند قدس سرہ کے سرگروہ بیہما کے سامنے رہے۔ آپ نے آزاد قبائل سرحد، افغانستان اور مختلف علاقوں میں اشاعت اسلام اور توسیع سلسلہ مبارکہ میں تبلیغ فرمائی۔ آپ صاحب کرامت اور صاحب تصرف بزرگ تھے۔ آپ نے ۸ رزی الحجہ ۱۳۶۲ھ ۱۹۴۲ء میں وصال فرمایا۔

**حضرت شیخ محمد حسین مدظلہ** | آپ غیر مسلم تھے۔ حضرت شیخ دین محمد رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوئے

اور علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم حاصل کی۔ حضرت شیخ نے آخری وقت سے پہلے تمام مریدین کے سامنے اپنا عمامہ مبارک آپ کے سر پر رکھا اور اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا اور تمام مریدین کو فرمایا۔ ان کو میری جگہ سمجھنا۔ آپ بہت متقی، پیریزگار، متبع سنت اور پاکیزہ اخلاق کے مالک ہیں۔ متوکل علی اللہ اور زہد و ریاضت کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

**حضرت مولانا شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ** | آپ بھی حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ ہیں۔ اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ

نے اپنا بیٹا بنا رکھا تھا۔ مسجد غز محلیہ توت کے امام ہیں۔ مرشد کے نقش قدم پر عمل پیرا ہیں۔ اب ان کا فرزند مولوی نور احمد صاحب بقیہ حیات ہیں

از تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد ۲ ص ۳۳ تا ۳۸

## حضرت مولانا مزمل شاہ صریحی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت باسعادت موضع صریح تحصیل چارسدہ ضلع پشاور میں حضرت مولانا نذیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب یوسف زئی افغانوں سے جا ملتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد سے تقریباً تین سو سال سے صاحب درس و تدریس چلے آ رہے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار منطق میں خاص مقام رکھتے تھے۔ اصل وطن موضع کالو خان تحصیل صوابی ضلع مروان تھا۔ وہاں سے موضع صریح تحصیل چارسدہ میں آباد ہوئے۔ ۱۲۵۸ھ ۱۸۴۱ء میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد صریح میں اپنے فرزند حضرت مولانا مزمل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلہ درس و تدریس سپرد فرما کر خود باجوڑ تشریف لے گئے۔ وہیں انتقال کیا۔

غرض کہ حضرت مولانا ایسے باعمل عالم بزرگ کے فرزند تھے۔ اپنے والد بزرگوار سے تمام علوم کی تحصیل و تکمیل کر کے درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ کابل، غزنی، ہرات، ایران، آزاد قبائل، صوبہ سرحد کے کونہ کونہ سے طلباء حاضر ہو کر علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کرتے رہے۔ آپ کے شاگردوں میں درج ذیل حضرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں (۱) حضرت مولانا فضل قادر المعروف خفقہ ملا ترنگزئی (۲) حضرت مولانا شاہ رحمۃ اللہ ترنگزئی (۳) حضرت مولانا مضمی الدین المعروف صاحب حق صاحب رجڑ رحمۃ اللہ علیہم جیسے مشہور بزرگ تھے۔ سلسلہ قادریہ میں آپ شیخ الاسلام قطب الاقطاب حضرت مولانا حافظ عبدالغفور صاحب سوات قدس سرہ سے مجاز طریقت تھے۔ آپ نے تمام زندگی درس و تدریس اور ذکر و فکر میں گزارتے ہوئے بعمر ۷۵ سال ۱۲۹۳ھ ۱۸۷۵ء کے قریب انتقال فرمایا۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند حضرت مولانا حبیب اللہ صریحی

رحمۃ اللہ علیہ جانشین ہوئے۔

بھی جید عالم تھے اپنے والد کے  
**حضرت مولانا حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ** علاوہ اپنے والد کے مختلف تلامذہ

سے تکمیل علوم کی۔ آپ کے درس میں بیک وقت سینکڑوں طلباء تحصیل علوم کرتے  
 تھے اور بڑے بڑے جید عالم مثلاً حضرت مولانا فضل ربانی متھرانو، حضرت مولانا  
 محمد شریف کوچیان اور حضرت مولانا عبید اللہ صاحب کانگرہ رحمۃ اللہ علیہم جیسے مشہور  
 وقت آپ کے شاگرد رہے۔ آپ حضرت خواجہ نجم الدین عرف ہڈہ ملا صاحب قدس  
 کے خاص تربیت یافتہ اور خلافت و اجازت سے مشرف تھے۔ آپ نے ۱۳۲۸ھ  
 ۱۹۱۰ء میں انتقال فرمایا۔ آپ کے فرزند حضرت مولانا محمد علی اللہ جان رحمۃ اللہ علیہ جانشین

آپ اپنے والد بزرگ کے علاوہ  
**حضرت مولانا علی اللہ جان رحمۃ اللہ علیہ** حضرت مولانا قطب الدین صاحب

غورغشتی۔ محدث جلیل حضرت مولانا محمد الیوب صاحب پشاور۔ حضرت مولانا قاضی  
 میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہم جیسے مشہور علماء سے علوم متداولہ میں تکمیل کی۔ سلسلہ  
 عالیہ، قادریہ میں اپنے والد بزرگوار سے بیعت اور تربیت پائی۔ دینی و ملی و قومی  
 خدمات انجام دیں۔ قادیانیوں کے خلاف بہت کام کیا۔ آپ ہی کی کوشش اور  
 ہمت سے شریعت بل پاس ہوا تھا۔ آپ نے بعمر ۵۵ سال ۱۲ ذیقعد ۱۳۵۲ھ  
 انتقال فرمایا۔ آپ کے فرزند حضرت مولانا سعید اللہ جان مدظلہ جانشین ہیں۔

اپنے والد بزرگوار کے علاوہ حضرت مولانا  
**حضرت مولانا سعید اللہ جان** فضل ربانی متھرانو حضرت مولانا محمد شریف

کوچیان حضرت مولانا مفتی الدین صاحب رحبط اور منطقی مولانا عمر زئی رحمۃ اللہ علیہم  
 جید علماء سے علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ ۱۳۶۶ھ ۱۹۴۶ء سے درس و تدریس میں مشغول ہوئے

اپنے والد بزرگوار کے علاوہ حضرت مولانا عبدالملک صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ  
مرید و خلیفہ ہیں۔ بارک اللہ تعالیٰ۔

تذکرہ علما و مشائخ سرحد جلد دوم ص ۱۱۲

## حضرت مولانا مرید محی الدین رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت ۱۲۴۰ھ کو حضرت حافظ سلطان محمد بن میاں صالح محسن بن  
بد الرحمن بن محمد موسیٰ بن محمد عیسیٰ بن محمد عبداللہ بن حضرت شیخ یونس بن حضرت شیخ  
نہ از اولاد حضرت شیخ عبدالعزیز مینی رحمۃ اللہ علیہم۔  
آپ کے اجداد سے حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مزار۔ سلطان صدر الدین رحمۃ اللہ  
یہ کی مزار کے پاس ہے۔ آپ کے دادا حضرت میاں صالح محمد کا مزار۔ حضرت شاہ رسول  
رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ میں ہے۔ جو ہشتنگری پشاور میں واقع ہے۔ آپ نے قرآن مجید  
رف، نحو اور منطق اپنے والد سے پڑھ کر حضرت بحر العلوم حافظ محمد عظیم المعروف گنج والے  
حافظ جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر حدیث و تفسیر اور بقایا درس  
نظامی کی تکمیل کی۔ مزید تعلیم کے لئے بخارا ملک ترکستان تشریف لے گئے وہاں دوبارہ  
حدیث و فقہ کا دورہ کیا اور بخارا اور سمرقند میں کچھ دن درس و تدریس پر جلوہ افروز ہوئے  
آپ کو قبولیت عام نصیب ہوئی اور شہرت تمام بخارا میں پھیل گئی۔ امیر بخارا آپ کا معتقد  
تھا۔ بعض وجوہ کی بنا پر بخارا سے وطن واپس آگئے اور شیخ الاسلام والمسلمین حضرت  
مولانا حافظ عبدالغفور صاحب قدس سرہ کی خدمت میں سید و شریف سوات حاضر ہوئے۔  
اور سلسلہ عالیہ قادریہ نقشبندیہ کے تمام اسباق اور افکار کی تکمیل کی اور زہد و ریاضت کی  
زندگی اختیار کی۔ سلوک و معرفت کے علوم سے سرفراز ہو کر صاحب مجاز طریقت ہوئے۔ وہیں



حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی درس و تدریس، فتویٰ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور جہاد بالسیف میں مصروف رہے۔ تقریباً پچیس سال حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے۔ حضرت رحمۃ اللہ نے وفات سے پہلے آپ کو فرمایا۔ اے میرے محی الدین بمبئی کا ٹھیا واٹھ گجرات جا کر اشاعت سلسلہ، تبلیغ اسلام، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کہ وہ اللہ تعالیٰ تمہارا حامی و ناصر ہوگا۔ آپ حکم شیخ کی تعمیل میں بمبئی تشریف لے گئے وہاں حضرت پیر عبدالرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر درس و تدریس ہو رہا تھا مصروف ہو گئے اور قیام بمبئی کے مشہور تاجر چھٹائی مرحوم کے والد بزرگوار کے ہاں ہوا اور درس و تدریس و غطا و نصیحت کے ساتھ سلسلہ عالیہ، قادریہ، نقشبندیہ کی اشاعت میں مصروف ہو گئے۔ آپ کی خدمت میں دہلی، پنجاب، صوبہ سرحد، بنجارا، سمرقند سے فتویٰ آتے۔ آپ صاحب تصنیف بھی تھے۔

آپ بمبئی سے بغداد و ملک عراق تشریف لے گئے۔ ۱۳۲۲ھ کو وہیں اوائل ۱۳۲۳ھ میں وصال فرمایا۔ وہیں مزار ہے۔ غوث اعظم حضرت محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے روضہ مبارک کے متصل جنوب کی طرف۔ اس وقت عمر مبارک ۶۵ برس کے قریب تھی۔ آپ کے فرزند حضرت مولانا عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی سامع تھے۔ اس وقت ان کی عمر سولہ سال کی تھی۔

حضرت مولانا عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ | آپ کی ولادت باسعادت تقریباً ۱۳۰۶ھ کو ہوئی۔ ۱۵ سال کی

عمر میں تمام علوم متداولہ کی اپنے والد سے تکمیل اور سلسلہ قادریہ نقشبندیہ میں اپنے والد سے بیعت کی اور فیض حاصل کیا۔ اس کے بعد حضرت مولانا عبدالحی صاحب چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ چشتیہ کا فیض حاصل کیا۔ مزید برآں حضرت مولانا آقا سید عبدالستار چشتی پشاور سی رحمۃ اللہ علیہ منسلک ہو گئے۔

## حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت حضرت مولانا قاری عبدالحکیم بن حضرت مولانا محمد رمضان رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں موضع بابڑہ تحصیل چارسدہ ضلع پشاور میں ہوئی۔ آپ کے جدِ امجد حضرت مولانا محمد رمضان رحمۃ اللہ علیہ درانیوں کے عہد حکومت میں اپنے علاقہ کے قاضی اور مفتی۔ صاحبِ درس و تدریس بزرگ تھے۔

حضرت مولانا قاری عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد بزرگوار اور دیگر علماء سے علوم متداولہ کی تکمیل کی۔ خصوصاً علم قرأت میں بہت دور دور مشہور تھے۔ موضع بابڑہ تحصیل چارسدہ میں مسجد سیداں کے خطیب تھے اور سلسلہ قادریہ میں صاحبِ نسبت بزرگ تھے۔

انہیں بزرگوں کے فرزند تھے ابتدائی

## حضرت مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ

تعلیم اپنے والد بزرگوار کے علاوہ

حضرت مولانا قاضی حسن الدین المعروف بہ گل بابا رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت مولانا فضل قادر المعروف خفا ملاں صاحب اور حضرت مولانا..... اتمان زئی رحمۃ اللہ علیہ جیسے جید علماء سے تکمیل کی اور والد بزرگوار کی جگہ درس و تدریس میں مصروف ہو گئے۔ آپ کو علم معقول و منقول کی تمام کتابیں ازبر تھیں۔ شرح جامی، عبد الغفور، میرزا ہد اور شرح مواقف پر مکمل حواشی لکھے۔ ان مصروفیات کے ساتھ ساتھ امام المجاہدین شیخ الاسلام والمسلمین جعفر مولانا عبد الغفور صاحب سوات قدس سرہ کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہو کر سلسلہ قادریہ میں مجازِ طریقت ہوئے اور آپ کی معیت میں تقریباً تمام جہادوں میں انگریزوں کے خلاف شامل رہے اور دادِ شجاعت دیتے رہے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد بھی

اس پر کار بند رہے۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر، واعطاء تبلیغ اور درس و تدریس اور سلسلہ کی ترویج میں تقریباً سترہ سال تک مصروف رہ کر بعمر ۷۰ سال ۱۳۳۰ھ ۱۹۱۲ء میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک موضع بابڑہ تحصیل چارسدہ میں ہے۔

۱۱) حضرت مولانا فضل الہی صاحب اور ۱۲) حضرت مولانا فضل محمود صاحب **اولاد** رحمۃ اللہ علیہما تھے۔ دونوں والد بزرگوار کے شاگرد اور صاحب درس و تدریس تھے۔

**حضرت مولانا فضل صمدانی رحمۃ اللہ علیہ** آپ حضرت مولانا فضل الہی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے۔ اپنے والد

بزرگوار اور چچا حضرت مولانا فضل محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہما کے علاوہ حضرت مولانا احمد صاحب حسن خیل اور حضرت مولانا مفتی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہما کے علاوہ حضرت مولانا روضۃ اللہ ساکن پڑانگ رحمۃ اللہ علیہم سے درس نظامی کی تکمیل کی اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن بٹگرام علاقہ دوابہ تحصیل چارسدہ سے صحاح ستہ کی تکمیل کی اور حضرت نصیر الدین صاحب غورغشتی رحمۃ اللہ علیہ سے سند حدیث حاصل کی اور واپس وطن ہوئے اور آبائی مدرسہ میں درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ آپ کے شاگردوں کی بہت طویل فہرست ہے۔ اتنی مصروفیات کے باوجود جد امجد اور والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہما کے نقش قدم پر چلتے ہوئے شیخ الاناعنہ رئیس المجاہدین حضرت مولانا سید فضل واحد المعروف حاجی ترنگنڈی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو کر سلسلہ قادریہ میں مجاز طریقت ہوئے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ جہادوں میں شامل ہوتے رہے۔ اب چھیانوہ سال کی عمر ہوگی۔ آپ کے دو فرزند ہیں ۱) حضرت مولانا فضل حقانی صاحب ایم۔ اے اسلامیات و عربی، ہائی سکول چارسدہ میں استاد ہیں۔ ۲) جناب عبدالعلی صاحب ذراعت کے ایم۔ ایس۔ سی ہیں۔ سلمۃ اللہ تعالیٰ۔

## حضرت مولانا عبد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مولانا عبد الرسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ موضع اکبر پورہ تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور کے رہنے والے تھے اور خاندانی طور پر لودھی خیل افغان سے تعلق رکھتے تھے۔ ابتدائی کتابیں والد بزرگوار سے پڑھیں۔ اس کے بعد حضرت مولانا گل محمد صاحب بغیری رحمۃ اللہ علیہ فقہ، اصول فقہ اور حدیث کی تکمیل اور علاقہ کے مختلف علماء کرام سے تحصیل علوم کرتے رہے۔ تکمیل کے بعد مسجد و صوبیاں اکبر پورہ میں درس و تدریس، وعظ و تبلیغ اور فتویٰ میں مشغول ہو گئے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آپ کا شعار تھا۔

حضرت حاجی ترنگزئی قدس سرہ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو کر ریاضت و مجاہدہ ذکر الہی میں مشغول رہ کر خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے اور حضرت حاجی قدس سرہ کی تحریک جہاد میں ہر قسم کی جانی و مالی قربانیاں پیش کیں اور انگریزوں کے خلاف میدانِ جہاد میں واد شجاعت دیتے رہے اور جب حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبند رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی تحریک جہاد میں شامل کیا تو آپ بھی ہمراہ ہو کر نواگئی کے جہاد میں خوب جوہر دکھائے گویا آپ نے جذبہ جہاد حضرت اخوان صاحب سوات رحمۃ اللہ علیہ درشتہ میں پایا تھا۔ آپ نے بعمر ۶۰ برس ۱۳۵۶ھ ۱۹۳۵ء میں انتقال فرمایا۔ مزار شریف موضع اکبر پورہ تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور میں ہے۔ آپ کے فرزند کلاں حضرت مولانا مطیع اللہ صاحب مدظلہ ہیں۔

آپ اپنے والد بزرگوار کے صحبت یافتہ ہیں اور شاگرد ہیں نیز حضرت مولانا قاضی سیف الرحمن صاحب کٹڑی

حضرت مولانا مظہر اللہ

رحمۃ اللہ علیہ سے صرف، نحو اور منطق کی کتابیں پڑھیں اور حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں موضع ٹکڑ علاقہ تخت بابی ضلع مروان کی خدمت میں حاضر ہو کر فقہ، اصول اور دیگر فنون کی تکمیل کر کے ۱۳۵۲ھ ۱۹۳۲-۳۳ء میں مدرسہ امینیہ دہلی میں دورہ حدیث پڑھا اور وطن واپس آ کر موضع اکبر پورہ میں اپنے والد بزرگوار کی جگہ مسند نشین ہوئے۔ درس و تدریس، وعظ و نصیحت و تبلیغ اور فتوے میں مشغول ہو گئے اور مجاہد اعظم حضرت مولانا حاجی ترنگزئی قدس سرہ کے ہاتھ مبارک پر بیعت ہو کر ذکر و اذکار میں مشغول ہو گئے اور اپنے شیخ کے ہمراہ نواگئی کے مقام پر انگریزوں سے جہاد کیا۔ اپنے والد بزرگوار کے نقش و قدم پر رواں دواں ہیں۔ **وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ**

از علما و مشائخ سرحد مصنفہ حضرت مولانا سید محمد امیر شاہ صاحب قادری مدظلہ ص ۱۸۵-۱۸۶

## حضرت مولانا مولوی عبدالمجید صاحب نوشہری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت میاں گل رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بمقام ارمطریانہ تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار خاندانی طور پر صاحب درس و تدریس بزرگ تھے۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے علاوہ وقت کے مشہور علماء کرام سے علوم مروجہ کی تکمیل کی اور غور غشی میں تفسیر و حدیث، فقہ اور معقول کی کتابیں پڑھیں اس کے علاوہ مشہور صوفی ملا صاحب کی خدمت میں موضع لالہ ... میں حاضر ہو کر صرف و نحو میں کمال حاصل کیا اور ہزار خانی مولانا کی خدمت میں علم اصول کی تکمیل کی۔ پچیس برس کی عمر میں اپنے آبائی گاؤں موضع ارمطریانہ میں درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔

اور شیخ المشائخ، شیخ الاسلام حضرت مولانا اخون حافظ عبدالغفور صاحب

قدس سرہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت اخون صاحب قدس سرہ نے اپنا خاص درہ عنایت فرما کر اتباع سنت اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم فرمایا۔ غالباً اسی وجہ سے فقیر صاحب درہ مشہور تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت مولانا شیخ عبدالوہاب المعروف پیر صاحب مانکی شریف قدس سرہ سے حجاز طریقت ہوئے۔ آپ تمام زندگی عبادت و ریاضت، زہد تقویٰ، مشیت الہی، اخلاق حمیدہ کے پیغمبر ساتھ ذکر و تلقین اور درس و تدریس میں مصروف رہے۔ تقریباً سو برس کی عمر مبارک ۱۳۳۹ھ ۱۹۲۱ء کو وصال فرمایا۔ مزار مبارک ارٹرمیانہ میں ہے۔ آپ کے ایک صاحبزادے حضرت مولانا نورالحق صاحب مدظلہ تھے جنہوں نے اپنے والد بزرگوار کے علاوہ حضرت باباجی مانکی شریف رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت شکی ملا قدس سرہ کی خدمت میں علم منقول و معقول کی کتابیں پڑھیں اور سلسلہ قادریہ میں حضرت مولانا عبدالحق پیر صاحب ثانی مانکی شریف سے بیعت ہو کر فیض یاب ہوئے۔ نہایت ہی خلیق، حلیم الطبع، عابد و زاہد، صاحب درس و تدریس والد بزرگوار کے جانشین ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۹۷۲ء سے پہلے ان کی عمر تقریباً ۸۵ برس تھی۔

سلمۃ اللہ تعالیٰ

## حضرت مولانا مولوی قاضی غلام محمد صاحب چارسدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مولانا محبوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن عمر زئی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ عالم و فاضل، فقیہ، محدث و مفسر، مفتی و قاضی القضاہ

۸۷ تا ۸۵

تھے تحصیل علم کے ساتھیوں اور بعدہ تزکیہ نفس کے ساتھیوں میں حضرت مولانا نجم الدین صاحب المعروف ہڈہ ملا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ شیخ المصباح غوث و حضرت مولانا حافظ عبدالغفور المعروف اخون صاحب سوات قدس سرہ کے مرید و غلیہ تھے۔ سلسلہ قادریہ کی اشاعت کا کما حقہ حق ادا کیا۔ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کی طرف سے آپ کو اس علاقہ کا قاضی مقرر کیا گیا۔

آپ علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم و تدریس کے ساتھ ساتھ اس علاقہ کے تمام قضیے اور جھگڑے شریعت اسلامیہ کے مطابق فیصلے فرماتے یہاں تک قصاص بھی جاری فرماتے۔ آپ کے فیض یافتہ حضرات کابل سے قندھار، ہرات، باجوڑ، آزاد قبائل اور صوبہ سرحد پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ نے تقریباً ایک سو دس برس کی عمر مبارک میں ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۹۲۸ء میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک عمر زنی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور میں ہے جو چارسدہ سے شمال کی طرف سات میل پر واقع ہے۔

آپ کے دو فرزند تھے لا حضرت مولانا قاضی عبدالخالق مدظلہ (۲) حضرت مولانا قاضی عبدالرزاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

**حضرت مولانا قاضی عبدالرزاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ** اپنے والد بزرگوار اور حضرت مولانا قطب الدین

صاحب غورغشتی رحمۃ اللہ علیہ کے قابل فخر شاگردوں میں سے تھے۔ مدرسہ عبدالرب و میں تکمیل کی۔ واپسی پر تحریک خلافت میں بھرپور حصہ لیا۔ درس و تدریس میں مشغول رہے تھے۔ عالم شباب میں جبکہ عمر ۳۵ برس کی تھی۔ انتقال فرمایا۔ مزار عمر زنی میں ہے۔

**حضرت مولانا قاضی عبدالخالق صاحب رحمۃ اللہ علیہ** آپ والد بزرگوار حضرت مولانا قاضی غلام محمد صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور تربیت یافتہ ہیں۔ مزید حصول تعلیم کے لئے چچہ کے علاقہ

کے مختلف علماء و فضلاء سے فلسفہ، منطق، الہیات اور دیگر فنون کی تکمیل کی اور والد بزرگوار کی جگہ درس و تدریس میں مصروف ہو گئے۔ تقریباً چالیس سال تک درس نظامی خصوصاً فقہ حنفی کی خدمت کی۔ آپ کے شاگردوں میں حضرت مولانا نور الحق صاحب تنگی تحصیل چارسدہ، مولانا فضل رزاق تنگی تحصیل چارسدہ، منطقی مولانا صاحب عمر زئی وغیرہ اور حضرت شیخ مولانا نجم الدین صاحب عرف پڑہ ملاں رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی تھی حضرت شیخ مولانا سید فضل واحد المعروف حاجی صاحب ترنگ زئی رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی دوستوں میں سے تھے اور صاحب حق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی رفیق تھے۔ بیعت والد بزرگوار سے تھے۔ مجاز طریقت حضرت مولانا عبدالغفور صاحب نقشبندی مدنی قدس سرہ سے تھے۔ آپ کے دو فرزند حضرت مولانا قاضی فضل منان صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا قاضی فضل دیان صاحب مدظلہ۔

حضرت مولانا قاضی عبدالخالق صاحب کے  
**حضرت مولانا قاضی فضل منان مدظلہ** | فرزند ارجمند ہیں۔ اپنے والد بزرگوار سے

ہی تمام علوم فنون کی تکمیل کی اور ۱۳۶۸ھ ۱۹۴۷ء میں دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا لیکن فسادات کی وجہ سے وطن واپس آ گئے۔ دورہ حدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ ٹھک میں کر کے سند حدیث حاصل کی۔ دورہ تفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری قدس سرہ سے پڑھا اور طب میں طیبہ کالج لاہور سے حاذق الحکماء کی سند حاصل کی اور تخصص فی التفسیر حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی مدظلہ سے بہاولپور میں کیا اور حضرت مولانا احمد سعید صاحب کاظمی مدظلہ بھی اساتذہ سے ہیں۔ اب اپنے گاؤں عمر زئی میں مدرسہ تعلیم القرآن میں پڑھاتے ہیں۔ سیاسی طور پر جمیعۃ العلماء اسلام سے تعلق رکھتے ہیں اور نائب امیر ہیں۔ اس وقت عمر شریف تقریباً ۵۲ سال ہے۔

سبحان اللہ تعالیٰ



## حضرت مولانا قاضی فضل دیان مدظلہ

حضرت مولانا قاضی عبدالخالق صاحب مدظلہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ تمام علوم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کئے اس کے بعد حضرت قاضی کو کلی رحمۃ اللہ علیہ سے نحو کی تکمیل کی اور ایٹنی صاحب حق صاحب سے بنیر میں نظم پڑھی۔ اس کے بعد اپنے بڑے بھائی حضرت مولانا قاضی فضل منان مدظلہ کے ہمراہ دارالعلوم دیوبند اور بعد میں جامعہ اشرفیہ لاہور میں داخلہ لیا۔ اس کے بعد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے سند فراغت حاصل کی اور دورہ تفسیر حضرت شیخ مولانا احمد علی صاحب لاہوری قدس سرہ سے پڑھا۔ اپنے مدرسہ تعلیم القرآن میں درسی کتابیں پڑھاتے ہیں۔ سیاسی طور پر جمیعۃ العلماء اسلام کے ناظم اعلیٰ ہیں عمر قریباً ۴۸ سال کے لگ بھگ ہے۔ سلمۃ اللہ تعالیٰ۔

## حضرت صوفی سید اکرم علی شاہ عربنگالی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اصل وطن موضع بھویاں پاڑہ مضافات چٹاگانگ سابق مشرقی پاکستان تھا۔ آپ کے والد ماجد حضرت الحاج سید رحمت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سادات گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ ابتدائی تعلیم سے تا تکمیل اپنے بزرگوں سے ہی وطن میں حاصل کی۔ تیس سال کی عمر میں تعلیم باطنی کے حصول کے لئے وطن کو خیر باد فرمایا۔ اور تقریباً پانچ سال تک رنگون میں مقیم رہے۔ پھر رنگون سے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے اور جوت پور، ناگپور، اجمیر شریف، دہلی سے ہوتے ہوئے صوبہ سرحد میں مشہور قادریہ سلسلہ کی خانقاہ مانکی شریف حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور وہاں سے موضع یار حسین تحصیل صوابی ضلع مروان کے مشہور عالم اور شیخ طریقت حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب عرف بابا صاحب

یاز حسین قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حجاز طریقت ہوئے۔ یہ سفر تقریباً تیس۔ چالیس سال میں طے ہوا۔ وہاں سے حجاز مقدس بہ نیت حج بیت اللہ شریف اور زیارت مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے۔ حرمین الشریفین اور بلاد اسلامیہ کے علماء و مشائخ سے استفادہ فرماتے رہے۔ اور تقریباً دس سال کے بعد براستہ ایران، آزادی ہند کے چار ماہ قبل قریباً اپریل ۱۹۴۷ء میں کراچی تشریف لائے۔ ابتدا میں رنچپور لائن (چونہ ٹی) لارنس روڈ پر ایک مسجد اللہ والی میں قیام فرمایا۔ دو سال کے بعد ایک عقیدت مند بلور خان ہزاروی مرحوم کے اصرار سے سیکریٹریٹ میں موجودہ قیام گاہ پر تشریف لائے۔ آپ نے مسجد اللہ والی کی بنیاد رکھی اور حکومت کے کارندوں نے سخت مخالفت کی لیکن آپ اللہ کے بھروسہ پر خوب ڈٹے رہے اور وہاں سلسلہ قادریہ کی تعلیم اور فیض جاری فرمایا۔ چوبیس گھنٹے اسی میں مصروف رہتے تھے۔ اکیس سال تک آپ نے لوگوں کی رہنمائی فرماتے ہوئے ۵ ارمضان المبارک بوقت شب ۳۸۸ھ مطابق ۲ ستمبر ۱۹۶۸ء کو داعی اجل کو لبیک فرمایا۔ مزار مبارک متصل مسجد اللہ والی سیکریٹریٹ صدر کراچی میں ہے۔ آپ کی عقیدت کی بنیاد پر پیر محمد شارق صاحب نے اولیاء اکیڈمی عزیز آباد نمبر ۳ کراچی نمبر ۱۹ میں قائم کی۔

## حضرت علامہ مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید قدس سرہ

ولادت سعادت حضرت مولانا سید حفیظ اللہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں طور و سلع مروان میں ہوئی۔ آپ سادات گیلانیہ کے ایک نہایت اعلیٰ و ارفع خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت مولانا سید حفیظ اللہ بن حضرت سید معظم بن سید محمد سعید بن محمد مسعود بن حافظ الدین محمد بن حافظ اخوند سید محمد یوسف بن حضرت سید محمد یونس القاب سید نور محمد گیلانی پشاور رحمت اللہ علیہم۔ حضرت سید حفیظ اللہ رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام حضرت انور صاحب

خان صاحب مولانا سید شہید الحکیم صاحب اثر افغانی

سوات علیہ الرحمۃ سے بیعت تھے۔ انہوں نے تذکرہ غفور یہ لکھا ہے کہ آپ نے علم مروجہ کی ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار شروع فرمائی۔ مزید تعلیم کے لئے حضرت مولانا حمید اللہ۔ حضرت مولانا فیض اللہ۔ حضرت مولانا محمد غلام صاحب کڑوی اکبر پورہ اور اپنے چچا حضرت مولانا سید بہاؤ الدین۔ حضرت حافظ مدد صاحب بنیری مقیم طور و۔ حضرت میاں صاحب غلہ ڈھیر۔ حضرت میاں جی عبدالرشید صاحب طور و حضرت علامہ دہر میر عالم خان طور و حضرت قاضی نور سید صاحب طور و حضرت مولانا عصمت اللہ صاحب معیار ضلع مردان۔ حضرت مولانا صاحب ساکن دھوبیاں ضلع مردان۔ حضرت مولانا سید اکبر شاہ صاحب گیلانی کوہاٹی رحمۃ اللہ علیہم جیسے علما و صلحاء سے تکمیل کی۔ بعد ازاں وقت کے شیخ اور پیر طریقت اور مجاہد اعظم اسلام حضرت شیخ مولانا حافظ عبدالغفور صاحب سیدی قدس سرہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر علوم ظاہری و باطنی سے مالا مال ہوئے۔ یہ اور طریقہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔ اسباق طریقت کے ساتھ ساتھ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ فرنگیوں اسلام دشمن کے ساتھ جہاد میں شامل ہو کر جہاد کرتے رہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت مولانا خواجہ نجم الدین صاحب المعروف مڈہ طاں قدس سرہ اور بعد ازاں حضرت شیخ مولانا ولی اللہ صاحب ماموزائی تیراہ اور حضرت مولانا محمد عمر شاہ صاحب کہ بونہ ضلع کوہاٹ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر رہ کر تعلیم باطنی میں فیض یاب ہوتے رہے اور اپنے شیخ حضرت سوات علیہ الرحمۃ کے معمول کے مطابق فرنگیوں کے ساتھ مختلف محاذوں پر داو شجاعت دیتے رہے اور عمر خان کی معیت میں دیر و باجوڑ کے محاذوں پر جہاد میں مصروف رہے۔ آپ بہت عظیم مبلغ اور مجاہد کبیر تھے۔ آپ تمام زندگی بدعات و رسم و رواج کے خلاف ہر وقت مصروف جہاد رہے اور اعلیٰ کلمۃ اللہ کے لئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ تشہیر و ترویج عیسائیت کے خلاف ہر وقت برسرِ پیکار رہے۔

انگریز نے بھی آپ کے شہید کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ آخر چند خود غرضیوں  
 آپ کو شہید کر دیا۔ چنانچہ آپ حسب معمول ایک رات تلاوت قرآن میں مصروف تھے  
 ایک شقی قلب غدار قوم نے آپ کو شہید کر ڈالا۔ ۳۰ جمادی الاول ۱۳۳۲ھ مزار مبارک  
 موضع خوگیاں افغانستان میں ہے۔

آپ کے دو فرزند ہیں۔ (۱) حضرت الحاج محمد امین خان خوگیاں رئیس شہید افغانستان  
 اولاد (۲) جناب محمد انس جان صاحب مدظلہ

حضرت مولانا محمد کفیل صاحب رئیس جمیعة العلماء افغانستان

ملائے (۱) حضرت مولانا قاضی عبدالرب زیارت کا صاحب نوشہرہ

(۲) حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب صدر مدرس وارا العلوم اسلامیہ چارسدہ

(۳) حضرت مولانا محمد اسرئیل صاحب صدر العلماء ترنگزئی چارسدہ

(۴) حضرت مولانا قاضی صاحب کڑوی ضلع پشاور

(۵) حضرت مولانا قاضی سید عبدالحمیم صاحب اثر افغانی مدظلہ ساکن تحت بانی ضلع

سردان وغیرہ جیسے علماء و فضلاء آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔

وَبِإِذْنِ اللَّهِ التَّوْفِيقِ

از تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد ۲ ص ۲۵۹ بحوالہ روحانی راہبطہ از حضرت مولانا

قاسمی عبدالحمیم صاحب اثر ص ۱۰۱

# شیخ العلماء حضرت مولانا میاں نصیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت ۱۲۲۸ھ کو حضرت مولانا میاں صوفی غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پشاور میں ہوئی۔ حضرت مولانا میاں غلام محمد صوفی رحمۃ اللہ علیہ عالم و فاضل اور بہترین شاعر تھے اور خاندانی طور پر قطب شاہی اخوان تھے۔ آپ نے والد بزرگوار کے علاوہ سرحد کے مشہور علماء سے اور خصوصاً حضرت مولانا محمد احسن پشاوری متوفی بروز ہفتہ ۸ شعبان ۱۲۸۳ھ سے تکمیل کر کے سند فراغت حاصل کی اور مسند تدریس پر جلوہ افروز ہوئے اور محلہ قصہ خوانی میں جامع مسجد کی بنیاد رکھی جس کو مسجد میاں صاحب قصہ خوانی کہتے ہیں۔ آپ کے درس میں سرحد کے علاوہ، کابل، بلخ اور بخارا تک کے طالبان علم فیض یاب ہوئے۔ آپ خاندانی نسبت تصوف میں خاندان قادریہ، نوشاہیہ سے سرفراز تھے۔ آپ تزکیہ نفس کیلئے شیخ الاسلام والمسلمین حضرت اخوان عبدالغفور صاحب قدس سرہ کی خدمت میں سید و شریف حاضر ہو کر تصوف و سلوک کی منازل طے کیں اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ صاحب تصانیف کثیرہ مثلاً مخ الباری شرح صحیح البخاری، اسماء الحسنی کی شرح فارسی میں، کافہ کی مکمل ترکیب، شاطبی پر حواشی لکھے اور کئی دیگر تصانیف ہیں۔ غرض کہ آپکی ذات ستودہ صفات ایک مکمل و اکمل، عالم اہل، عارف کامل، صاحب تصوف و طریقت اور بے نظیر شاعر تھے۔ آپ نے ہر اسی سال بروز جمعہ بوقت عصر ۱۸ رجب ۱۳۰۸ھ کو وصال فرمایا۔ آپ کے تین فرزند تھے (۱) قاضی و مفتی حضرت مولانا میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ حضرت مفتی محمد احسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ محلہ علاقہ گنج کے کوٹلہ رشید خاں میں رہتے تھے  
۲۔ تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد اول ص ۵۸

پانے پچاس سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ (۱۱) حضرت مولانا گل فقیر احمد رحمۃ اللہ علیہ (۱۲) حضرت  
حافظ میاں گل فقیر احمد رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت مولانا گل فقیر احمد صاحب مدظلہ آپ کی ولادت ۱۳۰۱ھ کو قصہ خوانی پشاور میں ہوئی  
والد بزرگوار الحاج علامہ حضرت مولانا نصیر احمد

رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ حضرت حافظ فضل احمد، حضرت حافظ غلام رسول اور حضرت حافظ  
محمد صادق رحمۃ اللہ علیہم سے قرآن مجید حفظ کیا۔ دیگر اساتذہ حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب،  
حضرت مولانا اللہ دین صاحب اور حضرت مولانا قاضی سراج الدین صاحب، حضرت مولانا قاضی  
صاحب بڑھنی اور حضرت مولانا پیر علی شاہ ساکن ڈھکی نعلبندی اور حضرت مولانا محمد الیوب صاحب  
حدث ۱۳۳۵ھ رحمۃ اللہ علیہم جیسے علماء سے تکمیل کی۔ آپکی یہ سند سند کی یعنی ثبت امیری ہے  
آپ اپنے والد بزرگوار کے مرید و خلیفہ تھے، مزید شیخ المشائخ حضرت قبلہ عالم سید  
پیر علی شاہ صاحب قدس سرہ سے مجازہ طریقت تھے۔

آپ کے دو فرزند ہیں۔ (۱۱) حضرت مولانا بشیر احمد صاحب مدظلہ (۱۲) حضرت مولانا  
غلام احمد صاحب مدظلہ، شیر سرحد اور ڈھکی صاحب کے القاب سے ملقب ہیں بلکہ

## حضرت مولانا محمد الیوب صاحب محدث رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت ۱۲۵۰ھ کو حضرت مولانا لطیف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے  
ہاں موضع زخی چارباغ میں ہوئی۔ آپ خاندانی طور پر قبیلہ بے سود سے تعلق رکھتے تھے۔  
آپ نے والد بزرگوار کے علاوہ حضرت مولانا صاحبزادہ اتمان زئی اور مولانا سعید احمد

سہ حاشیہ صفحہ ہذا تذکرہ علما و مشائخ سرحد جلد اول

المشہور کافور ڈھیری مولانا صاحب، حضرت مولانا ڈاگی یار حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہم سے مختلف علوم و فنون کی تکمیل کر کے سند حاصل کی اور جب حرمین الشریفین حاضر ہوئے وہاں کے محدثین سے سند حاصل کی جو سند کی یا ثبت امیری کے نام سے مشہور ہے۔

آپ چار بار حاضر حرمین الشریفین ہوئے اور علم ظاہری و باطنی سے بہرہ ور ہوئے ۱۲۹۰ھ سے ۱۳۲۵ھ تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف اور تفسیر قرآن کا درس دیتے رہے۔ صوبہ سرحد، وزیرستان، قندھار، بخارا، غزنی، ہرات، سوات، باجوڑ کے تمام علاقوں میں آپ کے تلامذہ پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ صاحب تصانیف کثیرہ بھی ہیں۔

ان اوصاف کے علاوہ، آپ غوث وقت شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا اخون عبدالغفور صاحب قدس سرہ کی خدمت میں سوات حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے اور طریقت کے اسباق مکمل کر کے مجاز طریقت ہوئے۔ آپ نے اپنی تصنیف میں خود تحریر فرمایا ہے۔ آپ نے تقریباً ۴۵ سال درسی و تدریسی کے ذریعہ شائقین علوم اسلامیہ چشمہ علم سے سیراب فرما کر بروز چہار شنبہ ۷ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ کو عمر ۸۵ برس وصال فرمایا۔ مزار مبارک موضع زخی چار باغ میں ہے۔ آپ کے تین فرزند تھے۔ ایک کا نام نہیں ملا (۲) حضرت مولانا محمد نعمان صاحب (۳) حضرت مولانا حکیم عبداللہ جان صاحب ساکن اتمان زئی جو مطب میں کام کرتے ہیں۔ آپ کے فرزند جناب مولوی حکیم عبدالباری صاحب مدرس اور طبیب ہیں۔

## حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب پوپلزئی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت ۱۳۱۰ھ ۱۸۹۰ء کو حضرت مولانا مفتی عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پشاور میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب بن حضرت حافظ محمد امین رحمۃ اللہ علیہما کے متعلق حضرت مولانا سید امیر شاہ صاحب مدظلہ تحریر فرماتے

ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۲۸۴ھ میں ہوئی۔ اپنے والد بزرگوار سے حفظ قرآن مجید اور ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ سند حدیث دارالعلوم دیوبند میں تکمیل کر کے حاصل کی۔ اس کے بعد لکھنؤ یرام پور کے جید علماء سے استفادہ کیا۔ کچھ عرصہ دارالعلوم معینیہ جمیر شریف میں صدر مدرس رہے، اس کے بعد وطن واپس آکر مدرسہ جٹاں، دارالعلوم تعلیم القرآن میں صدر مدرس رہے۔ قرآن و حدیث، فقہ اور متقول وغیرہ فنون کی کتابیں پڑھاتے رہے، آپ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مکمل نمونہ تھے۔ اخلاق حمیدہ و کریمانہ کے مالک تھے۔ بزرگوں سے..... بڑی عقیدت سے پیش آتے۔ حضرت آقا سید پرچان صاحب قادری حضرت آقا سید سعید احمد شاہ قادری حضرت مولانا فقیر احمد صاحب میروی خلیفہ شیخ المشائخ حضرت شاہ سلیمان <sup>توسوکی</sup> جیسے حضرات کے عقیدہ مند تھے۔ آپ نے تحریک خلافت میں عملی طور پر حصہ لیا اور صوبہ سرحد کی خلافت کمیٹی کے صدر تھے اور تحریک آزادی شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب خلیفہ حضرت شیخ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی۔ قدس سرہما کے خاص کارکن تھے۔ آپ نے ۱۳۴۸ھ میں وصال فرمایا۔

**اولاد** حضرت میاں عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب مظلہ (۴) حضرت میاں عبدالنصیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۵) حضرت میاں عبدالنصیر رحمۃ اللہ علیہ۔

ولادت باسعادت حضرت مولانا مفتی سرحد  
**حضرت مولانا عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ**  
 عبدالحکیم بن حضرت حافظ محمد امین رحمۃ اللہ علیہما  
 کے ہاں پشاور میں ہوئی۔ آپ کے نانا حضرت مولانا گل فقیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کا تذکرہ پہلے اوراق میں گذر چکا ہے۔  
 آپ کی "بسم اللہ خوانی" حضرت مولانا فقیر احمد صاحب میروی چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے



کراچی تھی۔ آپ نے والد بزرگوار اور علاقہ کے جید علماء سے تعلیم حاصل کی ۱۹۰۸ء میں رامپور کے علماء کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہاں سے دارالعلوم دیوبند میں حاضر ہو کر تقریباً چار سال تعلیم حاصل کرتے رہے ۱۹۱۲ء میں سندِ حدیث حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ آپ فرماتے تھے کہ مجھے فخر ہے کہ شیخ الہند جیسے مجاہد میرے اُستاد ہیں۔

آپ نے شیخ المشائخ مجاہد اعظم حضرت مولانا نجم الدین صاحب عرف بڑے ملاں صاحبِ قدس سرہ سے بیعت ہوئے۔ اسباقِ تصوف کے ساتھ عملی جہاد میں شامل ہوتے رہے۔ ان کے بعد حضرت حاجی فضل واحد ترکزئی قدس سرہ سے وابستہ رہے۔

اس سلسلہ میں آپ نے تقریباً سات سال قید بامشقت پائی تھی۔ حضرت مولانا محمد امیر شاہ صاحبِ قادری مدظلہ تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت علامہ نے اگر سیاست کے میدان میں ظلم و استبداد کے خلاف ایک بہادر نڈر اور انقلابی مجاہد کی طرح سینہ سپر کھڑے ہو کر جہاد فرمایا تو اس کے ساتھ ساتھ علم و ادب اور عرفان کے دریا بھی بہاتے رہے۔ اپنے مکان واقع محلہ گاڑیخان میں تمام دن درس و تدریس جاری رہتا۔ تفسیر و حدیث، فقہ، اصول فقہ، تصوف ہر فن کی کتابیں پڑھاتے تھے منطق، فلسفہ کے ساتھ قاضی اور مفتی بھی تھے۔ اس لئے علاقہ علماء کرام نے آپ کو مفتی اعظم تسلیم کر لیا تھا۔ آپ نے ۵ برس کی عمر میں بروز بدھ ۳۱ مئی ۱۹۴۴ء میں وصال فرمایا۔

**حضرت مولانا مفتی عبد القیوم صاحب مدظلہ** آپ اپنے والد اور بھائی کے شاگرد ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل اور بڑے بھائی حضرت

علامہ مفتی اعظم سرحد مولانا عبد الرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سچے جانشین ہوئے۔ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ سیاست میں عملاً مصروف رہے اور مجلس احرار اسلام کے خصوصی در کرتے اور مجلس احرار اسلام کی پوری تاریخ میں آپ کا نام سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ بعدہ جمعیتہ العلماء اسلام سے وابستہ ہو گئے۔ غرض کہ انگریزوں سے جہاد آزادی کی جنگ لڑی اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور پاکستان کے دورِ مہدین بے دین لوگوں کے خلاف اور خصوصاً قادیانیوں کے خلاف خوب زور سے نبرہ آزماء رہے۔ جزاکم اللہ فی الدارین خیراً

## حضرت شیخ مولانا شاہ فضل اللہ آبادی قدس سرہ

ولادت باسعادت ۱۲۲۰ھ کو بمقام فتحپور منسودہ میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار، بزرگان، مشائخ کے خاندان سے تھے۔ آپ نے حضرت مولانا محمد باران صاحب خلیفہ حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی قدس سرہ سے سنا کہ حضرت خواجہ قدس سرہ اکثر مریدوں کو فرمایا کرتے تھے کہ اگر آپ میں سے کسی کو غوث زمانہ دیکھنا مطلوب ہو تو سوات پیر جانا چاہیے وہاں حضرت اخوند عبد الغفور صاحب قدس سرہ غوث زمانہ ہیں، حضرت، آفتاب درخشاں کی طرح بلاد افغانستان میں مشہور ہیں۔ آپ کے کرامات، و حرق عادات کے تذکرے کوچہ و بازار میں ہو رہے ہیں۔ اطراف و اکناف کے طالبین حسن ارادت سے، آپ کے دائرہ بیعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ آپ کی بیعت کا دائرہ نہایت وسیع ہے۔ باشندگان افغانستان آپ کو دارین کا بادشاہ مانتے ہیں۔ مساجد میں بروز جمعہ آپ کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا ہے افغانستان آپ کو ملقب بخلیفہ کرتے ہیں۔ دیہات و قصبات و بلاد میں قاضی و مفتی و محاسب آپ کی جناب سے مقرر کئے جاتے ہیں۔ شرع کا لحاظ مد نظر رکھتے اور اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو لازم واجب جانتے ہیں۔

آپ نے خواب میں گھوڑے پر سوار ہو کر دریا ذخار عبور کیا۔ اس وقت کے مشہور بزرگ حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۸۸ھ خلیفہ حضرت خواجہ تونسوی قدس سرہ نے تعبیر فرمائی کہ گھوڑے سے مراد سفر ہے اور دریا سے مراد بہت بڑے بزرگ ہیں۔ بہر حال آپ سوات حاضر ہو کر حضرت اخوند صاحب قدس سرہ سے مجاز طریقت ہوئے۔

اس کے بعد ریاست باندہ پیچھے وہاں کارنیل لو اب علی بہادر والی باندہ آپ کا عقیدت مند تھا لیکن اس کے خلاف شرع کاموں کی وجہ سے دکن تشریف لے گئے۔ نظام الملک پنجم جناب افضل الدولہ کے عہد حکومت میں کچھ عرصہ کے بعد واپس وطن ہوئے۔ دوبارہ دکن ۱۲۹۱ھ میں کچھ عرصہ کے بعد، واپس وطن تشریف لے گئے۔ پھر سہ بارہ آپ ۱۳۰۶ھ میں دکن تشریف لے گئے۔ اعلیٰ حضرت میر محبوب



رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تھے۔ اور وہیں انتقال ہوا۔ شاہ صاحب موصوف کے ایک خلیفہ حضرت شاہ  
 برصاحب بہاری رحمۃ اللہ علیہ جو ایک کامل درویش تھے حضرت اخوند صاحب قدس سرہ کی زیارت سے  
 لائے تھے۔ اپنے پیر کے مزار کی مجاورت میں وہیں مقیم ہو گئے۔ جن سے کئی محضرات نے فیض حاصل کیا اور  
 سے لوگوں کے دلوں میں آپ کے فیض صحبت سے اہل اللہ کی محبت پیدا ہوئی۔ اور کتب تصوف کے مطالعہ کا  
 ایسا زوال نہیں ہوا۔ ایک شجرہ طریقت فارسی زبان میں منظوم تحریر فرمایا۔

## حضرت شیخ مولانا سعد اللہ صاحب المعروف کلامستان قدس سرہ

ولادت باسعادت جناب حمید اللہ خان مرحوم کے ہاں موضع رگیا علاقہ بنیر میں ہوئی۔ آپ یوسف زئی  
 دلی شاخ نور می زئی۔ ابائی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے دو سرے بھائی زرداد خان، پہلوان اور بہت  
 آپ نے تحصیل علوم کے بعد یادوران تحصیل علوم حضرت شیخ مولانا اخون عبدالغفور صاحب سوات قدس سرہ  
 یت ہوئے۔ سلسلہ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ اسباق طے کرنے کے بعد خلافت و اجازت سے مشرف  
 آپ عالم باعمل، متقی، پرہیزگار، صاحب درس و تدریس، صاحب ارشاد و تلقین، صاحب عبادت و  
 تہجد۔ اپنے شیخ کی زیرِ کمان اور ان کے وصال کے بعد انگریزوں سے جہاد میں مشغول رہتے تھے۔  
 ۲۲ جولائی ۱۸۹۶ء میں آپ اور آپ کے پیر بھائی مخصوصاً حضرت شیخ مولانا پالام ملا صاحب قدس سرہ  
 الائنڈ پر حملہ کیا تھا۔ جس میں آپ نے داد شجاعت دیا تھا۔ ۱۲ اکتوبر تک انگریزوں کا ظلم اور بربریت کرتے  
 ۱۷ اور ۱۸ ستمبر کے بعد حضرت شیخ بڑے ملا صاحب قدس سرہ۔ ورہ ریت کے قریب انگریزوں پر حملہ  
 ہوئے۔ آپ نے اپنے شیخ زادہ حضرت مولانا عبدالودود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بہت ہر قسم کی مدد دی تھی  
 واللہ اعلم۔ نوٹ: یہ سرور فقیر کے لقب سے بھی ملقب تھے۔ یعنی دو سر والا فقیر۔

## باب ہشتم

### سلسلہ عالیہ قادریہ چندیہ غفریہ رحمیہ قدس اللہ سرہ

یہ سلسلہ اولیسیہ طور پر حضرت شیخ کبیر الدین شاہ دولہ گجراتی پنجابی قدس سرہ متوفی ۷۸۰ھ کو حضرت شیخ سید السادات سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی روحانیت سے اولیسی طور پر ہوا۔ اولیسیہ یعنی حضرت سیدنا اولیس قرنی تابعی رضی اللہ عنہ کے نام مبارک کی نسبت ہے جیسے انہوں نے غائبانہ طور پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا اور تمام زندگیاں اور زیارت نصیب نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک اور صحابی کے مبارک درجہ پر نہ پہنچ سکے۔ اور محروم رہے اور یہ نسبت ایسی قومی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کو فرمایا کہ ان کی زیارت کریں۔ اور ان سے اپنے حق میں اور امت کے لیے دعا کریں۔

ایسے ہی حضرت شیخ خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ کو یہ نسبت حاصل تھی جو سلسلہ نقشبندی میں مشہور و معروف شیخ طریقت ہیں اور ایسے ہی حضرت شیخ ابوالحسن علی قرقانی قدس سرہ کو حضرت شیخ بایزید بسطامی قدس سرہ سے تھی اور بہت سے مشائخ کو یہ نسبت حاصل ہوئی رہی۔ حضرت شیخ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ متوفی ۱۱۶۶ھ مطابق ۱۷۵۳ھ نے انقاس العارفین میں جو کہ اپنے والد بزرگوار کے ملفوظات میں تصنیف فرمائی ہے۔ اپنے والد حضرت شیخ مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہ متوفی ۱۱۳۱ھ کی نسبت اولیسیہ اُن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرت سیدنا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے

ت کی روحانیت سے حاصل ہوئی مفصل تحریر فرمائی۔  
 ایسے ہی ہمارے پیر و مرشد قطب الاقطاب حضرت شیخ مولانا عبدالقادر صاحب رئے پوری  
 سرہ متوفی بروز پچنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ اپنے استاد صاحب حضرت مولانا محمد غیل  
 ب بھرتھوی بن حضرت مولانا قاسم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہا متوفی ۱۳۲۹ھ  
 ۱۳۸۲ھ کا واقعہ بیان فرمایا کہ آپ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی زیارت کے لیے پیدل جا رہے  
 تھے قافلہ سے بچھڑ گئے اور پیاس کی وجہ سے بیہوش ہو کر گر گئے۔ اسی حالت میں حضور صلی  
 علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا امیر المؤمنین علی  
 رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ ان کو بیعت کر لو اور سلسلہ قادریہ کا ذکر تلقین کرو۔ انہوں نے تعمیل  
 کی اور اس حالت میں سن رسیدہ بدوی عورت نے تربوز کا پانی یا پینے کا پانی قطرہ قطرہ  
 میں ڈالا جب ہوش آیا تو دیکھا کہ ان کا سر ایک بوڑھی عورت کے زانوں پر ہے۔ پہلا  
 یہ فرمایا کہ تم نامحرم ہو اپنے زانوں کو میرے سر سے ہٹا لو۔ آپ نے ذکر شروع کر دیا۔ دالپی پر  
 رب اور استغراق کا غلبہ ہوا۔ چھ ماہ تک یہ حالت رہی اس کے بعد جذب و استغراق سے  
 ہر گزے بیڑا رجوع خلائی ہوا۔ غرض کہ یہ نسبت اکابر اولیاء عظام اور مشائخ کرام میں رائج ہے۔

۱۔ الفانس العارفین ص ۳ تا ص ۴۲ ۲۔ ملفوظات حضرت اقدس مولانا شاہ  
 عبدالقادر صاحب اقدس سرہ حضرت مولانا علی احمد صاحب بہاولنگر رحمۃ اللہ علیہ  
 و حضرت مولانا محمد سعید احمد صاحب مدظلہ ڈونگہ لونگہ

# شیخ المشائخ حضرت شیخ کبیر الدین شاہ دولہ قادری مہروردی

ولادت باسعادت قریباً ۹۸۹ھ مطابق ۱۵۸۱ء میں جناب عبدالرحیم خان لودھی کے ہاں ہوئی۔ جو شہنشاہ ہند سلطان بہلول خاں لودھی مرحوم کے خاندان سے تھے۔ سلطان ابراہیم لودھی مرحوم کے پوتے تھے۔ اور والدہ ماجدہ بی بی نعمت خاتون مرحومہ جناب غازی خان بن سلطان سارنگ لکھنؤ مرحومہ تھیں۔ سلطان سارنگ مرحوم نے خاں باغی کو پناہ دی تھی۔ سلطان سلیم خان بن سلطان شیر شاہ سوری متوفی ۹۶۰ھ و ۹۶۳ھ نے حملہ کیا۔ رہتاس کے مقام پر لڑائی ہوئی۔ جس میں سلطان سارنگ مارا گیا اور آپ نانا اور والدہ کو قیدی بنا کر دہلی لایا گیا۔

جب شہنشاہ ہند ہمایوں دوبارہ تخت دہلی پر قابض ہوا ۹۶۳ھ مطابق ۱۵۵۵ء تو اس نے اس پاکدامن کا نکاح اپنے ایک سپاہی یا داروغہ شاہی جناب عبدالرحیم خان لودھی مرحوم سے کر دیا جو مردِ زمانہ کی وجہ سے شاہی ملازمت میں تھے۔ جس کے بطن سے حضرت کبیر الدین شاہ دولہ گجراتی پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت کے بعد اسی سال والد بزرگوار انتقال کر گئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ واپس رہتاس تشریف لے گئیں۔ چونکہ قید کے زمانہ میں وہ بالکل نو عمر تھیں۔ اس لیے وطن کے لوگوں نے انہیں نہ پہچانا۔ وہ انتہائی کس مہر سی حالت میں تھیں۔ کہ کوئی پرسان حال نہ تھا۔ ایک نزدیکی گاؤں سیلہ اور کالانامی میں چلی پھر کر اور لوگوں کی خدمت گزاری کر کے اپنا اور بچے کا پیٹ پالتیں رہیں۔ انہیں مصائب و آلام میں پانچ سے نو سال اس عارف نے گزار کر اپنے اللہ کو پیاری گئیں۔ اس کے بعد آپ کا کوئی پرسان حال نہ رہا۔ راہ گروں اور دوسرے لوگوں سے بھیک مانگ کر گزارہ کرنے لگے۔

اسی حالت میں سیالکوٹ شہر تشریف لے گئے۔ وہاں ایک ہندو مہتہ کھیم چندوڈ سے ملاقات ہوئی۔ اس نے آپ کی ذہانت اور خوش خلقی۔ امانت و دیانت دیکھ کر اپنے پاس رکھ لیا۔ چونکہ وہ لادہ تھا۔ اس نے آپ کو اپنا مہتمی بنالیا۔ ضروری تعلیم

حساب کتاب کی تعلیم دلوائی۔ دوسری روایت کی بنا پر آپ کو کسی شقی القلب نے کسی  
ہندو کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ بہر حال اس ہندو نے جوانی کے زمانہ میں قانون گوں  
کے نوشتہ خانہ کا داروغہ بنا دیا گیا۔ اسی زمانہ میں حضرت شیخ سید اسرمت سہروردی کی  
خدمت میں موضع سنگھوئی حاضر ہوئے۔

دوسری روایت میں آتا ہے کہ انہی دنوں حضرت شیخ سید اسرمت سہروردی  
قدس سرہ سیالکوٹ تشریف لائے اور سندھوؤں کے طویلہ میں قیام فرما ہوئے جہاں آپ  
کامزار ہے۔ اور آج کل مشن سکول کا ہسٹل ہے۔ اٹس کے مغرب میں ہے۔ وہیں  
آپ کی پہلی حاضری ہوئی۔ اور وہیں کے ہو رہے۔ اور قریباً بارہ برس تک عبادت  
دریاضت اور مجاہدات اور ذکر و شغل سہروردیہ میں مشغول رہے اور ساتھ ہی ساتھ  
خاتقاہ کی خدمت اور محنت و مزدوری اور گدائی جیسے سخت مجاہدے کرائے اور علمی  
تربیت فرمائی۔ بازید سیالکوٹی کی حویلی میں کام پر لگوا یا۔ ساری مسجدوں میں پانی بھرنے اور  
کھاری پانی والے کنوئیں کو خس و خوار سے خالی کر کے میٹھا پانی نکالنے کو فرمایا۔ غرض کہ محنت  
و مشقت اور مجاہدات دریاضات کے ساتھ ساتھ کرائے اور آپ سے تلاوت کلام اللہ سنتے تھے۔

جب حضرت سید اسرمت سہروردی قدس سرہ کے وصال کے وقت قریب آیا۔ تو  
اپنے خاص مقرب مرید و خادم حضرت مولکھویا منگھوپر رحمۃ اللہ علیہ کو تین مرتبہ طلب فرمایا۔ جو کسی  
خاص مجبوری کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے۔ آپ ہی دو مرتبہ حاضر ہوئے۔ آخر تیسری بار فرمایا  
ہر کر! مولادہر۔ شاہ دولہ گردو۔ یعنی جسے دے اور دلائے مولا۔ ہو جاوے شاہ دولہ۔

بس سب کچھ آپ کے سپرد فرما کر اپنا نائب بنایا اور دُعا فرمائی اور واصل بحق ہوئے  
عمر ۸۰ یا ۹۰ سال ۱۵۱۵ھ میں مزار مبارک مشن سکول کے ہسٹل کے مغرب میں ہے جس کے بعد  
پر جذب کا غلبہ ہوا۔ جو ایک عرصہ تک رہا۔ آپ اکثر وقت دیرانوں اور جنگلوں میں گزارتے  
دنیا اور دنیا و مافیہا سے علیحدہ رہتے، اہل حاجت، آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور دینی  
اور دنیاوی مقاصد میں کامیاب ہوتے۔ یہ تقریباً دس سال تک حالت رہی۔



اس کے بعد مرشد کے ارشاد کے مطابق ۱۰۲۲ھ کے بعد گجرات کی طرف زیادہ متوجہ ہوئے اور قریباً ۱۰۲۵ھ میں مستقل قیام فرمایا۔

آپ کو شیخ المشائخ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے بہت زیادہ عقیدت تھی۔ جس کی وجہ سے روحانی طور پر ایسی نسبت نصیب ہوئی اور سلسلہ قادریہ میں ذکر اذکار کی تلقین کا حکم ہوا اور یہی آپ کے سلسلہ میں رائج ہے۔

**سبق اول** نفی اثبات لا الہ الا اللہ ایک سے گیارہ تسبیح اور حسب استعداد اور ہر سو کے بعد مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دوسرا اثبات لا الہ الا اللہ۔ اِلَّا اللہ۔ اِلَّا اللہ۔ اِلَّا اللہ۔ ایک سے پانچ سو اور گیارہ سو تک ہر سو کے بعد مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔ سبق سوم مراقبہ۔ اسم ذات آنکھیں بند کر کے زبان تالو سے لگا کر جو کہ حرکت بالکل نہ کرے۔ منہ قبلہ کی طرف کر کے دو زانوں بیٹھے۔ صرف تصور سے اور خیال کرے کہ میرے دل سے اللہ اللہ کی آواز آرہی ہے اور میں سن رہا ہوں۔

سبق چہارم۔ اسم ذات اللہ۔ ہر سو کے بعد جَلَّ جَلَالُہٗ وَاَعْمَ نَوَالُہٗ۔ پانچ سو بار سے چار ہزار تک۔ سبق پانچواں۔ ہُو ہر سو کے بعد جَلَّ جَلَالُہٗ وَاَعْمَ نَوَالُہٗ۔ چھٹا سبق۔ اللہ ہُو ہر سو کے بعد جَلَّ جَلَالُہٗ وَاَعْمَ نَوَالُہٗ۔ ساتواں سبق۔ ہُو اللہ اللہ کی پر وقف ضروری کریں۔ آٹھواں سبق۔ اَنْتَ الْہَادِیُّ اَنْتَ الْحَقُّ لَیْسَ الْہَادِیُّ الْاٰھُو۔ نالواں سبق۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِہٖ

۱۔ سوانح حیات حضرت شاہ ولی گجراتی قدس سرہ۔ ۲۔ سلسلہ طریقہ قادریہ صفحہ ۵-۶۔  
مصنفہ حضرت حاجی محمد امین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجاہد آباد۔

وَعِزَّتِهِ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُومٍ لَكَ

نفی اثبات کو ناسوت بھی کہتے ہیں لَا مَعْبُودَ إِلَّا اللَّهُ۔ (۲) اثبات ذکر ملکوتی بھی کہتے اور قبلہ شریف کی حاضری کا تصور اور لَا مَعْبُودَ إِلَّا اللَّهُ۔ (۳) اسم ذات کو ذکر لَا هُوت۔ بھی کہتے ہیں (۴) اللَّهُ هُوَ ذکر عروجی (۵) هُوَ اللَّهُ کو ذکر نزولی کہتے ہیں (۶) أَنْتَ الْهَادِي تمام کو ذکر عجز و نیاز کہتے ہیں۔ (۷) دُودِ شَرِيفِ رَوْضَةِ مَبَارَكِ حَضْرَتِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا تصور کر کے پڑھے کہ میں روضہ مبارک پر حاضر ہوں اور میرے شیخ بھی حاضر ہیں اس تصور سے ایک سے گیارہ سو تک پڑھے۔ وغیرہ طریقہ قادریہ کے اسباق کی تعلیم فرماتے جو کہ سلسلہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ غفور ربہ رحیمیہ وغیرہ سلاسل میں جاری ہے۔

آپ مشرباً حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ حنفیہ پر تھے۔ غرض کہ اُن روشن ضمیر بزرگوں اور مشائخ میں سے تھے جن کے نفوس قدسیہ نے برصغیر پاک و ہند کے کروڑوں انسانوں کے قلوب کو معاصی کے لہجے سے صاف کر کے وہ جلا بخشی کہ وہ ذرہ سے آفتاب بن کر کائنات کو منور فرمایا۔ اور ہر قسم کے شان و شوکت سے بے نیاز ہو کر ہندو پاک کے گوشہ گوشہ میں پہنچ کر افراد الحاد، شرک و بدعت اور رسوم بد کو مٹاتے ہوئے۔ اسلام کے نور سے منور کر دیا۔

آپ کے مقام تصوف سلوک، شریعت و طریقت کے متعلق، صاحب معارج البولات اور معجز الواصلین، خزینۃ الاصفیاء اور سکینۃ الاولیاء وغیرہ کتابوں کے مؤلفین حضرات اس بات کی تائید فرماتے ہیں کہ آپ اپنے وقت کے جلیل القدر عارف، کامل اور ممتاز تاریخی شخصیت تھے۔ آپ کا گھرانہ اور خاندان، علم و عمل اور علم و فضل کا مرکز تھا، عربی، فارسی پر بڑا عبور تھا۔ اور مطالعہ وسیع تھا اور آپ کا فلسفہ حیات صوفیانہ اور بصیرت عارفانہ تھی۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ خدا سے انسان کا جذباتی رابطہ ہے اور یہ ایک **ارشادات** ایسا جذبہ ہے جو اپنی خودی کو محبوب حقیقی کی ذات میں مدغم کر کے اس سے مکمل وصال حاصل کرنے کی سعی کرتا ہے۔ عرفا اس وصال حقیقی کے ذریعہ ہی، حقیقت کے ذریعہ ہی حقیقت الحقائق تک پہنچے ہیں اور اس کی معرفت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ اس ازلی، ابدی حقیقت کا ادراک محض عقل کے ذریعہ ممکن نہیں۔

آپ کی خدمت میں ایک دفعہ سید حسن گیلانی پشاور می قدس سرہ متوفی ۱۵۱۵ھ فرزند ارجمند حضرت سید عبداللہ شاہ گیلانی قدس سرہ متوفی ۸۴۰ھ۔ اپنے والد بزرگوار کے وصال کے بعد جب ملاقات کے بعد اجازت چاہی۔ تو فرمایا اے سید صحبت بس غنیمت است کہ باز میسر نیست۔ شمارا میں جہاں بخشیدہ و ماراں جہاں طلبیدند۔ یعنی اے سید صحبت یہی غنیمت ہے۔ کہ دوبارہ میسر نہیں ہوگی۔ تم کو یہ جہاں بخشا اور مجھے اس جہاں میں طلب فرما رہے ہیں۔

آپ کا حلقہ ارادت بہت وسیع تھا۔ مسلمانوں کے سوا غیر مسلم بھی حاضر ہوتے اسلام سے مشرف ہوئے۔ مریدین، متوسلین دور۔ دور پھیلے ہوئے تھے۔ جموں، کشمیر، لوچھ، صوبہ سرحد۔ سوات۔ مالاکنڈ اچینی۔ کافرستان اور ہندوستان کے دور دراز علاقوں تک کے لوگ پروانہ دار حاضر ہوتے۔

آپ کی فیاضی و سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جو کچھ خزانہ غیب سے آتا۔ بے حساب غریبوں

اور مسکینوں، بیواؤں، محتاجوں، فقراء، یتیموں، اندھوں، لنگڑے، بیمار معذور، وغیرہ حضرت کو دو وقت کا کھانا کھلاتے۔ بے سہاروں کا سہارا دیتے۔ خاص طور پر ان یتیم بچوں سے پیار فرماتے جو اپنے والدین کی شفقتوں سے محروم ہوتے۔ وہ آپ کے پیار و محبت و شفقت سے ایسے مانوس ہوتے کہ ماں باپ کی شفقتوں کو بھول جاتے اور ایسے ہی رفاہ عامہ کے کام بڑے شوق سے سرانجام فرماتے۔ مسجدیں آباد فرماتے، کنوئیں، تالاب، پل، راستہ اور ٹرکس تعمیر کرائے جو آج تک موجود ہیں اور لوگ دیکھ کر شاہی عمارتیں سمجھنے لگ جاتے ہیں۔

صاحب عبادت و ریاضت، مجاہدہ، صاحب حال و قال اور صاحب شریعت و طریقت صاحب کرامات و کمشورات و تصرفات بزرگ تھے۔

آپ نے پیر و مرشد کے وصال کے بعد تقریباً ستر سال تک تبلیغ و اشاعت سلسلہ میں مصروف رہ کر ۱۰۸۵ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک شہر گجرات میں مشہور ہے۔ آپ کے اسم گرامی کے نام سے دروازہ شاہ دولہ بھی مشہور ہے۔ کسی نے تاریخ وصال کہی ہے کہ

بتوحید آل عارف حق گزیدہ  
بگو شاہ دولہ بخت رسیدہ

۱۰۸۵ھ و ۱۶۶۶ء

صاحب خزینۃ الاصفیاء میں قطعہ تاریخ ہے کہ

چوں شاہ دولہ با عزت و جاہ	ز دنیا رفت در فردوس شاداں
بسرور شد اند تاریخ وصالش	کہ شاہنشاہ دولہ قطب دوراں
ایضا ولی اللہ دولہ کہ از دوست بود	بذکرش شب در روز ہم دست بود
خود خواست از وصالش خبر	سر و شش بگفتہ، خدا دوست بود

۱۰۸۵ھ و ۱۶۶۶ء

۱۱، حضرت شیخ شاہ بہاؤ الدین عرف بہاؤن قدس سرہ  
۱۲، حضرت شیخ شاہ منور الہ آبادی قدس سرہ از مشائخ سلسلہ ہند

(۳) حضرت شیخ شاہ امان اللہ قدس سرہ مصنف کرامت نامہ

(۴) حضرت شیخ شاہ امان اللہ ثانی قدس سرہ

## حضرت شیخ شاہ بہاؤ الدین عرف شاہ بہاؤن گجراتی قدس سرہ

شاہ دولہ گجراتی قدس سرہ کے خادم خاص اور خالقاہ کے سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کافی عرصہ حاضر خدمت رہے آخری وقت بڑی عنایت و شفقت سے فیوض و برکات سے مالا مال فرمایا۔ آغوش میں لے کر توجہ دے کر نسبت خاصہ سے مشرف فرمایا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد اپنے پیر و مرشد کے نقش قدم پر گامزن ہوئے۔ شریعت و طریقت، تزکیہ نفس و قلب میں مشغول ہوئے۔ ہزار ہا انسان آپ کی تعلیم و تربیت اور توجہ کاملہ سے وصول الی اللہ تک پہنچے۔ آپ نے ۱۰۸۰ھ مطابق ۱۶۹۶ء میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک پیر و مرشد کے جوار میں ہے۔ قطعہ تاریخ وصال شہ

نہ جام عشق مست آن شاہ مجاہد  
بیدارم چوں گشت مشتاق حق  
چوں رحلت کرد از دنیا بعقبی!  
کہ تاریخش بگو گفتار کہ ایں است  
کہ زنداں در جالبش در سجودے  
دخارش از چمن رضوان و دیدے  
مردم با خبر گفت و شنیدے  
وصالش شد بحق دل دیدے

(۱) حضرت شیخ قائم شاہ (۲) حضرت شیخ ایزد بخش (۳) حضرت شیخ احمد بخش  
(۴) حضرت شیخ کرم شاہ (۵) حضرت شیخ حیات شاہ بروایت (۶) مراد بخش رحمۃ  
اللہ علیہم اور چھٹا نام حضرت شیخ عزت شاہ ملتا ہے۔ جیسے جناب فرزند علی خلف الرشید  
پیر سردار شاہ خلف الرشید عزت شاہ خلف الرشید حضرت شیخ پیر بہاؤن شاہ رحمۃ اللہ  
علیہم انہوں نے کرامت نامہ کا نسخہ ۲۲ مئی ۱۹۲۲ء میں نقل فرمایا تھا۔

اور سجادہ نشینوں میں حضرت پیر بخت شاہ نے بھی ایک کرامت نامہ کا ترجمہ لکھا ہے

۳۰۹ ص میں اور درج ذیل اپنا شجرہ طریقت لکھا ہے نہ

میں مسکین غریب بے چارہ	نام نجف شاہ اوگن ہارا
مرشد راہ دکھایا سارا	ہو یا فضل الہی دا
مرشد میرا ولی مکمل	ولی فضل شاہ درجہ فضل
پورا سارا کامل اکمل	بر سے نور الہی دا
جس دا مرشد شاہ ہدایت	ہر دم اُس تے کرے عنایت
مالک ہے جو کل ولایت	افضل نام بلائی دا
حضرت میراں افضل اعلیٰ	جیندا درجہ سب تھیں بالا
پہلا خادم قسمت والا	شاہ دولہ دریائی دا
مینہ روشن صدر صفائی	مرشد کل لوکائی دا
حضرت شاہ سیدا نورانی	دسیا جس نے راہ حقانی
حضرت دولہ دا دل جانی	لقب دتا دریائی دا

آپ کے پیرو مرشد حضرت شیخ سیدنا شاہ سیدا سرمست مرید  
سلسلہ سہروردیہ | شاہ مونگا - مرید شاہ کبیر - مرید شہر اللہ - مرید شیخ یوسف

مرید شیخ بہمان الدین - مرید شیخ صدر الدین - مرید شیخ بدر الدین - مرید شیخ اسماعیل  
قریشی - مرید شیخ صدر الدین راجن قتال - مرید شیخ رکن العالم رکن الدین ابوالفتح ملتانی  
مرید شیخ صدر الدین محمد عارف مرید شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی، مرید شیخ شہاب الدین سہروردی  
مرید شیخ ابونجیب .... سہروردی - مرید شیخ المشائخ حضرت شیخ ضیا الدین عبد القادر سہروردی  
قدس اللہ سرہم - آگے سلسلہ کبرویہ جنیدیہ مشہور ہے لہ

لہ تذکرہ شاہ دولہ ۹۲ تا ۹۶

## حضرت شیخ شاہ منصور قادری الہ آبادی قدس سرہ

آپ حضرت شیخ کبیر الدین شاہ دولہ دریائی گنج گجراتی قدس سرہ کے مرید خلیفہ اور مجاز طریقت و حقیقت اور سجادہ نشین تھے۔ اور صاحب سلسلہ بزرگ تھے۔ آپ تقریباً سولہ سال حاضر خدمت رہے۔ آپ نے الہ آباد اور اُس کے گرد و نواح میں سلسلہ کی اشاعت و تبلیغ و ارشاد و تلقین میں بے حد کوشش فرمائی۔ متبع سنت۔ متقی پرہیزگار تجرید و تفرید میں یگانہ بزرگ تھے۔ آپ نے عبادت و ریاضت و مجاہدہ، ارشاد و تلقین میں تمام زندگی گزارتے ہوئے قریباً ۱۱۹۹ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک قریب باغ رانی والا الہ آباد میں ہے۔

(۱) حضرت شیخ شاہ عالم دہلوی قدس سرہ (۲) حضرت شیخ شاہ عبد الکریم خلیفہ اساتذہ قدس سرہ قطب الدارین عرف ملا فقیر اخوان المولود ۱۱۴۲ھ شہر گجرات، بیعت ۱۱۶۵ھ ماہ ذی قعدہ میں ہوئے۔ خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے مصطفیٰ آباد رامپور میں خانقاہ قائم فرمائی۔ آپ کے مریدین و توسلین اب بھی نکیئہ ضلع کجنور صوبہ آگرہ، روہیل کھنڈ بھارت میں ہیں اور نکیئہ کے قاضیوں کا خاندان اسی سلسلہ میں منسلک ہے۔ آپ نے ۱۲۰۶ھ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک رام پور میں ہے۔

## شیخ المشائخ حضرت شیخ شاہ عالم دہلوی قدس سرہ

آپ حضرت شیخ شاہ منور الہ آبادی خلیفہ حضرت شیخ شاہ دولہ دریائی گجراتی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور اسباق سلسلہ قادریہ حاصل کر کے ذکر و اذکار میں مشغول ہو گئے۔ جب منازل سلوک طے ہو گئیں تو خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔

اس کے بعد آپ نے دہلی میں خانقاہ قائم فرمائی۔ جس کا سلسلہ آج تک برابر جاری ہے۔ آپ کے خلفاء میں حضرت شیخ احمد ملتانی قدس سرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں

## شیخ المشائخ حضرت شیخ احمد ملتانی قدس سرہ

آپ کے اجداد سے کوئی بزرگ ملتان سے وارد پشاور ہوئے تھے۔ آپ دہلی حاضر ہو کر حضرت شیخ شاہ عالم قادری دہلوی قدس سرہ سے بیعت سے مشرف ہوئے اور عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہو گئے۔ جب تصوف و سلوک کی منازل طے ہو گئیں۔ تو حضرت شیخ شاہ عالم دہلوی قدس سرہ نے خلافت و اجازت سے مشرف فرمایا۔ غالباً ۱۱۸۰ھ میں، چونکہ آپ کی استعداد بہت بلند تھی اور طلب حق اور عشق نے اور بھر طے کیا۔ لاہور حاضر ہو کر حضرت شیخ سعدی بلخاری لاہوری قدس سرہ خلیفہ شیخ المشائخ حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہ سے سلسلہ نقشبندیہ، قادریہ مجددیہ میں مجاز طریقت ہوئے۔ اور مزید طلب باقی تھی حضرت شیخ کے دوسرے خلیفہ حضرت شیخ سید عبداللہ المعروف حاجی بہادر کوہاٹی قدس سرہ سلسلہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ



میں مجاز ہوئے۔ گویا آپ بہت سے مشائخ سے فیض یاب ہوئے۔  
 صاحب عبادت و ریاضت و مجاہدہ اور صاحب کشف و کرامات و تصرفات بزرگ تھے  
 آپ کے سلسلہ میں مشہور و معروف شیخ طریقت حضرت شیخ جنید پشاورمی قدس سرہ  
 ہوتے ہیں لے

حضرت شیخ مولانا حافظ عبد العزیز صاحب المعروف سید بابا قدس سرہ اس سلسلہ  
 قادریہ کو نقل کر کے طالبین کو عنایت فرماتے تھے اور وہ شیخ الاسلام حضرت شیخ جنید پشاورمی  
 قدس سرہ کے تذکرہ میں درج کیا جاتے گا۔

### سلسلہ عالیہ، قادریہ، معصومیہ، جنیدیہ نمبر ۳

شیخ الاسلام الحافظ القاری حضرت شیخ جنید پشاورمی قدس سرہ نے شیخ المشائخ حضرت  
 شیخ سید محمد معصوم شاہ صاحب قادری قدس سرہ سے نسبت خاصہ حاصل کی۔ اسی کو  
 ہمارے مشائخ کے سلاسل میں رسالہ التوحید کے اضافہ میں اور رہنمائے طریقت میں حضرت  
 مولانا اشتیاق احمد صاحب۔ دیوبندیؒ نے درج فرمایا ہے۔ اور سلسلہ قادریہ میں  
 حضرت مولانا الحاج محمد امین صاحب خلیفہ اکبر حضرت شیخ حاجی ترنگنزی قدس سرہ نے تیسرے  
 نمبر ۳ پر تحریر فرمایا ہے۔ اس لیے ہمارے مشائخ کو بواسطہ حضرت شیخ حافظ محمد صدیق صاحب  
 عرف بشاؤنی بابا قدس سرہ یہ نسبت حاصل ہوئی تھی

لے جناب قاضی عبد الحلیم صاحب اشراف خانی و حضرت مولانا محمد ایوب صاحب پشاورمی  
 رحمۃ اللہ علیہ و حضرت مولانا عبد الجلیل صاحب مدظلہ کہ بوعنہ اور حضرت مولانا قاضی حبیب الحق  
 صاحب پرمولی تحصیل صوابی، لے رسالہ التوحید صفحہ ۸ رہنمائے طریقت (لقبہ اگلے صفحے پر)

یہ سلسلہ شیخ المشائخ حضرت شیخ ابو محمد محی الدین سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے ایک اور خلیفہ حضرت شیخ سید احمدستان قدس سرہ سے جاری ہوا۔ ان مشائخ کرام کا تذکرہ کسی تذکرہ اور کسی تاریخی دستاویزات میں نہیں پایا گیا۔

جناب حضرت مولانا قاضی سید عبدالحکیم صاحب اثر افغانی مدظلہ نے حضرت شیخ سید عبدالرزاق وادان سید زین وادان سید میر سران قدس سرہم سے مراد لیتے ہیں حضرت شیخ عبدالرزاق گیلانی اچوی بن حضرت سید زین الدین اچوی بن سید عبدالقادر ثانی اچوی بن حضرت شیخ میر میراں شاہ محمد غوث گیلانی علیہ اچوی قدس سرہ اور نیچے حضرت شیخ سید غیاث الدین قدس سرہ کو حضرت شیخ سید عبدالقادر گیلانی اچوی قدس سرہ کا خلیفہ لکھتے ہیں اور حضرت سید بہاؤ الدین قدس سرہ متوفی ۹۲۱ھ خلیفہ حضرت شیخ ابوالعباس سید احمد شریف شافعی گیلانی قدس سرہ خلیفہ و فرزند حضرت شیخ سید ابی احمد جلی و مغربی قدس سرہ وغیرہ کو مراد لیتے ہوئے لکھتے ہیں جس کی کوئی سند آج تک ہمیں نہیں ملی۔ یہ حضرات دو علیحدہ علیحدہ سلسلوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

## شیخ المشائخ حضرت شیخ شاہ خیر الدین صاحب قادری قدس سرہ

آپ سلسلہ قادریہ کے مشائخ سے ہیں۔ حضرت شیخ سید غیاث الدین قادری قدس سرہ کے خلفاء میں سے صاحب سلسلہ بزرگ تھے۔ آپ نے موضع خیر و خیل تحصیل ضلع کمبل پور

صوفی سلسلہ طریقہ قادریہ نمبر ۵ و جناب محراب شاہ ولد حبیب شاہ صاحب مدظلہ چیراالی مدرس درمگاہ مسجد شاہ معصوم محلہ شاہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ پشاور شہر۔ و مراۃ الاولیاء حضرت شیخ محمد شعیب صاحب قدس سرہ تورڈھمیر تحصیل سوای ضلع مروان

برلب سڑک راولپنڈی۔ پشاور روڈ جس کو آج کل گوندل کہتے ہیں، خانقاہ قائم فرمائی جہاں آپ نے شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تصوف و سلوک، ذکر و اذکار کی مجالس اور ارشاد و تلقین اور تعلیم و تدریس دیتے ہوئے وہیں وصال فرمایا۔ مزار مبارک وہیں موضع گوندل میں ہے جو راولپنڈی سے پشاور جانے والی سڑک کے کنارے آباد ہے۔ آپ کے خلیفہ مجاز حضرت سید حاجی سید عبدالشکور جی صاحب قدس سرہ آپ کے بعد مسند نشین مقرر ہوئے۔

## شیخ المشائخ حضرت شیخ حاجی سید عبدالشکور صاحب قادری قدس سرہ

آپ حضرت سید زین الدین بن سید فرید الدین نور محمد سہروردی و چشتی بن سید ناصر الدین محمود المعروف پیر سبک بن سید ابوبکر بن سید اسماعیل بن سید میر علی المعروف سرمست گدائی بن سید میر کلاں بن سید قلندر شاہ بن سید میر ولی اللہ بن سید میر سلطان بن میر قطب الدین بن میر علی کبیر بن میر طاہر بن میر یعقوب الحسینی الکافمی قدس سرہم از اولاد حضرت سید اسحاق الموفق بن حضرت سید السادات امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہما ..... کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ کے اجداد سے حضرت سید اسماعیل بن محمد عمر بن میر علی سرمست گدائی قدس سرہم اور گزنی علاقہ تیراہ کے رہنے والے تھے۔ نلتان جاکہ سہروردیہ سلسلہ کے کسی بزرگ سے بیعت ہوئے جو حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی قدس سرہ کی اولاد سے تھے بغیر سے علاقہ سمت جنوبی افغانستان میں مجاہدے اور ریاضت میں مصروف رہے اور وہیں وہیں صدی ہجری میں وصال ہوا۔ وہیں مزار ہے۔

اپنے والد بزرگوار سے

حضرت سید ابوبکر بن حضرت سید اسماعیل قدس سرہما

سلسلہ سہروردیہ میں بیعت

ہو کر مجاز طریقت ہوئے۔ اور والد بزرگوار کے بعد مسند نشین ہوئے۔ آپ کے خلفاء میں حضرت

شیخ سید بہادر خان المعروف ابک خان قدس سرہ متوفی ۱۰۸۵ھ یا ۱۰۸۶ھ۔ والد بزرگوار حضرت  
شیخ رحیمکار المعروف کا صاحب قدس سرہ۔ آپ کا مزار خواست میں ہے۔

حضرت شیخ سید ناصر الدین محمود المعروف پیر سیاک قدس سرہ | آپ سلسلہ سہروردیہ  
میں اپنے والد

بزرگوار سے مجاز طریقت اور سجادہ نشین تھے۔ آپ کے نانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد  
حضرت سید عمر شیر رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت سید عبداللہ الباہر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے اور  
سلسلہ طریقت میں سلسلہ سہروردیہ منسلک تھے۔ اور آپ کے ننہیال کے دیگر افراد بھی سلسلہ  
سہروردیہ سے منسلک تھے۔ آپ نے ۹۷۶ھ مطابق ۱۶۰۸ء میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک  
شمالی وزیرستان میں ہے۔

حضرت سید فرید الدین نور محمد قدس سرہ | اپنے والد بزرگوار حضرت سید  
ناصر الدین محمود قدس سرہ سے

سلسلہ سہروردیہ میں اور حضرت شیخ سید آدم بنوری قدس سرہ سے سلسلہ قادریہ نقشبندیہ  
مجددیہ میں اور حضرت شیخ سید عبدالوہاب اخون پنجو بابا قدس سرہ سے سلسلہ چشتیہ میں  
اور حضرت سید سلیمان گیلانی اور ان کے فرزند حضرت سید یونس گیلانی قدس سرہ،  
(ان ہر دو بزرگوں کے مزارات خاواہ بکھیل و ضلع مردان میں ہے) ان حضرات سے سلسلہ  
قادریہ میں مجاز طریقت ہوئے۔ غرض کہ آپ سلاسل طریقت۔ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ  
اور چشتیہ، صابریہ اور سہروردیہ کے مجمع البحرین تھے۔ آپ کا وصال ۱۰۵۹ھ ۱۶۴۹ء  
میں ہوا۔ مزار مبارک ضلع پشاور میں ہے۔

حضرت سید زین الدین قدس سرہ | آپ کا پورا اسم گرامی حضرت سید  
زین الدین عبدالقادر فرزند ارجمند حضرت

سید فرید الدین نور محمد قدس سرہ۔ آپ اپنے والد ماجد سے سلسلہ سہروردیہ، قادریہ نقشبندیہ

مجددیہ، چشتیہ وغیرہ سلاسل میں مجاز طریقت سے

اور ان تمام سلاسل میں آپ کے مجاز طریقت اور سجادہ نشین آپ کے فرزند حضرت شیخ حاجی سید سید عبدالشکور صاحب قدس سرہ آپ کی استعداد بہت بلند تھی اور طلب حقیقی اور عشق الہی کے جذبہ میں سرشار تھے۔ مزید طلب حق کی غرض سے حضرت شیخ سید شاہ خیر اللہ قادری قدس سرہ خلیفہ حضرت شیخ سید شاہ غیاث الدین قادری قدس سرہ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہو کر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہو کر اس سلسلہ کے منازل سلوک طے کئے اور مجاز طریقت ہوئے اور اسی سلسلہ قادریہ میں لوگوں کی تربیت فرماتے رہے، صاحب درس و تدریس اور تعلیم علوم باطنی میں کامل اکمل تھے آپ نے موضع ملا منصور میں خانقاہ فرمائی۔ جہاں ہزار ہا مخلوق آپ سے علوم ظاہری و باطنی میں فیض یاب ہوئی۔

آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت سید شاہ محمد معصوم شاہجہان آبادی پشادری قدس سرہ ظاہری و باطنی علوم میں مستنشین اور سجادہ نشین ہوئے۔ آپ صاحب تصنیف بھی تھے۔ آپ کی تصنیف کردہ ایک کتاب کا ایک نسخہ در ملکیت صاحبزدگان موضع ملا منصور، مضافات ایک ضلع کیمبل پور میں ہے۔ جو شہر ایک سے بجانب مشرق دو تین میل کے فاصلہ پر برب سٹک بجانب جنوب ایک گاؤں ہے اس گاؤں کے مشرق میں آپ کے شیخ کا گاؤں گوندل واقع ہے۔ آپ نے وہیں وصال فرمایا، وہیں مزار مبارک ہے۔

آپ کے تین صاحبزادے تھے۔ (۱) حضرت شیخ سید محمد معصوم

اولاد (۲) حضرت شیخ سید میر محمد

(۳) حضرت شیخ سید میر محمد شاکر، شاکر قدس سرہم۔ ان کی تصنیف میں

دیوان شاکر ہے۔

# حضرت شیخ سید حافظ محمد معصوم شافاوری شاہچہانپور شہید پشاور مقدس سرہ

آپ حضرت شیخ حاجی سید عبدالشکور بن سید زین الدین بن حضرت سید فرید الدین نور محمد قدس سرہم کے فرزند اور مرید اور مرید و خلیفہ اور جانشین تھے۔ آپ بڑے عالم و فاضل بزرگ تھے۔ فارسی، صرف و نحو، اصول، منقول و معقول فقہ حدیث و تفسیر پر بڑا عبور تھا۔ بڑے بڑے عالم و فاضل آپ سے علمی استفادہ کرتے اور مشکل سے مشکل مسائل حل کرتے۔ آپ کا علمی تحقیق میں پایہ بہت بلند تھا۔ اپنے والد بزرگوار سے، سلسلہ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ، سہروردیہ، چشتیہ میں مجاز طریقت تھے۔ اور ان کے وصال کے بعد ان کے حقیقی جانشین ہوئے۔ مزید طلب حقیقی اور عشق الہی کے لیے شیخ المشائخ حضرت شیخ ابواسماعیل محمد یحییٰ المعروف حضرت جی صاحب اٹکی قدس سرہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر سلسلہ نقشبندیہ، مجددیہ، آدمیہ معینیہ میں خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے آپ کچھ عرصہ شاہنجان آباد قیام فرما رہے۔ اسی واسطے شاہنجان آبادی مشہور ہو گئے۔ اس کے بعد پشاور میں قیام فرمایا اور تحصیل گورگھڑی محلہ شاہ معصوم میں خانقاہ آباد فرمائی۔ محلہ شاہ معصوم آپ ہی کے اسم گرامی پر مشہور ہے۔

آپ کے ایک مرید حضرت شیخ خواجہ محمد زاہد بن خواجہ عزیز اللہ بن خواجہ محمد عارف بن خواجہ محمد قاسم ابن خواجہ خلیل اللہ رحمۃ اللہ علیہم نے ۱۲۶۶ھ مطابق ۱۸۵۳ء میں آپ کی سوانح اور حالات۔ آپ کی زندگی میں لکھے تھے۔ پناہ تحریہ فرماتے ہیں۔

حافظ قرآن بدہ ہم و شکر بیکیاں	اسم او معصوم میر تاج ہمہ خور و دکلان
خلاصہ اولاد نقادہ اخلا و بتول زبہ	خاندان بتول کی پاکیزہ اولاد کا خلاصہ۔ بڑے
اعظم نجات۔ قدردہ اکرام نقباء	بڑے بزرگوں میں سے منتخب، پاکیزہ بزرگوں کی چوٹی۔
از مرآۃ الاولیاء ص ۱۲۲	

ماہ آسمان عزت و جلالت - مہر سپہر  
نقابت و نجابت و ایالت - حلم کاشف  
نعم مفتاح مفاتیح غیب - فاتح خرائن  
لاریب - متبع آثار الہامات - مرکز دائرہ  
صدق و یقین، محیط نقطہ توکل و تمکین  
نتیجہ ادبیات کرام بقیہ اصفیاء عظام  
رافع اعلام ملت بیضام ناصب ریات  
شرعیات غرا - معاذ اکابر و عظمائے  
مدقق - عذو اعظم علماء محقق مولانا حافظ  
محمد معصوم کان ظلہ، محمد ابراہیم علی  
رؤس الطالبین

عزت اور بزرگی کے آسمان کچھ چاند جو انور می، پاکیزگی اور  
بزرگی کے آسمان کے سورج، علم کے کھولنے والے نعمتوں  
کی چابی اور غیب کے خزانوں کو کھولنے والے لاریب کے  
خزانوں کے فاتح اور الہامی نشانات کے سرچشمے یقین اور  
سچائی کے دائرہ کے مرکز توکل اور حوصلہ کے نقطہ کو پوری  
طرح گھرنے والے - ادبیات کرام کا نتیجہ اور صوفیاء عظام کی  
نشانی - ملت بیضی کے جھنڈوں کو بلند کرنے والے اور روشن  
شرعیات کے جھنڈوں کو گھاٹنے والے بزرگوں اور بلند مرتبہ  
انسانوں کی جائے پناہ محقق علمائے کرام اور مدقق صوفیائے  
عظام میں سے مولانا حافظ محمد معصوم صاحب جن کا سایہ  
طالبین کے سر پر ہمیشہ رہے۔

طالبان فضل راتار در حشر بارگاہت مقصد و مقصود باد

غرض کہ ایسے ہی بلند پایہ مشائخ سے تھے - تاریخ وصال آپ کی تا حال میسر نہیں ہوئی  
آپ کے بعد شیخ المشائخ شیخ الاسلام حضرت شیخ جنید پشاور می قدس سرہ دارث علوم ظاہری و باطنی  
صاحب سجادہ اور مستد نشین ہوئے۔

اور ان کے بعد اس سلسلہ کے مشہور شیخ حضرت شیخ حافظ محمد صدیق صاحب بشتاؤنی  
بنیری قدس سرہ - دارث علوم ظاہری و باطنی ہوئے - جن کا تذکرہ صفحات میں کیا  
گیاہے - یہ تمام مضمون از ادلیار پشاور اردو از سید عبدالحمیم صاحب اثر افغانی -  
کے جناب سید عبید اللہ شاہ صاحب مدظلہ ساکن گھگھوال ضلع سرگودھا

# شیخ المشائخ شیخ الاسلام حافظ وقاری حضرت شیخ حبیب پشاور کی قدس سرہ

ولادت باسعادت بروز پچنبہ ۱۲ رجب ۱۰۶۹ھ کو حیدر آباد سندھ میں ہوئی ۱  
اور میاں گان اضاحیل اور کا کاخیل علاقہ مہمند کی روایت کے مطابق آپ کے والد بزرگوار  
حضرت سید فخر الدین سید افضل بابا رحمۃ اللہ علیہ بن سید عبد الحلیم عرف حلیم گل بن شیخ المشائخ  
حضرت شیخ رحمکار عرف کا کا صاحب رحمۃ اللہ علیہم۔ واللہ اعلم ۲  
آپ حضرت شیخ قاری حامد قادری لاہوری متوفی ۱۱۶۶ھ کے شاگرد حضرت شیخ  
تیمور سہروردی قدس سرہ خلیفہ حضرت شیخ مخدوم عبدالکریم صاحب سہروردی قدس سرہ کے  
میں حفظ کلام اللہ کرتے رہے۔ آپ حافظ وقاری اور عالم و فاضل تھے حضرت شیخ میاں عبدالحی  
صاحب سندھی قدس سرہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ قادریہ مجددیہ میں بیعت ہو کر اسباق طریقت  
میں مشغول ہو گئے۔ جب تصوف و سلوک کی منازل طے ہو گئیں تو اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے  
چونکہ آپ کی استعداد بہت بلند تھی۔ غالباً حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد  
قصب الاقطاب حضرت شیخ احمد قادری ملتانی قدس سرہ جو سلسلہ قادریہ شاہ دولیہ کے  
مشہور بزرگ تھے۔ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ قادریہ میں بہت کوشش فرمائی  
اور شیخ المشائخ حضرت شیخ حبیب پشاور قدس سرہ متوفی ۱۰۹۳ھ سے بھی مجاز طریقت  
تھے۔ آپ بلوچستان، قندھار، غزنی، کابل سے ہوتے ہوئے ۱۲۲۲ھ میں واردِ شان  
اور غالباً قندھار میں شیخ المشائخ حافظ شاہ محمد مومن لگرو دی قدس سرہ سے مستفیض ہوئے

۱۔ تذکرہ علماء و مشائخ میر جلد اول صفحہ ۲۸۵ رو حانی رابطہ صفحہ ۷۲

۲۔ از جناب قاضی سید عبد الحلیم صاحب اثر افغانی



اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ اُن کے علاوہ حضرت شیخ شہباز قلندر اور حضرت  
 شیخ شاہ عبداللطیف صاحب قدس سرہما اور حضرت شیخ محمد نعیم کاموسی ننگرہاری قدس سرہ  
 اور حضرت شیخ محمد یحییٰ صاحب المعروف حضرت جی صاحب اٹکی قدس سرہ متوفی ۱۳۱۱ھ  
 خلیفہ حضرت شیخ سعدی بلجاری لاہوری قدس سرہ متوفی ۱۲۰۸ھ سے بھی مجاز طریقت ہوئے  
 اور حضرت شیخ احمد داؤد زنی قدس سرہ متوفی ۱۱۱۵ھ خلیفہ حضرت شیخ حاجی حافظ سعد اللہ  
 وزیر آبادی قدس سرہ سے بھی مجاز طریقت ہوئے اور حضرت شیخ سید شاہ محمد معصوم قادری  
 بن حضرت شیخ سید عبدالشکور بن سید زین الدین قدس سرہم پشاور سے سلسلہ عالیہ قادریہ  
 میں اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ جس کا تذکرہ پہلے صفحات میں گذر گیا ہے اور آپ  
 روحانی اور اویسی طریقہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے فیض یاب ہوئے۔  
 گویا آپ سلاسل طریقت نقشبندیہ، قادریہ، مجددیہ کے مجمع البحرین ہیں۔ آپ صاحب عبادت  
 و ریاضت اور مجاہدہ، متبع سنت، زاہد متقاض، صائم الدھر، قائم اللیل، شریعت و حقیقت  
 و طریقت میں کمال حاصل تھا۔ آپ نے پشاور اور گرد و نواح اور مختلف ممالک میں تبلیغ و اشاعت  
 اسلام میں مصروف رہتے ہوئے امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں ہمیشہ مشغول رہتے تھے۔  
 آپ کی خانقاہ اور ذاتی مکان محلہ بیہن پٹوئی اندرون یکہ ٹوٹ دروازہ پشاور میں  
 اپنے وقت کی سب سے آباد اور مشہور خانقاہ تھی۔ آپ کی لڑکی کی طرف سے پوتے  
 خلیفہ جناب عبدالقیوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکان کے اندر آپ کا تکیہ اب تک موجود ہے  
 آپ صاحب کرامات و کشف، صاحب تصرفات بزرگ تھے۔ پشاور شہر میں آپ کی

۱۔ از جناب قاضی سید عبدالحکیم صاحب اثر افغانی

۲۔ تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد اول صفحہ ۲۸۵ اور روحانی رابطہ از جناب اثر صاحب افغانی

۳۔ تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد اول صفحہ ۲۸۵ اور روحانی رابطہ از جناب اثر صاحب افغانی

مزار بڑی پر رونق اور بڑی آباد ہے۔ زائرین کا ہر وقت مجمع لگا رہتا ہے۔ آپ نے قریباً  
۴۰۰ سال علوم ظاہری و باطنی میں لوگوں کو سیراب فرما کر بروز جمعہ بعد از جمعہ ۲۸ شوال ۱۱۹۸ھ  
میں وصال فرمایا۔ نماز جنازہ حضرت شیخ محمد عمر صاحب نقشبندی ممکنی قدس سرہ نے پڑھائی  
مزار مبارک بیرون گنج دروازہ اور لاہوری دروازہ محلہ شیخ آباد میں ہے۔

دروازہ گنج سے شمال کی طرف ٹوہیل اور پانی والی ٹنگی سے سیدھا راستہ پیدل کا ہے  
(۱) شیخ المشائخ حضرت شیخ حافظ محمد صدیق صاحب عرف بشونی بابا قدس سرہ  
**حلقہ** مزار بشونی متصل بابا قدس سرہ علاقہ بنیر پیر و مرشد شیخ المشائخ حضرت شیخ  
مولانا حافظ محمد صاحب قادری سڑا بنی بنی اسرائیلی قدس سرہ مزار عمر زلی تحصیل چارسدہ  
ضلع پشاور جو ہمارے مشائخ کے سلسلہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ غفوریہ کے نامور شخصیتوں  
میں سے ہیں جن کا تذکرہ و تعارف دیکھنے والے صفحات میں گزر چکا ہے،

(۲) حضرت شیخ شاہ عبدالکریم صاحب رامپوری قدس سرہ متوفی ۱۲۰۶ھ جنہوں نے  
رام پور میں سلسلہ عالیہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ کی خالقاہ قائم فرمائی اور ہندوستان  
کے جنوبی حصہ کو منور فرمایا۔ میرے ناقص خیال میں انہوں نے حضرت شیخ سید شاہ محمد مدنی  
قدس سرہ خلیفہ حضرت شیخ محمد نعیم صاحب کاموسی قدس سرہ اور حضرت شیخ شاہ نور قاری  
الہ آبادی قدس سرہ متوفی ۱۱۹۹ھ خلیفہ شیخ المشائخ حضرت شیخ کبیر الدین شاہ دولہ گجراتی  
قدس سرہ متوفی ۱۲۰۵ھ سے بھی خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے اور مصطفیٰ آباد عرف  
رام پور میں قیام فرمایا۔

قطب الدارین اور ملاں فقیر اخون قدس سرہ کے اقطاب سے مشہور تھے۔ آپ کی ولادت  
۱۲۰۲ھ میں اور وفات ۱۲۰۶ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک روہیں کھنڈ بھارت میں ہے۔

۱۔ تذکرہ علماء مشائخ سرحد جلد اول صفحہ ۲۸ اور روحانی رابلہ از جناب اثر صاحب افغانی

کے مریدین، متوسلین اب بھی نگینہ ضلع بجنور صوبہ آگرہ، رومیل کھنڈ بھارت میں بعض بزرگوار ہیں۔ نگینہ کے قاضیوں کا خاندان اسی سلسلہ میں منسلک ہے۔

(۳) حضرت شیخ احمد داؤد زئی قدس سرہ <sup>متوفی ۱۱۸۸ھ</sup> جیسے بیسیوں حضرات فیض یافتہ تھے۔

(۴) حضرت مولانا میاں گل سعادت احمد بن مولانا شیخ محمد نعیم احمد داؤد زئی قدس سرہ

متوفی ۱۱۴۵ھ جیسے بزرگ فیض یافتہ تھے۔

## خاتمہ

یہ تذکرہ مشائخ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ، غفوریہ، رحیمیہ، صاحبِ شریعت متبع کتاب و سنت، جامع تصوف و سلوک و طریقت و حقیقت بزرگوں کے حالات و کمالات پر مشتمل ہے۔ ایسے حضرات کے حالات و کمالات مرتب اور جمع کرنے کا کام کسی اہل علم و عمل اور صاحبِ حال و کیف کا کام تھا۔ میرے جیسے نا اہل علم و عمل سے کورے کا کام نہیں تھا۔ میں نے ایک ذوق و شوق اور عقیدوں سے اپنے شیخ و مرئی قطب الاقطاب قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ کے سلاسل طریقت مختلف کتابوں سے نقل کئے ہیں میں اپنے بزرگوں، پیر بھائیوں اور صاحبِ علم و عمل اور صاحبِ حال بزرگوں کی خدمت میں ایک نقشہ یا خاکہ پیش کرتا ہوں۔ تاکہ اس سے بہترین صورت میں علمی و ادبی لحاظ سے ایک بے مثال کتاب تصنیف کی جائے۔

آخر میں اپنے بزرگوں اور پیر بھائیوں اور بزرگانِ سلسلہ سے نہایت ادب اور نہایت لجاوت سے عرض ہے کہ میری غلطیوں کو تہا ہوں اور کمی و بیشی وغیرہ کو اصلاح کی نظر سے مطالعہ فرما کر نہایت شفقت و

سلف تذکرہ علما و مشائخ سرحد و صوفیائے سرحد و حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب مدظلہ ساکن تور ٹوہیر

و شکر یک ریشمی رومال

محبت سے اس کی اصلاح کی کوشش فرمادیں میں خود اپنی کم علمی کی وجہ سے حجاب محسوس کر رہا ہوں۔ آپ حضرات میرے لیے ایمان کی سلامتی کی دعا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ موت کے وقت تنگی و تلخی سے اور قبر و قیامت کی پریشانیوں سے محفوظ رکھے۔

اس کے بعد ان حضرات کا بہت بہت ممنوں ہوں جنہوں نے اس سلسلہ میں میری ہر قسم کی مدد اور معاونت فرمائی خصوصاً حضرت صوفی بزرگ علی صاحب لدھیانوی المعروف بابا حاجی صاحب سالار والے مدظلہ جنہوں نے چار صد روپے ارسال فرمائے اور جناب مکرم و محترم حاجی محمد رفیق صاحب مدظلہ سہگل چنیوٹی نے ساڑھے چار صد روپے عنایت فرمائے اور حضرت صوفی حاجی نظام الدین کرنا لوی مدظلہ خلیفہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبداللہ صاحب کرنا لوی قدس سرہ نے تین صد روپے ارسال فرمائے اور حضرت اقدس مولانا طفیل احمد صاحب فاروقی فریدی دیوبند مدظلہ دارالتصنیف مجاہد آباد کراچی مجھ غریب پر ہمیشہ خصوصی نگرانی فرماتے ہیں اور حضرت مولانا قاضی حبیب الحق صاحب مدظلہ ساکن پر مولیٰ مصافات نواں کلی تحصیل صوابی نے بیس روپے ارسال فرمائے اور حضرت سید النور حسین صاحب نفیس رقم صاحب گیسو درازی مدظلہ جو دراصل اس سلسلہ میں ہر قسم کی حوصلہ افزائی اور ہر قسم کی میری قلبی کوتاہیوں کی نشاندہی کرتے رہتے ہیں اور ان کے علاوہ وہ حضرات جنہوں نے میری ہر قسم کی حوصلہ افزائی فرمائی اور اس کتاب کی اشاعت میں ہر قسم کی مدد و معاونت مجھ ناچیز کو حاصل رہی ہے۔

فقیر حافظ غلام فرید قادری غفرلہ شب چہار شنبہ ۲ ذی الحجہ ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۳ نومبر ۱۹۹۶

## کتابیات

حضرت مولانا سید عبدالحی صاحب ندوی رحمۃ اللہ علیہ  
مرتب حضرت مولانا علی احمد صاحب بہاول نگر  
رحمۃ اللہ علیہ۔

ترجمۃ النخاطر جلد آٹھ۔  
ملفوظات حضرت اقدس مولانا  
عبدالقادر صاحب رائے پوری

قدس سرہ۔

رسالہ التوحید

رہنمائے طریقت

روحانی رابطہ مصنفہ حضرت مولانا

عبدالحلیم صاحب اثر اثنائے مدظلہ

مذکرہ علماء و مشائخ سرحد مصنفہ حضرت

نایب محمد امیر صاحب قادری پیشادری، مدظلہ

درجلد۔

تصنیف حضرت اقدس مولانا شاہ محمد عبداللہ

شاہ صاحب کربلاوی قدس سرہ - مرتب حضرت

مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

مذکرہ صوفیائے سرحد مصنفہ حضرت مولانا

اعجاز الحق صاحب قدوسی کراچی۔

سلسلہ قادریہ مصنفہ حضرت مولانا حاجی

محمد امین صاحب قدس سرہ مجاہد آباد چارسدہ۔

حضرت شیخ مولانا محمد عبداللہ شاہ صاحب کربلاوی قدس سرہ

حضرت مولانا عاشق الہی صاحب میٹر ٹھی مصنف تذکرۃ الخلیل

حضرت ابو الغریض کمال الدین صاحب مجددی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت صوفی نور بخش صاحب نقشبندی ائمہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمد میاں صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ العالی

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی مدظلہ العالی

"

"

"

"

حضرت اقدس مولانا

عبدالقادر صاحب

ری قدس سرہ

ت سید احمد شہید

الاحرار

ات محسنو

حضرت مولانا غلام رسول صاحب قہر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب لدھیانوی

حضرت صوفی نواب معشوق حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ افغان مصنفہ جناب محمد شفیع صاحب اراک آبادی۔

تاریخ حافظ رحمت خانی مصنف جناب

میاں معظم خان۔

حواشی تاریخ حافظ رحمت خانی مصنف۔

تذکرہ اولیاء سرحد قلمی مصنفہ حضرت مولانا

قاضی حبیب الحق صاحب پرمولی تحصیل صوابی

سوانح قاضیان پرمولی مصنفہ حضرت مولانا

عبدالرحمان مدظلہ صاحب سید آباد۔ صوابی۔

حضرت مولانا محمد دین صاحب مکھڑوی مدظلہ۔

حضرت مولانا حافظ عبدالرشید صاحب ارشد مالک مکتبہ رشیدیہ لاہور

حضرت منشی عزیز الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت شیخ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ۔

مصنف، حضرت بابا حاجی صاحب صاحبزادہ احمد جان صاحب مدظلہ

تذکرۃ الصدیقین

کتاب الرشید

اکسیر اکبر

شجرہ قادریہ گلزار معرفت

شجرہ قادریہ نقشبندیہ

مجذبیہ چشتیہ بہرودہ

حضرت شیخ شاہ محمد شعیب

صاحب تور ڈھیری قدس سرہ

حضرت شیخ مولانا محمد شعیب تور ڈھیری قدس سرہ

حضرت مولانا حاجی محمد امین صاحب بدخشی مکی قدس سرہ

حضرت شیخ اکھبر علیٹ مولانا سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ

حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی مدظلہ

حضرت مولانا محمد ولی البنی صاحب مدظلہ بیکی مردان سرحد

حضرت مولانا عبد القدوس صاحب مدظلہ قاضی دیوبند ساکن تور ڈھیر

مرآۃ الاولیاء فارسی قلمی۔

نتائج الحزمین۔

مکتوب۔

شجرہ نسب قلمی

شجرہ نسب قلمی

ان جیسی ستند کتابوں سے نقل کیا گیا ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

## تعارف

حافظ غلام فرید ولد سلطان احمد ولد غلام محمد المعروف غلام ولد پیر محمد المعروف پیرا  
 ولد چراغ محمد المعروف چراغ ولد ہستہ رحمۃ اللہ علیہم قوم قصاب بروایت خاندانی کھوکھر  
 اجداد سے جناب پیر محمد صاحب مرحوم اور اُن کے دوسرے بھائی جناب میاں  
 مراد صاحب مرحوم موضع چاچڑ ڈاکخانہ جھادریاں تحصیل ضلع شاہپور کے رہنے والے  
 تھے۔ اُن کے تیسرے بھائی بیربل شریف رہتا تھا جو غیر حقیقی تھا۔ پیر دادا میاں پیر محمد اور  
 دادا بزرگوار میاں غلام مرحوم موضع کوٹ بھائی خان آگئے جو قصبہ جھادریاں سے مغرب  
 کی طرف چار میل کے فاصلے پر صدر شاہ پور جانے والی سڑک پر واقع ہے۔ دادا بزرگوار سردار  
 احمد خان مسکن مرحوم کے کاردار اور اُن کی زمین کاشت کرتے تھے۔ والد بزرگوار میاں  
 سلطان احمد مرحوم بھی سردار صاحب کے ہاں رہے۔ ان کی والدہ فتحین بی مرحوم بنت مراد بخش  
 بن چراغ محمد تھیں والد مرحوم نے صاحب خاتون بنت سہارا مرحوم سے نکاح کیا اور گوشت  
 بیچنے کا کام شروع کیا۔ غرض کہ میری پیدائش غالباً ۱۹۲۶ء میں بمقام کوٹ  
 بھائیخان مذکور میں ہوئی۔ میری عمر تقریباً چار سال کی ہوئی کہ ۱۹۳۰ء میں میرے والد مرحوم  
 انتقال کر گئے۔ ہم تین بھائی والد بزرگوار کے سایہ سے محروم ہو گئے۔ یعنی محمد شریف۔  
 غلام فرید۔ غلام حبیب مرحوم۔ چھوٹے چھوٹے رہ گئے۔

۱۰ جن کا پورا شجرہ نسب یہ ہے: سہارا بن رحمت ..... بن مہرم بن بختاور بن دریام  
 بن اسلام بن عیسیٰ بن جان محمد بن محبت بن دھڑنگڑ بن رجب بن سجن بن صابطان بن گوریابن  
 چیت بن کھوکھر بن قطب رحمۃ اللہ علیہم از جناب بابا عبدالرحمن بن نعمت بن مہرم مرحوم  
 ساکن کالہہ و جناب بابا محمد رمضان ولد راجہ ولد نور ولد اللہ بندہ ولد مہرم ولد اسلام رحمۃ  
 اللہ علیہم ساکن جھادریاں۔ ۱۱ جنوری یا فروری کو واسطہ اعلیٰ

پانچ، چھ سال کی عمر میں، میں والدہ کے ہمراہ قصبہ جھاوریاں آگیا۔ وہاں چچا اللہ دتہ المعروف محمد بوٹا مرحوم ولد خدا بخش ولد شرف ولد کبیرا اللہم اغفرلہم انکی سرپرستی میں حضرت حافظ احمد دین صاحب مدظلہ بن جناب شرف الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مسجد بھونالوالی میں قرآن مجید حفظ کیا۔ تقریباً دس سال میں اور حضرت مولانا محمد دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت اُستادِ اُمّ صاحب مدظلہ کے بڑے بھائی تھے۔ مسائل کی کتاب رکن الدین وغیرہ پڑھیں اور اسی زمانہ میں حضرت اُستادِ اُمّ مولانا عطا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۹۹ھ ۱۹۴۹ء فاضل دیوبند درس قرآن میں شامل ہوئے اور کریم حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا مولا بخش صاحب مدظلہ سے پڑھا اور حضرت مولانا حافظ اللہ داد صاحب ولد محمد زمان جھاوربی رحمۃ اللہ علیہ سے، سیرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تاریخ اسلام وغیرہ پڑھی اور ان سے اردو کی تعلیم بھی اور طلب جناب اُستادِ اُمّ ڈاکٹر عبد المجید صاحب مرحوم کی خدمت میں دو سال رہ کر حاصل کی۔ بس یہی میری تعلیم ہے۔

ہمارے آباؤ اجداد حضرت مولانا فضل دین صاحب اور حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب چشتی ساکن چاچر طر رحمۃ اللہ علیہما از خلفاء حضرت شیخ مولانا شمس الدین صاحب چشتی نظامی سیالوی قدس سرہ اور حضرت شیخ شاہ سلیمان قادری خلیفہ حضرت شیخ سید معروف صاحب فاروقی فریدی خوشابی قدس سرہا اور واں کیلئے تحصیل خوشاب کے سادات شیرازی۔ از اولاد حضرت سید شمس الدین صاحب شیرازی قدس سرہ جن کا مزار شاہ پور شہر سے باہر ہے۔ ان سے بیعت کا تعلق تھا۔

اور بچپن ہی سے حضرت مولانا قاضی عبدالقادر صاحب مدظلہ سے تعلق پیدا ہوا۔ حضرت قاضی صاحب مدظلہ کے پہلے پیر حضرت صوفی غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ ساکن کھیوڑا اور حضرت بادا جی صاحب قدس سرہ ساکن موہڑ شریف کوہ مری کی بھی زیارت کی اور انہی حضرات کے واسطے سے حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری قدس سرہ کی حاضری نصیب ہوئی۔ اسی دوران خواب دیکھا کہ دارہ مہر فتح خان کے پاس لاری کھڑی



تشریف فرما ہیں۔ مصافحہ فرمایا اور فرمایا تیسرا کلمہ استغفار اور درود شریف کی ایک ایک تسبیح پڑھ لیا کہ غالباً یہ تسبیح کا واقعہ ہے اور ۱۲ ستمبر ۱۳۵۶ء میں اسے پورا حاضری نصیب ہوئی۔ حضرت مولانا عبد الوحید صاحب مدظلہ کے ذریعہ پورا ذکر کرنے کو فرمایا اور اسم ذات کا مراقبہ اور مراقبہ دعائیہ دو سال کے بعد فرمایا۔ ذکر کم کہ دو مراقبات بدستور کرتے رہے۔ حضرت مولانا عبد الوحید صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا عبد الجلیل صاحب مدظلہ خوب شفقت و محبت سے رہنمائی فرماتے رہے اور ربیع الاول ۱۳۵۶ء کو ۱۳۵۶ء سے مدرسہ تعلیم القرآن رفیقیہ جامع مسجد مولوی مولانا بخش صاحب میں درس قرآن کچھ کو پڑھانا شروع کیا۔ اب تک بفضلہ تعالیٰ اسی میں مقبوضا بہت مشغول رہتا ہوں اور ربیع الثانی ۱۳۵۶ء سے شوق پیدا ہوا کہ دوسرے مشائخ کی طرح حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ طریقتی بمعہ حالات لکھنے چاہیں تاکہ میری اس کوشش کو دیکھ کر اپنے حضرات سے اہل علم اور اہل قلم بزرگ کوشش فرمائیں گے۔ پہلے سلسلہ چشتیہ صابریہ لکھا۔ اس کے بعد نقشبندیہ اور قادریہ سہروردیہ وغیرہ بھی مقبوضے بہت تحریر کئے۔ جو قلمی ہیں جو کہ ایک جذبہ محبت کے تحت لکھے ہیں۔

## چند فارسی اشعار از جناب قاضی حبیب الحق صاحب مدظلہ

تمنائے میشود از دل بقائے آن ہدی عاقل  
فلاح دین و دنیا را خدا یا خیر کن شامل  
روابط و رمیاں دالم سیہائے میشود کامل  
فانت ایتہا القاضی مشوچوں دگیان عاقل  
فانت ایتہا الحاکمی مشوچوں دگیان کامل

بیاد ہادی کامل محمد مصطفیٰ عادل  
بجا آور خدایا این تمنائے تقاضایم  
مدد ہا از ترمی خواہم معینی ہم ترا دالم  
کے کو از سبب منکر شود او وحی کے داند  
روابط طرح کے گردد ز دانشور نہ ز سید

اللہم وصل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد وعلی النبی المبعوث الی

الانس والجن والاشیاء والصدور والاکثر صاحب الکوثر وبارک وسلم

## شیخ المشائخ حضرت مولانا حسن الدین المعروف بگل بابا قدس سرہ

ولادت باسعادت موضع رزڑ تحصیل چارسدہ ضلع پشاور میں ہوئی۔ والد بزرگوار مولانا قاضی عبدالعظیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اصل وطن لنڈی ریغجو قاضی خیل ضلع پشاور تھا۔ حصول علم کی جستجو میں حضرت مولانا احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رزڑ (رجڑ) مضافات چارسدہ حاضر ہو کر تکمیل علم کی دولت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کے علمی شغف اور خدا داد قابلیت سے حضرت مولانا احمد خان رحمۃ اللہ علیہ بہت متاثر ہوئے۔ آپ کی ایک ہی لڑکی تھی جس کا، حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عقد کر دیا۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مستقل رزڑ کو وطن بنالیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھ فرزند عطا فرمائے۔ ۱: حضرت مولانا حسن الدین عرف گل بابا ۵۔ ۲: رفیع الدین۔ ۳: معز الدین۔ ۴: قطب الدین۔ ۵: فخر الدین۔ ۶: زین الدین رحمۃ اللہ علیہم۔ جو علم و عمل کی دولت سے مالا مال تھے اور صاحب درس و تدریس تھے۔

حضرت مولانا حسن الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے والد بزرگوار سے قرآن مجید ابتدائی تعلیم فارسی صرف و نحو منطق فقہ حدیث و تفسیر غرض کہ تمام علوم متداولہ کی تکمیل والد بزرگوار سے کی۔ فراغت کے بعد باطنی علوم و تزکیہ نفس و قلب و روح کے حصول کے لئے شیخ الاسلام و المسلمین حضرت مولانا حافظ اخوند عبدالغفور صاحب سوات قدس سرہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہو کر ریاضات و مجاہدہ میں مشغول ہو گئے۔ اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ انگریزوں سے جہاد میں کاربائے نمایاں انجام دیئے جب تصوف و سلوک کے منازل طے ہو گئے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت سے مشرف فرما کر وطن میں درس و تدریس کیا تھ ساتھ تصوف و سلوک کے ذریعہ ارشاد و تلقین کی مجالس قائم فرمانے کا حکم فرمایا اور جہاد جیسے اہم فرضیہ کی ادائیگی کیلئے

ہر ممکن کوشش میں مشغول رہنے کو فرمایا۔ آپ نے ان اہم ذمہ داریوں کو نبھانے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں فرمائی۔ آپ کے شاگردوں کا حلقہ بہت وسیع تھا صوبہ سرحد۔ آزاد قبائل۔ افغانستان تک علماء کرام فیض یاب ہوئے۔ آپ کے شاگردوں میں حضرت علامہ مولانا محمد اسرار نیل شہید کابلی رحمۃ اللہ علیہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ صاحب عبادت و ریاضت اور صاحب مجاہدہ تھے۔ صاحب کشف و کرامات کثیرہ تھے۔ آپ نے رزڑ میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک بربٹرک رزڑ میں ہے۔ آپ کی زینہ اولاد نہ تھی اس لئے آپ کے بعد آپ کے برادر عزیز حضرت مولانا قاضی زین العابدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ تبدیل ہوئے جو بہت بلند پایہ کے عالم و فاضل تھے صاحب درس و تدریس بزرگ تھے مزار مبارک رزڑ میں ہے۔

حضرت مولانا قاضی ماضی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت ۱۲۹۶ھ کو حضرت

مولانا قاضی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ

کے ہاں موضع رزڑ میں ہوئی۔ اپنے والد بزرگوار اور عم محترم حضرت مولانا گل بابا رحمۃ اللہ علیہ سے تحصیل و تکمیل علوم کی حضرت گل بابا رحمۃ اللہ علیہ آپ کیلئے ہمیشہ دعا گو رہتے تھے۔ نظر شفقت تھی علوم ظاہری و باطنی سے مالا مال فرما دیا۔

والد بزرگوار اور چچا حضرت گل بابا رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مزید تعلیم کے لئے حضرت مولانا حبیب اللہ صبحی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں موضع صریح علاقہ دوآبہ تحصیل چارسدہ حاضر ہوئے اور حضرت مولانا فضل قادر المعروف مخفہ ملل ترنگزئی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں علوم کی تحصیل و تکمیل کی۔ اور واپس وطن آکر درس و تدریس میں مشغول ہو گئے اور چالیس سال تک اللہ تعالیٰ کے مجھروسہ پر یہ سلسلہ جاری رکھا اور اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر کمر ہمت باندھے رکھا۔ آپ کے درس میں ہمیشہ ایک سو بیس طالب علم حاضر خدمت رہتے تھے۔ آپ صاحب حق صاحب ادب و شیخ اعجم کے القاب سے ملقب تھے۔ آپ تین بار حج بیت اللہ الحرام اور زیارت مدینہ طیبہ سے مشرف ہوئے مکہ مکرمہ میں حضرت شیخ احمد سنوسی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی، ان سے دلائل الحجرات اور دیگر اوراد و وظائف کی اجازت حاصل کی۔ اور حضرت مولانا عبد الفتاح بن

حضرت مولانا محمد ضحوان رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دلائل انجیرات کی اجازت فرمائی۔ ۱۹۳۰ء میں جنگ آزادی میں پیش پیش تھے۔ ۱۹۲۹ء میں اپنے درس کو مزید ترقی فرمائی اور دارالعلوم عربیہ رزٹ کے نام سے قائم فرمایا جو اب تک قائم ہے۔ آپ کے تلامذہ میں مندرجہ حضرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

- ۱۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب گھڑی کپورسردان۔ ۲۔ حضرت مولانا گل بادشاہ صاحب۔ ۳۔ حضرت مولانا فضل صدیقی عرف بابڑہ ملا تحصیل چارسدہ۔ ۴۔ حضرت مولانا مسرت شاہ صاحب کاکاخیل۔ ۵۔ حضرت مولانا محمد جان صاحب غلجی کنڈرخیل مہتمم حمایت الاسلام۔ ۶۔ حضرت مولانا رحمان الدین پڑاگ چارسدہ۔ ۷۔ حضرت مولانا علی اکبر صاحب پڑاگ صدر مد پارہوتی مردان۔ ۸۔ شہزادہ صاحب ترنگزئی چارسدہ۔ ۹۔ حضرت مولانا عبدالدیان صاحب رحمۃ اللہ علیہ دامانی۔

آپ نے تین نکاح کئے پہلی شادی حضرت مولانا شاکر اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہوئی ایک صاحبزادے حضرت مولانا زکی الدین فاضل دیوبند تھے رحمۃ اللہ علیہ۔ دوسری شادی حضرت مولانا حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہوئی موضع صیرجہ میں۔ ایک صاحبزادے حضرت مولانا صبیح الدین صاحب فاضل دیوبند ہیں صاحب حق کے لقب سے ملقب ہیں۔ ان کے صاحبزادے احسان الدین صاحب ایم اے ہیں اسلامیہ کالج پشاور میں سنٹر لیکچرار ہیں حضرت مولانا ماضی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بروز شنبہ ۹ شعبان ۱۳۶۵ھ ۹ جولائی ۱۹۴۶ء کو وصال فرمایا مزار مبارک رزٹ میں ہے۔

حضرت مولانا حسین رحمۃ اللہ علیہ | حضرت مولانا محمد عظیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند ہیں آپ کا خاندان علم و فضل کے لحاظ سے بہت مشہور تھا ابتدائی تعلیم

والد بزرگوار سے حاصل کرنے کے بعد حصول علم کے لئے ہندوستان جا کر تحصیل علوم کرتے رہے۔ وہاں سے بنگال میں جا کر تحصیل تکمیل کر کے وطن واپس آکر درس و تدریس میں مشغول ہو گئے پندرہ سال تک علی دلی مشغل میں مصروف رہے۔ علمی کمالات کیساتھ ساتھ امام المجاہدین حضرت مولانا حاجی فضل واحد صاحب ترنگزئی قدس سرہ سے بیعت ہو کر زہد و ریاضت، مجاہدات اور سلوک و تصوف میں پوری توجہ سے مصروف رہے آخر انہی مشاغل میں مشغول رہتے ہوئے شہر برس کی عمر میں بمقام مردان بروز دو شنبہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۰ء کو انتقال فرمایا اور مزار مبارک

شہر مردان میں ہے۔ آپ کے فرزند حضرت مولانا محمد شعیب صاحب مدظلہ۔

**حضرت مولانا عبد الدیان صاحب کیملیپوری**

ولادت باسعادت حضرت مولانا محمد عبد اللہ سواتی رحمۃ اللہ علیہ

کے دولت خانہ میں ۱۳۱۳ھ ۱۸۹۴ء کو موضع دامان ضلع

اٹک میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا محمد عبد اللہ جی رحمۃ اللہ علیہ کا اصل وطن موضع کانا غود بند ریاست سوات کے رہنے والے تھے تحصیل علم کے سلسلہ میں موضع دامان تحصیل ضلع اٹک (کیملیپور) علاقہ چچہ میں مشہور عالم فنون تبحر عالم حضرت مولانا محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ والد بزرگوار حضرت مولانا کریم اللہ صاحب مدظلہ مدرس اعلیٰ جامعہ نیو کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی خدا داد لیاقت علمی شغف اور ذہنی صلاحیتوں کے پیش نظر حضرت الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں ایسے گھر کر گئے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دامادی کا شرف بخشا اور اپنے دولت خانہ کافر و بنالیا۔ مستقلاً وطن ثانی ہو گیا حضرت مولانا محمد موسیٰ کے وصال کے بعد درس و تدریس فتویٰ نویسی وغیرہ کی خدمت سر انجام دیتے رہے۔ غرضیکہ آپ نے دینی و ملی ہر قسم کی خدمت اپنے ذمہ لے لی۔

حضرت مولانا عبد الدیان صاحب رحمۃ اللہ علیہ انہی بزرگوں کے سب سے بڑے فرزند تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار کے علاوہ حضرت مولانا عصمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ مشہور نحوی عالم ساکن ولیہ (چچہ) حضرت مولانا محمد صدیق صاحب ضلع مردان کے مشہور صاحب علم و قلم اور حضرت مولانا صاحب حق صاحب رزٹ تحصیل چارسدہ اور حضرت مولانا محمد دین صاحب بدھوپوری مشہور منطقی عالم وغیرہ حضرات سے تحصیل علوم کرتے رہے اسکے بعد دہلی حاضر ہو کر مشہور درسگاہ مدرسہ عبد الرب میں حضرت محدث کبیر عبد العلی صاحب شاگرد رشید امام الحدیث حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری سے سند حدیث حاصل کی۔ اس کے علاوہ دارالعلوم دیوبند میں حاضر ہو کر کچھ دن حضرت علامہ شبیری رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کیا۔

فراغت کے بعد کچھ عرصہ تک گھر میں اپنے مدرسہ میں درس و تدریس میں مشغول رہے اس کے بعد شاہجہانپور میں سات سال درس و تدریس کے ذریعہ حدیث و تفسیر پڑھاتے رہے۔ فیوض باطنی کیلئے مشہور مجاہد فی سبیل اللہ و غازی شیخ طریقت حضرت مولانا سید فضل واحد المعروف حاجی ترنگزئی قدس سرہ جو دو واسطہ سے شیخ الاسلام و المسلمین حضرت مولانا حافظ انور عبد الغفور عرف سوات قدس سرہ کے سلسلہ سے وابستہ تھے۔

اس کے علاوہ حضرت حاجی صاحب، شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب عثمانی دیوبندی خلیفہ شیخ المشائخ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہما کی مشہور عالم تحریک، تحریک شری رحال، کیسا تھی اور تمام زندگی انگریزوں سے جہاد میں مصروف رہے، انکی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوتے اور سلوک کے منازل طے ہونے کے بعد اجازت و خلافت سے مشرف ہوتے چونکہ حضرت حاجی صاحب کی آپ پر خاص نظر شفقت بھی آپکی موجودگی میں کسی دوسرے عالم کو وعظ کہنے کی اجازت نہیں تھی۔ صرف حضرت مولانا عبد الدیان صاحب جہاد کے موضوع پر تقریر فرماتے حضرت حاجی صاحب بہت پسند فرماتے اور خوش ہوتے رہتے۔

آپ کا حلقہ بہت وسیع تھا خاص طور پر بنگلہ دیش خصوصاً ڈھاکہ۔ زرائن گنج و منشی گنج وغیرہ میں اصلاح ظاہری و باطنی کے لئے وہ علاقے مریون منت ہیں۔ آپ نے کم و بیش ۲۵ سال محض لوجہ اللہ درس و تدریس اور فتویٰ جیسے ضروریات دینی دینی خدمت انجام فرماتے رہے۔ حضرت مولانا نصیر الدین محدث غورخشتی فرماتے تھے کہ جب تک مولانا عبد الدیان گھر پر ہوتے ہیں بالکل بے فکر ہوتا ہوں کیوں کہ آپ کے فتوے پر مجھے پورا اعتماد ہے۔

حضرت مولانا عبد الحنان صاحب جامعہ انوریہ اوکاڑہ کے مہتمم اور حضرت امام المحدثین علامہ سید محمد انور شاہ صاحب شبیری کے فخر روزگار شاگرد ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کے وصال پر اگر کہوں کہ علاقہ عظیم ہو گیا ہے تو یہ کوئی مبالغہ نہیں کہ اسی جامع الصفات شخصیت علمائے خلاق علاقہ میں مجھے اور کوئی نظر نہیں آتی۔ مدت العمر مجاہدین آزادی کے دوش بدوش مصروف جہاد رہے جمعیتہ علماء اسلام سے وابستہ تعلق تھا۔ غرضیکہ آپ جامع کمالات تھے ساری زندگی اتباع سنت میں گزارتے ہوئے آخر بروز پیر ۱۳۹۱ھ ۵ اپریل ۱۹۷۱ء کو بعمر ۷۰ سال وصال فرمایا۔ مزار مبارک قبرستان میں ہے موضع دامان ضلع الہک (کمیلپور)۔

آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا ظہور الحق صاحب مدظلہ جامعہ مدنیہ کریم پور لاہور کے مدرس ہیں۔ ۲۔ حضرت مولانا حافظ نور الحق صاحب مدظلہ فاضل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ ننک۔ گھر میں ہی مطلب فرماتے ہیں۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

حضرت مولانا قاضی نصر اللہ جان پشاورمی | آپ دمی خیل یوسف قبیلے کے چشم و چراغ ہیں شجرہ نسب

یہ ہے۔ قاضی نصر اللہ جان بن قادر غلام قادر بن قاضی

محمد حسن بن قاضی محمد اکبر بن قاضی محمد غوث بن ترکمان اخوند بن تلج خان مدت دمی خیل یوسف زئی۔

آپ پشاور کے مشہور خاندان سے ہیں شیخ الاسلام حضرت مولانا اخوند عبد الغفور صاحب عرف سید و بابا

قدس سرہ کے فیض یافتہ اور خلیفہ تھے۔

ولادت باسعادت ۱۹۱۰ء کو حضرت مولانا امین

حضرت مولانا محمد شعیب صاحب مدظلہ

صاحب کے ہاں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے

حاصل کی۔ مزید تعلیم کیلئے موضع گٹ پیچا۔ سوات کے ایک بڑے عالم باعمل کی خدمت میں حاضر رہ کر

استفادہ فرمایا۔ پھر شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غور غشتی سے سند حدیث حاصل کی اور

مزید استفادہ کیلئے حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی مدظلہ کی خدمت میں کوئٹہ اکیڈمی میں حاضر ہوئے۔

۱۳۸۲ھ ۱۹۶۲ء میں وطن واپس آکر گھر ہی میں والد بزرگوار کیساتھ درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔

اسکے بعد لونڈی خور ۱۳۵۷ھ ۱۹۳۸ء میں مصروف درس رہے ۱۳۴۹ھ ۱۹۲۹ء میں مجاہدانہ زندگی

اختیار فرمائی۔ تحریک آزادی ہند اور بعدہ کانگریس میں ۱۳۵۵ھ ۱۹۳۶ء تک ۱۳۵۵ھ ۱۹۳۶ء میں جمعیتہ علمائے ہند

شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہ کی تحریک میں شامل ہوئے۔ آپ حضرت حاجی ترنگ زئی قدس سرہ کے خاص

لوگوں میں سے تھے اور ۱۳۵۸ھ ۱۹۳۸ء میں تحریک پاکستان میں شامل ہو گئے اور کارہائے نمایاں ادا کئے۔

۱۳۹۲ھ اگست ۱۹۷۲ء میں آپ کی عمر ۶۵ سال تھی۔ آپ کے ایک بھائی حضرت مولانا امداد اللہ صاحب ہیں اپنے والد

بزرگوار اور برادر حضرت مولانا محمد شعیب مدظلہ کے تلامذہ سے ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی سے غشتی فاضل کیا ۱۳۴۸ھ ۱۹۲۸ء

سے اب تک برادر کی مصیبت میں ملک و ملت اور دینی و سماجی تحریکوں میں شامل رہ کر خدمت کرتے رہے ہیں۔ تحریک

احرار شہید گنج لاہور اور تحریک قادیانی میں بھرپور حصہ لیا اور جیل کی صعوبتیں اٹھائیں آپ ہفت روزہ قیامت میں

بصیرت افروز مقالے لکھ کر مسلمانان سرحد کی پہنائی فرماتے ہیں۔ اس وقت ۵۰ سال کی عمر ہوگی۔ بارک اللہ

تعالیٰ۔

مولانا علامہ مفتی عظیم اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت باسعادت حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ ولد حضرت حافظ کریم ولد حافظ معز اللہ رحمہم اللہ کے ہاں موضع ارٹھریا

تحصیل نوشہرہ میں ہوئی۔ آپ قرشی الاصل ہیں آپکا خاندان مفتیوں کے نام سے مشہور ہے والد بزرگوار جد امجد پر داد اسب صاحب درس و تدریس بزرگ تھے آپکے اساتذہ میں والد بزرگوار کے علاوہ حضرت سرسید مولانا صاحب حضرت مولانا لالہ صاحب المعروف صوفی مولانا۔ اصولی مولانا ہزارخوانی شیخ الحدیث مولانا نصیر احمد صاحب قصہ خوانی پشاور رحمہم اللہ جیسے حضرات شامل ہیں۔ پچیس سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے اور پچاس سال تک درس و تدریس میں مصروف رہے جامع مسجد پل پختہ (مسجد قاضی بڑھنی) میں خطیب امام رہے۔ شیخ الاسلام و المسلمین حضرت انوند مولانا عبد الغفور صاحب سوات سے بیعت ہو کر علوم ظاہری و باطنی سے فیضیاب ہوئے حضرت پیر مانگی شریف کی بڑی نظر شفقت تھی پچاسی سال کی عمر ۱۳۷۰ھ ۱۹۳۰ء کو وصال فرمایا۔ آپکے دو فرزند تھے حضرت مولانا مفتی عبد صاحب مدرس و خطیب مسجد قاضی بڑھنی پل پختہ پشاور۔ ۲ حضرت مولانا مفتی محمد سعید صاحب درس و تدریس اپنی زمیندار میں مشغول رہتے ہیں۔

حضرت مولانا عبد المنان صاحب دہلوی آپ حضرت مولانا عبد السبحان صاحب میواتی کے فرزند ارجمند تھے مولانا عبد السبحان صاحب میوات کے رہنے والے تھے

جو دہلی سے جنوب کی طرف ایک بہت بڑا وسیع علاقہ ہے وہاں میو قوم بستی ہے جو راجپوت خاندان سے تعلق رکھتی ہے مولانا عبد السبحان صاحب حضرت مولانا محمد صاحب (م ۱۳۳۶ھ ۱۹۱۷ء ربیع الثانی شب جمعہ) فرزند ارجمند مولانا حافظ محمد عمیل صاحب بن حضرت مولانا شیخ غلام حسین رحمتی بھٹائی شہر کاندھلوی کے خاص شاگرد اور تربیت یافتہ و متبع علیہ تھے مولانا عبد السبحان صاحب شیخ الوقت شیخ الحدیث مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمتی مولانا محمد کچی صاحب کاندھلوی اور مولانا محمد الیاس صاحب بانی تحریک عالمگیر تبلیغی جماعت وغیرہ حضرات کیساتھ بہت گہرے تعلقات تھے مولانا عبد السبحان صاحب نے قرون باغ دہلی میں ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی جس سے بکثرت میواتی طلبہ عالم اور فارغ التحصیل ہو کر نکلے میوات میں علم کی اشاعت میں اور تبلیغی جماعتوں کی نقل و حرکت میں آپکا بڑا دخل ہے بعد میں محلہ قصاب میں منتقل ہو گئے تھے۔ حضرت مولانا عبد المنان رحمتی کی ولادت ۴۰ یا ۴۱ھ ۱۳۲۰ء یا ۱۹۲۱ء کو ہوئی حفظ



قرآن اور ابتدائی تعلیم فارسی عربی والد بزرگوار سے ہی پڑھی اسکے بعد مختلف مدارس عربیہ میں تعلیم حاصل کی تے رہے۔  
 تعلیم ہی کے سلسلہ میں ۵۲ یا ۵۳ھ یا ۴۲ یا ۴۳ھ میں مدرسہ عزیز جامع مسجد بھیرہ میں رہے اور میانوالی شہر میں  
 تعلیمی سلسلہ میں حاضر ہوئے۔ بہر حال آپ مدرسہ امینیہ دہلی سے فارغ التحصیل تھے اللہ تعالیٰ نے ذہن و حافظہ بہت  
 اچھا عنایت فرمایا تھا علم میں کمال حاصل کیا جب سے ہوش سنبھالا تو بھنجانہ اور کاندھلہ کے مشہور عالم باعمل  
 اور مشائخ وقت کے گھرانہ سے گہرے تعلقات تھے۔ روحانی و باطنی تعلیم کیلئے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا  
 صاحب مدظلہ سے معیت ہوئے۔ اور انہی کی وساطت سے قطب الارشاد، قطب العالم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر  
 راپوری قدس سرہ کی خدمت اقدس میں حاضری نصیب ہوئی۔ ۱۹۴۲ء میں کئی کئی ماہ حاضر رہتے ذکر واذکار عبادت  
 و ریاضت میں مشغول رہتے یہ تعلق عشق میں تبدیل ہو گیا حضرت نے کمال شفقت سے اجازت و خلافت سے  
 نوازا۔ آپ کی وفات حسرت آیات پر حضرت علامہ محمد یوسف بنوری خلیفہ حضرت تھانوی علیہما الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں  
 ”حضرت مولانا عبدالمنان صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سرایا اخلاص اور سرایا سوز و گداز تھے جید عالم اور عربی اور اردو کے  
 بیشل فطری شاعر تھے عربی شعر گوئی میں اس دور میں متحدہ ہندوستان میں انکی نظیر نہیں تھی اشعار میں روانی زبان دانی  
 اسلامی قدیم دور کے شعراء کی یاد تازہ کرتی تھی حافظہ بیحد پل تھا جو قصیدہ لکھا سالہا سال تک یاد رہتا تھا سنانے کا  
 طرز بھی بیحد پل تھا جس وقت شعر سنانے بیٹھتے ایک ایسا وجد و بے حدی طاری ہوتی تھی کہ سرایا جذب و سرایا وجد  
 بن جاتے تھے سوز و گداز کے باوجود باغ و بہار تھے انکی مجلس عجیب پر لطف ہوتی تھی بزرگوں سے عقیدت بزرگوں کی  
 خدمت اور بزرگوں کی دعاؤں کی برکت نے انکی ساخت کو عجیب بنا دیا تھا۔ آگے تحریر فرماتے ہیں۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر رویا کرتے  
 تھے آخر عمر تک ذکر باجگر کا دریا بندی سے کیا کرتے تھے ذکر کرتے وقت انکی دردناک آواز اندرونی سوز و گداز کی غازی  
 کرتی تھی۔ آپ کے فرزند مولانا فضل الرحمن سلمہ الرحمن دہلی سے لکھتے ہیں۔ ”وفات سے کچھ ماہ قبل اپنی وفات کا احساس ہو گیا تھا  
 بار بار اظہار فرماتے کہ تین حج کی دعا کی تھی وہ قبول ہو گئی اب سفر آخرت قریب ہے آپ بوقت نماز مغرب شب بدھ ۲۴  
 ذی الحجہ ۱۳۹۳ھ ۲۲ جنوری ۱۹۷۴ء کو وصال پائی ہوئے مزار دہلی میں ہے۔ از ماہنامہ بنیات صفر ۹۴ھ مارچ ۱۹۷۴ء وازمرا  
 مولانا فضل الرحمن دہلوی سلمہ۔۔۔ باقی خلفاء حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نزد احمد پور شرقیہ۔ ۲

حضرت مولانا عبد الستار صاحب چٹمل پور ضلع سہان پور۔ حضرت مولانا زاہد حسن صاحب ضلع سہان پور۔

تمت بالمشیر

تذکرہ قادریہ مجددیہ غفورۃ

۱۹۷

# احوال العارفين

قطب الاولیاء غازی اسلام حضرت اخوند عبد الغفور صاحب قید سرہ (۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۷ء)  
ان کے مشارح عظام اور خلفاء کرام کا ایسا ان افروز تذکرہ  
ڈیڑھ سو سے زائد بزرگان دین کے حالات و کمالات کا مجموعہ

مؤلفہ

جناب حافظ غلام فرید صاحب

نذیر سنز پبلشرز

۴۰ سٹریٹ، اردو بازار ○ لاہور